قرآنی نظریات علم و تعلیم

ابو صباح صلاح الدین

Marfat.com

دسمبر ۱۹۹۵ء مطابق رجب المرجب ۱۴۱۶ھ

جملہ حقوق بمعہ حقوق ترجمہ بحق مصنف/مولف دائمی طور پر محفوظ ہیں

۲۹۷۶۱۰۷
۳۷۲۵۱
DATA ENTERED

نام کتاب ـــــــ قرآنی نظریات علم و تعلیم

مولف/مصنف ـــــــ ابوصباح صلاح الدین

تاریخ اشاعت ـــــــ ستمبر ۱۹۹۶ء

طابع ـــــــ فیض الاسلام پرنٹنگ پریس ٹرنک بازار، راولپنڈی

تعداد ـــــــ ایک ہزار

ناشر ـــــــ صدیقی سنٹر ۔ پروپرائٹر ابوصباح صلاح الدین

ـــــــ دار الصدق سٹریٹ ۲۰۔ G8/1 ۷۹، اسلام آباد

تقسیم کنندگان ـــــــ زید احمد صدیقی ۔ سٹریٹ ۲۰۔ G8/1 ۷۹، اسلام آباد

ـــــــ انجمن فیض الاسلام ٹرنک بازار، راولپنڈی

ـــــــ پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن

ـــــــ جناح بکڈپو ۔ اردو بازار راولپنڈی

قیمت ـــــــ جلد اول (غیر مجلد) ـــــــ ۲۲۵/- روپے

ـــــــ جلد دوم " "

ـــــــ جلد اول و دوم مجلد ـــــــ ۴۵۰/- روپے

I.S.B.N 969-8307-01-X

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

صد شکر اس ذات بے ہمتا کے لئے جس نے انسانوں کی راہنمائی کے لئے قرآن پاک ایسی محکم کتاب نازل فرمائی جو طالبان حق کے لئے ہدایت و رحمت ہے اور جس نے دنیاوی و اخروی کامیابی اور ترقی کے لئے انسان کو علم ایسی بے زوال دولت سے نوازا اور صلوۃ وسلام ہو ہمارے آقا و سردار حبیب خدا خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو رحمتہ اللعالمین ہیں اور آپ کے تمام آل و ازواج و اصحاب پر جو آپ کی سنت کے متبع تھے اور اللہ کی رحمت قیامت تک نازل ہوتی رہے ان تمام لوگوں پر جو حسن عمل اور اخلاص کے ساتھ ان کی روش پر چلتے رہے ہیں۔

Marfat.com

انتساب

ہادی جن و انس، محسن انسانیت سردار شرق و غرب، سرتاج انبیاء، محبوب کبریا، واقف اسرار کائنات، صاحب لولاک، ساقی کوثر و شافع محشر رحمت اللعالمین خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک بے مایہ حقیر و پر تقصیر انسان کا حقیر ہدیہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

Marfat.com

مقاصد تالیف

۱۔ اس کتاب کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ تعلیم ایسے اہم اور بنیادی شعبہ زندگی میں غیروں کی نقالی کرنے کی بجائے ہم قرآن پاک کے ارشادات سے رہنمائی حاصل کریں۔ اور فروغ تعلیم کے وہی طریقے اپنائیں جن کا حکم/ ذکر/ اشارہ قرآن پاک میں موجود ہے یا جس پر رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس عمل پیرا ہوئے یا وہ امور اور طریقے جو روح اسلام کے منافی یا قرآن کے اوامر و نواہی کے خلاف نہ ہوں

۲۔ قرآن پاک سے معروضی انداز میں ایک مکمل نظریہ حاصل کیا جائے جس میں غیراز قرآن کسی نظریہ تعلیم کی نہ ہی وکالت کی جائے اور نہ ہی کسی نظریہ سے اثر قبول کیا جائے یعنی یہ کہ نظریہ تعلیم خالصتا قرآن سے اخذ کیا جائے۔

۳۔ علم، تعلیم کے طریقے اور نصاب تعلیم جامد نہیں بلکہ متحرک ہیں ہر آن علم کی حدود میں اضافہ ہو رہا ہے بہتر سے بہتر سمعی و بصری اعانات اور ذرائع ابلاغ مہیا ہونے کے سبب اور ملکی اور قومی ضروریات کے تحت نصاب تعلیم اور طریقہ تعلیم کو بھی ضروریات زمانہ کے تحت تبدیل ہوتے رہنا چاہئے تعلیمی امور میں جمود کی کیفیت رفع کر کے اسے ترقی پسند خطوط پر استوار کرنے کی یہ ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔

۴۔ مسلم امہ جو سات سو سال کے طویل عرصہ تک علم کے میدان میں قوموں کی امامت کرتی رہی ہے اسی میدان میں آج اقوام عالم میں وہ پستی کی انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ یہ سب کچھ قرآن کے اوامر و نواہی کو مسلسل نظرانداز کرنے کا نتیجہ ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ امہ کو اس کی لغزشوں، کوتاہیوں اور غفلت سے آگاہ کیا جائے اور اس کو خواب خرگوش سے بیدار کیا جائے تاکہ وہ علم کے میدان میں ترقی کی راہ گامزن ہو سکے

۵۔ کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق (فعل) اور قرآن اسکا کلام (قول) ہے خالق کائنات کے قول و فعل میں تضاد و ناممکن ہے پس لوگوں پر واضح کیا جائے کہ قیامت تک کوئی سائنسی انکشاف یا حقیقت ثابتہ کا قرآن کے فرمودات سے ٹکرانا ناممکن ہے باطل کسی

بھی سمت سے قرآن پر کاری حملہ نہیں کر سکتا۔

٦۔ یہ امر ثابت کیا جائے کہ تعلیم کا عمل ازلی و ابدی ہے تمام مخلوقات اور پوری کائنات پر محیط ہے جگہ اور وقت کی قید سے آزاد ہے اور خالق کائنات اپنی تمام مخلوقات کا معلم اعلیٰ و اول ہے۔

٧۔ یہ کہ تعلیم صرف چند مخصوص علوم تک محدود نہیں بلکہ وہ انسانی زندگی کے ہر گوشے اور ہر شعبہ کا احاطہ کرتی ہے اور اس کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جس کے لئے قران راہ عمل تعین نہ کرتا ہو۔

٨۔ اقوام عالم کو یہ بات واضح کیا جائے کہ قرآن کے فرمودات فرسودہ نہیں بلکہ ہر زمانے اور ہر قسم کے حالات میں زندگی سے متعلقہ تمام امور میں بہترین راہ عمل متعین کرتے ہیں۔ اور یہ کہ قرآن پاک تمام مفید انسانیت علوم کا جامع ہے۔

٩۔ اس تحقیق کے ذریعہ ثابت کیا جائے کہ دین اسلام امن سلامتی معاشرتی انصاف آزادی رائے و عمل عدل احسان رواداری اور عالمی بھائی چارے کا دین ہے حقوق انسانی کا علمبردار اور امن کا پیامبر ہے دنیا کا کوئی اور دین ان امور میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

١٠۔ زندگی بالخصوص علم کے کسی ایک شعبہ سے متعلق آیات قرآنی کو یکجا کر کے اکٹھا پیش کیا جائے تاکہ قاری کے سامنے زیر غور مسئلے کے تمام پہلو کھل کر بیک وقت سامنے آ جائیں اور ان پر عملدر آمد آسان ہو جائے۔

کتاب کے مخاطب

زیر نظر تالیف "قرآنی نظریات علم و تعلیم" بنیادی طور پر ان لوگوں کے لئے ہے جو کہ

١۔ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ وسیع کائنات از خود وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کو تخلیق کرنے والی کوئی ہمہ مقتدر باختیار' ہمہ عقل ایسی واحد ہستی ہے جو نہ صرف اس کارخانہ قدرت کی خالق و مالک ہے بلکہ جو لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کے مانند اس وسیع و عریض کائنات کے تمام اجزا پر کامل قدرت و اختیار رکھتی ہے اور اس کو کمال فراست و تدبر کے ساتھ چلا رہی ہے۔

٢۔ کسی تعصب کا شکار ہوئے بغیر انسانی عقل، فہم و فراست پر یقین رکھتے ہیں اور

Marfat.com

اقوام عالم میں برابری کی بنیاد پر باہمی میل جول، محبت و اخوت کے رشتے استوار کرنا چاہتے ہیں۔

۳۔ خالق کائنات کا اپنی مخلوقات پر حق اقتدار تسلیم کرتے ہوئے اس امر کے قائل ہیں کہ وہ (خالق کائنات) ہستی انسانیت کی فلاح و بہبود اور ان کو راہ راست پر لانے کے لئے زمانہ، رنگ، علاقہ اور نسل کی کسی تفریق کے بغیر ہر زمانے اور ہر علاقے میں اپنے نمائندہ اشخاص (رسول، نبی، پیغمبر کو) اپنی ہدایت کے ساتھ بھیجتا رہا ہے۔

۴۔ جس ہستی نے یہ کائنات تخلیق کی ہے وہ ہی اس کے خاتمہ اور جزا و سزا کا حق اختیار اور قدرت بھی رکھتا ہے۔

مذہب و قومیت کی تفریق کے بغیر جو شخص بھی مندرجہ بالا چار امور پر یقین رکھتا اور ان کو درست سمجھتا ہے وہ اس کتاب سے استفادہ کر سکتا ہے۔

یہ کتاب "قرآنی نظریات علم و تعلیم" تمام تر قرآن پاک جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ آخری الہامی کتاب ہے۔ میں بیان کردہ حقائق، نظریات، واقعات، اخلاقیات، پیشن گوئیوں، ترغیبات و تنبیہات اور نسل انسانی کو دی گئی ہدایات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اپنے یا کسی دوسرے شخص/اشخاص کے نظریات پیش کرنے یا ان کی وکالت کرنے کی بجائے راقم نے جملہ امور پر قرآنی نقطہ نظر پیش کرنے کی جسارت کی ہے۔ قرآن پاک خالق کائنات عالم کل و جز کا نازل کردہ ایسا کلام ہے جو ہر قسم کے تصرفات اور اغلاط سے پاک ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے جملہ امور پر لوگوں کے واسطے قیامت تک کے لئے راہنمائی موجود ہے۔ یہ چھوٹے بڑے تمام مضامین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ انسانی زندگی پر اثرانداز ہونے والا کوئی گوشہ یا پہلو ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں ہدایات اس کتاب (قرآن) میں نہ ملتی ہوں۔ تعلیم و تربیت انسانی زندگی کا اہم ترین پہلو ہے جسے کوئی بھی انسانی معاشرہ/گروہ نظرانداز نہیں کر سکتا۔ پس اس بارے میں بھی قرآن پاک میں واضح ہدایات موجود ہیں۔

Marfat.com

بارھواں باب

ابلاغ/اشاعت/ترویج علوم

(۴۱-۱۷)

نمبر شمار	مضامین	حوالہ جات	صفحات
۱	ابلاغ/تبلیغ/تذکیر/انذار	۳۶/۳۴	۱۸
۲	تبلیغ میں نرمی	۴/۴	۲۲
۳	مقناطیسی فیتے	۲/۲	۲۴
۴	اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا	۲/۳	۲۶
۵	رجوع الی اللہ	۱/۱	۲۶
۶	کثیر تعداد میں قبول حق	۱/۱	۲۶
۷	اجتماع عوام	۱/۱	۲۷
۸	نیکی کی پرچارک جماعت	۲/۲	۲۷
۹	ہم زبانی	۴/۸	۲۸
۱۰	امن/سلامتی	۶/۷	۲۹
۱۱	مباہلہ	۱/۲	۳۱
۱۲	علمی جہاد	۱/۲	۳۲
۱۳	نسبی وگروہی تعلق	۱/۱	۳۲
۱۴	نیکی کے کاموں میں تعاون	۱/۱	۳۳
۱۵	اعلانیہ دعوت حق	۲/۲	۳۳
۱۶	آزادی فکر و مذہب	۲/۲	۳۴
۱۷	مساجد	۱/۱	۳۵
۱۸	کلچر/تہذیب/ثقافت کی یکسانی	۱/۱	۳۶
۱۹	دعوت حق علی وجہ البصیرت	۲/۲	۳۷
۲۰	مال غنیمت	۲/۲	۳۸
۲۱	ہجرت	۳/۹	۳۹
۲۲	قدر مشترک کی دعوت	۲/۲	۴۰
	میزان حوالہ جات	۶۶/۸۹	

باب تیرھواں استاد کے اوصاف

(۸۹-۴۲)

نمبر شمار	مضامین	حوالہ جات	صفحات
۱	اللہ تعالیٰ بطور معلم/ہدایت دہندہ	۱۲/۲۳	۴۲
۲	اللہ کی خوشنودی/رضاجوئی	۷/۱۵	۴۵
۳	اتمام حجت/فیصلہ کن بات/ معاملات طے کرنا	۲/۳	۴۶
۴	فرمانبرداری/رضاجوئی/ اطاعت کرنا/حکم ماننا	۱/۱	۴۷
۵	نرم مزاجی	۶/۱۷	۴۷
۶	نرم گفتاری/میٹھا بول	۲/۵	۴۸
۷	رحم	۸/۱۶	۴۹
۸	جاہلوں سے اعراض	۳/۴	۵۰
۹	بردباری/سنجیدگی/صبر قوت برداشت/تحمل مزاجی	۸/۱۲	۵۱
۱۰	رعب/دبدبہ/دھاک	۵/۵	۵۲
۱۱	مستقل مزاجی/ثابت قدمی	۲/۲	۵۴
۱۲	خلوص نیت	۸/۱۷	۵۵
۱۳	معافی/درگزر/عفو/چشم پوشی	۲۹/۸۱	۵۶

Marfat.com

۱۴	عاجزی / انکساری / تواضع	۲/۳	۶۱
۱۵	معاملہ فہمی / معاملہ شناسی / بات کی تہ کو پہنچنا	۲/۲	۶۲
۱۶	غلطی کا علم ہونے پر غلطی سے اجتناب	۱/۱	۶۳
۱۷	غصہ کو پی جانا / ضبط نفس	۱/۲	۶۳
۱۸	دماغی اہلیت	۳/۵	۶۳
۱۹	مشاورت / مشورہ طلبی / رائے لینا	۱/۲	۶۴
۲۰	نگرانی / نگہبانی	۷/۷	۶۴
۲۱	وقار / متانت / توقیر	۲/۲	۶۶
۲۲	طمانیت / سکینت / اطمینان قلب / دلجمی	۸/۱۱	۶۷
۲۳	فصاحت و بلاغت	۳/۱۲	۶۸
۲۴	ثابت قدمی	۷/۱۰	۶۸
۲۵	خیر خواہی / خیر اندیشی بھلائی چاہنا	۶/۶	۷۰
۲۶	نصیحت	۶/۱۷	۷۱
۲۷	صلاح / مشورہ دینا / مشاورت	۳/۳	۷۲
۲۸	صاف ستھری عملی زندگی پاکیزہ زندگی	۱/۱	۷۲
۲۹	بلاخوف و خطر اعلان حق	۵/۵	۷۳
۳۰	تنقید کو نظر انداز کرنا	۱/۳	۷۳
۳۱	پست آواز / دھیمی آواز / دھیما لہجہ	۲/۲	۷۴
۳۲	متعلمین کی نقل و حرکت پر نگاہ	۱/۱	۷۵
۳۳	برائی کا مقابلہ	۱/۱	۷۵
۳۴	قول معروف / سیدھی و صاف بات	۲/۴	۷۶
۳۵	خبردار کرنا / خطرہ یا غلطی سے آگاہ کرنا	۳/۳	۷۶
۳۶	بشارت / خوشخبری دینا	۳/۵	۷۷
۳۷	طہارت / ماحولیاتی جسمانی و روحانی طبعی، قلب و نگاہ کی پاکیزگی	۱۳/۸	۷۸
۳۸	قدردان / جوہر شناس / سرپرست	۵/۵	۸۰
۳۹	متواضع / خاطر مدارات کرنے والا / آؤ بھگت کرنے والا	۲/۲	۸۱
۴۰	احسان اچھا سلوک / حسن سلوک	۱۱/۱۹	۸۱
۴۱	فیاضی / سخاوت / دریا دلی	۱/۱	۸۳
۴۲	توکل / توکل بخدا / اللہ پر بھروسہ	۹/۱۳	۸۴
۴۳	انابت الی اللہ / حق کی طرف رجوع کرنا	۱۰/۱۸	۸۵
۴۴	ڈرانا / دھمکانا / تنبیہہ کرنا	۸/۲۷	۸۷
۴۵	لغویات سے پرہیز	۶/۸	۸۸
	میزان حوالہ جات	۷۳/۱۲۳	

چودھواں باب مقاصد تعلیم (۹۰-۱۲۹)

۱	اللہ کی حاکمیت	۲۸/۷۸	۹۲
۲	اطاعت الٰہی و اطاعت رسول	۱۱/۶۷	۹۶
۳	اطاعت امیر	۱/۲	۱۰۰
۴	حب الٰہی و حب رسول	۶/۷	۱۰۰
۵	حب و احترام رسول	۶/۶	۱۰۲
۶	حصول تقویٰ و پرہیزگاری	۹/۱۵	۱۰۵

۷	تزکیہ نفس/پاکیزگی	۱۰/۱۰
۸	تسخیر ارض و سماء/تسخیر فطرت	۵/۱۱
۹	نیابت الٰہی فی الارض	۹/۱۶
۱۰	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۵/۱۳
۱۱	قومی فضیلت	۲/۳
۱۲	پابندی قانون/قانون کا احترام/پابندی شریعت	۱/۱
۱۳	رجوع الی اللہ	۵/۵
۱۴	حصول رزق کا حصول	۴/۱۱
۱۵	ارتکاز دولت سے پرہیز	۴/۴
۱۶	پرامن معاشرہ کا قیام	۴/۱۱
۱۷	انسان کے بنیادی حقوق کا احترام	۳/۴
۱۸	احترام انسانیت/تکریم انسانیت	۵/۵
	میزان حوالہ جات	۱۸۸/۳۶۹

پندرہواں باب نصاب تعلیم
(گنجینہ علوم)(۱۳۰-۲۵۲)

۱	جدید و قدیم علوم	
۲	مشمولات علم/دائرہ علوم/نصاب تعلیم/گنجینہ علوم	۱/۱
۳	دینی تعلیم	
۴	وحدانیت/ایمان باللہ	۱۲/۴۹
۵	ایمان بالرسالت/نبیوں پر ایمان	۱۰/۱۰

۱۰۸	۶	ملائکہ پر ایمان	۱۲/۵۷	۱۳۱
۱۱۰	۷	ایمان بالآخرت	۱۳/۳۲	۱۴۳
۱۱۴	۸	الہامی کتابوں پر ایمان	۹/۱۳	۱۴۵
۱۱۷	۹	نماز/صلوۃ	۱۶/۳۵	۱۴۹
۱۱۹	۱۰	قرآن کی تعلیم	۸/۸	۱۵۲
۱۲۰	۱۱	فقہ	۱/۱	۱۵۷
	۱۲	راستوں پہاڑوں دریاؤں میدانوں کا علم	۳/۴	۱۵۸
۱۲۱	۱۳	زمین و آسمان، جملہ اشیاء کی تسخیر کا علم	۲/۳	۱۵۹
۱۲۲	۱۴	پہاڑوں اور زمین کی بناوٹ کا علم	۴/۴	۱۶۱
۱۲۳	۱۵	آسمان کی بناوٹ/پیدائش کا علم	۲/۳	۱۶۲
۱۲۴	۱۶	انسان کی بناوٹ/پیدائش کا علم	۸/۸	۱۶۲
۱۲۶	۱۷	انسانی حیوانی پیدائش کا علم	۲/۲	۱۶۵
۱۲۷	۱۸	آسمان اور جملہ زمینی اشیاء کا پیدائش کا علم	۲/۲	۱۶۶
	۱۹	خلق کی ابتداء (حیاتیات)	۳/۳	۱۶۷
	۲۰	کتاب نبوت اور قوت فیصلہ کا علم (حکمت)	۵/۵	۱۶۸
۱۳۰	۲۱	زبانوں کی تعلیم	۱/۱	۱۶۹
۱۳۱	۲۲	انسانی نشوونما کا علم	۱/۱	۱۷۰
۱۳۲	۲۳	باغات/پھلوں کا محفوظ کرنا/تیل کی صنعت	۲/۲	۱۷۰
۱۳۴	۲۴	کاشت کاری	۴/۴	۱۷۱
۱۳۸	۲۵	اشیاء خوردونوش کا علم	۲/۲	۱۷۳

Marfat.com

۲۶	تجارت	۵/۷	۱۷۴	۴۶	قیام عدل	۳/۸	۲۲۳
۲۷	کائناتی سفر	۱/۱	۱۷۶	۴۶	اصلاح معاشرہ	۲/۴	۲۲۴
۲۸	سیاحت	۳/۳	۱۷۹	۴۶	قصاص	۱/۳	۲۲۴
۲۹	زمین پر آبادیاں	۲/۲	۱۷۹	۴۶	زنا/ فاشی	۷/۱۰	۲۲۵
۳۰	علم جغرافیہ	۵/۵	۱۸۰	۴۷	اصلاحی/ تبلیغی/ سیاسی	۲۱۲	۲۲۷
۳۱	علم نباتات	۱/۱	۱۸۱		جماعتوں کا قیام		
۳۲	علم الحیوانات	۷/۷	۱۸۲	۴۸	علم سیاست	۴/۴	۲۲۸
۳۳	علم بحریات و غوطہ خوری	۴/۴	۱۸۴	۴۸	سفارت کاری	۳/۷	۲۲۹
۳۴	کشتی سازی و کشتی رانی،	۳/۳	۱۸۵	۴۹	علم الاغذیہ	۱۲/۳۱	۲۳۰
	جہاز سازی و جہاز رانی			۴۹	عمرانیات، علم تمدن	۱۲/۳۱	۲۳۳
۳۵	اشیاء کے نام و اوصاف کا علم	۱/۱	۱۸۶	۵۰	آنکھوں کی روحانی جسمانی خوبیوں	۶/۷	۲۳۸
۳۶	اجرام فلکی کی پیدائش کا علم	۲/۲	۱۸۷		اور خامیوں کا علم		
۳۷	روح	۱/۲	۱۸۸	۵۱	علم طبیعات	۳/۴	۲۳۹
۳۸	فلسفہ حیات/ حیات بعد الموت	۱۵/۱۷	۱۸۹	۵۲	علم النفس	۷/۱۱	۲۴۰
	فلسفہ زمان و مکان			۵۳	جہاد/ مجاہدہ	۴/۴	۲۴۲
۳۹	عالمی تاریخ	۱۳/۱۷	۱۹۷	۵۴	قرآن کی تعلیم	۹/۱۱	۲۴۵
۴۰	بین الاقوامی تعلقات	۶/۶	۲۰۱	۵۵	سیرت النبی/ اسوۂ حسنہ/ مناقب رسول	۳۵/۹۸	
۴۱	شیاطین کو مسخر کرنے کا علم	۱/۱	۲۰۴				۲۴۷
۴۲	شعراء و شاعری	۴/۴	۲۰۴		میزان حوالہ جات	۳۷۸/۷۳۳	
۴۳	علم ریاضی	۲۲/۱۵۲	۲۰۶				
۴۴	علم فلکیات	۷/۱۹	۲۱۰		**سولھواں باب**		
۴۵	علم آثار قدیمہ	۶/۱۶	۲۱۲		**طرق ہائے تدریس (۲۸۳-۲۵۳)**		
۴۶	علم الریاست/ ملک/ سلطنت	۳۷/۸۰	۲۱۴	۱	تعلیم کے میدان میں طرق تدریس کی اہمیت		۲۵۳

Marfat.com

۲	عملی تجربہ	۲/۴	۲۵۴
۳	آسان کتب میں آسان زبان	۱/۱	۲۵۵
۴	مناسب طلب/ آمادگی کا ہونا	۱/۱	۲۵۵
۵	مہلت عمل	۱/۱	۲۵۶
۶	شرکت عمل	۱/۱	۲۵۷
۷	باہمی امداد	۱/۱	۲۵۷
۸	واضح کلام	۱/۱	۲۵۸
۹	توجہ انہماک	۱/۱	۲۵۸
۱۰	رازداری	۱/۱	۲۵۸
۱۱	بحث میں شائستگی	۱/۱	۲۵۹
۱۲	دلیل	۸/۱۹	۲۵۹
۱۳	مشورہ/ رائے طلبی	۳/۳	۲۶۲
۱۴	سوال جواب/ گفتگو	۵/۱۲	۲۶۳
۱۵	سرگزشت واقعاتی بیان	۵/۱۰	۲۶۴
۱۶	تمثیل/ امثال	۱۳/۱۳	۲۶۹
۱۷	انذار/ ڈرانا/ آگاہ کرنا/ انتباہ	۷/۲۶	۲۷۲
۱۸	تدبیر	۱/۳	۲۷۴
۱۹	تدریج	۱/۳	۲۷۴
۲۰	مقابلہ	۱/۱	۲۷۵
۲۱	علم کی تشریح و وضاحت	۸/۸	۲۷۵
۲۲	قسم/ گواہی	۲/۱۳	۲۷۷
۲۳	غیر ضروری سوالات سے پرہیز	۱/۱	۲۷۸
۲۴	ہم زبانی	۲/۴	۲۷۹
۲۵	چیلنج	۲/۲	۲۸۰
۲۶	عمل کا بدلہ	۱/۲	۲۸۰
۲۷	مددگار/ معاون	۱/۱	۲۸۱
۲۸	فرمانبرداری/ تابعداری	۱/۱	۲۸۲
۲۹	عمل کی ذمہ داری	۱/۱	۲۸۲
۳۰	تاکید	۱/۱	۲۸۲
۳۱	سن گن لینا	۱/۱	۲۸۳
	میزان حوالہ جات	۷۶/۱۳۵	
	پڑھنا/ سننا/ لکھنا	۵۶۴/۵۶۳	

ستر ہواں باب

فلسفہ جزاو سزا (۳۶۲-۳۸۴)

جزا

۱	انبیائے کرام کو جزا/ انعامات	۱۲/۱۲	۲۸۶
۲	تقویٰ پرہیزگاری کا انعام	۲/۲	۲۸۹
۳	نیکوکاروں کو انعامات	۵/۱۲	۲۸۹
۴	مومنوں کو انعامات	۲/۲	۲۹۰
۵	خطائیگی حکومت کا انعام	۸/۱۰	۲۹۱
۶	نیک اولاد کا انعام	۱/۴	۲۹۳
۷	خطائیگی نبوت کا انعام	۴/۴	۲۹۳
۸	فضیلت و خصوصی علوم کا انعام	۳/۴	۲۹۴
۹	پیشوائی عالم کا انعام	۳/۳	۲۹۵
۱۰	جہاد کا انعام	۲/۲	۲۹۵

Marfat.com

۱۱	ہجرت کا انعام	۲/۲	۲۹۵
۱۲	مومنوں کے لئے جنت کا انعام	۵/۲۲	۲۹۶
۱۳	مومنوں کو مغفرت اور عزت کی روزی کا انعام	۱/۱	۲۹۷
۱۴	رسولوں کو مصیبت سے نجات بطور انعام	۱/۷	۲۹۷
۱۵	مقرب بندوں کو کرب عظیم سے نجات کا انعام	۱/۴	۲۹۷
۱۶	بے حساب اجر کا انعام	۱/۴	۲۹۸
۱۷	جنتی حوریں و دیگر نعائم	۱/۳	۲۹۸
۱۸	بہترین اجر	۱/۷	۲۹۸
۱۹	بنی اسرائیل کو دیئے گئے انعامات	۴/۴	۲۹۹
۲۰	مغفرت اور اجر عظیم کا انعام	۲/۲	۲۹۹
۲۱	اللہ کی رضا کا انعام	۱/۱	۳۰۰
۲۲	کتاب حکمت و حکومت کا انعام	۱/۱	۳۰۰
۲۳	فرمانبرداروں کے لئے جنت اور گناہوں سے معافی کا انعام	۱/۱	۳۰۰
۲۴	نمایاں کامیابی بطور انعام	۱/۱	۳۰۰

سزا

۱	کفر / دہریت اور الحاد کی سزا	۱۰/۲۰	۳۰۱
۲	کافروں کو دوست رکھنے کی سزا	۷/۸۰	۳۰۳
۳	شرک کی سزا	۵/۹	۳۱۱
۴	ظلم کی سزا	۵۰/۵۲	۳۱۳
۵	منافق کی سزا	۱۳/۱۶	۳۲۲
۶	منافقت کی سزا	۳/۳	۳۲۶
۷	نبیوں کی تکذیب کی سزا	۳۰/۵۲	۳۲۷
۸	شیطان کی پیروی کی سزا	۴/۴	۳۳۳
۹	بدی کے کاموں میں تعاون کی سزا	۵/۵	۳۳۴
۱۰	اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی سزا	۱/۱	۳۳۵
۱۱	فسق / نافرمانی کی سزا	۱۲/۱۳	۳۳۶
۱۲	تکبر / خود پسندی / بڑائی / گھمنڈ کی سزا	۱۰/۲۳	۳۳۸
۱۳	بخل / کنجوسی کی سزا	۷/۱۲	۳۴۱
۱۴	بدکاری / زنا / لواطت کی سزا	۸/۱۳	۳۴۳
۱۵	اللہ سے پختہ وعدہ / عہد توڑنے کی سزا	۳/۳	۳۴۵
۱۶	کفران نعمت / ناشکری کی سزا	۳/۳	۳۴۵
۱۷	سود خوری کی سزا	۳/۳	۳۴۶
۱۱۴	طعنہ زنی / غیبت کی سزا	۲/۲	۳۴۷
۱۱۵	بزدلی / ڈر / خوف کی سزا	۲/۲	۳۴۷
۱۱۶	تضحیک / مذاق اڑانے کی سزا	۱/۲	۳۴۸
۱۱۷	جھوٹے وقار کی سزا	۱/۱	۳۴۹
۱۸	چوری کی سزا	۱/۲	۳۴۹
۱۹	ڈکیتی کی سزا	۱/۱	۳۴۹
۲۰	قذف / زنا کی تہمت کی سزا	۱/۱	۳۵۱
۲۱	مسلمان کے بے گناہ عمداً یا سہواً قتل کی سزا	۲/۲	۳۵۰

Marfat.com

۲۲	اللہ اور رسول کی نافرمانی کی سزا	۶/۶	۳۵۰
۲۳	اللہ اور رسول کے مقابلہ پر آنا سرکشی کی سزا	۲/۳	۳۵۱
۲۴	اللہ پر جھوٹ گھڑنے کی سزا	۱/۳	۳۵۱
۲۵	الہامی کتابوں کو جھٹلانے شک کرنے کی سزا	۱/۲	۳۵۱
۲۶	آیات اللہ کا مذاق اڑانے کی سزا	۱/۷	۳۵۲
۲۷	آیات اللہ کو جھٹلانے کی سزا	۱/۲۹	۳۵۲
۲۸	رسولوں کا مذاق اڑانے کی سزا	۲/۹	۳۵۳
۲۹	الہامی کتب کی ہدایات کو چھپانے کی سزا	۱/۴	۳۵۳
۳۰	شریعت میں ردوبدل کی سزا	۱/۱	۳۵۳
۳۱	کھلی نشانیوں کی جھٹلانے کی سزا	۱/۲	۳۵۴
۳۲	ظالم بستیوں کی سزا ۱/۳		۳۵۴
۳۳	رسولوں پر ظلم کرنے کی سزا	۱/۱	۳۵۴
۳۴	قبول حق سے انکار کرنے کی سزا	۱/۱	۳۵۵
۳۵	فساد/ فسادی کی سزا	۱/۴	۳۵۵
۳۶	ضد/ ہٹ دھرمی کی سزا	۱/۱	۳۵۵
۳۷	رابطوں کو کاٹنے/ قرابتداری کو توڑنے کی سزا	۱/۲	۳۵۶
۳۸	آنکھ، کان اور دل سے کام نہ لینے والوں کی سزا	۱/۱	۳۵۶
۳۹	طالبان دنیا کی سزا	۱/۱	۳۵۷

۴۰	ناپ تول میں کمی کی سزا	۱/۱	۳۵۷
۴۱	روز جزا/ قیامت کے انکار کی سزا	۳/۹	۳۵۷
۴۲	دھوکہ بازی کی سزا	۱/۱	۳۵۸
۴۳	قانون شکنی کی سزا	۱/۱	۳۵۸
۴۴	اذیت پسندی کی سزا	۱/۱	۳۵۹
۴۵	حج بیت اللہ سے روکنے کی سزا	۱/۱	۳۵۹
۴۶	زرپرستی/ مال دولت کی حرص کی سزا	۱/۱	۳۶۰
۴۷	ارتداد/ مرتد ہونے کی سزا	۱/۱	۳۶۰
۴۸	جھوٹ کی سزا	۱/۲	۳۶۰
۴۹	خیانت کی سزا	۱/۲	۳۶۱
۵۰	فرقہ بندی کی سزا	۱/۱	۳۶۱
۵۱	غفلت کی سزا	۱/۲	۳۶۱
۵۲	قتل اولاد کی سزا	۱/۱	۳۶۱
۵۳	ہدایات کی پیروی نہ کرنے کی سزا	۱/۱۰	۳۶۲
	میزان حوالہ جات،		۳۵۰/۵۷۳

باب اٹھارہ

کھیل کود تفریح، تربیت، تعلیمی سیر

(۳۶۳۔۳۶۸)

۱	دماغی و جسمانی اہلیت	۷/۷	۳۶۳
۲	کھیل کود	۲/۲	۳۶۴
۳	جنسی مذاق	۱/۱	۳۶۵
۴	سفر و تعلیمی سیر/ بیرونی الارض	۱۵/۲۶	۳۶۵

Marfat.com

میزان حوالہ جات	۲۵/۶۲	

باب انیس
تحقیق و تفتیش

۱	تحقیق و تفتیش کی اہمیت	۴/۱۱	۳۶۹
۲	شہادت	۱۳/۳۰	۳۷۱
۳	مضبوط ارادہ	۱/۱	۳۷۵
۴	قوت عمل	۱/۱	۳۷۵
۵	مقابلہ	۱/۱	۳۷۵
۶	مہلت عمل	۱/۳	۳۷۶
۷	تحریف/ خیانت علمی حق میں باطل کی آمیزش	۵/۷	۳۷۶
۸	غور و فکر	۷/۸	۳۷۹
۹	تصدیق و تائید	۲/۲	۳۸۰
۱۰	قیاس و گمان	۱/۱	۳۸۱
۱۱	استقامت/ مستقل مزاجی/ ثابت قدمی/ پامردی	۹/۱۰	۳۸۱
۱۲	بلاخوف و خطر اعلان حق	۱/۵	۳۸۳
۱۳	افراط و تفریط سے پرہیز	۱/۲	۳۸۳
۱۴	غلو	۱/۱	۳۸۳
۱۵	سچائی سے نفرت	۱/۱	۳۸۴
	میزان حوالہ جات	۴۹/۸۴	

باب بیس
آزمائش و امتحانات

۱	آزمائش/ امتحان کی اہمیت ضرورت و کیفیت	۱۶/۵۸	۳۸۵
۲	جائزہ/ جانچ پڑتال	۳/۳	۳۸۹
۳	نگرانی	۲/۲	۳۹۰
	میزان حوالہ جات	۲۱/۶۳	

باب اکیسواں
ماحول اور معاشرہ کے تعلیم پر اثرات

۱	معاشرتی امن و امان	۱/۳	۳۹۱
۲	سکون/ اطمینان قلب	۲/۲	۳۹۲
۳	شیطان کی پارٹی	۱/۱	۳۹۳
۴	فسادی لیڈر	۱/۱	
۵	ظالموں کی طرف داری	۱/۱	
۶	بدی کے کاموں میں تعاون	۱/۱	
۷	حق کے راستے سے لوگوں کو روکنا	۱/۱	
۸	ظلم کی خاطر صف بندی	۱/۱	۳۹۶
۹	قانون شکنی	۱/۱	۳۹۶
۱۰	افواہ طرازی	۱/۱	۳۹۷
۱۱	سنی سنائی بات آگے کر دینا	۱/۱	۳۹۸
۱۲	گناہ کی خوشحالی	۱/۱	۳۹۸
۱۳	تفرقہ/ فرقہ بندی/ پھوٹ	۲/۵	۳۹۹

		صفحہ نمبر	
۱۴	خفیہ سرگوشیاں		۱/۱
۱۵	بدامنی / فساد	۴۰۱	۸/۸
۱۶	گروہی اختلافات	۴۰۳	۱/۱
۱۷	جھگڑالو ہونا / جھگڑا کرنا	۴۰۳	۴/۵
۱۸	بغض و غبار	۴۰۴	۲/۲
۱۹	فحاشی / بدکاری / شہوت پرستی	۴۰۵	۳/۴
۲۰	بے حیائی	۴۰۶	۱/۱
۲۱	خفیہ عہد و پیمان	۴۰۷	۲/۲
۲۲	شیطان نما انسانوں اور شیطان نما جنوں کی مخالفت حق	۴۰۸	۱/۱
۲۳	خلل اندازی حق	۴۰۸	۱/۱
۲۴	ظالموں کی صحبت	۴۰۹	۱/۱
۲۵	نسل / نسب	۴۰۹	۳/۵
	میزان حوالہ جات		۴۳/۵۲

نائیسواں باب

لائبریری / ذخیرہ کتب

۱	اہمیت کتاب	۵۶۶	۱/۱
۲	کتاب		۱۳/۲۳
۳	حفاظت علم کے لئے کتب	۴۱۱	۵/۵
۴	تحریر / دستاویز	۴۱۳	۳/۴
۵	احترام کتاب	۵۶۵	۱/۱
	میزان حوالہ جات		۲۳/۳۴
	کل میزان حوالہ جات		۱۴۲۲/۲۲۲۲

۱۔	احادیث دوبارہ علم و تعلیم تتمہ ۱	۴۲۱
۲۔	مسلم امہ کے لئے تعلیمی لائحہ عمل تتمہ ۲	۴۶۳
۳۔	علم کے معنی و مفہوم	۴۶۳
۴۔	تعلیم کا مفہوم	۴۶۵
۵۔	قرآن کا پیش کردہ نظام تعلیم	۴۶۷
۶۔	امہ کے نظام تعلیم کی خرابیاں	۴۶۹
۷۔	امہ کے لئے جدید نظام تعلیم کی ضرورت	۴۷۱
۸۔	اسلامی نظام تعلیم کا مقابلہ و موازنہ	۴۷۲
۹۔	فلسفہ تعلیم	۴۷۶
۱۰۔	قومی تعلیمی پالیسی / منصوبہ سازی کے اصول	۴۷۸
۱۱۔	تعلیم و تربیت کے مقاصد	۴۸۰
۱۲۔	دو نظریاتی ریاستوں کے لائحہ عمل کا مقابلہ	۴۸۷
۱۳۔	مغربی نظام تعلیم کی خرابیاں	۴۹۱
۱۴۔	فلسفہ تاریخ	۴۹۳
۱۵۔	دین کی تعلیم و اسوہ حسنہ	۴۹۵
۱۶۔	روحانی تربیت	۴۹۸
۱۷۔	مفت دینی تعلیم	۵۰۱
۱۸۔	غیر مسلم ممالک کے طلبا کے لئے تعلیمی لائحہ عمل	۵۰۱
۱۹۔	تربیت اطفال	۵۰۳
۲۰۔	سفارشات	۵۰۵
۲۱۔	انڈیکس عنوانات جلد اول تتمہ ۳	۵۰۷
۲۲۔	انڈیکس عنوانات جلد دوم تتمہ ۴	۵۱۷
۲۳۔	عنوانات کے قرآنی حوالہ جات تتمہ ۴	۵۲۷
۲۴۔	تصحیح اغلاط	۵۵۸
۲۵۔	بقایا حصہ باب ۱۶،۲۲	۵۶۳

Marfat.com

تقاریظ بر کتاب "قرآنی نظریات علم و تعلیم"

تقریظ از ڈاکٹر محمد صدیق شبلی (سابق رجسٹرار علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد)

قرآنی نظریات علم و تعلیم پر جناب پیر صلاح الدین صادب کی عالمانہ کتاب دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ ایک تو اس لئے انہوں نے ایسے وقیع موضوع کو منتخب کیا۔ دوسرے اس لئے کہ انہوں نے اس موضوع پر ایک جامع کتاب لکھی۔ بدقسمتی سے آج کل کتاب کے مقابلے میں مقالے زیادہ لکھے جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ عدیم الفرصتی تن آسانی یا سنجیدگی کا فقدان کچھ بھی ہو لیکن اس رجحان سے علمی ترقی بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ چنانچہ ہمارے ہاں مطبوعات میں مقالات کے مجموعوں کا تناسب مختلف موضوعات پر لکھی جانے والی کتب کی تعداد سے زیادہ ہوتا ہے۔ ان حالات میں پیر صاحب کی کتاب کی اشاعت بے حد غنیمت معلوم ہوتی ہے۔

پیر صلاح الدین ایک علمی اور دینی گھرانے کے خوش بخت فرد ہیں۔ خوش بخت اس لئے کہ ان کے اندر ان کے اسلاف کی بیشتر خصوصیات موجود نظر آتی ہیں۔ ورنہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں کی کوئی اہمیت نہیں۔ دین سے متعلق ان کا علم وسیع اعتقاد مضبوط اور عمل پختہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے نتیجے میں انہیں ایک خاص دینی بصیرت سے نوازا ہے انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تعلیم و تعلم میں گزارا ہے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ وہ ہمارے تعلیمی اداروں کے علم کش ماحول میں اپنی علمی صلاحیتوں کو بچانے بلکہ فروغ دینے میں کامیاب رہے ہیں ورنہ یہاں تو اندر کی ریشہ دوانیوں اور سیاست بازیوں میں سارے ولولے ختم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں پیر صاحب کی کامیابی کا اہم سبب یہ ہے کہ انہیں اپنے بزرگوں سے ایک مضبوط علمی اور اخلاقی بنیاد میسر آئی ہے۔

پیر صاحب کو علم کی مستحکم روایت اپنے گھرانے سے ورثہ میں ملی اور انہوں نے زندگی کا سفر اسی روایت کی روشنی میں طے کیا چنانچہ جب وہ ۱۹۶۱ء میں ایم ایڈ کر رہے تھے تو ان کے ذہن میں قرآن کے تصور علم پر مقالہ لکھنے کا خیال آیا اور اس مقالے کی تحریر میں امتحانی اور نصابی ضروریات کے ساتھ ساتھ ان کا شوق بھی شامل تھا اور انہوں

Marfat.com

نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ملازمت کے جھمیلوں سے آزاد ہو کر اس موضوع پر جم کر لکھیں گے۔ جو کام ۱۹۶۳ میں شروع ہوا تھا وہ اتنے سال کی محنت کے بعد مکمل ہوا پیر صاحب اس معاملے میں بھی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ورنہ اکثر پروگرام دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

قرآنی نظریات علم و تعلیم کی پہلی جلد ایک مقدمے اور گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ انتہائی مبسوط ہے اس میں علم و تعلیم کے بارے میں اجمالی طور پر قرآنی افکار کو پیش کیا گیا ہے۔ پہلے باب کا موضوع ماہیت علم ہے دوسرے باب میں علم کی فضیلت کی دلنشین بحث ملتی ہے تیسرا باب مدارج علم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس میں خدائی علم سے لے کر ادنی ترین مخلوق کے علم کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

پانچویں باب میں ذرائع علم پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سائنسی دور میں یہ بحث خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ آج کے دور میں انسانی سوچ کو سب سے زیادہ ذرائع علم اور ذرائع پیداوار کے نئے فلسفوں نے متاثر کیا ہے۔ اور مذہبی اعتقاد پر کاری ضرب لگائی ہے پیر صاحب نے ذرائع، علم کی جملہ نزاکتوں کا خیال کرتے ہوئے اس کا تجزیہ کیا ہے۔ علم کی اقسام' فوائد علم' علم کے تقاضے' اس کتاب کے ابواب کے کچھ اور عنوانات ہیں آخری دو ابواب موافقات علم اور موانعات علم کے بارے میں ہیں۔ علم و اخلاق کے موضوع پر ہماری کلاسیکی کتابوں میں بھی موافقات اور موانعات کے مباحث ملتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیر صاحب کا ہماری علمی میراث سے رابطہ کتنا مستحکم ہے

مذکورہ بالا عنوانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اس موضوع کو کتنے وسیع تناظر میں دیکھا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے تمام مباحث کی تائید میں آیات قرآنی سے استشہاد کیا اور یہ قرآن مجید سے ان کی لگن اور وابستگی کا نتیجہ ہے پیر صاحب نے علم اور تعلیم کے موضوع پر معارف قرآنی کو بڑی محنت سے یکجا کر کے ایک اہم قومی اور علمی خدمت انجام دی ہے اور ان کی یہ کوشش ہر لحاظ سے قابل قدر ہے

محمد صدیق شبلی

Marfat.com

تقریظ از حکیم محمد سعید صاحب سابق گورنر سندھ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالیٰ و برکاتہ

"قرآنی نظریات و علم و تعلیم" .... آپ کی یہ تالیف میرے لئے رحمت بن کر آئی۔ میں ان دونوں ایک ایسے نصاب تعلیم کی تدوین پر متوجہ ہوں جو ان مقاصد کا عنوان ہوں جن کا ذکر زیر نظر کتاب کے صفحہ ۲۲ پر ہوا ہے۔ یہ وہ مقاصد وحیدہ ہیں جن کی بنیادوں پر پاکستان کی درس گاہوں کا نصاب تعلیم مدون ہونا چاہئے۔ ہم نے پاکستان میں ان ہی مقاصد اساسی سے بغاوت کی ہے اور ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ کو انگریز سے آزادی کے بعد ۲۸ رمضان المبارک سے جو کام شروع کر دینا چاہئے تھا وہ ۲۷ رمضان ۱۴۱۶ تک ---- پچاس سال نہیں کیا اور نظام تعلیم کو پچاس سال میں کوئی بنیاد نہیں دی بلکہ بعض حالات میں کتب نصابیہ کو نظریہ حیات ملی سے متضاد کیا اور بعض حالات میں متصادم۔

۱۵ ویں صدی کے آغاز کا بھی ہم نے احترام نہ کیا۔ اس کو بھی پورے عالم اسلام نے ایک جشن بنا دیا اور اس جشن کو ہوائیں مغرب نے دیں ور اس نہایت موقع کو ضائع کر دیا اور اب نتیجتاً امریکہ کی غلامی نے آدبوچا ہے۔ اگر ۲۸ رمضان ۱۳۶۶ کو ہم پاکستان کا نصاب تعلیم یکسر بدل کر نظریہ حیات سے اسے ہم آہنگ کر دیتے تو آج جو ملت مسلم تیار ہوتی وہ کبھی طوق غلامی اپنی گردن میں نہ ڈالتی اور اسیر فرنگ نہ ہوتی۔

محترمی میاں حیات بخش صاحب مرحوم میرے نہایت گہرے روابط رہے اور وہ بہ عنوان یتامیٰ انجمن فیض الاسلام میں ایک تعلیمی انقلاب کے لئے سرگرداں رہے ہیں۔ ان کے فکر و نظر سے ثمرات سامنے ضرور آئے ہیں مگر ایک انقلاب برپا کرنے کے لئے اب اقتدار وقت پر تکیہ کرنے کے بجائے ماہرین تعلیم کو اور اصحاب اسلام کو بغاوت کرنی ہو گی اور پوری باغیانہ شان کے ساتھ غیر سرکاری مدارس میں اسلامی نظام تعلیم کا اجراء کرنے کی جدوجہد کرنی ہو گی۔

آپ نے یہ کتاب عطا فرما کر مجھ پر بڑا کرم فرمایا۔ میں اس لطف و کرم کے لئے

Marfat.com

ممنون ہوں۔

بہ احترامات فراواں

آپ کا مخلص

حکیم محمد سعید

تقریظ از پیر طریقت جناب محمد صادق صاحب جامع مسجد اگھار شریف کوٹلی آزاد کشمیر

سلام ممنون!

بحوالہ آپ کے مکتوب مورخہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ آپ کی کتاب "قرآنی نظریات علم و تعلیم" کا سرسری مطالعہ کیا۔ بندہ اتنا شعور نہیں رکھتا کہ پوری جامعیت کے ساتھ اس کتاب پر تبصرہ کر سکے تاہم بندہ پر آپ کی کتاب نے جو تاثرات چھوڑے ہیں ان کا ملخص پیش خدمت ہے آپ نے اس کتاب کی تیاری کے لئے جن مختلف ماخذوں کو جس عرق ریزی سے کھنگالا ہے وہ قابل داد ہے مبالغہ نہ ہو گا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ یہ کتاب تعلیمات اسلامی کا جامع مرقع ہے جس میں ماضی کے تجربات حال کے مشاہدات اور مستقبل کے روشن امکانات پر نہایت خوبصورتی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب جامعیت میں معلومات کا ایک اہم ذخیرہ ہے جس سے ہر سطح کا طالب علم فائدہ اٹھا سکتا ہے آپ نے محض اسلامی نظریہ تک اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا بلکہ دیگر تہذیبوں کا تقابلی جائزہ پیش کر کے اسلامی نظریات تعلیم کی برتری اور آفاقیت ثابت کی ہے اور باور کرایا ہے کہ غیر مسلم اقوام کی موجودہ روش دین سے بیگانگی کا نتیجہ ہے۔

خود تو دین سے بیگانہ تھے ہی مگر مسلمانوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے دین سے بیگانہ کر رہے ہیں اور ایمانات جو دین کی روح ہیں کو بنیاد پرستی کا نام دے کر طرح طرح کی توجیہات سے مسلمانوں کو برگشتہ کر رہے ہیں آپ نے موجودہ نظام تعلیم کا خوبی سے تجزیہ کرتے ہوئے دینی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ ہمیں شروع سے ہمارے نظام تعلیم کو اسلامی سوچ اور نظریات کے تحت رکھنا چاہئے تھا اور مغربی نظام تعلیم کے روشن پہلوؤں کو اسلامی سانچے میں ڈھال کر شامل کر لینا چاہئے تھا تاکہ سارا نظام تعلیم جو ہماری بقاء اور ارتقاء کا باعث ہے ایک اسلامی فلاح معاشرہ کی تشکیل کا ضامن ہو سکے

موجودہ حالت سے نکلنے کے لئے آپ کی تجاویز پر اگر عمل کیا جائے تو بہتر مستقبل کی ضمانت فراہم ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں جتنا جلدی عمل کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ غیر مسلم سازشوں کو بروئے کار لانے میں ان کا نظام تعلیم، ان کے ذرائع ابلاغ اور ان یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل مسلم نوجوان اہم کردار ادا کرتے ہیں ان ہی سازشوں نے ملی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے یہاں تک کہ اب ہر مسلم مملکت اپنے خول میں سمٹ کر رہ گئی ہے اور وسیع تر ملکی مفاد سے بے نیاز ہے اس کے برعکس یورپ و امریکہ اپنے مفاد کی بقاء کے لئے متحد اور مضطرب ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش و کاوش پر اجر عظیم عطا فرمائے اور آپ کے نظریات کو وحدت ملی کا ذریعہ اور سبب بنائے۔ مبلغ پانچ صد روپے اور کپڑے ہدیہ عاجز قبول فرمائیں۔ یہ آپ کی کاوش پر اظہار مسرت کے طور پر پیش ہیں۔۔ والسلام

تقریظ از جناب **ڈاکٹر ساجد الرحمن صاحب** اڈیٹر سہ ماہی تحقیقی مجلہ فکر و نظر ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

گرامی مرتبت جناب پیر صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' مزاج گرامی!

آپ کی عطا کردہ تصنیف لطیف "قرآنی نظریات علم و تعلیم" کا جستہ جستہ مطالعے کا موقع ملا۔ آپ نے جس تحقیق و تفحص سے موضوع کا حق ادا کیا ہے' وہ لائق ستائش اور قابل مبارک باد ہے۔

امت مسلمہ کا یہ المیہ ہے کہ وہ امت جو کبھی علمی شہرت میں تابہ ثریا پہنچی ہوئی تھی وہ آج ناخواندگی میں قوموں کی صف میں مقام تاسف پر کھڑی ہے۔ کبھی قرطبہ اور اشبیلیہ مغرب والوں کے لئے مرجع علم تھے اور تشنگان علم کشاں کشاں ان مراکز علم کی طرف آتے تھے اور آج صد حیف! مسلمان اپنے مذہبی علوم میں سند کے حصول کے لئے مغربی درسگاہوں میں غیر مسلموں کے سامنے دو زانو نظر آتے ہیں۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم اغیار کی زبان پر فرحان و نازاں ہیں' مگر اپنی اقدار' اپنی میراث او اپنی تہذیب و ثقافت سے یکسر محروم' غور کیا جائے تو یہ صورت

Marfat.com

حال خود بخود پیدا نہیں ہوئی بلکہ ایک خاص طبقہ فکر کی مسلسل کوششوں سے ہم اس ترقی معکوس کے شکار ہوئے ہیں۔

اگر ہم عظمت رفتہ اور شوکت پارینہ کے حصول کے خواہاں ہیں اور غیرت و حمیت کا تحفظ چاہتے ہیں تو ہمیں نسل نو کو اس نصاب تعلیم سے بہرہ مند کرنا ہو گا۔ جو ہمارے مذہب اور ہماری اپنی ثقافت کا آئینہ دار ہے۔

محترم پیر صاحب! آپ جیسے حضرات ہمارے محسن ہیں کہ وہ حالات کے ناموافق ہونے اور وسائل کے فقدان کے باوجود فکری رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ جل و شانہ آپ کی کوشش کو قبول فرمائے' اور ہمیں استفادے کی توفیق سے بہرہ مند فرمائے۔

والسلام مع عنایت الاحترام

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

تقریظ از جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان

ابو صباح الدین احمد ایک کہنہ مشق استاد' ماہر تعلیم اور سرگرم رفاہی کارکن کی حیثیت سے راولپنڈی کی معروف شخصیت ہیں۔ پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ان کی تازہ تالیف بعنوان "قرآنی نظریات علم و تعلیم (جلد اول)" اس موضوع پر ان کے طویل مطالعہ و تجربہ اور فکر و تحقیق پر مشتمل ہے۔ کتاب کا انتساب آخریں معلم انسانیت علیہ الصلاۃ والسلام کے نام نامی و اسم سامی سے ہے' اس سے بہتر انتساب کہاں ممکن ہے۔

مجموعی طور پر ملت اسلامیہ کا تو ذکر ہی کیا' وطن عزیز میں ہی مدارس اور اعلیٰ درسگاہوں میں پڑھانے والے اساتذہ کی تعداد لاکھوں میں ہے' مگر عمومی سطح پر تفکر و تدبر کے رجحان کی شدید کمی اور خصوصی حوالے سے اساتذہ میں اپنے مقدس مشن اور پیغمبرانہ پیشے کے بارے میں اعتزاز و افتخار کے احساس اور اس کے ساتھ ذہنی و روحانی وابستگی کے فقدان کا نتیجہ ہے کہ ان میں شاذ و نادر ہی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو تعلیم و تدریس کے دوران میں اس تعمیری و تخلیقی عمل کے مبادی و لوازم پر اسلامی زاویہ نگاہ یا کم از کم پیشہ ورانہ دیانت کے تقاضوں کی روشنی میں سوچتے ہوں ایسے

Marfat.com

جواں ہمت تو جنس نایاب کی حیثیت رکھتے ہیں جو اس فکر کی علمی سطح پر اشاعت کے دل سوز اور جاں گسل مراحل سے گزرنے کی تاب رکھتے ہوں۔ اس تناظر میں مصنف اس لائق ستائش علمی کاوش پر ھدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔

زیر نظر کتاب صلاح الدین احمد صاحب کی رشحات فکر کا جزء اول ہے۔ جس ہمہ گیری کے ساتھ انہوں نے اپنے موضوع کے مختلف گوشوں اور جہات و جزئیات کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے اس کا اندازہ کتاب کے گیارہ ابواب کے عنوانات پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ہی لگایا جا سکتا ہے جو ماہیت علم اور فضیلت علم و علماء سے لے کر ذرائع و منابع علم' اقسام علم' فوائد علم' متعلقات و مواقعات علم اور موانع علم کے اہم نظریاتی مباحث پر مشتمل ہیں اگرچہ ان علمی مباحث میں اسلامی ثقافتی میراث کے تنوع اور وسعت کی جھلکیاں جا بجا نظر آتی ہیں مگر بنیادی طور پر مصنف نے قرآنی حوالوں کو ہی اپنے تفکر کا مرجع قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی میرے نزدیک قابل تعریف ہے کہ قرآنی آیات کے اصل عربی متن کی بجائے ان کے اردو ترجمہ اور سورت و آیت کے حوالہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس طرح قرآنی آیات کے احترام میں عدم احتیاط یا سوء ادب کا احتمال کم ہو جاتا ہے۔ کاش فاضل مصنف رنگین سرورق اور ابتدائی صفحہ کی زینت قرآنی آیات کے بارے میں بھی یہی احتیاط پیش نظر رکھتے۔

زیر نظر جلد میں تعلیم کے تدریسی و عملی پہلوؤں اور اسالیب پر براہ راست گفتگو نہیں کی گئی' نہ ہی ملت اسلامیہ' بالخصوص پاکستان میں موجودہ معروض صورت حال کی روشنی میں قرآنی نظریات تعلیم کی تطبیق و تنقید پر توجہ مبذول کی گئی ہے۔ غالباً مسئلے کی یہ اہم جہات دوسرے جزء کے موضوعات میں شامل ہوں گی۔ امید کی جا سکتی ہے کہ فاضل مصنف کے طویل تدریسی تجربہ اور علمی فکر کے نتائج اس میں قارئین کے سامنے آئیں گے۔ تاہم باب ہشتم (علم کے تقاضے) تا باب یازدھم (موانعات علم) کے تحت علمی اخلاق و آداب کے ضمن میں مکارم اخلاق پر قرآنی ارشادات حسن بیان کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ ارباب علم و فکر کو اس کتاب کی دوسری جلد کا شدت کے ساتھ انتظار رہے گا۔ توقع ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں طباعت و املاء کی بعض اغلاط کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔

(ڈاکٹر شیر محمد زمان)

Marfat.com

قرآنی نظریات علم و تعلیم

تعلیمات قرآنی پر مبنی ابو صباح صلاح الدین کی تازہ عالمانہ تالیف قرآنی نظریات علم و تعلیم گنجلک قومی تعلیمی مسائل کو قرآن کی روشنی میں حل کرنے کی ایک عمدہ کوشش ہے۔ پیر صلاح الدین راولپنڈی اسلام آباد کے تعلیمی حلقوں کا ایک نہایت معتبر نام ہے۔ جنہوں نے اپنی پچاس سالہ تعلیمی زندگی کے آخری بیس سال بطور پرنسپل جامع ہائی سکول راولپنڈی اعزازی پرنسپل فیض الاسلام ماڈل ہائی سکول راولپنڈی میں گزارے ہیں۔ وہ ایک علمی اور دینی گھرانے کے خوش بخت فرد ہیں۔ جنہیں اپنے بزرگوں سے ایک مضبوط علمی و اخلاقی بنیاد ورثہ میں ملی ہے۔ انہوں نے اپنے علمی و تحقیقی کام کا آغاز ۱۹۶۳ء میں ایم ایڈ کلاس کے طالبعلم کی حیثیت سے قرآنی نظریہ علم پر ایک مقالہ کی صورت میں کیا۔ موجودہ کتاب اسی تحقیقی کام کا ایک تسلسل ہے۔

قرآنی نظریات علم و تعلیم ۱۰۰۰ صفحات سے زائد دو جلدوں پر مشتمل دنیائے علم و ادب میں ایک وقیع و گراں قدر اضافہ ہے۔ جس کے بائیس ابواب ہیں۔ ساڑھے پانچ صد سے زیادہ تعلیمی موضوعات پر خالصتاً قرآنی نظریات پیش کئے گئے ہیں۔ زیر نظر پہلی جلد گیارہ ابواب اور تقریباً پونے تین صد تعلیمی موضوعات پر مشتمل ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے تعلیم اور متعلقہ مسائل کو وسیع تر تناظر میں دیکھا ہے۔ یہ کتاب تعلیمات اسلامی کا ایک جامع مرقع ہے۔ جس میں ماضی کے تجربات حال کے مشاہدات اور مستقبل کے روشن امکانات پر دل پذیر انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس سے ہر سطح اور علمیت کا انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مغربی نظام تعلیم کو اسلامی نظام تعلیم سے بدلنے کی یہ ایک بھرپور اور جاندار کوشش ہے۔ مسلم امہ قرآنی نظریات پر مشتمل تعلیمی نظام کو اپنا کر ہی فلاحی معاشرہ کی تشکیل اور بہتر مستقبل کی ضمانت حاصل کر سکتی ہے۔ ۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب کا مقدمہ انتہائی مبسوط ہے۔ جس میں علم و تعلیم کے بارے میں قرآنی افکار کو پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کا پہلا باب ماہیت علم دوسرا افضیلت علم و علما کا تیسرا امداج علم چوتھا خصوصیات علم پانچواں ذرائع علوم چھٹا علم کی اقسام ساتواں فوائد علم ہشتم علم کے تقاضے نہم علم کے منافی دوئیے دہم موافقات علم اور جلد اول کا آخری باب موافقات علم کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ زیر تبصرہ جلد کے پونے تین صد عنوانات کے تحت قرآن پاک کے تحریری و غیر تحریری حوالہ جات کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے۔ جس میں تحریری حوالہ جات کی تعداد سوا تیرہ سو سے زائد ہے۔ کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں بجز مقدمہ کوئی حوالہ انجیل مقدس کے تین حوالوں کے سوا قرآن پاک کے علاوہ نہیں دیا گیا ہے۔ اسطرح یہ کتاب تعلیم کے وسیع تر موضوع پر قرآن پاک کے معارف کا ایک بیش بہا گنجینہ بن گئی ہے اور اسکی بنیادی اہمیت ایک حوالہ جاتی کتاب کی ہے۔

تبصرہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۹۶ء عید میلاد النبی صلعم

Marfat.com

باب بارھواں

ابلاغ/اشاعت/ترویج علوم

یہ امر کسی بھی شک و شبہ سے بالا ہے کہ موجودہ دور میں انسان نے سائنسی اور تکنیکی ترقی کے علاوہ ابلاغِ عامہ کے میدان میں بھی زبردست ترقی کی ہے۔ پوری دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے حالات و واقعات بجلی کی سی سرعت سے تیز ترین ذرائع ابلاغ یعنی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پوری دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ کوئی گھر، شہر، ملک یا برّاعظم ان ذرائع ابلاغ کی پہنچ سے باہر نہیں ہے۔ ان تیز رفتار ذرائع ابلاغِ عامہ کے بغیر موجودہ دنیا کا تصور بھی ذہن میں نہیں لایا جا سکتا۔ زندگی کے موجودہ سائنسی اور تکنیکی دور میں قلم دوات، تحریر و تقریر اور کتب کے ساتھ ساتھ ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات و رسائل کا استعمال عام ہی نہیں ارزاں بھی ہے ایک متوسط الحال انسان بھی اللہ کی عطا کردہ ان نعمتوں سے کماحقہ مستفید ہو رہا ہے اگرچہ ان سہولتوں کے عام ہوتے ہی چند قبیح معاشرتی برائیاں بھی لوگوں میں عام ہو گئی لیکن ان برائیوں کی ذمہ داری سائنسی اور تکنیکی ترقی پر اور نہ ہی یہ ذمہ داری تیز رفتار ذرائع ابلاغ پر ڈالی جا سکتی ہے۔ تکنیکی مہارت کے غلط استعمال کی ذمہ داری تکنیک کی بجائے خود انسان کے اپنے اوپر عائد ہوتی ہے جو اس کا غلط استعمال کر کے اپنا مستقبل خطرہ میں ڈال رہا ہے۔ اشاعت علوم میں کاغذ، قلم، روشنائی اور کتب کے استعمال کے ساتھ ساتھ اس میدان میں اخبارات، رسائل، ٹی وی، ٹیلیفون، ریڈیو، وائرلیس (لاسکی نظام) فیکس مشینیں اور چھاپہ خانے بھی بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ موجودہ دور میں اشاعت علوم کے میدان سے ان سہولتوں کے اخراج کا تصور بھی ذہن میں نہیں لایا جا سکتا۔ ان سہولتوں کے غلط استعمال کا تدارک خود انسان نے کرنا ہے تاکہ ان سہولتوں کے دنیاوی استعمال کے ساتھ ساتھ ان کو دینی علوم اور قرآن کے پیغام کو عام کرنے اور پوری دنیا میں پھیلانے کے کام میں لایا جا سکے۔ مطبوعہ قرآن کے علاوہ اس کی Audio Cassette بھی بازار میں دستیاب ہیں۔ علمائے دین کے خطبات

Marfat.com

و تقاریر ہم تقریباً ہر روز ریڈیو اور ٹی وی پر دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اس میدان میں ابھی مزید بے انتہا ترقی ہونا باقی ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم و ہنر کو صرف انسان کی بھلائی کے کاموں میں استعمال کرنا چاہیے۔

ابلاغ/ تبلیغ/ دعوت/ تذکیر/ انذار

لفظ تبلیغ کا مادہ بلغ (ب ل غ) ہے جس کا مطلب کسی چیز کا آخری حد تک پہنچ جانا یا اتنا کافی ہونا کہ اس کے ذریعہ انسان اپنے مقصد کی انتہا تک پہنچ جائے اور پھر اسے کسی اور ذریعے یا سامان کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اس کے معنی کسی بات کو دوسرے تک پہنچا دینا نیز خود پیغام کو بھی کہتے ہیں لفظ تبلیغ قرآن پاک میں استعمال نہیں ہوا۔ تبلیغ کا مطلب ہے کسی بات کو سمجھنے کے لئے جس قدر کمی کسی میں ہو اس کو مقصد تک پہنچنے کے لئے پورا کر دینا۔ اشاعت علوم کے لئے ابلاغ/ تبلیغ کی اہمیت محتاج بیان نہیں کیونکہ اس کے بغیر اشاعت علوم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ الہامی کتابوں اور قرآن پاک کے لئے بھی یہ لفظ (ابلاغ) خود قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے۔ سورۃ ابراہیم کی آخری آیت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ ایک پیغام ہے سب انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا ہے اس لئے کہ ان کو اسُ کے ذریعے سے خبردار کر دیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے اور جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آ جائیں۔" (۱۴:۵۲) بات پہنچانے کے لئے بھی لفظ بلاغ سورۃ الاحقاف میں استعمال ہوا ہے۔ فرمایا (ترجمہ) "جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا انہیں خوف دلایا جا رہا ہے تو انہیں یوں معلوم ہو گا جیسے دنیا میں دن کی ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے تھے بات پہنچا دی گئی اب کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہو گا۔" (۴۶:۳۵) یعنی معاشرتی اور تمدنی برائیوں کی اصلاح بھی ابلاغ / تبلیغ کے ذریعہ کی جا سکتی ہے۔ چونکہ رسولوں کا کام صرف ابلاغ ہے' ہدایت دینے والی خدا کی ذات ہے اور نافرمانوں سے حساب لینا بھی اسی کا کام ہے اس بارے میں سورۃ الرعد کے اخیر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی جس برے انجام کی دھمکی ہم ان لوگوں کو دے رہے ہیں اس کا کوئی حصہ خواہ ہم تمہارے جیتے جی دکھا دیں یا اس کے ظہور میں آنے سے پہلے ہم تمہیں

Marfat.com

اٹھالیں تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔" (۱۳:۴۰) اور سورۃ المائدہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابلاغ کا حکم دیا کیونکہ دین حق اور پیغام ربانی کے لوگوں تک پہنچانے کا اس سے بہتر ذریعہ ممکن نہیں تھا۔ فرمایا "اے پیغمبر جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو' اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔" (۵:۶۷) اور سورۃ النمل میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو اے نبی تم پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔" (۱۶:۸۲) خود رسولوں نے بھی یہی فرمایا کہ ان کا کام پیغام پہنچا دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے ھود علیہ السلام نے اپنی قوم عاد سے کہا (ترجمہ) "اے برادران قوم میں بے عقلی میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ میں رب للعالمین کا رسول ہوں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا ایسا خیرخواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔" (۷:۶۷-۶۸) اور صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے ہلاک کر دینے پر جو کچھ ارشاد فرمایا اس بارے میں سورۃ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور صالح یہ کہتا ہوا ان کی بستیوں سے نکل گیا کہ اے میری قوم میں نے اپنے رب کا پیغام تجھے پہنچا دیا اور میں نے تیری بہت خیرخواہی کی مگر میں کیا کروں تجھے اپنے خیرخواہ پسند ہی نہیں ہیں۔" (۷:۷۹) پھر شعیب علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اسی قسم کا پیغام دیا اس بارے میں سورۃ الاعراف ہی میں تھوڑا آگے ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور شعیب یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گیا کہ اے برادران قوم میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری خیرخواہی کا حق ادا کر دیا۔" (۷:۹۳) اور سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے ان سے تعرض مت کرو اور انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔" (۴:۶۳) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نصیحت کے کارگر ہونے کے لئے اس کا موثر ہونا ضروری ہے۔ اور اشاعت علوم کے لئے اس امر کو ملحوظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ کرنے کا ذکر سورۃ الاعراف میں اسطرح کیا گیا ہے (ترجمہ) "تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں تمہارا خیرخواہ ہوں

Marfat.com

اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں۔" (۷:۶۲) تبلیغ تدریجاً" ہونی چاہئے۔ پہلے اپنے گھر والوں اور اہل خاندان کو، پھر گلی محلہ اور اہل شہر کو، پھر اہل ملک کو اور سب سے آخر میں عالمگیر انسانیت کو پیغام پہنچایا جائے۔ قرآن پاک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تبلیغ کے یہی درجات مقرر کئے گئے ہیں۔
سب سے پہلے سورۃ الشعرا میں قریب ترین عزیزوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے ہدایت ان الفاظ میں فرمائی گئی (ترجمہ) "اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔" (۲۶:۲۱۴) اس کے بعد مکہ اور اطراف مکہ کے لوگوں تک پیغام حق پہنچانے کا حکم سورۃ الانعام میں ان الفاظ میں دیا گیا (ترجمہ) "یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بڑی خیروبرکت والی ہے اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے آئی تھی اور اس لئے نازل کی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ سے تم بستیوں کو اس مرکز (یعنی مکہ) اور اس کی اطراف رہنے والوں کو متنبّہ کردو۔" (۶:۹۲) ازاں بعد یہی پیغام حق جملہ اہل عرب تک پہنچانے کی ہدایت کی گئی سورۃ السجدہ کی ابتدائی آیات میں یہ پیغام دیا گیا (ترجمہ) "کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟ نہیں بلکہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو متنبہ کرے ایک ایسی قوم کو جس کے پاس تجھ سے پہلے کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں آیا شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں۔" (۳۲:۳)، (۳۸:۴۶) (۵۱:۵۴) اور سورۃ یٰسین کے شروع میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "(اور یہ قرآن) غالب اور رحیم ہستی کا نازل کردہ ہے تاکہ تم خبردار کرو ایک ایسی قوم کو جس کے باپ دادا خبردار نہ کئے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔" (۳۶:۵-۶) اور سب سے آخر میں دعوت رسول کو سب لوگوں کے لئے قرار دیا اس بارے میں سورۃ الجمعہ کے شروع میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "وہی ہے جس نے اُمیّوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اور اس رسول کی بعثت ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں اللہ زبردست اور حکیم ہے۔" (۶۲:۲،۳)
سورۃ الانعام میں قرآن پاک کے نزول کا مقصد یہی بیان کیا گیا ہے کہ اسے

لوگوں تک پہنچا دیا جائے اور متنبہ کر دیا جائے اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے۔ (ترجمہ) "کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔" (۱۹:۶) اور سورۃ ق کے اخیر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور تمہارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں ہے بس تم اس قرآن کے ذریعہ سے ہر اس شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔" (۵۰:۴۴-۴۵) اور سورۃ آل عمران میں بیان کیا گیا کہ تم (مسلمانوں) میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔" (۳:۱۰۴) (۹:۱۲۲) اور اسی سورۃ میں چند آیات کے بعد مسلمانوں کو ایک ایسی امت قرار دیا جس کو لوگوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے۔ ارشاد ہوا۔ (ترجمہ) "اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔" (۳:۱۱۰) اور سورۃ لقمان میں لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو ان الفاظ میں تبلیغ (نصیحت) کرتے نظر آتے ہیں (ترجمہ) "یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔" (۳۱:۱۳) سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت فرماتا ہے کہ وہ فرعون کے پاس جاکر جو سرکش ہو چکا ہے حق تبلیغ ادا کریں فرمایا (ترجمہ) "اب تو فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہو گیا ہے۔" (۲۰:۲۴) (۲۰:۴۲-۴۴) اور سورۃ البقرۃ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا (ترجمہ) "ہم نے تم کو علم حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔" (۲:۱۱۹) (۳۴:۲۸) (۳۵:۲۴) اور سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے نبی ان سے کہو پاک ہے میرا پروردگار کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں۔" (۱۷:۹۳) (۱۹:۵)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس (اللہ تعالیٰ) نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یعنی یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے۔ اس کی ذات صفات اور اختیارات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور اس کے احکامات کی نافرمانی نہ کرے۔ یہی وہ سیدھا راستہ ہے جس کی طرف مختلف انبیائے کرام اللہ کے حکم سے لوگوں کو دعوت دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف لوگوں کو بلانے کو تبلیغ کہا جاتا ہے۔ تمام انبیائے کرام مبلغ تھے۔ اور اب بھی تبلیغ کا راستہ اختیار کر کے ہی انسانیت کو تباہی و بربادی کے راستے پر چلنے سے روکا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے بارے میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "پھر میں نے ان کو ہانکے پکارے دعوت دی پھر میں نے اعلانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔" (۹-۸:۷۱) (۷-۵:۷۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو تبلیغ کے بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہو گیا ہے اور اس سے کہہ کیا تو اس کے لئے تیار ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے۔ اور میں تیرے رب کی طرف تیری راہنمائی کروں گا تو (اس کا) خوف تیرے اندر پیدا ہو پھر موسیٰ نے (فرعون کے پاس جا کر) اس کو بڑی نشانی دکھائی مگر اس نے جھٹلا دیا اور نہ مانا۔" (۲۱-۱۷:۷۹)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کا ذکر سورۃ احزاب میں اس طرح کیا گیا ہے (ترجمہ) "اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔ بشارت دے دو ان لوگوں کو جو (تم پر) ایمان لائے ہیں کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔" (۴۷-۴۵:۳۳) پس تمام مثالوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ تبلیغ و دعوت حق اشاعت علوم کے لئے انتہائی اہم ہیں۔

۲۔ تبلیغ میں نرمی

تبلیغ کے لفظی معنی پہنچانا ہیں جبکہ اصطلاحی معنوں میں اس سے مراد خدا کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانا ہے۔ علم اگر ایک شخص سے دوسرے کو نہ پہنچے تو علم کی ترقی رک جاتی ہے۔ تبلیغ صرف علما ہی کا فرض نہیں بلکہ ہر انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ

۳۷۲۵۱

Marfat.com

جو کچھ اس کو معلوم ہے اسے دوسروں تک عمدہ اور محفوظ طریقے سے پہنچا دے۔ انسان طبعاً" درشتی سخت کلامی نکتہ چینی اور اعتراض کو ناپسند کرتا ہے درشت لہجہ میں دی گئی عمدہ سے عمدہ نصیحت پر بھی کان نہیں دھرتا۔ پس انتہائی ضروری ہے کہ نصیحت دھیمے انداز میں' نرمی کے ساتھ کی جائے تاکہ نصیحت کا اثر ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں کئی جگہوں پر نرمی کے ساتھ بات کرنے کی تلقین کی ہے۔ موسیٰ ایسے جلیل القدر نبی کو ہدایت کی گئی کہ وہ سرکش فرعون کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات کرے تاکہ فرعون نصیحت قبول کر لے۔ سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اے موسیٰ میں نے تجھ کو اپنے کام کا بنا لیا ہے جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور دیکھو تم میری یاد میں تقصیر نہ کرنا جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہو گیا ہے اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔" (۲۰:۴۲-۴۴) اسی بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ النمل میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے نبی اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو۔ حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔ تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔" (۱۶:۱۲۵) اور منافقوں کے بارے میں سورۃ النساء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے ان سے تعرض مت کرو۔ انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔" (۴:۶۳) نرم مزاجی انسان کی ایک بہت ہی عمدہ خصلت ہے۔ درشت لب و لہجہ کے ساتھ کی گئی نصیحت الٹا اثر مرتب کرتی ہے اور انسان ضد میں آکر پہلے سے بھی زیادہ حق کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ پس سورۃ آل عمران میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے قصور معاف کرنے' ان کے حق میں دعائے مغفرت کرنے' ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے' اور ان کو شریک مشورہ کرنے کی ہدایت اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں کرتا ہے (ترجمہ) "(اے پیغمبر) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گردوپیش سے چھٹ جاتے ان کے قصور معاف کر دو۔ ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کاموں میں ان

Marfat.com

کو بھی شریک مشورہ رکھو۔" (۳:۱۵۹) پس معلوم ہوا کہ قرآن پاک کے نزدیک کسی ایک پیغام یا علم کو دوسرے تک پہنچانے میں نرم اور عاجزانہ رویہ اختیار کرنے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ پس کسی بھی عالم/مبلغ کو اس امر کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے اور درشت کلامی، سخت لہجہ اور طعنہ زنی سے اجتناب کیا جائے اور اپنے پیغام کو قابل قبول انداز اور ملائم لہجہ میں نرمی اور دلائل کے ساتھ پیش کیا جائے۔ صرف اسی طریقہ سے وہ اشاعت علوم دینی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ مقناطیسی فیتے

Audio Visual Tapes آج کی دنیا میں اشاعت علوم کی راہ میں زبردست معاون ہیں۔ تحریر / ریکارڈ کا یہ نظام روایتی نظام سے جس میں کاغذ، قلم و دوات استعمال ہوتا ہے یکسر مختلف ہے۔ اس نظام میں طاقتور مقناطیسی لہروں کے اتار چڑھاؤ کو سیلوفین کے ایسے فیتوں پر جن پر زنگار (Iron oxide) کی ہلکی سی تہہ چڑھائی گئی ہوتی ہے منتقل کرکے آواز اور تصویر و تحریر کو محفوظ کر لیا جاتا ہے خالق کائنات نے ریکارڈ کی تیاری کا یہ اعلیٰ اور عمدہ نظام روز آفرینش ہی سے جاری کر رکھا ہے اور اس کے (اللہ تعالیٰ) کارندے (فرشتے) ہمہ وقت اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی اور ریکارڈ کی تیاری میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ ہر انسان کے ساتھ منسلک کراماً کاتبین (فرشتے) جو اس کے دونوں کاندھوں پر دائیں اور بائیں جانب سوار ہیں انسان کے ہر قول و فعل کا مکمل اور مفصل ریکارڈ تیار کر رہے ہیں جو انسان کے نامہ اعمال کی صورت میں روز حساب اللہ تعالیٰ کے حکم پر انسان کو پیش کر دیں گے۔ ہر انسان اپنی پوری زندگی کے اقوال و اعمال کو باسانی اپنے کانوں سے سن سکے گا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی سکے گا۔ اس قدر کام تو موجودہ ترقی یافتہ دور میں مقناطیسی فیتوں کی مدد سے ایک عام انسان بھی کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتوں کراماً کاتبین کا کام اس سے کسی قدر زیادہ ہے کیونکہ وہ (فرشتے) اقوال و افعال کو ریکارڈ کرنیکے ساتھ ساتھ انسانی نیت اور ارادے کو بھی ریکارڈ کر رہے ہیں جس کی روشنی میں ایک خودکار نظام کے تحت ہر انسانی قول و فعل کا عیب و ثواب مرتب ہوتا رہتا ہے یہ تفصیلی جائزہ یوم حساب نامہ اعمال کی

صورت میں ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیش کردیا جائے گا۔ اس تصویری جائزہ کی مدد سے ہر انسان خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہو گا۔ کسی بیرونی امداد کی اسے ضرورت نہیں ہو گی۔ اگرچہ قرآن پاک میں ان مقناطیسی فیتوں کا نام لے کر ذکر نہیں کیا گیا ہے تاہم انسان اپنے علم و ہنر اور تکنیکی مہارت کی بنا پر قرآن میں مختلف مواقع پر بیان کردہ حقائق اور تفاصیل کی مدد سے ان امور کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ اپنے علم اور تکنیکی مہارت میں موجودہ سائنسی دور میں بیش بہا اضافہ کے باوجود ابھی انسان اس قابل نہیں ہوا کہ وہ دوسروں کے ارادے اور نیت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگا سکے تاہم یہ امر بعید از قیاس بھی نہیں کہ انسان بالاخر اللہ کی مرضی اور ارادے کے تحت جلد یا بدیر اس قابل ضرور ہو جائے گا کہ وہ دوسروں کے ارادے اور نیت کا اللہ کے حکم اور اس کے دیئے ہوئے علم کی مدد سے ٹھیک ٹھیک جائزہ لینے کے قابل ہو جائے۔ انشاء اللہ العزیز۔

انسانی اقوال و اعمال کو ضبط تحریر میں لانے اور اس کا پختہ و ناقابل تردید ریکارڈ تیار کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ منسلک دو فرشتوں یعنی کراماً کاتبین کے سپرد کر رکھی ہے جو معزز لکھنے والے ہیں اور جن کی گواہی کو جھٹلانے کی اس کے پاس کوئی معقول وجہ نہ ہو گی۔ ہر انسانی زندگی کے ساتھ اس معتبر ترین ریکارڈ کی فرشتوں کراماً کاتبین کے ہاتھوں تیاری کے بارے میں انسان فی الحال کچھ زیادہ نہیں جانتا لیکن اس سائنسی دور میں وہ خود اس سے ملتا جلتا ریکارڈ بصورت مقاطیسی فیتے (Video and Audio Casettes) تیار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ نظام یقیناً" انسانی نظام سے بہتر ہو گا اس بارے میں سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے اپنے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اس کے لئے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔ پڑھ اپنا نامہ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔" (۱۷:۱۳-۱۴) اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ریکارڈ کو پڑھ کر سن کر اور دیکھ کر ہر انسان اپنا حساب خود ہی لگانے کے لئے کافی ہو گا جس کے لئے کوئی بیرونی امداد اسے درکار نہ ہو گی اس بارے میں سورۃ یونس میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "ان سے

Marfat.com

کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے۔ اس کے فرشتے تمہاری سب مکاریوں کو قلم بند کر رہے ہیں۔" (۱۰:۲۲) درج بالا حوالہ جات سے مقناطیسی فیتوں (الیکٹرانک میڈیا) کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔

۱۱۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا

ایمان لانے کے بعد دینی اور دنیاوی کامیابیوں کے حصول کے لئے اللہ کے دامن کو مضبوطی سے تھامنا بھی ضروری ہے کیونکہ ایسا نہ کرنے سے انسان کفر کی طرف پلٹ سکتا ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "تمہارے لئے کفر کی طرف جانے کا اب کیا موقع باقی ہے جبکہ تم کو اللہ کی آیات سنائی جا رہی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسول موجود ہے؟ جو اللہ کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھامے گا وہ ضرور راہ راست پائے گا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں مت پڑو۔" (۳:۱۰۱-۱۰۲) اللہ کی رسی سے مراد قرآن کی لائی ہوئی شریعت ہے جس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہی دنیاوی کامیابی کی ضمانت ہے اور تبلیغ دین ایک ذریعہ بھی ہے

۱۲۔ رجوع الی اللہ

اللہ تعالیٰ کامیابی کا سیدھا راستہ اس ہی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے اور جو اس کی طرف رجوع نہ کرے وہ از خود گمراہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ امر سورۃ الرّعد میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "کہو اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے اور ایسے ہی لوگ ہیں جنہوں نے (اس نبی کی دعوت کو) مان لیا ہے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔" (۱۳:۲۷-۲۸) پس معلوم ہوا کہ رجوع الی اللہ کو اشاعت علوم میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

۱۳۔ کثیر تعداد میں قبول حق

Marfat.com

ایک کامیابی دوسری کامیابیوں کا پیش خیمہ بن جاتی ہے اور کامیابی سے بڑھ کر حق کی اور کیا شناخت ہو سکتی ہے۔ حق کی ایک کامیابی سے متاثر ہو کر لوگ جوق درجوق حق کی مخالفت ترک کر کے اس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور ایک معاشرتی انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امر کا واضح اعلان سورۃ النصر میں اس صورت میں فرماتا ہے (ترجمہ) ''جب اللہ کی مدد آ جائے اور فتح نصیب ہو جائے اور (اے نبی) تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' (۱۱۰:۱-۳) پس معلوم ہوا کہ کثیر تعداد میں قبول حق اشاعت علوم میں حددرجہ معاون ہے۔

۱۴۔ اجتماع عوام

اجتماع عوام کو لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے جیسا کہ نماز جمعہ عیدین اور حج کے موقع پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحج میں اس بارے میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھو اور لوگوں کو حج کے لئے اذن عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز کے مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لئے رکھے گئے ہیں۔) (۲۲:۲۷-۲۸) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتماع عوام کو تبلیغ دین اور اشاعت علوم کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے جیسا کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اجتماعات کو تبلیغ دین کے لئے استعمال کیا۔

۱۵۔ نیکی کی پرچارک جماعت

نیکی اور بدی کی شناخت کے ساتھ ساتھ ایک جماعت ایسی بھی ہونی ضروری ہے جو لوگوں کو برائیوں سے روکے اور نیکی کا پرچار کرے ہر شخص یہ کام انجام نہیں دے سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے کہ ہر گروہ میں کم از کم ایک

جماعت ایسی ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور بدی سے روکے ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئے جو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔'' (۳:۱۰۴)

حصول علم اور فروغ علم کے لئے قومی اور بین الاقوامی طور پر بھی نیکی کی پرچارک جماعت کا ہونا ضروری ہے اور دنیا بھر کے لوگوں کی اصلاح کے لئے بھی ایک ایسی جماعت (گروہ) کا ہونا ضروری ہے جو دنیا والوں کو نیکی کا پرچار کرے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران کی اگلی آیت ہی میں مومنوں کو نیکی کی پرچارک جماعت قرار دیتا ہے (ترجمہ) ''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو' بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔'' (۳:۱۱۰) پس معلوم ہوا کہ تبلیغ اشاعت علوم اور ترویج علوم کیلئے لوگوں میں نیکی کا پرچار کرنے والی ایک نہ ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے۔

ہم زبانی

اشاعت علوم میں ہم زبانی کوزبردست اہمیت کی حامل ہے۔ آپ کسی بھی شخص سے صرف اس زبان میں بات کر سکتے اور اس کو اپنا مطلب سمجھا سکتے ہیں جس زبان کو آپ کا مخاطب سمجھتا اور جانتا ہو کسی دوسری زبان میں گفتگو کر کے آپ اس کو اپنا مطلب نہیں سمجھا سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں عربوں کو یہ بات متعدد جگہوں پر سمجھائی اور بتائی ہے کہ قرآن پاک خود عربوں کی زبان یعنی عربی میں نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ وحی الٰہی کا مطلب آسانی سے سمجھ سکیں۔ اگرچہ قرآن پاک صرف عربوں کے استفادے کے لئے نازل نہیں کیا گیا بلکہ اس کا پیغام تمام اقوام عالم کے لئے قیام قیامت تک ہے لیکن اس امر کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ قرآن پاک کے اول مخاطب اہل عرب ہی تھے لہٰذا وحی رّبانی کا عربی زبان میں ہونا ضروری تھا۔ یہ امر سورۃ الدّخان کے آخر میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) ''اے نبی ہم نے اس کتاب کو تمہاری زبان میں سہل بنا دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔''

(۴۴:۵۸) (۴۲:۲۷) (۳-۴۱:۱) (۴۶:۱،۲) (۲۰:۱۱۳) یہی بات سورۃ الزخرف کے بالکل شروع میں اس طریقہ سے بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "قسم ہے اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم لوگ اسے سمجھو۔" (۴۳:۱-۳) اور یہی بات ایک مختلف انداز میں سورۃ الزمر میں اسی طرح بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح کی مثالیں دی ہیں کہ یہ ہوش میں آئیں ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے۔" (۳۹:۲۷-۲۸) اور سورۃ مریم کے آخر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "پس اے نبی اس کلام کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اس لئے نازل کیا ہے کہ تم پرہیزگاروں کو خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈرا دو۔" (۱۹:۹۷) اور یہی امر سورۃ ابراہیم میں بہت واضح انداز میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے (ترجمہ) "ہم نے اپنا پیغام دینے کے لئے جب کبھی کوئی رسول بھیجا ہے اس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے۔" (۱۴:۴) مزید ملاحظہ ہو ۱۲:۲۔ ان تمام حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ہم زبانی اشاعت و ترویج علوم میں زبردست اہمیت کی حامل ہے۔ اور متعلمین کو صرف ان کی اپنی زبان میں ہی تعلیم دینی مناسب ہے۔

۷۔ امن/سلامتی

انفرادی، گروہی، قبائلی، ملکی، علاقائی اور بین الاقوامی ہمہ جہتی ترقی کے لئے امن اور سلامتی کے ماحول کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی معاشرہ میں امن و سلامتی کے ماحول کو برقرار رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عدل و انصاف اور بے لاگ شہادت پر اس قدر زور دیا ہے کہ اس بارے میں قوم، ملک، بھائی چارہ، عزیز و اقربا چھوٹے بڑے، امیر و غریب، اپنے و پرائے اور دوست دشمن کا لحاظ کئے بغیر درست بات کہی جائے تاکہ انسانی معاشرہ میں عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بنایا جا سکے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ گواہی کو چھپایا نہ جائے کیونکہ اس بنا پر حصول انصاف اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتا ہے اور بسا اوقات انبوہ کثیر میں اعلانیہ ارتکاب جرم کے بعد بھی ملزم سزا سے محفوظ رہتا ہے اشاعت علوم کے لئے سلامتی کا

Marfat.com

ماحول انتہائی سازگار ہوتا ہے جبکہ بدامنی علم کے راستے کا پتھر بن جاتی ہے۔ قیام امن کے لئے طاقتور ہونے کے باوجود دشمن کی صلح کی پیش کش کا اللہ کے بھروسے پر مثبت جواب اللہ کے نزدیک پسندیدہ فعل ہے۔ اس بارے میں سورۃ الانفال میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ) "اور اے نبی اگر دشمن صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً وہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔" (۸:۶۱) اور سورۃ الفرقان میں فرمایا کہ جاہلوں کی جاہلیت کا جہالت سے جواب دینے کی بجائے ان کو سلامتی کا پیغام دے کر ان سے علیحدہ ہو جاؤ تاکہ جھگڑا آگے نہ بڑھے اور آپ نقصان سے محفوظ رہیں۔ اس بارے میں ارشاد ربّانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام ہو۔" (۲۵:۶۳) جہاد کے موقع پر اگر دشمن فریق کا کوئی شخص آپ کو سلامتی کی دعا دے یعنی سلام پیش کرے تو اس سے اعراض نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ کرو اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جب تم اللہ کی راہ میں نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو اور جو تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے۔" (۴:۹۴) امن و سلامتی جس قدر اس دنیا میں پسندیدہ ہے اور جس کے بغیر اشاعت علوم ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اسی قدر آخرت میں بھی سلامتی کا گھر یعنی جنت پسندیدہ ٹھکانہ ہے۔ اس بارے میں سورۃ الانعام میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "حقیقت میں تو امن انہی کے لئے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔" (۶:۸۲) اور اسی بارے میں اسی سورۃ میں آگے یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ان کے رب کے پاس ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے اور وہ اس کا سرپرست ہے۔ اس صحیح طرز عمل کی وجہ سے جو انہوں نے اختیار کیا۔" (۶:۱۲۷) اور سورۃ طٰہٰ میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام نے فرعون کو اللہ کا پیغام پہنچایا کہ جو راہ راست کی پیروی کرے اس کے لئے اس کے رب کی طرف سے سلامتی ہے۔ اس بارے میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "جاؤ اس کے پاس اور کہو۔ ہم تیرے رب کے فرستادے ہیں بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کے

Marfat.com

لئے چھوڑ دے اور ان کو تکلیف نہ دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی ہے اس کے لئے جو راہ راست کی پیروی کرے۔" (۲۰:۴۷) اور سورۃ المائدہ میں قران پاک کو سلامتی کے طریقے بتانے والی کتاب قرار دیا ارشاد ہوا (ترجمہ) "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔" (۵:۱۵-۱۶) اس آیت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ قرآن پاک سلامتی کے طریقے بتانے والی کتاب ہے ان تمام لوگوں کے لئے جو امن و سلامتی کے خواہاں اور اللہ کی رضا کے جویا ہیں۔ اسی طرح امن و سلامتی کا ماحول اشاعت و ترویج علوم کے لئے بھی بے حد ضروری ہے۔

۲۸۔ مباہلہ

مباہلہ مباحثہ ہی کی ایک شکل ہے جس میں دلائل دینے اور دلائل سننے کے علاوہ اللہ تعالیٰ سے مشترکہ دعا بھی کی جاتی ہے اور قریبی اعزہ کو بھی شریک کیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ حق کو کامیاب اور جھوٹے پر لعنت کرے۔ سامان حرب و ضرب کی قوت سے اپنی بات یا دلیل کو منوانے کی بجائے اگر فریقین مقابلہ جنگ و جدل ترک کرتے ہوئے اپنے بیوی بچوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے اللہ تعالیٰ سے مل کر دعا کریں کہ ان دونوں میں سے جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو تو اس طرز عمل کو مباہلہ کہتے ہیں۔ جو لوگوں میں امن و سلامتی کا ضامن ہوتا ہے قرآن کا واضح حکم نازل ہونے کے بعد جو بھی شخص اس بارے میں جھگڑا کرے اس سے جنگ کرنے کی بجائے امن و سلامتی کی خاطر مباہلہ کا حکم سورۃ آل عمران میں اس طرح دیا گیا ہے (ترجمہ) "یہ علم آ جانے کے بعد جو کوئی اس معاملے میں تم سے جھگڑا کرے تو اے نبی اس سے کہو آؤ ہم اور تم خود بھی آ جائیں اور اپنے بال بچوں کو بھی لے آئیں اور خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔" (۳:۶۱) مزید ملاحظہ ہو ۱۶:۱۲۵' اس حوالہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حق کی شناخت اور اشاعت و ترویج علوم کے لئے مباہلہ ایک معروف طریقہ ہے جس سے بحث کے فیصلے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات کو درمیان میں لا کر اس سے فریق

Marfat.com

حق کی کامیابی اور ظالم فریق کی بربادی کی دعا کی جاتی ہے۔

۲۔ علمی جہاد

لفظ جہاد جہد سے مشتق ہے جس کے معنی کوشش کے ہیں یعنی ایسی کوشش جو اللہ کا نام بلند کرنے اور دین کی حفاظت اور اس کے غلبہ کے لئے اختیار کی جائے۔ کفر اور ناشکری کا رویہ اختیار کرنے والوں کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کو مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں یکے بعد دیگرے بھیجتا رہا ہے۔ کفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پر دیگر اعتراضات کے علاوہ یہ اعتراض بھی اکثر کرتے تھے کہ ہمارے (کفار) لوگوں کو نبی کیوں نہ بنایا گیا اللہ تعالیٰ ان کے اس اعتراض کا جواب سورۃ الفرقان میں اس طرح دیتا ہے کہ وہ (خدا تعالیٰ) اگر چاہتا تو ہر بستی میں ایک نبی بھیج دیتا لیکن جس طرح ایک سورج کی موجودگی میں دنیا بھر کے تمام چراغوں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اس طرح ایک رسول (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی موجودگی میں دنیا بھر کے تمام چراغوں کی روشنی ماند ہے۔ ہر بستی کے لئے جدا روشنی مہیا کرنے والا نبی درکار نہیں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہئے کہ وہ ان علمی دلائل کے ساتھ کفار کے ساتھ زبردست علمی جہاد کریں (ترجمہ) "اگر ہم چاہتے تو ایک ایک بستی میں ایک ایک خبردار کرنے والا اٹھا کھڑا کرتے پس اے نبی کافروں کی بات ہرگز نہ مانو اور اس قرآن کو لے کر ان کے ساتھ زبردست جہاد کرو۔" (۲۵:۵۱-۵۲) (۲۹:۵) پس معلوم ہوا کہ فروغ علم کے لئے علمی دلائل کے ساتھ علمی جہاد ضروری ہے۔

۳۔ نسبی و گروہی تعلق

انسان طبعاً اپنے نسبی و گروہی تعلق داروں سے زیادہ مانوس ہوتا ہے کیونکہ ایسے لوگ اس کی اپنی ذات سے قریب ترین ہوتے ہیں اور ان سے عمدہ تعلقات کا برقرار رکھنا اس کے لئے باعث طمانیت ہوتا ہے۔ نسبی و گروہی قربت کے علاوہ انسان اپنے قریب ترین لوگوں کی عادات و اطوار، خصائل اور خوبیوں اور خامیوں سے زیادہ واقف ہوتا ہے ان کی معیت میں لطف و سرور محسوس کرتا ہے اور ان کے خیالات و اعمال سے زیادہ متاثر ہوتا ہے پس تلامذہ سے نسبی گروہی تعلق حصول تعلیم و تربیت

Marfat.com

اور ترویج علوم میں معاون ثابت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کا رسول خود اس قوم ہی کے افراد میں سے منتخب کیا تاکہ وہ رسول کی سابقہ زندگی کے حالات سے واقف ہوں اس سے قربت محسوس کریں اور اس پر بھروسہ کر سکیں اس بارے میں سورۃ التوبہ کی آخری آیات میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق اور رحیم ہے۔" (۹:۱۲۸) پس معلوم ہوا کہ نسبی و گروہی تعلق فروغ علم میں ممد و معاون ہے۔

۲۲۔ نیکی کے کاموں میں تعاون

انفرادی اور قومی حالات کی اصلاح کے لئے نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرنا چاہئے۔ حصول علم و فروغ علم' نیکی کے کام ہیں۔ پس تعلیمی امور میں ایک دوسرے کے ساتھ ضرور تعاون کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ میں اس امر کو اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اس کی سزا بہت سخت ہے۔" (۵:۲) پس معلوم ہوا نیکی کے کاموں مین تعاون فروغ علم کے لئے ضروری ہے۔

۲۳۔ اعلانیہ دعوت حق

دعوت حق کی کامیابی کے لئے یہ امر بھی کافی اہم ہے کہ دعوت کا عام اعلان کیا جائے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پس اے نبی جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو۔" (۱۵:۹۴) دعوت حق اللہ کے رسول بلاخوف و خطر دیتے ہیں اور اس بارے میں اللہ کے علاوہ اور کسی سے نہیں ڈرتے۔ سورۃ الاحزاب یں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ اللہ کی سنت ہے ان لوگوں کے لئے) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور ایک خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور محاسبے کے لئے صرف اللہ ہی کافی ہے۔"

Marfat.com

(۳۳:۳۹) تبلیغ دین اور اشاعت علوم کے لئے یہ امر نہایت اہم ہے کہ اس کی دعوت ہر کسی کو اعلانیہ دی جائے۔

۲۴۔ آزادی فکر و مذہب

قرآن پاک انسان کو فکر و مذہب کی آزادی کرتا ہے۔ اور تمام پیغمبروں (رسولوں) کی رسالت پر ایمان لانے کا تقاضہ کرتا ہے اگر کوئی ایسا شخص جو اپنے آپ کو مومن سمجھتا اور مسلمان کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ کے کسی ایک معروف پیغمبر کا بھی انکار کرے تو اس کا ایمان ناقص ٹھہرتا ہے اور وہ مومنوں کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سے نوازا اس کو علم اور سمجھ بوجھ عطا کی راہ راست دکھانے کے لئے پیغمبروں کو بھیجا انسان میں نیکی کا داعیہ پیدا فرمایا جو ہر برائی کے ارتکاب پر اس کو روکتا اور ٹوکتا ہے۔ تاہم اس کو دنیاوی زندگی میں عمل کی آزادی عطا کی۔ چاہے تو وہ نیکی کی راہ اختیار کرے اور چاہے تو برائی کی راہ اپنائے وہ اپنی راہ عمل متعین کرنے میں آزاد ہے۔ اسی آزادی کی بنا پر وہ اپنے تمام اقوال و افعال کا ذمہ دار ہے۔ یہ ذمہ داری دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا بلا مقصد پیدا نہیں فرمائی اور نہ ہی انسان کو اس دنیا میں بلامقصد پیدا کیا گیا ہے۔ حق و ناحق، نیکی اور بدی دونوں راہیں انسان پر آشکارا کرنے کے بعد عقل کا تقاضہ ہے کہ انسان کو اس کے اعمال کا جواب دہ ٹھہرایا جائے اور جزا و سزا کا نظام قائم کیا جائے اس لئے قیامت کا آنا ضروری ٹھہرا۔ جنت و دوزخ کا عقلی وجود ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر ارشاد فرمایا کہ وہ اگر چاہتا تو فرشتوں کی مانند کوئی شخص بھی گناہ کا مرتکب نہ ہوتا لیکن اس دارالعمل (دنیا) میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی عطا کی ہے۔ فکر و عمل کی آزادی، عقیدہ و مذہب کی آزادی، انسان کی پوری زندگی ایک کٹھن امتحان ہے جس امتحاں کا پورا نتیجہ اس (انسان) کو قیامت کے روز مل جائے گا۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔" (۲:۲۵۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ایمان لے آئیں

Marfat.com

اور یہ بھی خواہش تھی کہ دانش و با حیثیت اور قوم کے معزز لوگ ضرور ایمان لے آئیں. تاکہ ان کے زیر اثر دوسرے لوگ بھی جلد دولت ایمان سے بہرہ ور ہوں لیکن دنیا میں لوگوں کو آزادی عقیدہ و عمل حاصل ہے۔ نبی کا کام صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا اور اس کا عملی نمونہ پیش کر دینا ہے اور بس اس سے آگے نبی کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ اس اہم مضمون کو سورۃ یونس میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اگر تیرے رب کی مشیت یہ ہوتی کہ (زمین میں سب مومن و فرمانبردار ہی ہوں) تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کر دے گا وہ مومن ہو جائیں کوئی متنفس اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ ان پر گندگی ڈال دیتا ہے۔" (۱۰:۹۹-۱۰۰) قرآن پاک آزادی فکر و مذہب کا درس دیتا ہے کیونکہ یہ آزادی اشاعت و فروغ علم میں بے حد معاون ہے۔

۲۵ مساجد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اور قرون اولیٰ میں مساجد صرف عبادت گاہیں نہ تھیں بلکہ وہ مضبوط معاشرتی ادارے تھے جس میں پنج وقتہ نماز کے علاوہ لوگ باہمی مشورہ سے معاشرتی مسائل حل کرتے' بچوں اور بزرگوں کی تعلیم کے لئے استعمال کرتے' اہم قومی مسائل پر غور و فکر کے لئے لوگوں کو مجتمع کرتے' جنگ میں شرکت کے لئے جیش تیار کرتے' غیر ملکی سفراء اور وفود کی عارضی رہائش گاہ کا کام لیتے' قومی اہمیت کا کوئی کام ایسا نہیں تھا جو مساجد میں انجام نہ پاتا ہو۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کو متذکرہ بالا تمام مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ اصحاب صفہ کی درسگاہ بھی مسجد نبوی ہی تھی۔ مدفن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند گز کے فاصلے پر چبوترہ کا وجود مسجد کو بطور درس گاہ استعمال کرنے کا قطعی ثبوت فراہم کرتا ہے مسلمانوں کے انحطاط کے زمانے میں مساجد صرف عبادت گاہیں بن کر رہ گئیں لیکن اس کے باوجود آج بھی بیشتر مساجد کو طلباء و طالبات کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی حجت کے بغیر قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے مساجد کو بلاتکلف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مناسب عمارتوں کا فقدان اشاعت علوم کی ایک بڑی

Marfat.com

رکاوٹ ہے۔ اگر بڑی مساجد کو قرآنی/دینی علوم کے علاوہ عمرانی/سائنسی علوم کی ترویج کے لئے بھی استعمال کیا جائے تو یہ استعمال قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہو گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی کا پہلا لفظ ہی اقرا (پڑھنا) ہے۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس میں ہر عورت و مرد کے لئے علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ پس تبلیغ دین اور اشاعت علوم کی ترویج قرآنی منشاء کے عین مطابق ہے۔ بشرطیکہ اسلامی اصولوں سے کسی بھی صورت میں انحراف نہ کیا جائے اور مساجد کو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور ان کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔ اس بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے مسجد بنائی اس غرض کے لئے کہ (دعوت حق) کو نقصان پہنچائیں اور (خدا کی بندگی کرنے کی بجائے) کفر کریں اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور اس بظاہر عبادت گاہ کو) اس شخص کے لئے کمین گاہ بنائیں جو خدا اور اس کے رسول کے خلاف برسرپیکار ہو چکا ہے وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں تم ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔"[۱] (۹:۱۰۷-۱۰۸) پس معلوم ہوا کہ مساجد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی مانند اشاعت و فروغ علم میں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

کلچر/تہذیب/ثقافت کی یکسانیت

۴۶

اگرچہ کلچر، تہذیب و ثقافت کے لغوی معنوں میں کسی حد تک اختلاف ہے، لیکن خیالات زبان استعمال کی چیزیں عمارتیں اور زندگی گزارنے کے طور طریقوں کی یکسانیت کو عام فہم زبان میں کلچر تہذیب اور ثقافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کی یکسانیت سے لوگوں میں اپنائیت اور قومیت کا جذبہ فروغ پاتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک دوسرے کے زیادہ نزدیک ہوتے ہیں۔ دوستی اور اپنائیت کے

بھرپور جذبات ان میں موجود ہوتے ہیں۔ اشاعت علوم میں ثقافت کی یکسانیت کو اہم درجہ حاصل ہے کیونکہ اثرپذیری کے لئے اس یکسانیت کی اشد ضرورت ہے۔ عربوں کی اصلاح کسی غیر عرب کے ذریعہ ممکن نہ تھی کیونکہ تہذیب و ثقافت کے اختلاف کے باعث وہ (عرب) اپنے مصلح کی بات سمجھنے اور ان پر عمل کرنے سے قاصر رہتے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عربی النسل تھے اور اپنے دل کی بات بخوبی ان عربوں تک پہنچا سکتے تھے جو ان کی سابقہ زندگی کے حالات سے بھی واقف تھے اس امر کا اظہار سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات میں اس طرح کیا گیا ہے (ترجمہ) "وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔" (۶۲:۲) انسان طبعاً" اپنی کلچر/ثقافت سے دلی انس لگاؤ اور قربت محسوس کرتا ہے پس ضروری ٹھہرا کہ اس انسیت کو تبلیغ اور اشاعت علوم کے کام میں لایا جائے۔

دعوت حق علی وجہ بصیرت
۷۔

اشاعت علوم میں اس امر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ دعوت حق علی وجہ بصیرت دی جائے تاکہ اس کی (دعوت) اثر پذیری میں اضافہ ہو۔ اگر خود داعی ہی دعوت کے مفہوم و مطالب اور مقاصد سے نابلد ہو یا دعوت کے حق میں مضبوط اور موثر دلائل نہ دے سکے تو اس کی کامیابی کا امکان باقی نہیں رہتا جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دعوت حق دینے کے لئے فرعون کے پاس بھیجا تو اس پر انہوں (موسیٰ علیہ السلام) نے اس موقع پر جو دعا کی وہ سورۃ طٰہٰ کی ان آیات میں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "اب تو فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہو گیا ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا پروردگار میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔" (۲۰:۲۴-۲۸) اور سورۃ یوسف کے اخیر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو رب تعالیٰ ان الفاظ میں ہدایت کرتا ہے (ترجمہ) "تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں خود بھی پوری

Marfat.com

روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔" (۱۲:۱۰۸) دوسروں کو راہ دکھانے والے کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود راہ کی مشکلات اور پیچیدگیوں سے آگاہ ہو تاکہ لوگ اس پر بھروسہ کر سکیں پس اشاعت علوم کے لئے ضروری ہے کہ داعی حق (استاد' رہنما) دعوت حق علی وجہ البصیرت دے جس کے بغیر کامیابی محال ہے۔

مالِ غنیمت

مال غنیمت کے لئے قرآن پاک میں انفال کا لفظ استعمال ہوا ہے (سورۃ انفال) جو کہ نفل کی جمع ہے عربی زبان میں نفل اس چیز کو کہتے ہیں جو واجب یا حق سے زائد ہو۔ متبوع کے سلسلہ میں اس سے مراد وہ عطیہ/انعام ہے جو آقا اپنے بندے کو اس کے جائز حق سے زائد دیتا ہے اور تابع کے سلسلہ میں اس سے مراد وہ رضاکارانہ خدمت ہوتی ہے جو ایک بندہ اپنے آقا کے لئے فرض سے بڑھ کر اپنی خوشی سے بجا لاتا ہے اس سورۃ میں انفال کا لفظ ان اموال غنیمت کے لئے استعمال ہوا جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے۔ اس لفظ کے استعمال سے مسلمانوں کو یہ امر ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ یہ تمہاری کمائی یا حق / خدمت نہیں بلکہ یہ سراسر اللہ کا فضل اور انعام ہے جو اس نے تمہیں تمہارے حق سے زائد بخشا ہے۔ دیگر قومی مصارف کے علاوہ اس مال غنیمت کو قومی اور دینی کاموں یعنی تبلیغ دین اور اشاعت علوم وغیرہ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اس بارے میں سورۃ انفال کے بالکل شروع میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "تم سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں کہو یہ انفال تو اللہ اور اس کے رسول کے ہیں پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔" (۸:۱) اس سورۃ میں جنگ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی مرئی و غیرمرئی امداد کے واقعات بیان کر کے لفظ انفال کی معنویت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ کامیابی میں تمہاری اپنی جرات و جسارت کا کتنا حصہ تھا اور اللہ کی مدد و عنایت کا کتنا حصہ۔ پس اموال غنیمت کی تقسیم کس طرح ہو یہ تمہارا کام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے۔

Marfat.com

یہی امر اسی سورۃ میں: آگے جا کر دسویں پارے کے بالکل آغاز میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) ''اور تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔''(۸:۴۱) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کو تبلیغ دین اور اشاعت علوم کے لئے صرف کیا جا سکتا ہے اور سورۃ الفتح میں اموال غنیمت کا ذکر اس انداز سے کیا گیا ہے (ترجمہ) ''اللہ مومنوں سے خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لئے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی اور بہت سا مال غنیمت انہیں عطا کر دیا ہے جسے وہ (عنقریب) حاصل کریں گے۔ اللہ زبردست اور حکیم ہے۔'' (۴۸:۱۸۔۱۹) مندرجہ بالا تمام آیات سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مال غنیمت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کو اشاعت علوم دین کے لئے خرچ کیا جا سکتا ہے۔

۲۸۔ ہجرت

آفات ارضی و سماوی' بدامنی ظلم یا کسی دوسرے سبب سے ایک جگہ سے رہائش مستقل طور پر ترک کر کے دوسری جگہ آباد ہو جانے کو ہجرت کا نام دیا جاتا ہے۔ آغاز اسلام میں مظلوم مسلمانوں نے قریش مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر پہلے دو بار حبشہ کو ہجرت کی اور تیسری بار مکہ سے مدینہ النبی (یثرب) کو ہجرت فرمائی کیونکہ تبلیغ دین/دعوت اسلام کا اہم کام مکہ میں ممکن نہیں رہا تھا۔ سخت دشمنی عداوت' جاہلیت اور عصبیت کے باعث وہ دعوت اسلام پر کان دھرنے کو تیار نہ تھے اور دین اسلام کی تبلیغ اور قرآن کے پیغام کو عام کرنے کے لئے مسلمانوں کو مکہ سے مدینتہ النبی (یثرب) ہجرت کا راستہ اختیار کرنا پڑا کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں لوگوں کے قبول اسلام کی رفتار بہت ہی سست رہتی۔ سچے مومن وہی ہیں جو کہ ضرورت پڑنے پر ہجرت اختیار کریں اللہ کی زمین بہت وسیع ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) اپنی راہ میں ہجرت اختیار کرنے والوں کو وسیع رزق سے نوازتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ انفل میں ارشاد ربانی ہے

Marfat.com

(ترجمہ) ''جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جدوجہد کی اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں۔ ان کے لئے خطاؤں سے درگزر ہے اور بہترین رزق ہے۔'' (۸:۷۴) اور یہی پیغام سورۃ النساء کی اس آیت میں دیا گیا ہے (ترجمہ) ''جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لئے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لئے بڑی گنجائش پائے گا جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کے لئے نکلے پھر راستے میں ہی اسے موت آ جائے اس کا اجر اللہ کے ذمہ واجب ہو گیا اللہ بہت بخشش فرمانے والا اور رحیم ہے۔'' (۴:۱۰۰) (۴:۱۱۰) مزید ملاحظہ ہو (۳:۱۹۵) (۲:۲۱۸) (۲۲:۵۸'۵۹) (۲۹:۵۶) (۱۹۵-۲۶:۱۹۲)

اور سورۃ النحل میں یہی بات اس انداز میں بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) ''جو لوگ ظلم سہنے کے بعد اللہ کی خاطر ہجرت کر گئے ہیں ان کو ہم دنیا ہی میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے کاش جان لیں وہ مظلوم جنہوں نے صبر کیا ہے اور جو اپنے رب کے بھروسے پر کام کر رہے ہیں (کہ کیسا اچھا انجام ان کا منتظر ہے) (۱۶:۴۲) اگر کسی جگہ یا ملک کی حکومت تبلیغ حق اشاعت دین اور فروغ علم میں مانع ہو تو قرآن ایسی جگہوں سے لوگوں کو ہجرت کا حکم دیتا ہے تاکہ اشاعت دین اور فروغ علم کے راستے کی رکاوٹیں دور ہو جائیں۔

قدر مشترک کی دعوت

۲۹۔ تبلیغ دین اور اشاعت علوم میں یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ کامیابی کے نکتہ نظر سے مخالف کو سب سے پہلے قدر مشترک کی دعوت دی جائے تاکہ اس کے لئے انکار کی گنجائش نہ رہے۔ امید ہے قدر مشترک کو تسلیم کرنے کے بعد وہ مخاطب دوسری باتوں کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) ''اے نبی کہو اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔'' (۳:۶۴) یہی بات سورۃ العنکبوت میں یوں بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ)

”اور ان سے کہو ہم ایمان لائے ہیں اس چیز پر بھی جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اس چیز پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی تھی۔ ہمارا خدا ایک ہی ہے او ہم اس کے مسلم (فرمانبردار) ہیں۔“ (۲۹:۴۶) پس معلوم ہوا کہ اشاعت دین اور فروغ علم میں قدر مشترک کی دعوت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

Marfat.com

تیرھواں باب

استاد کے اوصاف

علم انسان کی اہم ترین ضروریات میں سے ایک ہے جس کو ایک انسان سے دوسرے انسان تک منتقل کرنے کے لئے استاد کا ہونا ناگزیر ہے۔ علم کی اس منتقلی کے لئے استاد میں چند اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ کائنات کی انواع و اقسام کی تمام مخلوقات کا معلم اعلیٰ و اول اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس نے ہر نوع کو اس کی زندگی کی عام ضروریات پوری کرنے کے لئے علم' ہنر اور جذبات عطا کئے۔ اس کرہ ارض پر علم اور ہنر کی ایک انسان سے دوسرے انسان کو منتقلی کے لئے معلم اعلیٰ و اول (اللہ تعالیٰ) نے اساتذہ کو مقرر فرمایا۔ منتقلی کے عمل کو کامیابی سے انجام دینے کے لئے اس میں چند بنیادی و ثانوی اوصاف کا ہونا ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو کہ ہمہ صفت موصوف ہے اپنے چند اوصاف نسل انسانی کو محدود پیمانے پر عطا فرمائے اس باب میں انہی بیشتر بنیادی و ثانوی اوصاف کو بیان کرنا مطلوب ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ بطور معلم /ہدایت دہندہ

اللہ تعالیٰ کی ذات ہمہ صفت موصوف ہے۔ تمام اچھے نام اور کام اس کے ہیں۔ اس جیسی اعلیٰ پیمانہ کی صفات اس کی کسی مخلوق میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس کی ذات صفات' اختیارات' اور کاموں میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ و ارفع اور ماوراء ہے۔ اس کی تمام خوبیاں نہ ہی شمار کی جا سکتی نہ ہی بیان کی جاسکتی ہیں اور نہ ہی ضبط تحریر میں لائی جا سکتی ہے۔ وہ اپنی جملہ مخلوقات کا معلم اعلیٰ ہے جو اپنی مخلوقات کی تعلیم و تربیت مرئی و غیر مرئی دونوں طریقوں سے کرتا ہے۔ وہ مچھلی کو اس کی پیدائش سے پہلے ہی تیرنا سکھا دیتا ہے اور انسانوں اور

Marfat.com

حیوانوں کو ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پینا اور کھلی ہوا میں سانس لینا سکھا دیتا ہے۔ انسانوں کی رہنمائی کے لئے اپنے خصوصی نمائندوں یعنی انبیائے کرام کو مبعوث کرتا ہے۔ ان کی راہنمائی اور تعلیم و تربیت کے لئے صرف اسی ایک ذریعہ (انبیائے کرام) پر انحصار نہیں کرتا بلکہ ہر انسان میں ایک محاسب (ضمیر) بٹھا دیتا ہے جو ہر برے کام سے اس کو روکتا ٹوکتا ہے تاکہ وہ لوگ بھی اس (اللہ) کے فیض تربیت سے محروم نہ رہیں جنہوں نے کسی نبی کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی ان تک انبیاء کی تعلیمات پہنچیں۔ اس کا (اللہ تعالیٰ) فیض تربیت ہر خاص و عام کے لئے ہے۔ طلبگاروں کے لئے بھی اور محروم طلب انسانوں کے لئے بھی اس کی نعمتیں' قدرتیں اور فیاضیاں انسانی شمار سے باہر ہیں۔ اس کی تربیت کے انداز نرالے ہیں۔ مخلوقات کی ہر نوع کا انداز تربیت دوسروں سے جدا اور نرالا ہے۔ (اسی مانند ایک استاد کو بھی تمام عمدہ صحیح طریق عمل سکھلائے) اس بارے میں سورۃ البقرۃ میں میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ کے غضب سے بچو وہ تم کو صحیح طریق عمل کی تعلیم دیتا ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے۔" (۲:۲۸۴)

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا۔" (۲:۳۷) اور سورۃ النساء میں اولاد ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کئے جانے کا اس انداز میں ذکر فرمایا (ترجمہ) "ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملک عظیم بخشا۔" (۴:۵۴) اللہ تعالیٰ عدل احسان اور صلہ رحمی کا حکم (تعلیم) دیتا ہے۔ برائیوں سے روکتا ہے اور نصیحت کرتا ہے اس بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ عدل و احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی اور بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو۔" (۱۶:۹۰) اور لوگوں کو ہدایت دینے کے بارے میں سورۃ الحج میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ایسی ہی کھلی کھلی باتوں کے ساتھ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہدایت اللہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔" (۲۲:۱۶) (۲:۶۸) (۷:۲۹) اور اسی بارے میں سورۃ النور میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ہم نے صاف صاف حقیقت بتانے والی آیات نازل کر دی ہیں آگے صراط مستقیم کی طرف ہدایت اللہ ہی جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔"

Marfat.com

(۱۶:۱۰۸-۱۰۷) سلبی انداز میں اللہ کی ہدایت (تعلیم) کا ذکر سورۃ النحل میں اس انداز میں فرمایا (ترجمہ) "اللہ کا قاعدہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا جو اس کی نعمت کا کفران کریں۔ یہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔" (۱۶:۱۰۸-۱۰۷) اور سورۃ البقرۃ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "مگر اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔" (۲:۲۵۸) اور یہی بات سورۃ التوبہ میں یوں ارشاد فرمائی (ترجمہ) "اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔" (۹:۱۹) (مزید ملاحظہ ہو ۲۹:۷، ۲:۶۸، ۶۲:۵، ۴۰:۲۸، ۹:۲۴، ۹:۸۰، ۶۱:۵، ۶۱:۷، ۱۲:۵۲)

سورۃ آل عمران میں فرشتوں اور حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے درمیان جو مکالمہ ہوا اس کا آخری حصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "(فرشتوں نے پھر اپنے سلسلہ کلام میں کہا) اور اللہ اسے کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا توریت و انجیل کا علم سکھائے گا۔" (۳:۴۸) اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھا دی ہے اس بارے میں سورۃ الانعام میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اس کی قوم جب اس سے جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے کہا کیا تم لوگ اللہ کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھا دی ہے اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا۔" (۶:۸۰) اسی سورۃ میں تھوڑا آگے مختلف پیغمبروں کو نام بنام راہ راست دکھانے کا ذکر ان الفاظ میں بیان ہوا ہے (ترجمہ) "پھر ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست جو) اس سے پہلے نوح کو دکھائی تھی اور اسی کی نسل سے ہم نے سلیمان ایوب' یوسف' موسیٰ اور ہارون اور الیاس کو (راہ یاب کیا) ہر ایک ان میں سے صالح تھا (اسی کے خاندان سے) اسمٰعیل' الیسع اور یونس اور لوط کو (راستہ دکھایا) اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی۔ (۶:۸۴-۸۶) ان تمام حوالہ جات میں اللہ تعالیٰ کا عام لوگوں اور انبیائے کرام علیہم السلام کو راہ راست /ہدایت دکھا دیئے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ علماء و اساتذہ کرہ ارض پر انبیائے کرام کے قائم مقام ہیں پس لوگوں کو راہ راست پر لانا اور تعلیم دینا ان کا فرض

Marfat.com

ہے جس کو انہیں خوش اسلوبی سے انجام دینا چاہئے۔

اللہ کی خوشنودی/ رضا جوئی

خالق کون و مکاں کی خوشنودی تمام انسانی کاوشوں کا ماحصل ہونا چاہئے کیونکہ اللہ ہی اس کا خالق' مالک اور آقا ہے۔ اس کی رضا حاصل کرنا (رضاجوئی) انسان کا بنیادی فرض ہے۔ انسانیت کی معراج یہ ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہو یعنی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ والی کیفیت پیدا ہو اللہ تعالیٰ صرف اسی سے راضی ہوتا ہے جو اس کے احکامات (شریعت) کی پابندی کرتا ہے وہ کفر اور شرک کو ناپسند اور ایمان اور اس کے مطابق عمل کو پسند کرتا ہے۔ ایک کامیاب انسان ہی کامیاب استاد ہو سکتا ہے پس انسانیت کی معراج ایک استاد کی بھی معراج ہونی چاہئے۔ اس کو چاہئے کہ وہ ہر حالت میں اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا کا طالب ہو۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "دوسری طرف انسانوں ہی میں کوئی ایسا بھی ہے جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے۔" (۲:۲۰۷) انسان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے خون پسینے کی کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے ایسے لوگوں کی حق تلفی نہیں کی جائے گی اس بارے میں اسی سورۃ میں آگے جا کر ارشاد ربّانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "آخر تم اسی لئے تو خرچ کرتے ہو کہ اللہ کی رضا حاصل کرو جو کچھ مال تم راہ خیر میں خرچ کرو گے اس کا پورا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا اور تمہاری حق تلفی ہرگز نہ ہو گی۔" (۲:۲۷۲) (مزید ملاحظہ ہو (۴:۱۱۴) (۹:۱۰۹) (۹:۷۲) (۵:۱۱۹) (۲:۲۶۵) دعوت ایمان پر لبیک کہنے والے مہاجرین و انصار سے اللہ راضی ہوتا ہے اس بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "وہ مہاجر و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔" (۹:۱۰۰) اور سورۃ الحدید میں آخرت کو ایسی جگہ قرار دیا کہ جہاں اللہ کا سخت عذاب بھی ہے اور اس کی خوشنودی بھی۔ فرمایا (ترجمہ) "اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اس کی مغفرت اور خوشنودی بھی۔" (۵۷:۲۰) (۳:۱۵) اور سورۃ الممتحنہ کے شروع میں

Marfat.com

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے طالب اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست نہیں بناتے (ترجمہ) "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور میری رضاجوئی کی خاطر (وطن چھوڑ کر گھروں سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔" (۶۰:۱) اور سورۃ المائدہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے طالب بندوں کو قرآن پاک کے ذریعہ سلامتی کے طریقے بتاتا ہے۔ ارشاد ہوا (ترجمہ) "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے۔" (۵:۱۵-۱۶) اور سورۃ البیّنۃ کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کا (اپنا) خوف رکھنے والوں سے راضی رہتا ہے (ترجمہ) "جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کئے وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں ان کی جزا ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔" (۹۸:۸)(۸۹:۲۷-۲۸) (۹۲:۱۹-۲۱) اور سورۃ طٰہٰ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی رضا طلب کی۔ فرمایا (ترجمہ) "اور کیا چیز تمہیں اپنی قوم سے پہلے لے آئی اے موسیٰ اس نے عرض کیا وہ بس میرے پیچھے آرہی ہے میں جلدی کرکے تیرے حضور آگیا ہوں اے میرے رب تاکہ تو مجھ سے خوش ہو جائے۔" (۲۰:۸۳-۸۴) ان تمام حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ استاد کے اوصاف میں اللہ کی خوشنودی/رضا جوئی کا حصول کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔

۳۔ اتمام حجت/فیصلہ کن بات/معاملات طے کرنا

اتمام حجت سے مراد ہے انتہائی کوشش کرنا اور کوئی ایسی بات کرنا جس سے معاملہ طے ہو جائے۔ کسی بھی عمدہ استاد کا ایک وصف یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی امر کی تشریح کرتے وقت کسی نزاعی امر کے بارے میں فیصلہ کن بات کرے جس سے مسئلہ حل ہو جائے یا حل ہونے کا امکان روشن ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بطور معلم اعلیٰ اقوام عالم کے پاس بطور اتمام حجت رسول بھیجتا رہا ہے تاکہ بوقت عذاب قوم اپنے حق میں کوئی عذر

Marfat.com

پیش نہ کر سکے۔ اس بارے میں سورۃ یونس میں اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "ہر اُمت کے لئے ایک رسول ہے پھر جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آ جاتا ہے تو اس کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکا دیا جاتا ہے اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔" (۱۰:۴۷)(۴۸:۷۸) اور یہی بات ایک دوسرے انداز میں سورۃ مریم میں یوں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "اے نبی اس حالت میں جب کہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں انہیں اس دن سے ڈرا دو جبکہ فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو گا۔" (۱۹:۳۹) مزید ملاحظہ ہو (۴۸:۷۸) پس معلوم ہوا کہ اتمام حجت استاد کے بہترین اوصاف میں سے ایک ہے جس کی اسے کامیابی کے لئے اشد ضرورت ہے۔

۴۔ فرمانبرداری / رضاجوئی / اطاعت کرنا / حکم ماننا

اللہ تعالیٰ خالق و مالک کائنات ہے پس اپنے مالک کی فرمانبرداری کرنا اس کا حکم مان کر اس کی رضا طلب کرنا ہر انسان کا بنیادی مقصد حیات ہے۔ اس لئے اللہ کے احکام کی پابندی کرنا بھی استاد کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف ٹھہرا۔ عورتوں سے بیعت لینے کے سلسلہ میں اور باتوں کے علاوہ یہ وعدہ بھی ان سے لیا گیا کہ وہ معروف باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ اس بارے میں سورۃ الممتحنہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی' چوری نہ کریں گی' زنا نہ کریں گی' اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی' اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ نہ کریں گی اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔" (۶۰:۱۲)

پس معلوم ہوا کہ فرنبرداری رضا جوئی استاد کے بہترین اوصاف میں سے ایک ہے۔

۵۔ نرم مزاجی

کسی استاد کی کامیابی کے لئے اس کا مناسب حد تک نرم مزاج ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کی گرم مزاجی اس کو شاگردوں سے دور رکھے گی۔ کامیابی کے لئے نرم

Marfat.com

مزاج استاد کا ہونا ضروری ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم مزاجی پر سورۃ آل عمران کی یہ گواہی کافی ہے (ترجمہ) "اے پیغمبر یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔" (۳:۱۵۹) اور سورۃ النساء میں نرم خو ہونا اللہ تعالیٰ کی بھی ایک صفت بیان کی گئی ہے فرمایا (ترجمہ) "یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ دانا و بینا اور نرم خو ہے۔" (۴:۱۲) بات کی اثرپذیری کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو ہدایت فرمائی کہ سرکش فرعون کے ساتھ نرم لہجہ میں گفتگو کی جائے (ترجمہ) "جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور دیکھو تم میری یاد میں تقصیر نہ کرنا' جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہو گیا ہے اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔" (۲۰:۴۲-۴۴) اور سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی صفات یوں بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام ہو۔" (۲۵:۶۳) اور سورۃ ہود میں ابراہیم علیہ السلام کو نرم مزاج (حلیم) کہا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "حقیقت میں ابراہیم بڑا حلیم اور نرم دل آدمی تھا۔" (۱۱:۷۵) (۹:۱۱۴) اور سورۃ الصّٰفّٰت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ایک حلیم (بردبار' نرم مزاج) لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری دی فرمایا (ترجمہ) "(اس دعا کے جواب میں) ہم نے اسے ایک حلیم (بردبار) لڑکے کی بشارت دی۔" (۳۷:۱۰۱) پس معلوم ہوا نرم مزاجی استاد کا ایک عمدہ وصف ہے۔ مزید ملاحظہ ہو (۲:۱۲) (۲۲ ۵۹) (۳۳:۵۱) (۳۵:۴۰) (۱۷:۴۴) (۱۷:۶۴) (۲:۲۶۳) (۲:۲۳۵) (۲:۲۲۵) (۳:۱۵۵)

۲۴۔ نرم گفتاری/میٹھا بول

نرم مزاجی کی مانند نرم گفتاری بھی انسان کی ایک پسندیدہ خصلت ہے جو اس کی بہت سی خامیوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ نرم اور دھیمے لہجہ میں کہی گئی بات زیادہ موثر ہوتی ہے۔ تلخ لہجہ یا ناپسندیدہ بات سے آپ دوستوں کو بھی دشمن بنا لیتے ہیں جب کہ

میٹھے بول سے مخالف بھی مخالفت ترک کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میٹھا بول کامیابی کے راستے پر ایک اہم قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بارے میں سورۃ البقرۃ میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو۔" (۲:۲۶۳) اس کے سلبی پہلو کے بارے میں سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ کفار مکہ کا حال بیان فرماتا ہے کہ تکلیف میں مبتلا ہونے کے باوجود انہوں نے عاجزی اختیار نہ کی (ترجمہ) "ان کا حال تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں تکلیف میں مبتلا کیا پھر بھی یہ اپنے رب کے آگے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ (۲۳:۷۶) عاجزی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے پس ایک کامیاب استاد کے لئے بھی ضروری ہے " عاجز بندہ ہو۔ مزید ملاحظہ ہو (۱۲۵:۱۶) (۲۲:۶۷۔۶۸) (۲۹:۴۶) پس معلوم ہوا کہ نرم مزاجی و نرم گفتاری استاد کے عمدہ اوصاف میں سے ہے

۔رحم

رحم سے مراد مہربانی' عفو' دردمندی و ہمدردی کے ہیں اور ترس کھانا' کرم کرنا اور عام نرمی کے معنوں میں بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ استاد کے اوصاف میں اس کی کامیابی کے لئے اس وصف (رحم) کا ہونا ضروری ہے جو دل نرمی سے خالی ہے وہ دوسروں کی تکالیف کا کماحقہ احساس نہیں کر سکتا۔ جو شخص بھی دوسروں کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہیں کرتا اس پر اللہ کے بندے اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات بھی رحم نہیں کرتی۔ قرون اولیٰ کے عیسائیوں میں رحم کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا جس کا ذکر سورۃ الحدید میں اس طور پر کیا گیا ہے (ترجمہ) "ان کے بعد ہم نے پے درپے رسول بھیجے اور ان سب کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کیا اور اس کو انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ان کے دلوں میں ہم نے ترس اور رحم ڈال دیا۔ (۵۷:۲۷) اور سورۃ بنی اسرائیل میں والدین کے حق میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ان کے ساتھ نرمی اور رحم کا برتاؤ کرو چنانچہ فرمایا (ترجمہ) "اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت اور شفقت کے ساتھ مجھے بچپنے میں پالا تھا۔" (۱۷:۲۴) نیز سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا کہ اللہ ان کے لئے اپنی رحمت کا دامن وسیع کر دے گا فرمایا

Marfat.com

ترجمہ) "اب جب کہ تم ان کے معبودان غیراللہ سے بے تعلق ہو چکے ہو تو چلو اب فلاں غار میں چل کر پناہ لو تمہارا رب تم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا اور تمہارے کام کے لئے سروسامان وسیع کر دے گا۔" (۱۸:۱۶) اور اسی بارے میں اسی سورۃ میں آگے چل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کے قصہ میں لڑکے کے قتل کئے جانے کے سلسلہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "رہا وہ لڑکا تو اس کے والدین مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو تنگ کرے گا اس لئے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جس سے صلہ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو۔" (۸۱-۱۸:۸۰) اور سورۃ الروم میں میاں بیوی کے درمیان ایک دوسرے کے لئے رحم کے جذبات پیدا کرنے کے بارے میں بھی یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔" (۳۰:۲۱) جب کہ سورۃ الفتح میں مومنوں کے آپس کے درمیان رحم کے جذبات کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔" (۴۸:۲۹) سب سے زیادہ رحم کرنے والی ہستی خود اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے سورۃ الدھر میں اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "یقیناً اللہ بڑا علیم وحکیم ہے۔ اپنی رحمت میں جس کو چاہتا ہے داخل کرتا ہے۔" (۳۱-۷۶:۳۰) (۲:۳۷) (۵:۳۴) (۵:۳۹) (۴۲:۸) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سورۃ التوبہ میں فرمایا کہ وہ مومنوں کے حق میں رحمت ہیں (ترجمہ) "کہو وہ تمہاری بھلائی کے لئے ایسا ہے اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اہل ایمان پر اعتماد کرتا ہے اور سراسر رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو تم میں سے ایماندار ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے دردناک سزا ہے۔" (۹:۶۱) (مزید ملاحظہ ہو (۲:۳۷) (۵:۳۴) (۵:۳۹) (۴۲:۸) پس معلوم ہوا کہ رحم ان انسانی اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف ہے جو کہ ایک استاد میں ہونا ضروری ہے۔

۸۔ جاہلوں سے اعراض

اساتذہ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف جاہلوں سے پہلوتہی کرنا یعنی

Marfat.com

اعراض کرنا بھی ہے۔ ایک عقل مند آدمی جاہلوں کے منہ نہیں لگتا اور نہ ہی ان سے مجادلہ کر کے اپنا قیمتی وقت ضائع کرتا اور اپنی عزت و آبرو کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں متعدد مواقع پر جاہلوں سے اعراض کرنے کا حکم دیا ہے۔ سورۃ الفرقان میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "رحمان کے اصلی بندے تو وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں تم کو سلام ہو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔" (۲۵:۶۳) (۲۸:۵۵) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اے نبی نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کئے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو۔" (۷:۱۹۹) اور منافقین سے اعراض نہ کرنے کا مشورہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں دیا گیا ہے (ترجمہ) "اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے ان سے تعرض نہ کرو، انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔" (۴:۶۳) ان حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے جاہلوں سے اعراض عقلمندوں کا شیوہ ہے لہٰذا استاد کا بھی ایک وصف ٹھہرا کہ جاہلوں سے اعراض کرے۔

۹۔ بردباری / سنجیدگی / صبر / قوت برداشت / تحمل مزاجی

بردباری سے مراد تحمل مزاجی قوت برداشت، صبر اور سہار کی کیفیت ہے۔ استاد کی اہم صفات میں سے بھی ایک صفت انسان کی تحمل مزاجی اور اس کی قوت برداشت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت بردباری ہے۔ سورۃ البقرۃ میں منگنی، نکاح، طلاق اور عدت کے مسائل بیان کرنے کے بعد کہا کہ اللہ بردبار ہے۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "مگر دیکھو خفیہ عہدو پیمان نہ کرنا اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف طریقے سے کرو اور عقد نکاح باندھنے کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تمہارے دلوں کا حال تک جانتا ہے لہٰذا اس سے ڈرو اور یہ بھی جان لو کہ اللہ بردبار ہے (چھوٹی چھوٹی باتوں سے) درگزر فرماتا ہے۔" (۲:۲۳۵) (۵:۹، ۱۷:۴۴، ۲۲:۵۹، ۳۳:۵۱، ۳۵:۴۱) اسی سورۃ میں چند آیات پیشتر بھی یہی بات ایک دوسرے انداز میں کہی گئی ہے کہ اللہ کی آیات کا کھیل نہ بنایا جائے۔ بردباری اور سنجیدگی سے کام لیا جائے اور کتاب اللہ کا احترام ملحوظ رکھا

Marfat.com

جائے فرمایا (ترجمہ) "اللہ کی آیات کا کھیل نہ بناؤ' بھول نہ جاؤ کہ اللہ نے کس نعمت عظمٰی سے تمہیں سرفراز کیا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ جو کتاب اور حکمت اس نے تم پر نازل کی ہے اس کا احترام ملحوظ رکھو اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ کو ہر بات کی خبر ہے۔" (۲:۲۳۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو ہمہ صفت موصوف تھے اس اعلیٰ ترین صفت سے متصف تھے پس اساتذہ کے لئے بھی ضروری ٹھہرا کہ وہ بردبار اور نرم خو ہوں تاکہ تلامذہ ان سے محبت کریں اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ کار درس و تدریس میں اس لحاظ سے یہ صفت اہمیت کی حامل ہے کہ ایک کامیاب استاد کے لئے اس کا بردبار اور نرم خو ہونا ضروری ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات حلیم یعنی بردبار ہے اس بارہ میں یہ لفظ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر آیا ہے چنانچہ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوا (ترجمہ) "اللہ تعالیٰ بہت درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔" (۲:۲۲۵) اور مزید آگے جا کر یہی بات اسی سورۃ میں یوں بیان فرمائی گئی (ترجمہ) "اللہ بے نیاز ہے اور بردباری اس کی صفت ہے۔" (۲:۲۶۳) اور اسی بارے میں سورۃ النساء میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے (ترجمہ) "حقیقت میں ابراہیم بڑا حلیم اور نرم دل آدمی تھا۔" (۱۱:۷۵) اور اسی بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "حق یہ ہے کہ ابراہیم رقیق القلب و خداترس اور بردبار آدمی تھا۔" (۹:۱۱۴) اور سورۃ الصّٰفّٰت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک بردبار لڑکے یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش کا مژدہ سنایا اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "(اس دعا کے جواب میں) ہم نے اس کو ایک حلیم (بردبار) لڑکے کی بشارت دی۔" (۳۷:۱۰۱) پس معلوم ہوا کہ بردباری استاد کے عمدہ اوصاف میں سے ایک صفت ہے۔

۱۱ رعب//دبدبہ/دھاک

استاد کے اوصاف میں ایک وصف یہ بھی ہے کہ تلامذہ پر اس کا رعب اور دبدبہ ہو۔ حلیم الطبع ہونے کے باوجود ضروری ہے کہ استاد کا رعب و دبدبہ اس کے شاگردوں پر قائم ہو۔ رعب و دبدبہ کا تعلق تمام تر استاد کی انتظامی صلاحیتوں سے نہیں بلکہ اس

Marfat.com

کی علمی قابلیت کا بھی اس سے گہرا تعلق ہے۔ شرارتی بھگوڑے اور کام چور طلباء کو نظم و ضبط میں رکھنے اور ان سے تعلیم/درس کی ضروریات پوری کرانے کے لئے استاد کا رعب اس کے شاگردوں پر ہونا ضروری ہے تاکہ وہ شاگرد جن کو تعلیمی امور سے صرف واجبی سے دلچسپی ہے وہ بھی استاد کے ڈر، خوف، رعب اور دبدبہ کے زیر اثر تعلیمی امور میں دلچسپی لیں۔ سورۃ آل عمران میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں میں رعب بٹھا دیں گے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم منکرین حق کے دلوں میں رعب بٹھا دیں گے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے۔'' (۳:۱۵۱) اور سورۃ انفال میں غزوہ بدر کے بیان میں فرمایا کہ اس (اللہ) نے کافرین کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''اور وہ وقت جبکہ تمہارا رب فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔'' (۸:۱۲) اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے اپنے عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جنگ احد کے موقع پر حملہ آوروں کا ساتھ دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بٹھا دیا جس کے بعد وہ خود ہی اپنے قلعوں اور گڑھیوں سے نیچے اتر آئے اس بارے میں سورۃ الاحزاب میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''پھر اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا اللہ ان کی گڑھیوں سے انہیں اتار لایا اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا رعب ڈال دیا کہ آج ان میں سے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو۔'' (۳۳:۲۶) (اور سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''اگر تم کہیں جھانک کر انہیں دیکھتے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور تم پر ان کے نظارے سے دہشت بیٹھ جاتی۔'' (۱۸:۱۸)

رعب و دبدبہ کے اچھے اور برے دونوں پہلو ہیں کسی بھی کامیاب حکومت یا ادارہ کے لئے اس کے صدر کا رعب و دبدبہ ضروری ہے یعنی یہ کہ مملکت کے باشندے حکومت میں سختی/کراراپن محسوس کریں کہ اگر انہوں نے مملکت کے مروجہ قوانین کی خلاف ورزی کی یا مصالح ملکی کے خلاف کام کیا تو ان کے خلاف سخت رویہ

اختیار کیا جائے گا۔ حکومت کا نرم رویہ لوگوں کو سرکش اور باغی بنا دیتا ہے۔ تحصیل علم میں بھی شاگردوں پر استاد کا رعب ضروری ہے تاکہ وہ اس کی ہدایت کے مطابق کام بھی کریں اور اس کی عزت و احترام بھی کریں۔ اسی طرح کم از کم والد کا رعب اپنی اولاد پر ہونا چاہئے تاکہ وہ بے راہروئی سے بچ سکیں۔ خیر خواہوں یعنی والدین' اساتذہ اور حکومت کا رعب جس قدر ضروری ہے اس قدر یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے بدخواہوں اور دشمن کے رعب میں نہ آئے کیونکہ نفسیاتی طور پر انسان دشمن کا رعب طاری ہونے پر جیتی ہوئی بازی بھی ہار جاتا ہے اور قوت مقابلہ ختم ہو جاتی ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالٰی بنونضیر کے مدینہ طیبہ سے جلاوطن کئے جانے کا واقعہ سورۃ الحشر کے آغاز میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی ہلّے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا تمہیں ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی گڑھیاں انہیں اللہ سے بچالیں گی مگر اللہ ایسے رخ سے ان پر آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ گیا تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں بھی برباد کرو ا رہے تھے پس عبرت حاصل کرو دیدہ بینا رکھنے والو۔" (۵۹:۲) ان تمام حوالہ جات سے بخوبی اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ ایک کامیاب استاد کا رعب اس کے تلامذہ پر ہونا ضروری ہے۔

۱۲۔ مستقل مزاجی/ثابت قدمی

کسی بھی شعبہ زندگی میں کامیابی کے لئے شرط اول ثابت قدمی و مستقل مزاجی ہے جس کے بغیر کامیابی امر محال ہے۔ پس کسی استاد کا مستقل مزاج ہونا کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ سورۃ النساء میں منافقین کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے کہ اگر منافقین ثابت قدم رہتے تو ان کو بڑا اجر ملتا فرمایا (ترجمہ) "حالانکہ جو نصیحت انہیں کی جاتی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو اِن کے لئے زیادہ بہتری اور ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔" (۴:۶۶) اور اسی ثابت قدمی/مستقل مزاجی کے بارے میں سورۃ بنی اسرائیل میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "یہ ہمارا مستقل طریق کار ہے جو ان سب رسولوں کے معاملے میں ہم نے برتا ہے جنہیں تم سے پہلے ہم نے بھیجا تھا اور ہمارے طریق کار

Marfat.com

میں تم کوئی تغیر نہ پاؤ گے۔" (۱۷:۷۷) پس معلوم ہوا کہ مستقل مزاجی/ثابت قدمی ایک ایسا وصف ہے جس کا استاد میں ہونا ضروری ہے۔

۱۳۔ خلوص نیت

خلوص کے بنیادی معنی کھوٹ اور میل سے الگ ہو کر صاف اور خالص ہو جانے کے ہیں۔ اسلام کے نزدیک اعمال کے نتیجہ خیز ہونے کا مدار اخلاص یا خلوص نیت پر ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کام صرف اس مقصد کے لئے کیا جائے جو مقصد کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں کسی مصلحت، مفاد یا جذبہ کا دخل نہ ہو ان چیزوں کی آمیزش سے وہ کام اپنا صحیح نتیجہ مرتب نہیں کرے گا۔ اساتذہ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف مخلص ہونا بھی ہے یعنی یہ کہ وہ تعلیم و تربیت کے مقصد اور اس سلسلہ میں اپنے تمام اقوال و اعمال میں خلوص نیت کا حامل ہو۔ خالص اللہ تعالیٰ کی بندگی توحید ہے۔ اس بندگی میں کسی دوسری ذات کو شریک کرنا شرک ہے جو کہ ناقابل معافی گناہ عظیم ہے۔ سورۃ البقرۃ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تم کہہ دو کہ ہم اللہ کی بندگی میں مخلص ہیں یعنی یہ کہ اس کی بندگی میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتے ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اور ہم اللہ ہی کے لئے اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں۔" (۲:۱۳۹) (۳۹:۱۴) (۷:۲۹) (۳-۳۹:۲) (۴۰:۱۴) (۴۰:۶۵)

شیطان اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے علاوہ دوسرے تمام بندوں کو بہکا کر برے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ الحجر میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "وہ بولا میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔" (۴۰-۱۵:۳۹) (مزید ملاحظہ ہو ۸۳-۳۸:۸۲)

اللہ کے مخلص بندے شرک توہم پرستی اور بت پرستی سے دور رہتے ہیں۔ اس بارے میں سورۃ الصّٰفّٰت میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "مگر انہوں نے اسے جھٹلا دیا سو یقیناً وہ سزا کے لئے پیش کئے جانے والے ہیں۔ بجز ان بندگان خدا کے جن کو خالص کر لیا گیا تھا۔ (۲۸-۳۷:۲۷) (۱۲۸-۳۷:۱۲۷) (۳۷:۱۶۰) صرف اللہ کے مخلص بندے ہی تباہی سے محفوظ رہتے ہیں اس بارے میں اسی سورۃ میں ارشاد ربّانی اس طرح سے

Marfat.com

ہے (ترجمہ) "اس بدانجامی سے بس اللہ کے وہی بندے بچتے ہیں جنہیں اس نے اپنے لئے خالص کر لیا ہے۔" (۳۷:۱۲۶ ' ۳ تا ۱۲۸) اور اسی سورۃ میں ارشاد رّبانی ہے کہ اللہ کے مخلص بندے جنت میں جائیں گے فرمایا (ترجمہ) "مگر اللہ کے چند بندے (اس انجام بد سے) محفوظ ہوں گے۔" (۳۷:۴۰) اللہ کے رسول بھی اللہ کے مخلص بندے ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں سورۃ یوسف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "وہ اس کی طرف بڑھی اور یوسف بھی اس کی طرف بڑھتا اگر اپنے رب کی برھان نہ دیکھ لیتا۔ ایسا ہوا تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو دور کر دیں (درحقیقت) وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔" (۱۲:۲۴) (۱۹:۵۱) اور اہل کتاب کو بھی یہ کہا گیا کہ وہ اطاعت خالصتاً" اللہ تعالیٰ ہی کی کریں اس بارے میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس (راہ راست کا) بیان واضح آچکا تھا اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر۔" (۹۸:۴-۵) دنیا کی نعمتیں مخلص و غیر مخلص دونوں کے لئے ہیں، لیکن آخرت کی نعمتیں خالصتاً" مومنین کے لئے ہیں، اس بارے میں سورۃ الاعراف میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "کہو یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصتاً" انہی کے لئے ہوں گی۔" (۷:۳۲) ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ استاد کی کامیابی کے لئے اس میں خلوص نیت کا ہونا ضروری ہے۔

۱۴۔ معافی/ عفو/ درگزر/ چشم پوشی

معافی درگزر' عفو' چشم پوشی یہ سب الفاظ تھوڑے بہت فرق کے ساتھ تقریباً ہم معنی ہیں۔ عفو کے بنیادی معنی چھوڑ دینا' ترک کر دینا' اور مٹا دینے کے ہیں۔ اگر جرم یا خطا کے ارتکاب کے بعد انسان میں احساس ندامت پایا جائے جو اس کی اصلاح کا موجب بن سکے تو تھوڑی بہت سرزنش کے بعد اس کو چھوڑ دینے کو عفو خطا کہا جاتا ہے۔ عفو و درگزر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں کی طرف سے بھی۔

Marfat.com

زائد از ضرورت مال کو بھی قرآن پاک میں عفو کہا گیا ہے اور کسی خطا یا قصور کو جان بوجھ کر ازراہ ترحم نظرانداز کرنا چشم پوشی کہلاتا ہے۔ دوران تعلیم و تربیت شاگردوں سے قصور یا غلطی کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے ایسے مواقع کے علاوہ جہاں چشم پوشی یا غلطی کو کھلینا" نظرانداز کر دینے سے کسی بڑے نقصان یا تربیتی امور میں نقص کا اندیشہ ہو چشم پوشی کے اثرات تربیت اطفال پر مثبت ہوتے ہیں۔ جہاں جشم پوشی ممکن نہ ہو وہاں بھی ڈانٹ ڈپٹ سرزنش اور مارپیٹ سے اجتناب مناسب ہوتا ہے ایسے مواقع پر شاگرد کی عزت نفس کو مجروح کیئے بغیر پیار اور محبت سے غلطی کا احساس دلایا جائے۔ بنی اسرائیل کی بار بار غلطیوں اور نافرمانیوں پر بھی اللہ نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا اور ان کی غلطیوں / نافرمانیوں کو نظرانداز کیا اس واقعہ کا ذکر سورۃ البقرہ کی اس آیت میں کیا ہے فرمایا (ترجمہ) "مگر اس کے بعد تم اپنے عہد سے پھر گئے اس پر بھی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت نے تمہارا ساتھ نہ چھوڑا ورنہ تم کبھی کے تباہ ہو چکے ہوتے۔" (۲:۶۴) اور سورۃ المائدہ کے اخیر میں روزجزا اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہونے والی گفتگو اس طور پر درج کی گئی ہے (ترجمہ) "جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگراں تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔" (۵:۱۷-۱۸) اور سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کی روشن تعلیمات اور ہدایت کو چھپانے والوں پر لعنت بھیجنے کے بعد فرمایا کہ جو کہ اپنی اصلاح کر لے اس کے لئے معافی ہے ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "البتہ جو اس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرز عمل کو اصلاح کر لیں اور جو کچھ چھپاتے تھے اسے بیان کرنے لگیں ان کو میں معاف کر دوں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔" (۲:۱۶۰)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول قرآن کے زمانے میں بعض مومنوں کی طرف سے غیر ضروری سوال کرنے کو ناپسند فرمایا کہ دوٹوک جواب کے بعد اس سے بوقت ضرورت انحراف ممکن نہیں رہے گا اور اجتہاد کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ تاہم اس وقت تک کی کوتاہیوں/غلطیوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ اس بارے میں سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "لیکن اگر تم انہیں ایسے وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تم پر کھول دی جائے گی۔ اب تک جو کچھ تم نے کہا ہے اللہ

نے اسے معاف کر دیا وہ درگزر کرنے والا بردبار ہے۔" (۵:۱۰۱) اور بنی اسرائیل کوتاہیوں اور نافرمانیوں کی معافی کے بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پھر انہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا حالانکہ یہ کھلی کھلی نشانیاں دیکھ چکے تھے اس پر بھی ہم نے ان سے درگزر کیا ہم نے موسیٰ کو صحیح فرمان عطا کیا۔" (۴:۱۵۳' ۲:۵۱)

اللہ تعالیٰ بہت سی باتوں پر افراد و اقوام کی برائیوں سے درگزر فرماتا ہے اور ان کی توبہ قبول کر کے معافی عطا فرماتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ الشوریٰ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر فرماتا ہے حالانکہ تم لوگوں کے سب افعال کا اسے علم ہے۔" (۴۲:۲۵) (۵:۱۵) (۴۲:۳۴) (۴۲:۳۰) لوگوں کی ایک دوسرے کی زیادتیوں پر عفودرگزر کے بارے میں سورۃ شوریٰ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرلے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔" (۴۲:۴۰) اسی سورۃ میں دو آیت چھوڑ کر اگلی آیت میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "البتہ جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑی الوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔" (۴۲:۴۳) اور سورۃ النور میں واقعہ افک کے بیان میں اشارتاً حضرت صدیق اکبر کو قصور سے درگزر کرنے کی ترغیب ان الفاظ میں فرمائی (ترجمہ) "تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب مقدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتہ دار مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ لوگوں کی مدد نہ کریں گے انہیں معاف کر دینا چاہئے۔" (۲۴:۲۲) (۶۴:۱۴) سورۃ آل عمران میں درگزر اور معافی کو مومنین کی صفت قرار دیا اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو انہیں اللہ یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔" (۳:۱۳۵)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عفو و درگزر کی تاکید فرمائی گئی۔ بنی اسرائیل کے بارے میں سورۃ المائدۃ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ربانی

Marfat.com

اس طرح سے ہے (ترجمہ) "پس جب یہ اس حال کو پہنچ چکے ہیں تو جو شرارتیں بھی یہ کریں وہ ان سے عین متوقع ہیں) لہٰذا ان کو معاف کرو اور ان کی حرکات سے چشم پوشی کرتے رہو اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو احسان کی روش رکھتے ہیں۔" (۵:۱۳) (۷:۱۹۹) (۹:۴۳) (۲:۱۰۹) اور سورۃ آل عمران میں صحابہ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ان کے قصور معاف کر دو ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔" (۳:۱۵۹)(مزید ملاحظہ ہو ۳:۱۳۴)

خود اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان کی خطاؤں پر معافی دیتا رہتا ہے جس کا ذکر متعدد جگہوں پر مختلف سورتوں میں موجود ہے۔ غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تم میں سے جو لوگ مقابلے کے دن پیٹھ پھیر گئے تھے ان کی اس لغزش کا سبب یہ تھا کہ ان کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان نے ان کے قدم ڈگمگا دیئے تھے اللہ نے انہیں معاف کر دیا اللہ بہت درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔" (۳:۱۵۵) (۵۸:۲) (۴:۱۵۳) (۴:۱۴۹) (۴:۹۹) (۴:۴۳) (۲:۱۸۷) (۳:۱۵۲) (۹:۹۵) اور سورۃ التوبہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے نبی اللہ تمہیں معاف کرے تم نے کیوں انہیں رخصت دے دی۔" (۹:۴۳) اور بنی اسرائیل کے بچھڑے کو معبود بنا لینے کا ذکر سورۃ البقرۃ میں کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو چالیس شبانہ روز کی قرار داد پر بلایا تو اس کے پیچھے تم بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے اس وقت تم نے بڑی زیادتی کی تھی مگر اس پر بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا کہ شاید اب تم شکر گزار بنو۔" (۲:۵۲) اور سورۃ الحج میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "یہ تو ہے ان کا انجام ویسا ہی جیسا اس کے ساتھ کیا گیا اور پھر اس پر زیادتی بھی کی گئی ہو تو اللہ اس کی مدد ضرور کرے گا۔ اللہ معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔" (۲۲:۶۰)

سورۃ البقرۃ کی آخری آیت میں لوگوں کو دعا کا طریقہ ان الفاظ میں سمجھایا (ترجمہ) "(ایمان لانے والو تم یوں دعا کرو) اے ہمارے رب ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں ان پر گرفت نہ کر۔ مالک ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے وہ ہم پر نہ

Marfat.com

رکھ۔ ہمارے ساتھ نرمی کر ہم سے درگزر فرما۔ ہم پر رحم کر تو ہمارا مولا ہے۔ کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔" (۲:۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف اس کا (اللہ تعالیٰ) رحمٰن اور رحیم ہونا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی یہ صفت متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۱۱۳ سورتوں کے آغاز میں یہ آیہ مبارکہ درج کی گئی ہے (ترجمہ) "اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔" (۱:۱) اور سورۃ البقرۃ کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی گئی ہے فرمایا (ترجمہ) "اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس نے قبول کرلیا کیوں کہ وہ بڑا معاف کرنے ولا اور رحم فرمانے والا ہے۔" (۲:۳۷) اور یہی مضمون سورۃ المائدۃ میں اس طرح بیان فرمایا (ترجمہ) "تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔" (۵:۳۴) اور یہی بات سورۃ المائدۃ کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "اللہ سزا دینے میں بھی سخت ہے اور اس کے ساتھ بہت درگزر اور رحم کرنے والا بھی ہے۔" (۵:۹۸) اور سورۃ البقرۃ میں کافروں کی معافی کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "پھر اگر وہ باز آ جائیں تو جان لو کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (۲:۱۹۲) اور سورۃ شوریٰ کے آغاز میں بیان فرمایا (ترجمہ) "آگاہ رہو۔ حقیقت میں اللہ غفور اور رحیم ہی ہے۔" (۴۲:۵) اور یہی بات سورۃ یونس کے اخیر یوں ارشاد فرمائی (ترجمہ) "وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔" (۱۰:۱۰) (مزید ملاحظہ ہو ۱۹:۲۷، ۹:۵، ۳۸:۲۵، ۲:۱۷۳، ۲:۱۲۸، ۳:۱۸۳، ۵:۳۹، ۷:۱۵۳، ۵:۹۵، ۴:۲۳، ۴:۱۰۶، ۱۱:۴۱، ۴:۱۱۰، ۱۲:۹۸، ۴۱:۴۳، ۲:۲۱۸، ۵:۱۰۱، ۲۵:۶، ۲۲:۴۰، ۴۹:۱۴، ۴۹:۵، ۴۲:۲۳، ۴۶:۸، ۳۵:۳۴، ۱۶:۱۸، ۱۶:۱۱۵، ۱۶:۱۱۹، ۳۵:۲۸، ۴:۱۶۴، ۴:۹۵، ۵:۳۹)

اور سورۃ تغابن میں لوگوں کو عفودرگزر سے کام لینے کا حکم ان الفاظ میں دیا (ترجمہ) "اور اگر تم عفوودرگزر سے کام لو اور معاف کردو تو اللہ غفور ورحیم ہے۔" (۶۴:۱۴) اور اسی بارے میں سورۃ آل عمران میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوشحال۔ جو غصے کو پی جاتے ہیں اور

Marfat.com

دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔" (۳:۱۳۴) (۳:۱۳۵، ۴۲:۴۰) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ البقرۃ کی اس آیت میں عفوودرگزر سے کام لینے کی تلقین فرمائی ارشاد ہوا (ترجمہ) "اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لئے ان کی یہ خواہش ہے اس کے جواب میں تم عفوودرگزر سے کام لو یہاں تک کہ خود اللہ اپنا فیصلہ نافذ کر دے مطمئن رہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔" (۲:۱۰۹) (۱۵:۸۵، ۵:۱۵، ۵:۱۳) اور اسی بارے میں سورۃ الجاثیہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے نبی ایمان لانے والوں سے کہہ دو کہ جو لوگ اللہ کی طرف سے برے دن آنے کا کوئی اندیشہ نہیں رکھتے ان کی حرکتوں پر درگزر سے کام لیں۔" (۴۵:۱۴) اور حضرت نوح علیہ السلام ایمان لانے والے مردوں اور عورتوں کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں (ترجمہ) "اور نوح نے کہا میرے رب مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے۔" (۷۱:۲۸) مندرجہ بالا تمام حوالہ جات ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کے اوصاف میں درگزر / معافی کو بڑی اہمیت حاصل ہے پس استاد کو بھی درگزر سے کام لینا چاہئے۔

۱۵۔ عاجزی انکساری / تواضع

عاجزی/انکساری بھی اساتذہ کے عمدہ اوصاف میں سے ایک وصف ہے۔ یہ الفاظ تکبّر و فخر کے متضاد ہیں۔ تکبّر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے جبکہ عاجزی اور انکساری کو وہ (اللہ تعالیٰ) پسند فرماتا ہے۔ سورۃ الانعام میں لوگوں (مسلمانوں) کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "تم سے پہلے بہت سی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے اور ان قوموں کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کے ساتھ ہمارے سامنے جھک جائیں۔ پس جب ہماری طرف سے ان پر سختی آئی تو کیوں انہوں نے عاجزی اختیار کی؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو

Marfat.com

کچھ تم کر رہے ہو خوب کر رہے ہو۔" (۲۳-۴۲:۶) (۷۶، ۷۵:۲۳) اور سورۃ الشعراء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔" (۲۱۵-۲۱۴:۲۶) درج بالا حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عاجزی و انکساری استاد کے اوصاف میں سے ایک عمدہ وصف ہے۔

۱۹۔ معاملہ فہمی/معاملہ شناسی/بات کی تہہ کو پہنچنا

معاملہ فہمی سے مراد معاملہ/بات کی تہہ کو پہنچنا ہے۔ یہ وصف اللہ تعالیٰ کی خصوصی عطا ہے جو وہ اپنے پسندیدہ بندوں کو عطا کرتا ہے پس جس انسان یا استاد میں یہ صفت یعنی معاملہ فہمی پائی جائے وہ یقیناً خوش قسمت ہے معاملہ فہمی کی چند مثالیں قرآن پاک میں بیان کی گئی ہیں جن میں سے دو مثالیں سورۃ یوسف میں موجود ہیں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اس طرح ہم نے یوسف کے لئے اس سرزمین میں قدم جمانے کی صورت نکالی اور اسے معاملہ فہمی کی تعلیم دینے کا انتظام کیا۔" (۱۲:۲۱) اسی سورۃ میں چند آیات کے بعد زلیخا کے کنبہ والوں میں سے ایک شخص کی معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لئے قرینہ کی شہادت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا فرمایا (ترجمہ) "اس عورت کے اپنے کنبے والوں میں سے ایک شخص نے (قرینے کی) شہادت پیش کی کہ اگر یوسف کا قمیض آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا اور اگر اس کا قمیض پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچا۔" (۲۷-۱۲:۲۶) ان حوالہ جات سے معاملہ فہمی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے بس استاد کو بھی چاہئے کہ وہ معاملہ فہمی سے درس و تدریس اور تلامذہ کے مسائل کو نمٹائے۔

۲۰۔ غلطی کا علم ہونے پر غلطی سے اجتناب

کسی غلطی کا علم ہونے پر اس غلطی سے اجتناب کرنا انسان کی ایک عمدہ صفت ہے۔ حصول علم میں بھی یہ صفت نفع بخش ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصّہ بیان فرماتا ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنے باپ

Marfat.com

آذر کی غلطی معلوم ہونے کے بعد اپنے باپ سے کنارہ کش ہو گئے (ترجمہ) "ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو اس وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مگر جب اس پر یہ بات کھلی کہ اس کا باپ خدا کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گیا۔" (۹:۱۱۴) پس ضروری ہے کہ استاد غلطی کا علم ہونے پر آئندہ اس غلطی کو دہرانے سے اجتناب کرے اور یہی تلقین طلباء کو بھی کرے۔

۱۸۔ غصہ کو پی جانا/ ضبط نفس

طیش میں نہ آنا اور غصے کو پی جانا یعنی ضبط نفس ایک عمدہ انسانی صفت ہے۔ اساتذہ میں اس صفت کی موجودگی سے ان کی حلم، درگزر اور نیک نفسی کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کی نیک نامی اور شہرت میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے جن انسانی اعمال کی بنا پر قیامت کے روز انسانوں کو جنت میں جگہ عنایت کی جائے گی ان میں ایک غصہ کو پی جانا بھی ہے اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ ان خداترس لوگوں کے لئے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوشحال جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔" (۳:۱۳۳۔۱۳۴)(۴۲:۳۸) پس معلوم ہوا کہ غصہ پی جانا ایک عمدہ صفت ہے جو کہ استاد میں موجود ہونی چاہیے۔

۱۹۔ دماغی اہلیت

کسی بھی شعبہ زندگی بالخصوص تعلیم کے میدان میں استاد کے لئے عمدہ دماغی صلاحیت کا ہونا بہت ضروری ہے جس کے بغیر متعلقہ میدان میں وہ کماحقہ عبور حاصل نہ کر پائے گا۔ ایسا استاد اپنے شاگردوں کی تشنگی علم دور نہیں کر سکے گا اور ان کا اعتماد بھی حاصل نہ کر پائے گا۔ ایسے استاد کی اس کے شاگرد دلی طور پر عزت بھی نہیں کریں گے۔ پس شعبہ معلمی میں استاد کو اعلیٰ دماغی صلاحیت کا حامل ہونا چاہیے یعنی ایسا انسان جس کو لوگ عقل مند کہہ سکیں۔ اس بارے میں سورۃ یونس میں ارشاد ربانی ہے

Marfat.com

(ترجمہ) "کوئی متنفس اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ ان پر گندگی ڈال دیتا ہے۔" (۱۰:۱۰۰) اور اسی بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "اس نے تمہاری بھلائی کے لئے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے اور سب تارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔" (۱۶:۱۲) اور اسی سورۃ میں آگے جا کر ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اس طرح کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی اس میں ایک نشانی ہے عقل سے کام لینے والوں کے لئے۔" (۱۶:۶۷) اور سورۃ الانبیاء میں اسی بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "لوگو ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو" (۲۱:۱۰) مزید ملاحظہ ہو (۲:۱۶۴، ۳۸:۲۹) ان حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ عمدہ دماغی اہلیت ایک عمدہ صفت ہے۔ پس اس صفت کا استاد میں موجود ہونا ایک احسن بات ہے۔

۲۰۔ مشاورت/مشورہ طلبی/رائے لینا

کسی امر کے بارے میں فیصلہ کرنے سے پیشتر دوسروں سے رائے لینا یا مشورہ کرنا مشاورت کہلاتا ہے۔ یہ صفت انسان کی عمدہ صفات میں سے ایک ہے۔ پس استاد کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ درس و تدریس اور اس سے متعلقہ انتظامی معاملات باہمی مشورے سے طے کرے۔ سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کے باہمی معاملات مشورے سے طے کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیتا ہے (ترجمہ) "جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں، ہم نے جو کچھ بھی رزق انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔" (۴۲:۳۸) پس معلوم ہوا کہ مشورہ طلب کرنا ایک عمدہ صفت ہے اس صفت کا استاد میں موجود ہونا ایک اچھی بات ہے۔

۲۱۔ نگرانی/نگہبانی

Marfat.com

تلامذہ (شاگردوں) کی نگرانی استادوں کے اہم اوصاف میں سے ایک ضروری وصف ہے۔ نگرانی میں تعلیمی و عملی اسباق امتحانات' اخلاق و اطور سب ہی امور شامل ہیں جو کہ تلامذہ کی بہترین انداز میں تعلیم و تربیت میں شامل ہیں۔ نگرانی کا فریضہ انجام دینا اساتذہ کے علاوہ والدین' حکام اور بزرگوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ کڑی نگرانی کے بغیر انسان کی تربیت میں جھول رہ جاتا ہے۔ انسان کی نگرانی کا فریضہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کے دو فرشتے کراماً کاتبین بھی انجام دے رہے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے نگرانی کے فریضہ کی انجام دہی اور ریکارڈ کی تیاری کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اس بارے میں سورۃ الانفطار میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہرگز نہیں بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم لوگ جزا اور سزا کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔" (۱۱-۸۲:۹) خود اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہمہ وقت انسان کی نگرانی کر رہی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں وحی الٰہی کے مطابق کشتی تیار کی جس کا ذکر سورۃ المومنون میں اس طرح کیا گیا ہے (ترجمہ) "نوح نے کہا پروردگار ان لوگوں نے جو میری تکذیب کی ہے اس پر اب تو ہی میری نصرت فرما۔ ہم نے اس پر وحی کی۔ ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی تیار کر۔" (۲۷' ۲۳:۲۶) اور سورۃ القمر میں نوح علیہ السلام کی کشتی کا اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں چلنا اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اور نوح کو ہم نے ایک تختوں اور کیلوں والی پر سوار کر دیا جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی یہ تھا بدلہ اس شخص کی خاطر جس کی ناقدری کی گئی تھی۔" (۱۴' ۵۴:۱۳) نبی اپنی دنیاوی زندگی یعنی موت تک اپنی امت کا نگران ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے روز اپنی صفائی میں یہ بات بیان کریں گے جس کا ذکر سورۃ المائدۃ کی اس آیت میں کیا گیا ہے (ترجمہ) میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے۔ اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔" (۵:۱۱۷) یہی امر کہ اللہ تعالیٰ انسانی اعمال کی نگرانی کر رہا ہے سورۃ النساء کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی

Marfat.com

کر رہا ہے۔" (۲۰:۱) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی نگرانی ہونے کے بارے میں سورۃ الشعراء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اس زبردست اور رحیم پر توکل کرو۔ جو تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اکھٹے ہو اور سجدہ گزار لوگوں میں تمہاری نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔" (۲۲۰۔۲۱۷:۲۶) اور سورۃ الرعد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ نگران مقرر کر رکھے ہیں جو اس کے تمام احوال و افعال کا ہمہ وقت جائزہ لیتے رہتے ہیں (ترجمہ) "ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کئے ہوئے نگران لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔" (۱۳:۱۱) پس معلوم ہوا کہ نگرانی ایک ایسی صفت ہے جس کا استاد میں ہونا ضروری ہے۔

۴۴۔ وقار/متانت/توقیر

وقار کے معنی بھاری بھرکم ہونا ہیں۔ سنجیدگی، عظمت اور عمل میں نیز کانوں کے بھاری پن (ثقل سماعت) کے لئے بھی یہ اصطلاح قرآن پاک میں متعدد جگہ استعمال کی گئی ہے۔ یہاں اول الذکر معنوں میں اس کے استعمال کی قرآن پاک سے مثالیں دینا مقصود ہے۔ وقار انسانی اوصاف حمیدہ میں شامل ہے۔ پس ایک استاد کے لئے بھی باوقار ہونا ضروری ہے۔ کہ رئیسوں، سرداروں، وڈیروں، حاکموں، نوابوں اور شاہوں کے لئے تو طالب وقار ہوتے ہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ خالق کائنات کو منکرین اور مشرکین باوقار ہستی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ وہ اپنی تمام مخلوقات سے بڑھ کر باوقار ہے۔ اس بارے میں سورۃ نوح میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے لئے کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے۔" (۷۱:۱۳) اور اس آیت کے یہ معنی بھی کئے جا سکتے ہیں کہ تم اللہ سے وقار کے طالب کیوں نہیں ہوتے جو معنی بھی کئے جائیں وقار کی عظمت کی دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توقیر کے ساتھ ساتھ اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر بھی لازم ہے۔ اس امر کا حکم سورۃ الفتح میں اس طور سے دیا گیا ہے (ترجمہ) "اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کا (یعنی رسول کا) ساتھ دو اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔" (۴۸:۹) پس معلوم ہوا کہ وقار متانت وغیرہ استاد کے اوصاف میں شامل ایک عمدہ

Marfat.com

وصف ہے۔

۲۲۔ طمانیت/ سکینت/ اطمینان قلب/ دلجمعی

کسی بھی امر میں کامیابی کے حصول کے لئے اطمینان قلب کا ہونا ضروری ہے۔ جس کے بغیر کامیابی محال ہے۔ دلجمعی کے بغیر انسان کا کام میں دل نہیں لگتا۔ ایسی صورت میں کامیابی کی منزل کوسوں دور ہو جاتی ہے۔ معلمی معاشرہ کی طرف سے عائد کردہ ایک اہم ذمہ داری ہے جس سے کامیابی کے ساتھ عہدہ بر ہونے کے لئے مدرس کا ذہنی' جسمانی' مالی اور معاشرتی عوارض سے پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ سکون قلب کے بغیر ایک مدرس اپنا کام بحسن و خوبی انجام نہیں دے سکتا۔ بزرگوں کے تبرکات انسان کے لئے سکون قلب کا باعث ہوتے ہیں۔ جالوت بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "خدا کی طرف سے اس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے عہد میں وہ صندوق تمہیں واپس مل جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے سکون قلب کا سامان ہے جس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔" (۲:۲۴۸) اور سورۃ الفتح کے آغاز میں غزوہ بدر کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کے دلوں میں سکینت نازل کرنے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا (ترجمہ) وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمائی تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ایک ایمان اور بڑھائیں۔" (۴۸:۴) اور سورۃ الفتح ہی میں بیعت رضوان کے موقع پر مسلمانوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمانے کا ذکر اس طرح فرمایا (ترجمہ) "اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لئے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی۔" (۴۸:۱۸)(۹:۴۰' ۹:۲۶' ۴۸:۲۶) اور سورۃ التوبہ میں رسول اکرم صلعم کی دعا کو مومنوں کے حق میں وجہ تسکین قرار دیا۔ (ترجمہ) اے نبی تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کر دو اور (نیکی کی راہ میں) انہیں بڑھاؤ اور ان کے حق میں دعائے رحمت کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے لئے وجہ تسکین ہو گی اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔" (۹:۱۰۳) اور سورۃ یونس میں رات کو لوگوں کے لئے باعث سکون قرار فرمایا (ترجمہ) "وہ اللہ جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں سکون حاصل

Marfat.com

کرو۔" (۱۰:۶) (مزید ملاحظہ ہو ۲۷:۸۶، ۲۳-۷۲:۲۸، ۴۰:۶۱) ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ اطمینان قلب/طمانیت ایک عمدہ خوبی ہے جو استاد میں موجود ہونی چاہئے۔

۲۴۔فصاحت و بلاغت

فصاحت سے مراد کسی کلام کو عمدہ انداز بیان کے ساتھ دوسروں تک پہنچانا ہے جبکہ بلاغت سے مراد کلام کی معنوی خوبیاں ہیں بہت کم الفاظ میں فصاحت کے ساتھ کلام کو دوسروں تک پہنچایا جائے۔ ایک فصیح و بلیغ استاد کو لازماً دوسرے اساتذہ پر اس لئے برتری حاصل ہوتی ہے کہ وہ بہتر الفاظ اور بہتر طرزبیان (موثر) کے ساتھ بڑی آسانی اور کامیابی سے اپنا پیغام دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔ رسولوں کا کام بنیادی طور پر وہی ہوتا ہے جو ایک استاد کا کام ہے یعنی کہ رسول، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ لوگوں کے لئے ایک استاد ہوتا ہے۔ لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا اس کی ذمہ داری نہیں بلکہ اس کی ذمہ داری صرف اس قدر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام بلا کم و کاست عمدہ انداز میں لوگوں تک پہنچا دے اور عملی طور پر لوگوں کو اس پیغام پر عمل کر کے دکھائے۔ قرآن پاک میں اس امر کی وضاحت مختلف مقامات پر کی گئی ہے کہ رسولوں کا کام فقط واضح طور پر اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچا دینا ہے اس بارے میں سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے پیغمبر جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔" (۵:۶۷) یہی بات سورۃ النحل میں یوں بیان کی گئی ہے۔ (ترجمہ) "اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو اے نبی تم پر صاف صاف پیغام حق پہنچا دینے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔" (۱۶:۸۲) اور سورۃ یٰسین میں یہی بات اس طرح سے بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم ضرور تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہم پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔" (۳۶:۱۶-۱۷) مزید ملاحظہ ہو (۵:۹۲) (۵:۹۹) (۱۶:۳۵) (۲۴:۵۴) (۲۹:۱۸) (۴۲:۴۸) (۶۴:۱۲) (۷۲:۲۳) (۷۲:۲۸)

۲۵۔ثابت قدمی

ثابت قدمی ثبات سے مشتق ہے جس کا مادہ (ث ب ت) ہے اور جس کے بنیادی معنی ہیں ایک حالت پر قائم اور مستحکم رہنا خواہ وہ حالت سکون ہو یا حرکت کی

Marfat.com

حالت۔ ثبات میں دوام کا مفہوم غالب ہے۔ مومنین کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اسلامی نظریہ حیات اور نظام زندگی پر جمے رہیں اور ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئے خواہ تکالیف اور مخالفتوں کا کتنا ہی ہجوم کیوں نہ ہو۔ کسی بھی شعبہ زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ثابت قدمی شرط اول ہے جس کے بغیر کامیابی محال ہے۔ ایک اچھے استاد کی صفات میں بھی ثابت قدمی کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اہل کتاب میں سے قرآن پاک اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو دوہرے اجر کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القصص میں ان الفاظ میں کیا ہے (ترجمہ) "یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوبار دیا جائے گا۔ اس ثابت قدمی کے بدلے جو انہوں نے دکھائی وہ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔" (۲۸:۵۴) اور جب فرعون کے درباری جادوگر موسیٰ علیہ السلام سے شکست کھانے کے بعد موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے تو فرعون کی دھمکی کا مقابلہ انہوں نے ثابت قدم رہ کر کیا اس بارے میں سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جادوگروں نے جواب دیا قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ روشن نشانیاں سامنے آجانے کے بعد بھی (صداقت پر) تجھے ترجیح دیں تو جو کچھ کرنا چاہے کر لے ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور اس جادوگری سے جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا درگزر فرمائے۔" (۲۰:۷۲۔۷۳) اور سورۃ الاحقاف میں دعویٰ ایمان پر مضبوطی سے جم جانے والوں کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یقیناً جن لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر اس پر جم گئے ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" (۴۶:۱۳) اور یہی مضمون سورۃ ابراہیم میں یوں ادا کیا گیا ہے (ترجمہ) "ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں پر ثبات عطا کرتا ہے۔" (۱۴:۲۷)(۲:۲۵۰) (۱۳:۱۴) (۴۷:۷) اور سورۃ الانفال میں کامیابی کا گر ان الفاظ میں ثابت قدمی کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو گی۔" (۸:۴۵) اور اسی سورۃ میں غنودگی

Marfat.com

اور بارش کے ذریعہ جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی ہمت بڑھانے اور قدم جمانے کا ذکر اس انداز میں کیا گیا ہے۔ (ترجمہ) ''اور وہ وقت جب کہ اللہ اپنی طرف سے غنودگی کی شکل میں تم پر اطمینان اور بے خوفی کی کیفیت طاری کر رہا تھا اور آسمان سے تمہارے اوپر پانی برسا رہا تھا تاکہ تمہیں پاک کرے اور تم سے شیطان کی ڈالی ہوئی نجاست دور کر دے اور تمہاری ہمت بندھائے اور اس کے ذریعہ سے تمہارے قدم جما دے۔'' (۸:۱۱) اور سورۃ ہود میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''اے نبی یہ پیغمبروں کے قصّے جو ہم تمہیں سناتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعہ سے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں ان کے اندر تم کو حقیقت کا علم ملا اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہوئی۔'' (۱۱:۱۲۰) ثابت قدمی کامیابی کے لئے ضروری ہے پس استاد میں اس وصف کا ہونا ضروری ہے۔

۲۶۔ خیر خواہی / خیر اندیشی / بھلائی چاہنا

خیر خواہی سے مراد بھلائی چاہنا' بہتری چاہنا' اور خیر اندیشی ہے یعنی وہ قول فعل و امر جس سے مراد دوسروں کی بھلائی و بہتری ہو۔ وہ اساتذہ ہمیشہ کامیاب و کامران ہوتے ہیں جو اپنے تلامذہ کے خیر خواہ ہوں یعنی ان کی بہتری اور بھلائی چاہنے والے ہوں۔ رسول اپنی امّت کا معلم بھی ہوتا ہے اور خیر خواہ بھی ہوتا ہے۔ اس بارے میں قرآن پاک میں متعدد آیات ہیں۔ سورۃ الاعراف میں قوم عاد کے رسول ھود علیہ السلام اپنے آپ کو قوم کا خیر خواہ ظاہر کرتے ہیں فرمایا (ترجمہ) ''تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔'' (۷:۶۸) اور اسی سورۃ میں چند آیات کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو یہ پیغام دیتے ہیں (ترجمہ) ''اے میری قوم میں نے اپنے رب کا پیغام تجھے پہنچا دیا اور میں نے تیری بہت خیر خواہی کی مگر میں کیا کروں۔ تجھے اپنے خیر خواہ پسند ہی نہیں ہیں۔'' (۷:۷۹) اسی سورۃ میں

چند آیات کے وقفے سے حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو یہ پیغام دیتے ہیں (ترجمہ) ''اور شعیب یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گیا کہ اے برادران قوم میں نے اپنے رب کے پیغامات تجھے پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا اب میں اس

Marfat.com

قوم پر کیسے افسوس کروں جو قبول حق سے انکار کرتی ہے۔" (۷:۹۳)(۱۱:۳۴) پس معلوم ہوا کہ خیرخواہی/خیراندیشی دین کا نچوڑ بھی ہے اور ایک اعلیٰ انسانی صفت بھی ہے جس کا استاد میں موجود ہونا ضروری ہے۔

۲۷۔ نصیحت

نصیحت سے مراد کوئی ایسی بات ہے جس میں کسی بھی امر کے بارے میں کوئی نیک صلاح یا نیک مشورہ دیا گیا ہو اساتذہ کے عمدہ اوصاف میں سے نصیحت کرنا بھی ایک وصف ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی انسان کو نصیحت کرتا ہے۔ اس کے رسول بھی لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود قرآن پاک کو بھی قرآن پاک کی متعدد آیات میں نصیحت قرار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں سورۃ القمر میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے اب ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔" (۵۴:۳۲) اور یہی بات سورۃ الحاقہ میں اس طور سے بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "درحقیقت یہ پرہیزگار لوگوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔" (۶۹:۴۸) اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سورۃ الغاشیہ کے اخیر میں نصیحت کرنے والا قرار دیا ہے فرمایا (ترجمہ) "اچھا (اے نبی) نصیحت کیے جاؤ تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو۔" (۸۸:۲۱) (۱۶:۱۲۵) (۵۲:۲۹) (۸۰:۴) (۲۱:۲۴) (۲۱:۲) (۶۸:۵۲) (۷۶:۲۹) (۵۴:۵) (۲۶:۴) (۳۶:۶۹) (۳۸:۸۷) اور اسی بارے میں سورۃ الذّٰریٰت میں فرمایا (ترجمہ) "البتہ نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت ایمان لانے والوں کے لئے نافع ہے۔" (۵۱:۵۵) اور یہی بات سورۃ ق کے اخیر میں اس طرح بیان فرمائی (ترجمہ) "بس تم قرآن کے ذریعہ سے ہر اس شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔" (۵۰:۴۵) خود اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو نصیحت کرتا ہے سورۃ لقمان میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) (اسی لئے ہم نے اسے نصیحت کی کہ) میرا شکر کرو۔ اور اپنے والدین کا شکر بجا لا میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔" (۳۱:۱۴) اور سورۃ الرعد میں ارشاد فرمایا کہ نصیحت قبول کرنا تو دانشمند لوگوں ہی کا کام ہے فرمایا (ترجمہ) "نصیحت تو دانشمند لوگ ہی قبول کیا کرتے ہیں۔" (۱۳:۱۹) اور سورۃ الطلاق میں طلاق اور عدت کے احکامات کو بھی نصیحت قرار دیا

Marfat.com

فرمایا (ترجمہ) "یہ باتیں ہیں جن کی تم لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے۔" (۶۵:۲) ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرنا ایک عمدہ انسانی وصف ہے جس کا استاد میں موجود ہونا ضروری ہے۔

صلاح/مشورہ دینا/مشاورت

۲۸۔

فیصلہ کرتے یا کوئی معاملہ طے کرتے وقت کسی ایک شخص کا دوسرے شخص / اشخاص کو اس کے حل کے بارے میں صلاح دینا تجویز کرنا مشورہ کہلاتا ہے۔ ایک استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو تعلیمی مسائل یا ان کے مخصوص' ذاتی مسائل کے حل کے سلسلے میں مفید مشورے دے۔ مشاورت اساتذہ کی ایک اہم صفت ہے۔ قرآن پاک میں چند مواقع پر باہمی مشورے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور سورۃ النمل میں مذکور ہے کہ ملکہ سبا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط موصول ہونے پر اپنی قوم کے سرداروں سے خط کے مندرجات کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "(خط سنا کر) ملکہ نے کہا اے سرداران قوم میرے اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو میں کسی معاملے کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں۔" (۲۷:۳۲) اور سورۃ الشعراء میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے دربارِ فرعون میں حاضری اور دعوت حق کے بعد فرعون نے اپنے سرداروں سے اس اہم معاملے کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ اگرچہ یہاں لفظِ حکم استعمال کیا گیا لیکن اس لفظ سے اس موقع پر مراد مشورہ ہی ہے کیونکہ بادشاہ کا کام حکم دینا ہوتا ہے نہ کہ ماتحتوں سے حکم طلب کرنا۔ یہ صرف بات بیان کرنے کا ایک اچھوتا اور موثر انداز ہے۔ اس بارے میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "فرعون اپنے گردوپیش کے سرداروں سے بولا' یہ شخص یقیناً ایک ماہر جادوگر ہے چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دے اب تم بتاؤ تم کیا حکم دیتے ہو۔" (۳۵-۲۶:۳۴) پوشیدہ بات دو یا زائد اشخاص کا خفیہ مشورہ ہوتا ہے اس بارے میں سورۃ المجادلہ میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم آپس میں پوشیدہ بات کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتیں نہیں بلکہ نیکی اور تقویٰ کی باتیں کرو اور اس خدا سے ڈرتے رہو جس کے حضور تمہیں حشر میں پیش ہونا

ہے۔" (۵۸:۹) مندرجہ بالا مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صلاح/مشورہ یا مشاورت ایک عمدہ صفت ہے جو استاد میں موجود ہونی چاہیے۔

۲۹۔ صاف ستھری عملی زندگی/پاکیزہ زندگی

انسانی اوصاف حمیدہ میں صاف ستھری/پاکیزہ زندگی گزارنے کو اونچا مقام حاصل ہے ایسے لوگوں سے نہ صرف اللہ تعالیٰ راضی رہتا ہے بلکہ اس کے (اللہ) بندے بھی خوش رہتے ہیں۔ پس استاد کے اوصاف میں سے ایک اعلیٰ وصف پاکیزہ زندگی گزارنا بھی ہے۔ سورۃ ھود میں شعیب علیہ السلام کا اپنے ہم قوم بھائیوں سے خطاب درج ہے فرمایا (ترجمہ) "اور میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں ان کا خود ارتکاب کروں۔ میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک بھی میرا بس چلے اور جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔" (۱۱:۸۸)

بلاخوف و خطر اعلان حق

حق کہنے کو دو حرفی لفظ ہے لیکن جتنا اس کو زبان سے ادا کرنا آسان ہے اتنا ہی بلکہ اس سے کہیں زیادہ مشکل حق بات کہنا۔ حق کی شہادت دینا اور حق پر عمل کرنا ہے۔ حق کے راستے میں انسان کو بے شمار مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی جان، مال، عزت، آبرو سب خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ صرف حق پرست اور متقی لوگ ہی ان خطرات سے بلاتکلف نبرد آزما ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ العصر میں حق اور صبر کی تلقین ایک ساتھ کی گئی ہے تاکہ حق کے راستے کی مشکلات پر انسان صبر کر سکے۔ انسان کی اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت حق گوئی ہے۔ (۱۰۳:۱-۳) ایک اچھے استاد کو بھی ہمیشہ حق گو ہونا چاہیے۔ سورۃ الحجر میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاعلان پیغام حق پہنچانے کی تلقین ان الفاظ میں فرمائی ہے (ترجمہ) "پس اے نبی تمہیں جس بات کا حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو۔" (۱۵:۹۴) (۲۹:۶۱) (۴۶:۱۳) (۲۱:۱۰۹) اور یہی پیغام ایک دوسرے انداز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ الشعراء میں اس طرح دیا

گیا (ترجمہ) ''پس اے نبی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔'' (۲۶:۲۱۳۔۲۱۴)

تنقید کو نظرانداز کرنا

رسول بنیادی طور پر اساتذہ ہی ہوتے ہیں وہ تاریخ کے ہر دور میں تنقید کا نشانہ بنتے رہے ہیں تاہم انہوں نے حق کا راستہ ترک نہیں کیا اور تنقید کو نظرانداز کرتے رہے۔ اساتذہ کو بھی یہی رویہ اپنانا چاہئے۔ تحویل قبلہ پر لوگوں کے اعتراضات کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) ''اور جہاں سے بھی تمہارا گزر ہو اپنا رخ مسجد حرام ہی کی طرف پھیرا کرو اور جہاں بھی تم ہو اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو تاکہ لوگوں کو تمہارے خلاف کوئی حجت نہ ملے۔ ہاں ان میں سے جو ظالم ہیں ان کی زبان کسی حال میں بند نہ ہو گی تو تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔'' (۲:۱۵۰)(۲:۱۵۳) (۲:۱۵۹) پس استاد کو چاہئے کہ وہ اپنے اوپر کی گئی تنقید کو ہمیشہ نظرانداز کرے تاکہ اپنے مشن کامیاب ہو۔

پست آواز/ دھیمی آواز/ دھیما لہجہ

انسان کے لئے اپنی آواز کو پست اور لہجہ کو دھیما رکھنا اللہ تعالیٰ کو مرغوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونچی اور کرخت آواز کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دی ہے جس کی آواز نہایت کرخت اور بھدی ہے۔ پس استاد کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ اپنی آواز کو دھیما اور لہجہ کو نرم رکھے اس بارے میں سورۃ لقمان میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) ''اپنی چال میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز ذرا پست رکھ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے۔'' (۳۱:۱۹) اور اسی بارے میں سورۃ بنی اسرائیل کے اخیر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''اور اپنی نماز نہ بہت بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے ان دونوں کے درمیان اوسط درجے کا لہجہ اختیار کرو۔'' (۱۷:۱۱۰) پس معلوم ہوا کہ پست آواز / دھیما لہجہ استاد کے عمدہ اوصاف میں شامل ہیں

Marfat.com

۳۲۔ متعلمین کی نقل و حرکت پر نگاہ

ایک اچھے استاد کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے تلامذہ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے کیونکہ اس کے لئے ایسا کرنا طالبعلم کی تربیت کے نکتہ نگاہ سے بے حد ضروری ہے۔ استاد کا کام صرف درس و تدریس نہیں بلکہ اس کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ تلامذہ کی بہترین انداز میں جسمانی اور روحانی تربیت کرے۔ رسولوں کی معلم خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے جو ان کو ہدایات بھی دیتی ہے بوقت ضرورت امداد بھی کرتی ہے اور ان کی غلطیوں پر ان کو ٹوکتی بھی ہے۔ یہی کام اپنی اُمّت کے لئے تمام رسول بھی انجام دیتے آئے ہیں اور یہی کام ایک استاد کا بھی ہے کہ وہ اپنے تلامذہ کی بہترین انداز میں تربیت کرے۔ سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ) "اور اس زبردست اور رحیم پر توکّل کرو جو تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ گزار لوگوں میں تمہاری نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔" (۲۶:۲۱۷۔۲۲۰) پس استاد کے لئے ضروری ٹھہرا کہ وہ اپنے متعلمین کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے۔

۳۳۔ برائی کا مقابلہ

انسان کے اوصاف حمیدہ میں برائی کا مقابلہ کرنا شامل ہے۔ استاد معاشرہ کا ایک اہم اور نمائندہ فرد ہوتا ہے۔ پس استاد کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی ذات میں برائیوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور حوصلہ پیدا کرے۔ سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفات بیان کرتے وقت برائی اور زیادتی کا مقابلہ کرنے کو ان صفات میں شامل کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ برائی اور زیادتی کے مقابلے میں ڈٹ جائیں معاشرہ کا نمائندہ فرد ہونے کی بنا پر استاد کو بھی چاہیئے کہ وہ برائی کو برداشت کرنے کی بجائے اس کے مقابلہ میں ڈٹ جائے برائی سے مقابلہ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کا کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور اگر غصہ آجائے تو درگزر کر جاتے ہیں جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں ہم نے جو کچھ بھی رزق

Marfat.com

انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔" (۳۹۔۳۷:۴۲) پس معلوم ہوا کہ برائی کا مقابلہ کرنا استاد کی عمدہ صفات میں سے ایک صفت ہے

۳۴۔ قولِ معروف/ سیدھی و صاف بات

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صفات میں سے ایک صفت قول معروف بھی ہے یعنی یہ کہ وہ تصنع بناوٹ اور ہیرپھیر کے بغیر سیدھی اور صاف بات کرنے والے ہوں۔ استاد کو بھی اللہ کا ایک نیک بندہ ہونا چاہئے پس قول معروف استاد کی ایک صفت ٹھہری۔ سورۃ البقرۃ میں بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے بارے میں جو ایام عدت گزار رہی ہوں فرمایا کہ ان سے نکاح ثانی کی بارے میں خفیہ عہد نہ کرنا اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف طریقے سے کرو" (۲:۲۳۵) اور اسی بارے میں سورۃ النساء میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور جب تقسیم کے موقع پر کنبہ کے لوگ اور یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دو اور ان کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔" (۴:۸) (مزید ملاحظہ ہو ۳۳:۳۲) (۴۷:۲۱) پس معلوم ہوا کہ قول معروف/سیدھی و صاف بات کرنا ایک اچھی عادت ہے اُس عادت کا استاد میں ہونا مستحسن ہے۔

۳۵۔ خبردار کرنا/ خطرہ یا غلطی سے آگاہ کرنا

خبردار کرنے سے مراد کسی شخص/اشخاص کو ان کی کسی غلطی یا خطرے سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ کسی نقصان کے ہونے سے پیشتر اس کا تدارک کر سکیں۔ اساتذہ کا کام اپنے تلامذہ کو ان کی غلطیوں سے آگاہ کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ ممکنہ نقصان سے محفوظ رہیں۔ تمام انبیاء کرام بھی پیغام ربانی پر عمل کرنے والوں کو بشارت دیتے اور اس پیغام کو رد کرنے والوں کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے خبردار کرتے رہے ہیں۔ حضرت ھود کے اپنی قوم عاد کو خبردار کرنے کا ذکر سورۃ الاحقاف میں اس طرح سے کیا گیا ہے (ترجمہ) "ذرا انہیں عاد کے بھائی (ھود) کا قصہ سناؤ جبکہ اس نے احقاف میں اپنی قوم کو خبردار کیا تھا۔ ایسے خبردار کرنے والے اس سے پہلے بھی گزر چکے تھے اور اس کے بعد بھی آتے رہے۔" (۴۶:۲۱) اور اللہ تعالیٰ خود بھی لوگوں کو خبردار کرتا ہے سورۃ اللیل

میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے اور درحقیقت آخرت اور دنیا دونوں کے ہم ہی مالک ہیں پس میں نے تم کو خبردار کر دیا ہے بھڑکتی ہوئی آگ سے۔" (۱۴-۱۲:۹۲) اور یہی بات سورۃ الاحقاف میں ایک جدا انداز میں یوں بیان فرمائی (ترجمہ) "تمہارے گردو پیش کے علاقوں میں بہت سی بستیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں ہم نے اپنی آیات بھیج کر بار بار طرح طرح سے انہیں سمجھایا شاید کہ وہ باز آ جائیں۔" (۴۶:۲۷) پس معلوم ہوا کہ تلامذہ کو ان کی غلطیوں اور خطروں سے آگاہ کرنا استاد کا ایک عمدہ وصف ہے۔

۳۶. بشارت/خوشخبری دینا

بشارت دینا کے لغوی معنی خوشخبری دینا' مژدہ سنانا ہیں یہ لفظ خواب میں بتانا کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ تاہم اس سے مراد یہاں صرف اول الذکر معنی ہیں یعنی خوشخبری دینا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ جو قرآن پاک میں بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک نمایاں وصف بشیرو نذیر بھی ہے یعنی نیکو کاروں کو بشارت دینے والا اور گمراہوں اور بدکرداروں کو خبردار کرنے اور ڈرانے والا۔ موخرالذکر کا بیان اوپر ہو چکا ہے اس جگہ صرف بشیر کا بیان مقصود ہے۔ رسول چونکہ بنیادی طور پر معلم ہی ہوتے ہیں لہٰذا ضروری ٹھہرا کہ معلموں کے اوصاف حمیدہ میں رسولوں کے تمام عمدہ اوصاف کو شامل کیا جائے۔ خود اللہ تعالیٰ رسولوں کا معلم ہے اور اس نے (اللہ تعالیٰ) بھی اپنے رسولوں کو بشارت دی ہے سورۃ انفال میں غزوہ بدر کے بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں بشارت دی (ترجمہ) "یہ بات اللہ نے صرف اس لئے بتا دی کہ تمہیں خوشخبری ہو اور تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں۔" (۸:۱۰) اور سورۃ ھود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے کی حالت میں خوشخبری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان الفاظ میں دی گئی (ترجمہ) "جب ابراہیم کی گھبراہٹ دور ہو گئی اور (اولاد کی بشارت سے) اس کا دل خوش ہو گیا تو اس نے قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑا شروع کیا۔" (۱۱:۷۴) (۳۷:۱۰۱) (۲۹:۳۱) (۱۵:۵۳) (۱۱:۶۹) (۵۱:۲۸) اور سورۃ الاحزاب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دینے والا فرمایا گیا ہے (ترجمہ) "اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا اور

Marfat.com

ڈرانے والا۔" (۳۳:۴۵) (۴۸:۸) (۱۷:۱۰۵) (۱۱:۲) اور یہی بات سورۃ سبا کی اس آیت میں بھی بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) "(اے نبی) ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔" (۳۴:۲۸) اور سورۃ النحل میں قرآن پاک کو خوشخبری دینے والا فرمایا (ترجمہ) "ان سے کہو کہ اسے تو روح القدس نے ٹھیک ٹھیک میرے رب کی طرف سے بتدریج نازل کیا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کے ایمان کو پختہ کرے اور فرمانبرداروں کو زندگی کے معاملات میں سیدھی راہ بتائے اور انہیں فلاح و سعادت کی خوشخبری دے۔" (۱۶:۱۰۲) پس معلوم ہوا کہ بشارت/خوشخبری دینا اساتذہ کا ایک عمدہ وصف ہے۔

۴۔ طہارت/ماحولیاتی جسمانی و روحانی پاکیزگی/طبعی پاکیزگی/قلب و نگاہ کی پاکیزگی

طہر کے معنی آلائش و گندگی وغیرہ دور کر کے پاک و صاف کرنے کے ہیں۔ قرآن پاک کی رو سے جسمانی پاکیزگی کے علاوہ روحانی یعنی قلب و نگاہ کی پاکیزگی بھی نہایت ضروری ہے یعنی یہ کہ انسانی خیالات کو غیر قرآنی فرسودہ اور غلط تصورات و نظریات سے پاک رکھنا۔ پس جسمانی اور سیرت و کردار یعنی ہر دو کی پاکیزگی کے لئے قرآن میں طہر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ پس ازروئے قرآن صاف ستھری جسمانی و روحانی زندگی گزارنے کو مومنوں کے اوصاف حمیدہ میں اونچا مقام حاصل ہے۔ اس لئے اساتذہ کے لئے بھی ضروری ٹھہرا کہ وہ صاف ستھری (جسمانی و روحانی) زندگی گزاریں۔ پاکیزگی کا ایک اہم حصہ جسمانی پاکیزگی ہے۔ روحانی پاکیزگی کے حصول میں نماز کا درجہ سب سے بلند ہے اور نماز کی ادائیگی کے لئے وضو (جسمانی صفائی) ضروری ہے۔ اس بارے میں سورۃ المائدۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب نماز کے لئے اٹھو تو چاہئے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لو اور سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو اگر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ۔" (۵:۶) اور سورۃ البقرۃ میں فرمایا کہ اللہ پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔"

Marfat.com

(۲:۲۲۲)(۹:۱۰۸) اور اسی بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ المدثر کے آغاز میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے اوڑھ کر لیٹنے والے اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو۔" (۷۴:۱-۵) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ خدا (کعبۃ اللہ) کو پاک صاف رکھنے کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو۔" (۲:۱۲۵) (۲۲:۲۶) اور ازواج مطہرات کی پاکیزگی کے بارے میں سورۃ الاحزاب میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کردے۔" (۳۳:۳۳) عورتوں کی ایام ماہواری کی گندگی سے پاک صاف ہونے کے لئے بھی طہر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے انسانی سیرت کو پاک صاف رکھنے کے علاوہ اس کے مال میں سے صدقات کی ادائیگی سے مال کو بھی پاک و صاف کرنا ضروری ہے اس بارے میں سورۃ توبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو اور (نیکی کی راہ میں) انہیں بڑھاؤ۔" (۹:۱۰۳) اور خود قرآن پاک کو بھی قرآن حکیم میں صحف مطہرہ کیا گیا ہے سورۃ عبس میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہرگز نہیں یہ تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہئے اسے قبول کرے ایسے صحیفوں میں درج ہے جو پاکیزہ ہیں معزز اور نیک کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔" (۸۰:۱۱-۱۶) (۲:۲۵) (۵۶:۷۷-۷۹) (۹۸:۲) اور سورۃ النساء میں فرمایا کہ مومنوں کو ان کے پاکیزہ اعمال کے بدلے میں پاکیزہ بیویاں عطا کی جائیں گی (ترجمہ) "اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو مان لیا اور نیک عمل کئے ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہونگی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کو پاکیزہ بیویاں ملیں گی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔" (۴:۵۷) (۳:۱۵) روحانی پاکیزگی یعنی دلوں کی پاکیزگی بھی اللہ کی مرضی کی محتاج ہے اس بارے میں سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا ہو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لئے تم کچھ نہیں کرسکتے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہ چاہا ان کے لئے دنیا میں

Marfat.com

رسوائی اور آخرت میں سخت سزا ہے۔" (۵:۴۱) ان تمام حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ماحولیاتی جسمانی و روحانی پاکیزگی ایسے اوصاف کا اساتذہ میں ہونا ایک مستحسن امر ہے۔

۲۸ قدردان/جوہر شناس/مرّبی/سرپرست

دوسروں میں کسی خوبی یا جوہر کو شناخت کرنا اور اس کی سرپرستی کرنا قدردانی یا جوہر شناسی کہلاتی ہے۔ ایک کامیاب استاد میں اس صفت کا ہونا ضروری اس لئے بھی ہے کہ طلباء کی قدرشناسی سے ان کی ہمت افزائی ہوتی ہے وہ پہلے سے زیادہ جوش جذبے محنت اور توجہ سے حصول تعلیم و تربیت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ سب سے بڑی قدر شناس خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ سورۃ الفاطر میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی چند صفات بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ وہی ایسے لوگوں کو بخشنے والا اور ان کا قدردان ہے۔ ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "تاکہ اللہ ان کے اجر پورے کے پورے ان کو دے اور مزید اپنے فضل سے ان کو عطا فرمائے بیشک اللہ بخشنے والا اور قدردان ہے۔" (۳۵:۳۰) اور اسی سورۃ میں چند آیات کے وقفہ سے یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا ہے اور قدر فرمانے والا ہے۔" (۳۵:۳۴) اور سورۃ التغابن میں فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ کی رضا کی خاطر اپنے مال حاجت مندوں پر خرچ کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے۔ اس بارے میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا۔ اللہ بڑا قدردان اور بردبار ہے۔ حاضر اور غائب ہر چیز کو جانتا ہے زبردست اور دانا ہے۔" (۶۴:۱۷-۱۸) اور سورۃ الشوریٰ میں اسی بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "جو کوئی بھلائی کمائے گا ہم اس کے لئے اس بھلائی میں خوبی کا اضافہ کر دیں گے بے شک اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور قدردان ہے۔" (۴۲:۲۳) اور سورۃ النساء میں مومنوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ سزا دے اگر تم شکرگزار بندے بنے رہو

Marfat.com

اور ایمان کی روشنی پر چلو اللہ بڑا قدردان ہے اور سب کے حال سے واقف ہے۔" (۴:۱۴۷) ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ استاد کے لئے جوہر شناسی/قدر دانی ایک عمدہ وصف ہے۔

۵۳۔ متواضع/خاطر مدارت کرنے والا/ آؤ بھگت کرنے والا

انسانی خوبیوں میں سے ایک عمدہ خوبی اس کا متواضع ہونا یعنی بوقت ضرورت دوسروں کی خاطر مدارت کرنے والا ہے۔ یہ انسانی خوبی اساتذہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیتی ہے اور ان کی عزت واحترام میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشعراء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ) "اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔" (۲۶:۲۱۵) اور سورۃ الحجر میں اسی بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "تم اس متاع دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے اور نہ ان کے حال پر اپنا دل کڑھاؤ انہیں چھوڑ کر ایمان لانے والوں کی طرف جھکو۔" (۱۵:۸۸) پس معلوم ہوا کہ استاد کا متواضع ہونا اس کا ایک عمدہ وصف ہے۔ جو اس کی خوبی کی دلیل ہے

۵۴۔ احسان/ اچھا سلوک/ بھلائی/حسن سلوک

کسی شخص کو اس کے حق سے بڑھ کر بدلہ دینا اچھا سلوک کرنا' بھلائی یا مہربانی کرنا حسن سلوک کہلاتا ہے۔ یہ ایک عمدہ انسانی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ پس اساتذہ کے لئے بھی لازم ٹھہرا کہ وہ اپنے تلامذہ کے ساتھ احسان کا برتاؤ کریں۔ اللہ تعالیٰ کسی انسان پر ظلم نہیں کرتا اور نیکی کرنے والوں کو بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دہ چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔" (۴:۴۰) برائی کے بدلے میں کسی شخص کے ساتھ تقاضائے عدل کے تحت یکساں برائی کی جا سکتی ہے لیکن برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا احسان ہے اور احسان کا

بدلہ جنت کے باغات ہیں۔ اس بارے میں سورۃ الرعد میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) ''ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے رب کی رضا کے لئے صبر سے کام لیتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھلائی سے رفع کرتے ہیں۔ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہے۔'' (۱۳:۲۲) اور سورۃ الکہف میں ذوالقرنین کے قصے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''ہم نے کہا اے ذوالقرنین تجھے یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کہ ان کے ساتھ نیک رویہ اختیار کرے۔'' (۱۸:۸۶) اور سورۃ النحل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''اے موسیٰ ڈرو نہیں میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے الّا یہ کہ کسی نے قصور کیا ہو پھر اگر برائی کے بعد اس نے بھلای سے (اپنے فعل کو) بدل لیا تو میں معاف کرنے والا مہربان ہوں۔'' (۲۷:۱۰-۱۱) اور سورۃ ص میں حضرت داؤد علیہ السلام کے قصور کی معافی کے ساتھ ان کو تقرب کا مقام عطا فرمایا (ترجمہ) ''تب ہم نے اس کا وہ قصور معاف کیا اور یقیناً ہمارے ہاں اس کے لئے تقرب کا مقام اور بہتر انجام ہے۔'' (۳۸:۲۵) اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو اس کی جزا ضرور عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صبر کرنے والے اور احسان کرنے والے لوگ پسند ہیں۔ اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) ''آخر کار اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی عطا کیا اللہ کو ایسے ہی نیک عمل لوگ پسند ہیں۔'' (۳:۱۴۸)

قرآن پاک میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم متعدد جگہوں پر موجود ہے اس بارے میں سورۃ الاحقاف میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) ''ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔'' (۴۶:۱۵) اور اسی بارے میں سورۃ بنی اسرائیل میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔'' (۱۷:۲۳) سورۃ لقمان میں والدین کا حق پہچاننے کی ہدایت ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) ''اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔'' (۳۱:۱۴) (۴۶:۱۵) (۲:۲۱۵) (۴:۳۶) (۲۹:۸) والدین کے علاوہ رشتے داروں،

یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی ہدایت سورۃ البقرۃ میں ان الفاظ میں کی گئی ہے (ترجمہ) "یاد کرو اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ ماں باپ کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا" (۲:۸۳) (۴:۴۰) (۱۳:۲۲) (۱۸:۸۶) (۳:۱۴۸) (۳۸:۲۵) اور سورۃ النحل میں سلیمان علیہ السلام اپنے رب کے احسان کا شکریہ ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں (ترجمہ) "اے رب مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکریہ ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے۔" (۲۷:۱۹) اور سورۃ بنی اسرائیل میں ہدایت کی گئی کہ بوڑھے والدین کو اف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑک کر جواب دو اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرو چنانچہ فرمایا (ترجمہ) "تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔" (۱۷:۲۳) احسان کرنا اللہ کو پسند ہے پس استاد کو بھی متعلمین سے احسان کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

فیاضی/ سخاوت/ دریا دلی

کسی شخص کو اس کی ضرورت اور طلب سے زیادہ عطا کرنا فیاضی یا سخاوت کہلاتی ہے۔ فیاضی ایک پسندیدہ انسانی صفت ہے۔ فیاض یا سخی ہونے کی بنا پر اساتذہ کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ جنتیوں کی خصوصیات اور انعامات کا ذکر کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ مالک ہم ایمان لائے ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمیں آتش دوزخ سے بچالے۔ یہ لوگ صبر کرنے والے ہیں، راست باز ہیں، فرمانبردار اور فیاض ہیں اور رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ سے مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔" (۳:۱۶،۱۷) اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فیاضی/ سخاوت ایک پسندیدہ انسانی صفت ہے۔ اس صفت کا اساتذہ میں موجود ہونا مستحسن امر ہے۔

Marfat.com

۳۸۔ توکل/توکل بخدا/اللہ پر بھروسہ کرنا

توکل کے معنی کسی پر بھروسہ کرنا' کسی کو حوالہ دار مقرر کرنا یا پھر کسی کو نگران یا وکیل مقرر کرنا ہے جبکہ متوکل کے معنی ہیں اللہ پر بھروسہ کرنا' اعتماد کرنا' توکل کرنا' اسلامی تعلیمات میں توکل کو بڑا اونچا مقام حاصل ہے۔ کارساز حقیقی پر توکل کیا جائے تو وہ اپنے بندے کے کاموں کا کفیل بن جاتا ہے۔ ایک اچھا مومن ہی اچھا استاد ہو سکتا ہے۔ پس استاد کے اوصاف میں متوکل ہونا بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کائنات کی تمام چیزوں کا مالک ہے اور ان کی کفالت اور خبرگیری کے لئے وہ اکیلا کافی ہے۔ پس بندے کو اپنے تمام کاموں کے لئے اسی کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) زمین و آسمان کی ساری چیزیں اس کی ملک ہیں اور ان کی کفالت (خبرگیری) کے لئے بس وہی کافی ہے" (۴:۱۷۱) (۶:۱۰۲) (۴:۱۳۲) یہی مضمون سورۃ آل عمران میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔" (۳:۱۷۳) (۱۱:۱۲' ۹:۷۳) اور سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پر بھروسہ کرنے کے لئے یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اللہ ان کی یہ ساری سرگوشیاں لکھ رہا ہے تم ان کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہی بھروسہ کے لئے کافی ہے۔" (۴:۸۱) اور سورۃ یوسف میں حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کو انکی مصر روانگی سے قبل یہ ہدایت کرتے ہیں (ترجمہ) "پھر اس نے کہا میرے بچو مصر کے دارسلطنت میں ایک دروازے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے جانا مگر میں اللہ کی مشیت سے تم کو نہیں بچا سکتا۔ حکم اس کے سوا کسی کا بھی نہیں چلتا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے۔" (۱۲:۶۷) اور سورۃ بنی اسرائیل کے بالکل آغاز میں اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "ہم نے اس سے پہلے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ذریعہ ہدایت بنایا تھا اس تاکید کے ساتھ کہ میرے سوا کسی کو اپنا وکیل نہ بنانا۔" (۱۷:۲) اور سورۃ احزاب کے شروع میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''پیروی کرو اس بات کی جس کا اشارہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں کیا جا رہا ہے اللہ ہر اس بات سے باخبر ہے جو تم لوگ کرتے ہو اللہ پر توکل کرو۔ اور اللہ ہی وکیل ہونے کے لئے کافی ہے۔'' (۳۔۲:۳۳) اور یہی پیغام سورۃ احزاب ہی میں کچھ آیات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں دیا گیا (ترجمہ) ''اور ہرگز نہ دبو کفار و منافقین سے کوئی پرواہ نہ کرو ان کی اذیت رسانی کی اور بھروسہ کر لو اللہ پر اللہ ہی اس کے لئے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کر دے۔'' (۳۳:۴۸) اور یہی بات سورۃ الفرقان میں یوں ارشاد فرمائی (ترجمہ) ''اے نبی اس خدا پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں۔'' (۲۵:۵۸) اور سورۃ بنی اسرائیل میں شیطان کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہو گا اور توکل کے لئے تیرا رب کافی ہے۔'' (۱۷:۶۵) ان تمام حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ توکّل یعنی اللہ پر بھروسہ کرنا ایک عمدہ انسانی صفت ہے جس کا استاد میں ہونا ضروری ہے۔

۳۹۔ انابت الی اللہ/ حق کی طرف رجوع کرنا

قرآنی تعلیمات کے مطابق ارتکاب گناہ کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اس کا گناہ معاف اور اس کے لئے کامیابی کی راہیں کھول دیتا ہے پس ایک مومن کے لئے کلید کامیابی انابت الی اللہ ہے یعنی امداد و رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ چونکہ استاد بھی ایک انسان ہوتا ہے لہٰذا انسان کی کلید کامیابی ایک استاد کے لئے بھی کلید کامیابی ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع کرنے والے کو دینی و دنیاوی کامیابی کا راستہ دکھا دیتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ الرّعد میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) ''کہو اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔'' (۱۳:۲۷) اور یہی بات سورۃ الشوریٰ میں یوں بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) ''اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔'' (۴۲:۱۳) تمام انبیاء و رسل بھی انابت الی اللہ پر عمل پیرا تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انابت

Marfat.com

الی اللہ کے بارے میں سورۃ ھود میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "حقیقت میں ابراہیم بڑا حلیم اور نرم دل آدمی تھا اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا تھا۔" (۱۱:۷۵) اور سورۃ ص میں حضرت داؤد علیہ اسلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "(یہ بات کہتے کہتے) داؤد سمجھ گیا کہ یہ تو ہم نے دراصل اس کی آزمائش کی ہے چنانچہ اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر گیا اور رجوع کر لیا (۳۸:۲۴) اور اسی سورۃ میں چند آیات کے بعد حضرت سلیمان کے بارے میں ارشاد ہوا (ترجمہ) "(اور دیکھو) سلیمان کو بھی ہم نے آزمائش میں ڈالا اور اس کی کرسی پر ایک جسد لا کر ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا اور کہا کہ اے میرے رب مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو بیشک تو ہی اصل داتا ہے۔" (۳۸:۳۴-۳۵) (۶۰:۴) (۱۱:۹۰) (۱۱:۸۸) اور سورۃ الزمر میں غیر اللہ تعالیٰ کی بندگی سے اجتناب کرنے اور رجوع الی اللہ کرنے والوں کو وہ ان الفاظ میں خوشخبری دیتا ہے (ترجمہ) "برخلاف اس کے جن لوگوں نے طاغوت کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا ان کے لئے خوشخبری ہے۔" (۳۹:۱۷) (۳۹:۵۳) اور اختلافات کے فیصلے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ یعنی کلام الٰہی ہی کی طرف رجوع کیا جائے سورۃ الشوریٰ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تمہارے درمیان جس معاملے میں بھی اختلاف ہو اس کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے وہی اللہ میرا رب ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔" (۴۲:۱۰) اور سورۃ الروم میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ کچھ اپنی رحمت کا ذائقہ نہیں چکھا دیتا ہے تو یکایک ان میں سے کچھ لوگ شرک کرنے لگتے ہیں۔" (۳۰:۳۳) (۳۹:۵۴) (۵:۸) (۳۰:۳۱) (۴۰:۱۳) اور اسی بارے میں سورۃ سبا میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کے کچھ ٹکڑے ان پر گرا دیں درحقیقت اس میں ایک نشانی ہے ہر اس بندے کے لئے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔" (۳۴:۹) اور سورۃ ق میں ارشاد ربانی ہے کہ رجوع الی اللہ کرنے والے کے لئے جنت کے باغات ہیں ارشاد ہوا (ترجمہ) "اور جنت متقین کے قریب لے آئی جائے گی کچھ بھی دور نہ ہو گی یہ ہے وہ

Marfat.com

چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لئے جو بڑا۔ رجوع کرنے والا اور بڑی نگہداشت کرنے والا تھا۔" (۳۳-۳۲:۵۰) (مزید ملاحظہ ہو ۱۲:۳۴) ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ انابت الی اللہ متقیوں کی صفت ہے جس کا اساتذہ میں ہونا مستحسن امر ہے۔

ڈرانا/دھمکانا/تنبیہ کرنا

سہم۔

ڈرانے سے مراد دھمکانا یا دھمکی دینا' خوف دلانا یا خوفزدہ کرنا ہے۔ اگرچہ تعلیم و تربیت اساتذہ کی جانب سے تلامذہ کے لئے پیار' محبت' انسیت اور خیرخواہی کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ تاہم اس پیچیدہ عمل میں ایسے مواقع ضرور آتے ہیں جب کہ تلامذہ کی جانب سے غفلت' لاپرواہی' حکم عدولی' سازش اور شرارت کے ارتکاب پر اساتذہ کو ڈرانے یا دھمکانے (تلامذہ کو) پر بھی عمل پیرا ہونا پڑتا ہے جس کے بغیر نظم و نسق اور تعلیمی ادارہ کا ماحول تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے پس اساتذہ میں کسی حد تک اس وصف کا ہونا بھی ضروری ہے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو معلم بنا کر اس دنیا میں بھیجے گئے کے بارے میں قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر ارشاد فرمایا گیا کہ ان کو (رسول اکرم) خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ اساتذہ کے اوصاف میں سے قرآن کے مطابق ایک وصف ڈرانے والا بھی ہے اس بارے میں سورۃ الاحزاب میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا ور ڈرانے والا بنا کر۔" (۳۳:۴۵) (۳۵:۴۲) (۳۵:۲۳) (۳۵:۲۴) (۳۴:۴۶) (۲۶:۱۱۵) (۴۰:۱۸) اور سورۃ العنکبوت میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ کہو کہ میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں چنانچہ فرمایا (ترجمہ) "کہو نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف خبردار کرنے والا ہوں۔" (۲۹:۵۰) (۱۱:۳۵) (۷:۸۴) (۱۱:۱۲) (۳۸:۷۰) (۱۵:۲) (۶۷:۲۶) اور اسی بارے میں سورۃ ص میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "مجھ کو تو وحی کے ذریعہ سے یہ باتیں صرف اس لئے بتائی جاتی ہیں کہ میں کھلا خبردار کرنے والا ہوں۔" (۳۸:۶۵) اور سورۃ احقاف میں رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم کی زبانی یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبردار کر

Marfat.com

دینے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں۔" (۴۶:۹) (۳۴:۲۸) (۲۵:۵۶) (۴۸:۸) (۱۷:۱۰۵) سورۃ النجم میں قرآن پاک کو ایک تنبیہ قرار دیا ارشاد ہوا (ترجمہ) "یہ ایک تنبیہ ہے پہلے آئی ہوئی تنبیہات میں سے۔" (۵۳:۵۶) (۳۹:۷۱) اللہ تعالیٰ کی صفات مبارکہ میں سے بھی ایک صفت ڈرانے والا (نذیر) ہے سورۃ الزمر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ وہ انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔" (۳۹:۱۶) (۱۹:۳۹) (۴۰:۷۷) سورۃ مدثر میں دوزخ کو بھی ایک ڈرانے والی حقیقت قرار دیا۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے انسانوں کے لئے ڈراوا تم میں سے ہر اس شخص کے لئے ڈراوا جو آگے بڑھنا چاہئے یا پیچھے رہ جانا چاہے۔" (۷۴:۳۵-۳۷) دوزخ کے کارندے یوم الحساب دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا۔ اس بارے میں سورۃ الملک میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا۔" (۶۷:۸) (۶۷:۹) ان تمام حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ڈرانا/ دھمکانا/ تنبیہ کرنا استاد کا ایک ضروری وصف ہے۔

۱۲۔ لغویات سے پرہیز

ایسی بے معنی و بیہودہ باتیں جو شریف انسانوں کے شایان شان نہ ہوں اور ایسی باتیں جن کا کوئی مطلب اور مفہوم نہ ہو نہ ان کا کوئی وزن اور شمار ہو ان سب کو لغو کہتے ہیں۔ انسانی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اس کو لغو باتوں میں صرف کرنا انسانیت کے خلاف جرم ہے۔ قرآن پاک میں لغو باتوں کی تفصیل نہیں ہے۔ ہم مندرجہ بالا مفاہیم کی روشنی میں ایسی باتوں کا خود تعین کر سکتے ہیں جیسے جنت کی زندگی میں لغویات موجود نہیں ہونگی اسی طرح اسلامی معاشرے کو بھی لغویات سے پاک ہونا چاہئے۔ استاد کی ذات چونکہ اپنے شاگردوں کے لئے نمونہ ہوتی ہے اس لئے معاشرے کو لغویات سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اساتذہ لغو باتوں سے بہرصورت پرہیز کریں قرآن پاک میں مومن کی خصوصیات میں بتایا گیا ہے کہ وہ لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور اگر کبھی لغویات کے قریب سے گزرنا پڑے تو شریفانہ انداز سے دامن

Marfat.com

بچا کر نکل جاتے ہیں۔ سورۃ المومنون کے بالکل آغاز میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں لغویات سے دور رہتے ہیں۔" (۳-۱:۲۳)(۷۲:۲۵) اور سورۃ القصص میں یوں ارشاد ہوا (ترجمہ) "اور جب انہوں نے بیہودہ بات سنی تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔" (۲۸:۵۵)

سورۃ الطور میں جنت کے احوال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "وہ ایک دوسرے سے جام شراب لپک لپک کر لے رہے ہوں گے جس میں یا وہ گوئی ہو گی نہ بدکرداری۔" (۲۳-۵۲) اور اسی بارے میں سورۃ الواقعہ میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "یہ سب کچھ ان اعمال کی جزا کے طور پر انہیں ملے گا جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے وہاں وہ کوئی بیہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے جو بات بھی ہو گی ٹھیک ہو گی۔" (۲۶-۲۴:۵۶) (۱۹:۶۲) اور یہی کچھ بات سورۃ النباء میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) "یقیناً متقیوں کے لئے کامرانی کا ایک مقام ہے۔ باغ اور انگور اور نوخیز کم سن لڑکیاں اور چھلکتے ہوئے جام' وہاں کوئی لغو اور جھوٹی بات وہ نہ سنیں گے۔" (۳۵-۳۱:۷۸) اور سورۃ الغاشیہ میں لغو باتوں کو لاغیۃ کے لفظ سے ظاہر کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "کچھ چہرے اس روز بارونق ہوں گے' اپنی کارگزاری پر خوش ہوں گے۔ عالی مقام جنت میں ہوں گے۔ کوئی بیہودہ بات وہاں نہ سنیں گے۔" (۱۱-۸:۸۸) پس ایک کامیاب استاد بننے کے لئے استاد کا فرض ہے کہ وہ لغو بات سے پرہیز کرے۔

ان اوصاف کے علاوہ بھی بہت سے دیگر اوصاف ہیں جن کا ایک استاد میں ہونا مستحسن بات ہے۔ طوالت کے خوف سے ان تمام اوصاف کا ذکر اس تالیف میں نہیں کیا گیا ہے۔

Marfat.com

چودھواں باب

مقاصد تعلیم

مقاصد تعلیم

اس کرہ ارض پر انسان کی بقا اور ترقی کے لئے تعلیم اس کی ایک ناگزیر ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی فرد، گروہ، نسل، قوم اور معاشرہ تادیر اپنا وجود کرہ ارض پر باقی نہیں رکھ سکتا۔ انسانی مرکب نطفہ رحم مادر میں مختلف مراحل تیزی سے طے کر کے جب عقل و شعور کی دولت سے نوازا جاتا ہے تو اس کی تعلیم و تربیت کا عمل رحم مادر ہی میں شروع ہو جاتا ہے جو جسمانی بھی ہوتا ہے اور روحانی بھی، علمی بھی ہوتا ہے اور اطلاقی بھی۔ رحم مادر میں اگرچہ انسان کا ماحول انتہائی مختصر اور تاریک ہوتا ہے تاہم یہ ماحول اور والدہ کی جسمانی، روحانی اور جذباتی کیفیات سب ہی اس کی آئندہ زندگی پر اثرانداز ہوتی ہیں اور انسان کی شخصیت پر انمٹ نقوش چھوڑتی ہیں۔ اس طرح انسان کی تعلیم و تربیت کا عمل رحم مادر ہی میں شروع ہو جاتا ہے جو اپنی برآمدگی/پیدائش کے بعد اس آب و گل کی دنیا میں تیزی سے ترقی کے مراحل طے کرتا ہے۔ ہر نیا تجربہ اس کا معلم ہوتا ہے۔ بیرونی ماحول اور اس کی کیفیت میں تبدیلی سے بھی وہ بہت کچھ سیکھتا ہے۔ نطفہ سے موت کی آخری ہچکی تک وہ ان تمام تجربات / مراحل سے گزرتا ہے جس سے نسل انسانی اپنی ترقی کے مختلف ادوار میں گزری ہوتی ہے۔ ہر گزرنے والا لمحہ نسل انسانی کے مجموعی علم و تجربہ میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ ہر نومولود نسل انسانی کے ترقی یافتہ علم و تجربہ کا امین ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں پیدا ہونے والا ہر بچہ آج سے سو سال قبل پیدا ہونے والے بچے سے علم، تجربہ اور ماحول سے اثر پذیری کی کیفیات میں یقیناً بڑھا ہوا ہے یہ ہمارا اور آپ کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ہر نومولود جو ترقی پذیر معاشرہ میں جنم لیتا ہے۔ ماحول، تجربہ، معاشرہ، دوستوں اور اساتذہ سے علم و ہنر حاصل کرتا ہے۔ اور اپنا علم و ہنر نئی نسل کے حوالہ کر کے اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اپنی پیدائش کے بعد وہ جو کچھ بننا چاہتا ہے یا معاشرہ اور والدین

Marfat.com

اس کو جو کچھ بنانا چاہتے ہیں اس کے پیچھے ایک سے زائد مقاصد کارفرما ہوتے ہیں جس کا بنیادی نکتہ یہ ہوتا ہے کہ وہ (نومولود) معاشرہ کی ضروریات و اقدار کے مطابق کامیاب زندگی گزارنے کا اہل ہو وہ حقوق اللہ' حقوق العباد اور حقوق النفس اور شریعت مطہرہ یعنی اوامر و نواہی کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو اور دماغی و جسمانی طور پر مضبوط ہو' حسب پسند و ضرورت علم و ہنر حاصل کرے اور اخلاق فاضلہ پر عمل پیرا ہو۔ معاشرتی زندگی میں بھرپور حصہ لے۔ کلام پاک میں مختلف جگہوں پر یہ تمام امور تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ انسان کی زندگی ایک وحدت اکائی ہے جس کی دو مختلف حصوں (دین و دنیا) میں تقسیم مناسب نہیں ہے مسلمان کی پوری زندگی پر اس کا دین حاوی ہے وہ اپنی زندگی کے ہر چھوٹے بڑے اہم اور غیر اہم امور اور فیصلوں میں' آزادی عمل کے باوجود دین اسلام کی ہدایت اور رہنمائی کا پابند ہے۔ اس کے دین کو دنیا سے اور اس کی دنیا کو دین سے جدا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کا تعلق روح اور جسم ایسا ہے جس کو ایک دوسرے سے جدا کیا جائے تو ہر دو ناکارہ اور بے مصرف ہو کر رہ جاتے ہیں۔ دین و دنیا کی یہ تقسیم تعلیم کے میدان میں بھی غیر حقیقی ہے۔ صرف حقوق اللہ کی ادائیگی ہی دین نہیں بلکہ حقوق العباد و حقوق النفس کی کماحقہ ادائیگی بھی دین کا ایک ضروری حصہ ہے۔ روح کے ساتھ ساتھ ایک صحت مند جسم کی پرورش کرنا اور بیوی' بچوں' والدین' رشتہ داروں' پڑوسیوں قوم اور ملک کا خیال رکھتے ہوئے ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنا انسان کے لئے ضروری ہے۔

اس باب میں کوشش کی گئی ہے کہ ان تقاضوں میں سے چند اہم تقاضوں کو اجاگر کیا جائے اور ان مقاصد تعلیم کی وضاحت کی جائے جن کا حاصل کرنا فرد اور معاشرہ کی مجموعی بقا اور صحت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اے شرق و غرب کے دانشوروں لمحہ بھر کے لئے توقف کرو اور سوچو کہ تم خالق کائنات ایسی عاقل دانا و بینا حاکم و عالم اور کائنات کے ذرے ذرے پر حق اقتدار رکھنے والی ہستی (اللہ) کو کب تک ارضی (دنیاوی) معاملات سے لاتعلق اور بے اختیار سمجھتے رہو گے۔ آئیے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر امن عالم کی خاطر سب مل کر دنیا پر جمہور کے حق و اختیار — نظریے کی بجائے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ' آزادی اور عدل و احسان پر مبنی عالمی سوسائٹی — قیام کے

Marfat.com

لئے کام کریں۔

اللہ کی حاکمیت

مقاصد نصاب تعلیم کا اہم ترین حصہ اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا نظریہ ہے کیونکہ کائنات کے ذرے ذرے پر حکم صرف خالق کائنات کا ہی چلتا ہے۔ وہی اعلیٰ ترین حاکم اور احکم الحاکمین ہے۔ جو چاہے، جب چاہے اور جس کو چاہے حکم دے۔ کوئی ہستی، کوئی بہانہ، کوئی ترکیب اس کے حکم کو ٹالنے یا اس میں تاخیر روا رکھنے کی مجاز نہیں لفظ حکم (ح ک م) کے بنیادی معنی کسی کو ایک مقام پر روک دینا یعنی یہ بتا دینا ہے کہ تم اس حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے اس کو حکمہ یعنی فیصلہ کہتے ہیں اور فیصلہ کرنے والا حاکم کہلاتا ہے یعنی ہر شئی کے حقوق و واجبات کی حدیں مقرر کرنے والا اور اختلافی معاملات میں یہ بتانے والا کہ کس کی حد کہاں تک ہے اللہ ہے۔ دور حاضر میں اس کو قانون سازی یا قانون کی فرمانروائی کا نام دیا جاتا ہے۔ قرآن کے مطابق قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے یعنی یہ کہ حدود مقرر کرنے کا حق صرف اسی کو حاصل ہے: ان حدود کو قائم رکھتے ہوئے حالات زمانہ کے مطابق قانون میں مناسب تغیر و تبدل اور اس کے عملی نفاذ میں تشریحات و تفصیلات کی فراہمی حکومت وقت، علما، حکماء اور عدالتوں کی ذمہ داری ہے۔ کسی بھی حاکم یا بڑی سے بڑی عدالت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ کی قائم کردہ حدود کو توڑے یا اسے پھلانگے یا فیصلہ/مشورہ دے۔ البتہ حدود کے دائرے میں رہ کر حاکم، حکومت اور عدالت تقاضائے وقت کے مطابق اور اسلامی روح اور عدل کو ملحوظ رکھتے ہوئے تفاصیل نئے سرے سے مرتب کر سکتی ہے۔

قرآن کے مطابق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حق حکومت بلاشرط و شرکت غیرو بلاقدغن حاصل ہے۔ پس مسلم کو اس (اللہ) کے علاوہ اور کسی کی محکومیت بلاشرط اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ اس بارے میں سورۃ یوسف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) حکم اس کے سوا کسی کا نہیں چلتا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے۔" (۱۲:۶۷) اور اسی سورۃ میں چند آیات پیشتر فرمایا کہ فرمانروائی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے (ترجمہ) "فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔" (۱۲:۴۰) اور

Marfat.com

یہی بات سورۃ الانعام میں یوں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "فیصلے کا سارا اختیار اللہ کو ہے وہی امر حق بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔" (۶:۵۷) اور چند آیات کے بعد اسی سورۃ میں یہ بات اس طرح دوہرائی گئی ہے (ترجمہ) "خبردار ہو جاؤ فیصلے کے سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں اور وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔" (۶:۶۲) (۳:۱۲۹) (۳:۱۰۹) (۲:۱۱۰) (۴:۱۲) (۲۸:۸۸) (۲۸:۷۰) اور سورۃ الکہف میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (ترجمہ) "تم کہو اللہ ان کے قیام کی مدت زیادہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب پوشیدہ احوال اسی کو معلوم ہیں۔ کیا خوب ہے وہ دیکھنے اور سننے والا (زمین و آسمان کی مخلوقات کا) کوئی خبر گیر اس کے سوا نہیں اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔" (۱۸:۲۶)

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے یعنی ہر حکم دینے والے کے اوپر حاکم' اور اختیار مطلق صرف اسی کو حاصل ہے۔ سورۃ التین کی آخری آیت میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے۔" (۹۵:۸) اور یہی بات سورۃ یونس کے اخیر میں یوں ارشاد فرمائی (ترجمہ) "اور اے نبی تم اس ہدایت کی پیروی کیے جاؤ جو تمہاری طرف بذریعہ وحی بھیجی جا رہی ہے اور صبر کرو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔" (۱۰:۱۰۹) (۷:۸۷' ۱۲:۸۰) اللہ کا فیصلہ اٹل ہے اور کوئی اس کے فیصلوں پر نظرثانی کرنے والا نہیں ہے۔ سورۃ الرّعد کے اخیر میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اللہ حکومت کر رہا ہے اور کوئی اس کے فیصلوں پر نظرثانی کرنے والا نہیں اور اسے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔" (۱۳:۴۱) اور جس بارے میں باہمی اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ یعنی کتاب اللہ سے کیا جائے۔ اس بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ربّانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "یقیناً (اسی طرح) تیرا رب ان لوگوں کے درمیان بھی اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا اور وہ زبردست اور سب کچھ جاننے والا ہے۔" (۲۷:۷۸) (۱۰:۱۰۹) اور اسی بارے میں سورۃ الشوریٰ میں یوں بیان فرمایا (ترجمہ) "تمہارے درمیان جس معاملے میں بھی اختلاف ہو اس کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔" (۴۲:۱۰) اور قیامت کے روز فیصلہ کرنے والی بھی صرف اللہ کی ذات ہو گی۔ اس بارے میں سورۃ الحج میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "انکار کرنے والے تو اس

کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ یا تو ان پر قیامت کی گھڑی اچانک آ جائے یا ایک منحوس دن کا عذاب نازل ہو جائے اس روز بادشاہی اللہ کی ہو گی اور وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔" (۲۲:۵۶) (۵۲:۴۸) (۴۰:۴۸) (۳۹:۳) (۱:۳)

قیامت کے روز اللہ تعالی لوگوں کے اختلافی معاملات کے فیصلے فرمائے گا۔ سورۃ النساء میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "بس اللہ ہی تمہارے اور ان کے معاملہ کا فیصلہ قیامت کے روز کرے گا اور (اس فیصلے میں) اللہ نے کافروں کے لئے مسلمانوں پر غالب آنے کی ہرگز کوئی سبیل نہیں رکھی ہے۔" (۴:۱۴۱) اور سورۃ النحل میں سبت کے جھگڑے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "رہا سبت تو ▪▪ ہم نے ان لوگوں پر مسلط کیا تھا جنہوں نے اس کے احکام میں اختلاف کیا اور یقینا تیرا رب قیامت کے روز ان سب باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔" (۱۶:۱۲۴) (۴۲:۱۰) (۲:۱۱۳) (۳۹:۴۶) (۲۲:۶۹) (۲۲:۱۷) (۳۲:۲۵) اور اسی بارے میں سورۃ الحج میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اس روز بادشاہی اللہ کی ہو گی اور وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔" (۲۲:۵۶) اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا اس بارے میں سورۃ الانعام میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "تمہارے رب کی بات سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے کوئی اس کے فرامین کو تبدیل کرنے ولا نہیں ہے وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔" (۶:۱۱۵)

اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا اس بارے میں سورۃ المائدہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔" (۵:۵۰) (۷:۸۹)

سورۃ الرعد میں قرآن پاک کو حکم کے نام سے یاد کیا گیا ہے یعنی ایسی کتاب جو حکم دینے کی مجاز ہے۔ اس بارے میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "اسی ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمان عربی تم پر نازل کیا ہے اب اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آ چکا ہے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں نہ تمہارا کوئی حامی

ومددگار ہے اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے۔" (۱۳:۳۷) اور سورۃ النحل کی اس آیت میں بھی قرآن کو حکم کہا گیا ہے (ترجمہ) "یہ واقعہ ہے کہ یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں اور یہ ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والوں کے لئے یقیناً (اسی طرح) تیرا رب ان لوگوں کے درمیان بھی اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا اور وہ زبردست اور سب کچھ جاننے والا ہے۔" (۲۷:۷۶-۷۷-۷۸) (۵:۴۵) (۳:۲۱۳) (۲۷:۷۶)

کائنات کے ذرے ذرے پر اختیار و اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ زمین اور آسمانوں کی فرمانروائی اسی کی ہے اور صرف وہی حکم دینے کا مجاز ہے اس بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی فرمانروائی اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کے سوا کوئی تمہاری خبرگیری کرنے اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔" (۲:۱۰۶-۱۰۷) اور سورۃ آل عمران میں فرمایا (ترجمہ) "زمین اور آسمانوں کا مالک اللہ ہے اور اس کی قدرت سب پر حاوی ہے۔" (۲:۱۸۹) اور یہی بات سورۃ المائدہ میں اس طور پر بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) "اللہ تو زمین اور آسمانوں کا اور ان سب چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمانوں کے درمیان پائی جاتی ہیں جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اس کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے۔" (۵:۱۷) اور چند آیات کے بعد اسی سورۃ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک ہے جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے وہ ہر چیز کا اختیار رکھتا ہے۔" (۵:۴۰) اور سورۃ الاعراف میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے محمدؐ کہو اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہی زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے۔" (۷:۱۵۸) اور سورۃ یٰسین کی آخری آیت میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اقتدار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔" (۳۶:۸۳) اور سورۃ الجاثیہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور جس روز قیامت کی گھڑی آکھڑی ہو گی اس دن باطل پرست خسارے میں پڑ جائیں

Marfat.com

گے۔" (۴۵:۲۷) اور سورۃ الحدید کے آغاز میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) وہی زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے اور تمام معاملات فیصلے کے لئے اسی کی طرف رجوع کئے جاتے ہیں۔" (۵۷:۵) اور سورۃ الانعام میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اس کا ارشاد عین حق ہے اور جس روز صور پھونکا جائے گا اس روز بادشاہی اسی کی ہو گی وہ غیب و شہادت ہر چیز کا عالم ہے اور دانا اور باخبر ہے۔" (۶:۷۳) اور سورۃ الزمر میں ارشاد ہوا (ترجمہ) "یہی اللہ جس کے یہ کام ہیں تمہارا رب ہے بادشاہی اسی کی ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں پھر تم کدھر سے پھرائے جا رہے ہو۔" (۳۹:۶) اور سورۃ الطور کی آخری آیات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرمایا۔(ترجمہ) "اے نبی اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کرو تم ہماری نگاہ میں ہو تم جب اٹھو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو۔" (۵۲:۴۸) (۴۸:۱۴) (۵۷:۲) (۵:۱۲۰) (۶:۷۳) (۹:۱۱۶) (۲۳:۸۸-۸۹) (۳۵:۱۳) (۳۹:۴۴) (۴۲:۴۹) (۴۳:۸۵) (۸۵:۹) (۱۲۵:۷۶) (۴۰:۱۶) (۲۵:۲) (۳۵:۱۳) (۵:۱) (۵:۳) (۶:۶۲) (۸:۴۷) (۱:۱۲۳) (۱۶:۹۰) (۲۳:۸۰) (۲۸:۷۰) (۲-۷۱:۷۲-۲۸) (۲۸:۸۸) (۳۰:۴) (۸۲:۱۹) مندرجہ بالا حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ کائنات کے گوشے گوشے پر حاکمیت کا حق خالق کائنات ہی کا ہے کسی دوسرے کو اس حق میں شریک نہیں کیا جا سکتا۔ پس ضروری ٹھہرا کہ مقاصد تعلیم میں اللہ کی حاکمیت اور اللہ کے اختیارات کی تعلیم / تفہیم کو سرفہرست رکھا جائے۔

۲۰۔ اطاعت الٰہی و اطاعت رسول

خالق کائنات نے کائنات کا ذرہ ذرہ بامقصد تخلیق کیا ہے۔ ہر ذرہ جو خود بھی مربوط ہے اپنے سے بڑے نظام کا حصہ ہے اور وہ نظام پھر کسی دوسرے بڑے نظام ایک حقیر سا حصہ ہے۔ ہر ذرہ اپنی جگہ پرفٹ ہے اور اپنے جیسے دوسرے ذرات سے مربوط اور متصل ہے مثلاً ہماری زمین نظام شمسی کا ایک حقیر سا حصہ ہے اور خود نظام شمسی اپنے سے کہیں بڑے کہکشانی نظام کا چھوٹا یعنی حقیر سا حصہ ہے اور خود کہکشانی نظام بھی اپنے سے بڑے نظام کا ایک معمولی سا حصہ ہے۔ یہ سلسلہ معلوم نہیں کہاں جا کر ختم ہوتا ہے۔ اس چھ سات درجاتی سلسلہ میں شاید اس کی تعداد چھ ہو جس کو اللہ نے چھ آسمانوں کا نام دیا ہے۔ ہمیں کائنات کی ابتدا معلوم ہے اور نہ انتہا۔ یہ تم

Marfat.com

کارخانہ قدرت خالق کائنات کے علم اور مرضی کے مطابق ابتدائے آفرینش سے اپنے ذمیہ فرائض انجام دیتا چلا آ رہا ہے۔ ہم باوجود ہزار کوشش اس نظام قدرت میں کوئی جھول' کمی یا خامی معلوم نہیں کر سکتے۔ ہر کام اللہ تعالی کے قائم کردہ نظام الاوقات کے مطابق مقرر انداز میں مقررہ وقت پر انجام پارہا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اطاعت الٰہی کا پابند ہے جس سے وہ سرمو اختلاف نہیں کر سکتا۔ زمین پر مختلف طاقتیں اور مظاہر فطرت مثلاً کشش ثقل' بجلی مقناطیسیت' بارش' ہوا' آندھی طوفان' سورج و چاند ستارے' فصلوں اور موسموں کا ہیرپھیر سب ہی اللہ کے مقرر کردہ قاعدے اور قانون کے پابند ہیں۔ حکم عدولی کی مجال نہیں رکھتے۔ دوسری اشیاء کی مانند خود انسان بھی اطاعت الٰہی کا پابند ہے بلکہ اس کا مقصد تخلیق ہی' اطاعت الٰہی یعنی عبادت ہے۔ (۵۱:۵۶) تاہم اللہ تعالی نے اپنے نائب السلطنت انسان کو کائنات کی دیگر اشیاء کی مانند مجبور محض پیدا نہیں لیا اس کو انبیاء کی معرفت اطاعت الٰہی کا سیدھا راستہ دکھا کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ اپنی پسند کے مطابق اچھا یا برا' نیکی اور برائی' اطاعت و نافرمانی کا جو راستہ بھی وہ چاہئے اختیار کرے اس مقصد کے لئے کوئی بھی بیرونی قدغن اس پر عائد نہیں کی گئی اور یہی بنیادی وجہ روزحساب اس کے احتساب کی ہو گی خود اللہ تعالی کی ذات اور اس کے انبیاء معلم انسانیت ہیں اور ان کا مقصد انسان کو قوانین فطرت و شریعت (Physical and Spiritual Laws) کا پابند بنانا ہے تاکہ وہ ان قوانین سے ہم آہنگ ہو کر کارخانہ قدرت کی سریلی آواز سے ہم ساز و ہم آواز ہو جائے اور دونوں میں کوئی نزاع یا بگاڑ پیدا نہ ہو۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اساتذہ کرام بھی اس مقدس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں پس ان کا بھی فرض ہے کہ وہ تکمیل کائنات اور اس میں حسن پیدا کرنے اور تخلیق انسان کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اپنے تلامذہ کو قولاً" اور فعلاً" اطاعت الٰہی کا پابند بنائے۔

انسان کا اصل فریضہ تو خالق و مالک کائنات کی اطاعت ہی ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے پر حکم بھی اسی کا چلتا ہے لیکن سنت الٰہی یہی ہے کہ وہ (اللہ) خود انسانوں سے بالمشافہ ہمکلام نہیں ہوتا بلکہ اپنے احکامات انبیاء و رسل کے ذریعہ ہی لوگوں تک پہنچاتا ہے پس رسول کی اطاعت بھی درحقیقت اللہ ہی کے حکم کے تحت ہے اور اس

Marfat.com

کی اطاعت کو اطاعت الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں سورہ النساء میں فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی اور جو منہ موڑ گیا تو بہرحال ہم نے تمہیں ان لوگوں پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجا ہے۔ (۴:۸۰) اور یہی بات اسی سورۃ میں چند آیات پیشتر ان الفاظ میں بھی بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "انہیں بتاؤ کہ) ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لئے بھیجا ہے کہ اذن الٰہی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔ (۴:۶۴) اور یہی بات سورۃ آل عمران میں یوں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "اے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔" (۳:۳۱) مزید ملاحظہ ہو (۷:۱۵۷) (۳:۳۲) (۵۹:۷) (۲۴:۵۱)

اللہ اور رسول کی مشترکہ اطاعت کا حکم قرآن پاک میں متعدد مقامات پر دیا گیا ہے سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ اور رسول کی اطاعت کرو توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔" (۳:۱۳۲) اور سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔" (۴:۱۳) اور اسی بارے میں سورۃ الانفال میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور حکم سننے کے بعد اس سے سرتابی نہ کرو۔" (۸:۲۰) (مزید ملاحظہ ہو (۵:۹۲) (۸:۲۴) (۸:۴۶) (۹:۷۱) (۲۴:۵۶) (۲۴:۶۲) (۲۴:۲) (۴:۱۴) (۴۷:۴۳) (۴۹:۱) (۴:۶۹) (۵۸:۱۳) (۵:۹۲) (۸:۲۴) (۸:۴۶) (۹:۷۱) (۲۴:۵۶) (۲۴:۶۲) (۴:۱۴) (۴۷:۳۳) (۴۹:۱) (۴:۶۹) (۵۸:۱۳)

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بارے میں سورۃ التغابن کے اخیر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "لہٰذا جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو۔" (۶۴:۱۶) (مزید ملاحظہ ہو (۲:۱۱۲) (۴:۵۸)

سورۃ الاحزاب میں اللہ کے رسول کے نمونہ کو اطاعت کے لئے بہترین قرار دیا (ترجمہ) "درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ تھا ہر اس

Marfat.com

شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔" (۳۳:۲۱) قرآن پاک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا پس و پیش اطاعت کے واضح احکامات موجود ہیں لہٰذا ضروری ٹھہرا کہ تعلیم کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قرار دیا جائے۔

کیونکہ کسی رسول کی اطاعت درجے کے اعتبار سے اللہ کے بعد اس کے رسولوں پیغمبروں کی اطاعت کا درجہ ہے دینی یا دنیاوی کام اطاعت رسول کے بغیر کامیابی سے انجام نہیں دیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو سورۃ النور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم ان الفاظ میں دیتا ہے (ترجمہ) "نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔" (۲۴:۵۶) (۲۴:۵۴) (۵:۹۲) (۴:۶۹-۷۰) (۴:۵۹) (۴:۱۳،۱۴) (۳:۳۲) (۴۷:۳۳) (۴۸:۱۷) (۵۸:۱۳) (۲۴:۴۷،۴۸) (۹:۷۱) (۳:۳۲) (۴:۶۴) (۸:۱) (۸:۲۰) (۸:۴۶) (۵۹:۷)

نوح کی قوم نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تو حضرت نوح نے ان سے کہا کہ ان کی (نوح علیہ السلام) کی پیروی کی جائے کیونکہ وہ ایک امانتدار رسول ہیں اور وہ اس کام پر قوم سے کسی اجر کے طالب نہیں ہیں' رسولوں کے ساتھ ان کی قوموں کا یہ سلوک اللہ تعالیٰ سورۃ الشعراء میں اس طرح بیان کرتا ہے (ترجمہ) "قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا۔ یاد کرو جب کہ ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا تھا کیا تم ڈرتے نہیں ہو میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔" (۲۶:۱۰۶-۱۰۹) (مزید ملاحظہ ہو (۲۶:۱۲۴-۱۲۶) (۲۶:۴۲-۴۵) (۲۶:۶۱-۶۳) (۲۶:۱۷۷-۱۸۰)

اطاعت کے سلبی پہلو میں اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں منافقین کی اللہ اور رسول کی اطاعت کی قسموں کو جھوٹا قرار دیتا ہے اور ان کو صدق دلی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا حکم دیتا ہے (ترجمہ) "یہ منافق اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ آپ حکم دیں تو ہم گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ ان سے کہو قسمیں نہ کھاؤ تمہاری اطاعت کا حال معلوم ہے تمہارے کرتوتوں سے اللہ بے خبر نہیں ہے۔" (کہو اللہ کے مطیع ہو اور رسول کے تابع فرمان بن کر

رہو۔" (۲۴:۵۳-۵۴) (۴:۱۱۴) (۴:۱۱۵) (۹:۶۳) (۳۳:۳۶) (۹، ۸:۵۸) (۷۲:۲۳)

۳۔ اطاعت امیر

اللہ تعالیٰ دینی دنیاوی اور اُخروی ہر قسم کی کامیابیوں کے لئے اطاعت امیر پر بہت زور دیتا ہے جب تک امیر شعائر اسلام اور اللہ کے احکام کی واضح اور کھلی نافرمانی/بے حرمتی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جوا اپنی گردن سے نہ اتار پھینکے اس کی اطاعت کی جائے اور نزاع کی صورت میں قرآن پاک کو حکم تسلیم کیا جائے۔

قرآن پاک میں اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد حاکم (امیر) کی اطاعت کا حکم بھی دیا گیا ہے کیونکہ اطاعت امیر کے بغیر گروہ قوم' ملت' معاشرہ' بد نظمی' افراتفری' فتنہ وفساد اور جنگ و جدل کا شکار ہو جاتا ہے پس ایک منظم سوسائٹی کے لئے سول اور فوج اور دیگر شعبوں میں امیر کا ہونا ضروری ہے۔ جس کے بغیر سوسائٹی بد نظمی اور انتشار کا شکار ہو جاتی ہے۔ تعلیم کے مقاصد میں ایک اہم مقصد طلباء/طالبات کو اطاعت امیر کی ضرورت و اہمیت سے آگاہ کرنا' اور عملاً" اس کی تربیت دینا بھی ہے۔ اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔ (۴:۵۹) (۴:۵۳) اطاعت امیر مومن کے اہم فرائض میں شامل ہے پس ضروری ہے کہ اطاعت امیر کی ٹریننگ ہمارے مقاصد تعلیم میں شامل ہو۔

۴۔ حب الٰہی و حب رسول

انسان پر نہ صرف اللہ کا ڈر خوف غالب ہونا چاہئے بلکہ اس کی (انسان) محبت بھی اللہ تعالیٰ سے شدید ہونی چاہئے۔ مثلاً جیسا کہ ہم اپنے والدین سے ڈرتے بھی ہیں اور ان سے ہماری محبت بھی شدید ہوتی ہیں۔ خوف (ڈر) اور محبت دو متضاد عمل نہیں ہیں کہ دونوں کی بیک وقت موجودگی محال ہو۔ انسان کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اس کی اپنی ذات' بیوی بچوں اور والدین سے کہیں بڑھ کر ہو

چاہئے تب ہی تقاضائے ایمان پورا ہو گا۔ تعلیم کا اہم مقصد یہ ہے کہ تلامذہ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت راسخ کی جائے کیونکہ صرف ڈر/خوف سے بیزاری /نفرت کا جذبہ جنم لیتا ہے جس سے اس بارے میں سخت پرہیز کی ضرورت ہے۔ خود کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس (اللہ تعالیٰ) سے شدید محبت کا حکم دیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) ''کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اور ان کے لئے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہئے۔ حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔'' (۲:۱۶۵) اور اسی سورۃ میں چند آیات کے بعد نیکی کرنے کے بارے میں ارشاد رّبانی ہے اس طرح سے ہے (ترجمہ) ''بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتہ داروں اور یتیموں پر مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔'' (۲:۱۷۷) اور یہی پیغام بہ انداز دگر سورۃ التوبہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''اے نبی کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہار مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑنے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔'' (۹:۲۴) اور سورۃ الدھر میں جنّتیوں کے حالات بیان کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔'' (۷۶:۸) اور سورۃ آل عمران میں اللہ سے حقیقی محبت کا اظہار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو قرار دیا نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) ''اے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔'' (۳:۳۱)

Marfat.com

(۹:۲۴) (۱۰-۷:۷۶) مندرجہ بالا حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو دنیا میں تمام چیزوں سے بڑھ کر محبت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم سے ہونی چاہیئے۔ پس متعلمین میں حب الٰہی حُبِ رسول پیدا کرنا بھی تعلیم کا ایک مقصد ہونا چاہیے۔

۵۔ حب و احترام رسول

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خالق کائنات کی ذات کے بعد دنیائے کون و مکان کی سب سے زیادہ باوقار اور لائق احترام ہستی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرتا ہے اور ان کی تعریف و توصیف کرتا ہے اور اپنے بندوں کو بھی یہی کچھ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کائنات کی سب سے مقتدر اور لائق محبت و احترام ہستی لاریب خود خالق کائنات ہے جس کے ذرے ذرے پر حکم صرف اسی ایک ہستی کا چلتا ہے پس صرف وہی ہستی لائق احترام ہے جس کو وہ (اللہ تعالیٰ) احترام کے قابل سمجھے انبیاء کرام، اقوام عالم کے لئے اس کے نمائندے، پیغمبر اور رسول ہیں اور اس حیثیت سے لائق احترام ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ بھی ان کو احترام کے قابل قرار دیتا ہے۔ پس امام الانبیاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سردار انبیاء ہونے کے ناطے سب نبیوں سے زیادہ لائق احترام ٹھہرے جن سے محبت اور جن کے احترام کا حکم نہ صرف خود خالق و مالک کائنات نے قرآن پاک میں متعدد مواقع پر دیا ہے بلکہ یہ کہ ایمان کی شرط اول ہی حب اللہ اور حب رسول ہے جس کے بغیر دعویٰ ایمان نامکمل اور بلا دلیل ہے۔ سورۃ الحجرات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں در حقیقت وہی

Marfat.com

لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے جانچ لیا ہے اور ان کے لئے مغفرت ہے اور اجر عظیم (۳۔۴۹:۲) احترام رسول کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ ان کو حجرے کے باہر سے آواز دے کر نہ بلایا جائے بلکہ ان کی باہر آمد کا انتظار کیا جائے۔ اس بارے میں اسی سورۃ کی اگلی آیت میں ارشاد رّبانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) ”اے نبی جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اگر وہ تمہارے برآمد ہونے تک صبر کرتے تو انہی کے لئے بہتر تھا۔ اللہ درگزر کرنے والا اور رحیم ہے۔“ (۵۔۴۹:۴) اور اسی سورۃ کی پہلی آیت میں احترام رسول کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔“ (۴۹:۱) اور سورۃ احزاب میں رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی شان و احترام میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ”اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔“ (۳۳:۵۶) اور اسی سورۃ میں چند آیات پیشتر مومنوں کو یوں ہدایت فرمائی (ترجمہ) ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو نبی کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو نہ کھانے کے وقت تاکتے رہو، ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ مگر جب کھانا کھالو تو منتشر ہو جاؤ۔ باتیں کرنے میں نہ لگے رہو، تمہاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا۔ نبی کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمہارے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے اور تم خواہ کوئی بات ظاہر

کرو یا چھپاؤ اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔" (۵۴۔۵۳:۳۳) اور اسی بارے میں اسی سورۃ میں چند آیات پیشتر' احترام اور فرمانبرداری رسول کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کسی مومن مرد اور کسی عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔" (۳۶:۳۳) اور سورۃ النور میں اسی بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "مومن تو اصل میں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو دل سے چاہیں اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول کے ساتھ ہوں تو اس سے اجازت لئے بغیر نہ جائیں۔" (۶۲:۲۴)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کرنے اور ان کو اذیت نہ دینے کے بارے میں بھی قرآن پاک میں متعدد احکامات دیئے گئے ہیں۔ سورۃ الاحزاب میں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے۔" (۵۷:۳۳) اور سورۃ الدخان کے آغاز میں اسی بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ان کا حال تو یہ ہے کہ ان کے پاس رسول مبین آگیا پھر یہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور کہا کہ یہ تو سکھایا پڑھایا باولا ہے۔" (۱۴۔۱۳:۴۴) اور اسی بارے میں سورۃ النور میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "مسلمانوں اپنے درمیان رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا سا بلانا نہ سمجھ بیٹھو۔ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں ایسے ہیں کہ ایک دوسرے کی آڑ لیتے ہوئے چپکے سے سٹک جاتے ہیں۔ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو

Marfat.com

جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔" (۲۴:۶۳) (۹:۶۳) (۹:۶۱) حب رسول اور احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام کی روح ہے جس کے واضح احکامات کے حوالے قرآن پاک سے اوپر درج کئے گئے پس ضروری ٹھہرا کہ حب و احترام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کا ایک بڑا مقصد قرار دیا جائے۔

۶۔ حصول تقویٰ /پرہیز گاری

تقویٰ سے مراد پرہیز گاری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ایسا ڈر جس میں اس کی محبت بھی شامل ہو جیسا کہ اولاد اپنے والدین سے شدید محبت بھی کرتی ہے اور ان سے ڈرتی بھی ہے۔ پس تقویٰ کے مفہوم میں ڈر اور خوف کے ساتھ محبت بھی شامل ہے۔ تقویٰ کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اپنے خالق و مالک کے بتائے ہوئے راستے پر چلے۔ تقویٰ عمل کا تقاضہ کرتا ہے اور عمل علم کا محتاج ہے۔ جب تک آپ کو پوری واقفیت اور آگاہی نہ ہو اس وقت تک آپ عمل کے قابل نہیں ہوتے۔ پس تقویٰ اور علم کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ خدا کے راستے کی شناخت کیے بغیر آپ اس راہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔ پس علم والوں کے لئے تقویٰ اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔ قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی ایک انسان متقی بن سکتا ہے۔ اللہ اس امر کا حقدار ہے کہ اس سے تقویٰ کیا جائے اور وہ متقی لوگوں کو بخش دینے کا اہل ہے۔ سورۃ المدثر میں فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) "ہرگز نہیں یہ تو ایک نصیحت ہے اب جس کا جی چاہے اس سے سبق حاصل کرے اور یہ کوئی سبق حاصل نہ کریں گے اِلّا یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے وہ اس کا حقدار ہے کہ اس سے تقویٰ کیا جائے اور وہ اس کا اہل ہے کہ تقویٰ کرنے والوں کو بخش دے۔" (۵۶-۵۳:۷۴)۔ ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا فرماتا ہے۔ سورۃ محمد میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "رہے وہ لوگ جنہوں نے ہدایت پائی ہے

اللہ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا فرماتا ہے۔" (۴۷:۱۷) اور سورۃ طٰہٰ کے آخیر میں فرمایا کہ انجام کی بھلائی متقیوں ہی کے لئے ہے۔ ارشاد ہوا (ترجمہ) "اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔ ہم تم سے کوئی رزق نہیں چاہتے۔ رزق تو ہم ہی تمہیں دے رہے ہیں اور انجام کی بھلائی اہل تقویٰ ہی کے لئے ہے۔ (۲۰:۱۳۱) اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں' نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں وہ پرہیزگار یعنی متقی ہیں۔ سورۃ آل عمران میں اہل کتاب کے بارے میں فرمایا (ترجمہ) "مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ راست پر قائم ہیں۔ راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں' نیکی کا حکم دیتے ہیں' برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ یہ صالح لوگ ہیں اور جو نیکی بھی یہ کریں گے اس کی ناقدری نہ کی جائے گی۔ اللہ پرہیز گار لوگوں کو خوب جانتا ہے۔" (۳:۱۱۳-۱۱۵) پس معلوم ہوا کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی جو کہ اہل کتاب ہیں' متقی لوگ موجود ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس محفوظ ہے اور ان کی ناقدری نہ کی جائے اور اسی سورۃ آل عمران میں کچھ آیات پیشتر ارشاد فرمایا (ترجمہ) "جو بھی اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے بچ کر رہے گا وہ اللہ کا محبوب بنے گا کیونکہ پرہیز گار لوگ اللہ کو پسند ہیں۔" (۳:۷۶) سفر حج اور سفر آخرت ہر دو کے لئے بہترین زادراہ تقویٰ یعنی پرہیزگاری ہے۔ سفر حج کے بارے میں سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور جو نیک کام تم کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہو گا۔ سفر حج کے لئے زادراہ ساتھ لے جاؤ اور

Marfat.com

سب سے بہتر زادِ راہ پرہیز گاری ہے۔" (۲:۱۹۷)

پرہیزگاری انسان کی بہت ہی اعلیٰ صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف انسان کو گناہوں سے روکے رکھتا ہے اور نیکیوں کی طرف مائل کرتا ہے۔ پرہیز گاری دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ پرہیزگاری سے حصول علم کی منزل بھی آسان ہو جاتی ہے۔ سورۃ الیّل میں ارشاد رّبانی اس طرح ہے (ترجمہ) "بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے اور، درحقیقت آخرت اور دنیا دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ پس میں نے تم کو خبردار کر دیا ہے بھڑکتی ہوئی آگ سے اس میں نہیں جلے گا مگر وہ انتہائی بدبخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا اور اس سے دور رکھا جائے گا وہ نہایت پرہیز گار جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ وہ تو صرف اپنے ربِّ برتر کی رضاجوئی کے لئے کام کرتا ہے اور ضرور وہ (اس سے) خوش ہو گا۔" (۹۲:۱۲-۲۱)

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے ان کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو۔" (۴:۱) (۵:۱۰۸) (۳:۱۷۹) (۱۹:۱۳)

قوم ثمود کو ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے فرمایا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں، اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ یہ قصّہ سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا یاد کرو جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں لہٰذا تم اللہ

سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔" (۲۶:۱۴۲-۱۴۴) (۲۶:۱۶۱-۱۶۲) (۲۶:۱۷۷-۱۷۹)
(۵:۳) مندرجہ بالا حوالہ جات سے حصولِ تقویٰ اور پرہیزگاری کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے اسی بنا پر اس کا مقاصد تعلیم میں شامل کیا جانا ضروری ہے۔

۷۔ تزکیہ نفس/پاکیزگی

اللہ تعالیٰ کے نعائم (نعمتوں) میں سے ایک نعمت پاکیزگی نفس بھی ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) جسے چاہتا ہے نفس کی پاکیزگی عطا کرتا ہے۔ قرآن پاک میں نفس کی پاکیزگی کا متعدد مقامات پر تذکرہ موجود ہے۔ قرآن پاک میں نفس کا لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے مثلاً کوئی شخص جان' خود یا اپنے آپ' جرثومہ حیات و بھائی بند وغیرہ اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے (۳:۲۷) لیکن اس لفظ کے سب سے اہم معنی انسانی ذات یا خودی کے ہیں۔ نفس انسانی ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس کو پست جذبات سے روک کر وہ اللہ کی خوشنودی اور انعامات حاصل کر سکتا ہے۔ نفس کی اس کیفیت کو جبکہ وہ اچھائی' خوبی اور نیکی کی طرف مائل ہو اور برائی اور بدی سے بچے تزکیہ نفس کہتے ہیں۔ انسان کا تزکیہ نفس اللہ تعالیٰ کی عطا بھی ہے اور اس کی زندگی کا ایک اہم مقصد بھی ہے سورۃ النساء میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جو اپنی پاکیزگی نفس کا دم بھرتے ہیں؟ حالانکہ پاکیزگی تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔" (۴:۴۹) سورہ الکہف میں حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں مقتول لڑکے کا ذکر کرنے کے بعد حضرت خضر نے یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اس لئے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جس سے صلہ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو۔" (۱۸:۸۱) اور انہی معنوں میں یہ لفظ سورۃ مریم میں بھی استعمال ہوا ہے (ترجمہ) "اس نے کہا

Marfat.com

میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔" (۱۹:۱۹) اور سورۃ فاطر میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص تزکیہ نفس کرتا ہے وہ اپنے لئے ہی کرتا ہے فرمایا (ترجمہ) "جو شخص بھی پاکیزگی اختیار کرتا ہے اپنی ہی بھلائی کے لئے کرتا ہے اور پلٹنا سب کو اللہ کی طرف ہے۔" (۳۵:۱۸) اور سورۃ الجمعہ کے آغاز میں تزکیہ کو زندگی سنوارنے کے معنوں میں یوں استعمال کیا گیا ہے (ترجمہ) "وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے اور ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔" (۶۲:۲) تزکیہ نفس کا مال کار فلاح انسانی کو قرار دیا یعنی نفس کو برائیوں سے پاک کر کے اس میں بھلائی کو ترقی دیجائے اور اس کو (نفس) دبانے سے مراد یہ ہے کہ برے رجحانات کو ابھار کر نفس کے اچھے رجحانات کو دبایا جائے جو کہ انسان کی ناکامی اور نامرادی ہے اس بارے میں سورۃ الشمس میں ارشاد ربانی ہے "یقیناً وہ فلاح پا گیا جو جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔" (۹۱:۹-۱۰) اور سورۃ النور میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی شخص پاک نہ ہو سکتا مگر اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔" (۲۴:۲۱)

اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی ہدایت کے لئے بیشمار پیغمبر اور متعدد الہامی کتابیں نازل کیں تاہم اس (اللہ) نے انسان کی ہدایت کے لئے صرف پیغمبروں اور الہامی کتابوں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے نفس (برائی، بھلائی کی سوجھ بوجھ) بھی پیدا فرمایا جو کہ بدی اور گناہوں پر اس کو ٹوکتا ہے اور نیکی اور بھلائی کے کاموں کی طرف اس کو (انسان) رغبت دلاتا ہے تاکہ اگر کوئی شخص پڑھ لکھ نہیں سکا یا اس نے کسی نبی یا پیغمبر کا زمانہ نہیں پایا یا نبیوں کی تعلیمات اس تک نہیں پہنچیں تو ایسا شخص بھی ہدایت سے

Marfat.com

محروم نہ رہے اس لئے اس کی (انسان) ہدایت اور رہنمائی کے لئے نفس انسانی کو پیدا فرمایا جو اس کو برے اور بھلے کاموں سے آگاہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی دونوں کے رجحانات اور میلانات انسان میں رکھ دیئے ہیں۔ برے رجحانات کو دبانا اور برائی سے روکنا نیکی اور بھلائی کے رجحانات کی پروان چڑھانا اور نیکی اور بھلائی کے کام سرانجام دینا ہر انسان کی ذاتی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے برائی اور بھلائی دونوں کے راستے انسان کو سمجھا دیئے ہیں (۹۱:۱۰) اسی کی روشنی میں نفس انسانی ہر برائی پر انسان کو ٹوکتا اور ہر نیکی کے کام پر اس کا حوصلہ بڑھاتا ہے۔ برائی کے رجحانات پر قابو پا کر انسان اپنے نفس کا تزکیہ کر سکتا ہے۔ مزکی نفس/متقی انسان دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہوتا ہے۔ حصول علم کی منزل بھی اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے اللہ تعالیٰ سورۃ الشمس میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''اور نفس انسانی اور اس ذات کی قسم (یعنی شہادت) جس نے اسے ہموار کیا اور پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی یقیناً فلاح پا گیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا۔'' (۹۱:۷-۱۰) اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کے بعد ہی کوئی انسان پرہیزگار بنتا ہے پس بامراد ہوئے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ ان حوالہ جات سے تزکیہ نفس کی اہمیت واضح ہوتی ہے اس لئے حصول تزکیہ نفس کو مقاصد تعلیم میں شامل کیا جانا چاہیے۔

۸۔ تسخیر ارض و سماء / تسخیر فطرت

تسخیر سے مراد کسی شی کو مجبور کر کے کام کرنے پر لگا دینا۔ اسے تابع فرمان کر لینا اور اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام لینا ہے۔ نزول قرآن سے پیشتر انسان فطرت کی قوتوں سے ڈرتا تھا اور اسی باعث ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتا تھا۔ یہ قرآن حکیم کا

Marfat.com

اعجاز تھا کہ اس نے انسانیت کو اس پستی سے نکال کر اوجِ ثریا تک پہنچا دیا انسان کو اس کے صحیح مقام سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ قوتوں / ہستیوں (ملائکہ) کو انسانی علم و ہنر کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان قوتوں کو قوانین فطرت کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے جن سے سرمو انحراف کی ان کو تاب ہے نہ مجال۔ یہ ان ہی کے مطابق اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ آدم (نوع انسان) میں بوقت پیدائش اس امر کا میلان رکھ دیا گیا ہے کہ وہ ان قوتوں اور قوانین فطرت کا علم حاصل کرے اور ان سے مفید مطلب کام لے۔ جوں جوں انسان کا علم و ہنر ترقی کی منازل طے کرے گا یہ جملہ قوتیں اس (انسان) کے سامنے جھکتی چلی جائیں گی۔ انسان چاند پر قدم رکھ چکا ہے مریخ تک پہنچ چکا ہے اور وسیع و عریض کائنات کی تحقیق و جستجو پر اس کا قدم آگے ہی بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ نوع انسانی میں سے جو قوم بھی فطرت کی قوتوں کو اپنے سامنے جھکا کر ان سے کام لے گی وہی منشائے الٰہی کو پورا کرے گی۔ اس میں مومن و کافر کی کوئی تمیز نہیں۔ مومن اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجاآوری کے مفید مقصد کے لئے اسے استعمال کرے گا۔ جبکہ کافر اس کو مفادپرستی اور استحصال کے کام میں لائے گا جیسا کہ آج بھی وہ ارضی مصنوعی سیاروں اور خلائی سٹیشنوں کو مجنونانہ جنگی مقاصد اور نسل انسانی کی ممکنہ تباہی کے لئے استعمال کر رہا ہے۔

مقام غور ہے کہ قرآن کریم نے سورج، چاند، اجرام فلکی، بحروبر اور فضائی تسخیر کا ذکر اس وقت کیا جب کہ اقوام عالم، ڈر، خوف، اور توہمات کے اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ مظاہر قدرت سے مرعوب اور اس کی پوجاپاٹ میں مصروف تھی۔ جبکہ بین حقیقت یہ ہے کہ آج کے سائنسی اور انکشافاتی دور میں انسان کے علم کے سامنے فرشتے جھکنے پر مجبور ہیں جو کچھ بھی زمین و آسمان فضا اور سمندر میں موجود ہے وہ سب

Marfat.com

اولاد آدم کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے۔ جملہ قوتیں، پہاڑ، ندی، نالے، جنگل" ہوائیں بھی اس کے لئے مسخر کر دی گئی ہیں۔ چوپائے، چرند، پرند حتی کہ درندوں ایسی طاقتور مخلوق بھی اس کے سامنے مسخر ہے۔ انسانی ترقی کا سفر بلا روک ٹوک جاری ہے اور انشاء اللہ منشائے ربانی کے مطابق جاری رہے گا۔ پس تعلیم کے اہم ترین مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ تلامذہ کو منشائے ربانی کے عین مطابق تسخیر فطرت کے اہم ترین کام کے لئے ذہنی جسمانی اور علمی اعتبار سے آمادہ و تیار کیا جائے۔ اقوام عالم کی سربراہی کا تاج اسی قوم کو زیب دیتا ہے جو تسخیر فطرت کے منشائے ربانی کو پورا کرے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اس راہ پر آگے بڑھنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

تخلیق آدم کے وقت اس کو اسما کا یعنی اشیاء کی خاصیتوں اور ناموں کا علم دیا گیا۔ اسی علم کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں یعنی اس کے سامنے جھک جائیں اور اس کی بڑائی تسلیم کریں وہ ملائکہ جو وسیع و عریض کائنات میں نظم و ضبط قائم کرنے کے لئے اللہ کے کارکن ہیں وہ ملازم کے درجے میں ہیں اور اس کی (اللہ) نیابت کا حق نہیں رکھتے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالانے میں سرتابی کی مجال نہیں ہے۔ زبردست قوتوں کے مالک اور اللہ کے احکامات کی بلاچون و چرا تعمیل کرنے والے ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے آدم (نوع انسان یعنی اولاد آدم) کے سامنے سرنگوں کرنے کا حکم دے کر اولاد آدم کی عزت افزائی فرمائی اور اس کو تسخیر فطرت کا علم دے کر اپنی (اللہ) نیابت کے عہدہ جلیلہ سے مفتخر فرمایا اس بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اس کے بعد اللہ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تمہارا خیال صحیح ہے ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ انہوں نے

Marfat.com

عرض کیا نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے ہم تو بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا آپ نے ہم کو دیا ہے۔ حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں۔ پھر اللہ نے آدم سے کہا تم انہیں ان چیزوں کے نام بتاؤ جب اس نے ان کو ان سب کے نام بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی وہ ساری حقیقتیں جانتا ہوں جو تم سے مخفی ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی مجھے معلوم ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی میں جانتا ہوں' پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ تو سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔" (۲:۳۱-۳۴) یاد رہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا جو اللہ کی حکم عدولی کا یارا نہیں رکھتے۔ وہ جنوں میں سے تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا فرمایا تھا انسان خاکی مخلوق ہے جبکہ فرشتے نوری مخلوق ہیں اس نے انسان کے لئے دن رات سورج' چاند ستارے مسخر کئے اور اس کے لئے سمندر کو مسخر کیا ہے جس میں وہ کشتیاں' پن ڈبکیاں اور دیو ہیکل جہاز چلاتا ہے اور اس سے سامان رزق بھی حاصل کرتا ہے سورۃ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نوع انسانی کے لئے اپنی نعمتوں کے بیان میں یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "جس نے کشتی کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے اور دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کیا۔ جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جا رہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لئے مسخر کیا جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا۔" (۱۴:۳۲-۳۴) (۲:۱۳۶) (۱۶:۱۲-۱۴) (۲۲:۶۴-۶۵) (۳۱:۲۵) (۳۱:۲۹) (۳۵:۱۳)

(۳۹:۵) اور اسی بارے میں سورۃ الجاثیہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں اس میں چلیں

Marfat.com

اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکرگزار ہو اور اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ سب کچھ اپنے پاس سے۔" (۴۵:۱۲-۱۳) اور جانور بھی انسان کے لئے مسخر کئے گئے ہیں سورۃ الحج میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ان جانوروں کو ہم نے اس طرح تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو۔" (۲۲:۳۶) اور سورۃ النحل میں فرمایا کہ پرندوں کو بھی مسخر کیا گیا ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمانی میں کس طرح مسخر ہیں۔" (۱۶:۷۹) اللہ تعالیٰ نے ارض وسما کی تمام اشیاء کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے جو کہ اس کا حق بھی ہے اور فرض بھی پس تسخیر ارض و سماء انسان کا ایک اہم مقصد تعلیم ٹھہرا۔

۹۔ نیابت الٰہی فی الارض

قرآن پاک میں انسان کو خلیفہ فی الارض قرار دیا گیا جس سے عام طور پر یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے لیکن یہ مفہوم درست معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ قرآن پاک میں الفاظ خلیفہ فی الارض کے استعمال کئے گئے ہیں تاکہ خلیفتہ اللہ فی الارض کے دوسرے یہ کہ خلیفہ یا جانشین ہمیشہ کسی کی غیرموجودگی میں ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کائنات کے ہر گوشے میں ہر وقت موجود ہے۔ پس قرآن پاک میں خلیفہ فی الارض کی اصطلاح سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ انسان کو زمین پر بڑے اختیارات کا مالک بنایا گیا ہے اور زمین و آسمان کی ہر شئی اس کے تابع تسخیر کر دی گئی ہے یعنی ضروری علم و ہنر حاصل کر کے وہ ان تمام اشیاء اور طاقتوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور ان کو اپنے انفرادی اور گروہی مفلو کے لئے کام میں لا سکتا ہے۔ بنی آدم کو ضروری علم و ہنر دے کر اس کو خلیفہ فی الارض مقرر کیا گیا ہے۔ پس

Marfat.com

اس بارے میں ضروری علم و ہنر کا حصول نہ صرف انسان کا حق ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوع انسان کا یہ فریضہ بھی ہے کہ وہ زمین میں موجود تمام ظاہر و مخفی اشیاء اور قوتوں کو زیر کرے اور ان سے فائدہ اٹھائے کیونکہ یہی وہ امر تھا جس کی بنا پر بنی آدم کو فرشتوں پر فضیلت دے کر اس کو اللہ کی جانب سے خلیفہ فی الارض مقرر کیا گیا۔ اللہ کی مرضی کو پورا کرنا اور اس بارے میں اس کے احکامات بجا لانا انسان کا حق ہی نہیں فریضہ بھی ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی ہمارے مقاصد تعلیم کا ایک اہم حصہ ہے۔ جس کو نظرانداز کر کے ہم نہ ہی دین میں اور نہ ہی دنیا میں ترقی کر سکتے ہیں۔

انسان کو زمین پر خلیفہ بنائے جانے کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے۔ (ترجمہ) "پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو۔ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خون ریزیاں کرے گا۔" (۲:۳۰) اور سورۃ الانبیاء میں خلافت ارضی کا یہ اہم اصول بیان فرمایا کہ زمین کے وارث (خلیفہ) اللہ کے نیک بندے ہوں گے۔ (ترجمہ) "اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔" (۲۱:۱۰۵)

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی اشیاء اور قوتوں پر اقتدار بخشا اور انہیں حکومت عطا کی۔ اس بارے میں سورۃ ص میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "(ہم نے اس سے کہا) اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔" (۳۸:۲۶)

انسان کے زمین پر خلیفہ بنائے جانے کے بارے میں سورۃ النحل میں یوں ارشاد

Marfat.com

فرمایا (ترجمہ) ''کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔'' (۲۷:۶۲) اور یہی بات سورۃ فاطر میں یوں بیان فرمائی (ترجمہ) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے اب جو کوئی کفر کرتا ہے اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے۔'' (۳۵:۳۹) اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ زمین پر انسان کا خلیفہ (جانشین) فرشتوں کو بنا دے اس بارے میں سورۃ الزخرف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ہم چاہیں تو تم سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں تمہارے جانشین ہوں۔'' (۴۳:۶۰) اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہاری بجائے کسی اور قوم (بانوع) کو تمہارا جانشین بنا دے جس طرح تمہیں سابقہ اقوام کا جانشین بنایا ہے اس بارے میں سورۃ الانعام میں ارشاد ربّانی ہے۔(ترجمہ) ''ہر شخص کا درجہ اس کے عمل کے لحاظ سے ہے اور تمہارا رب لوگوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے تمہارا رب بے نیاز ہے اور مہربانی اس کا شیوہ ہے اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور تمہاری جگہ دوسرے جن لوگوں کو چاہئے لے آئے جس طرح اس نے تمہیں کچھ اور لوگوں کی نسل سے اٹھایا ہے۔'' (۶:۱۳۲-۱۳۳) قوم نوح کے بعد قوم عاد کو زمین کی حکومت (خلافت ملی) اس بارے میں سورۃ الاعراف میں ارشاد ربّانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) ''بھول نہ جاؤ کہ تمہارے رب نے نوح کی قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا اور تمہیں خوب تنو مند کیا۔'' (۷:۶۹) اور اسی سورۃ میں چند آیات کے وقفے سے قوم عاد کے بعد قوم ثمود کو ان کا جانشین بنانے اور غلبہ و تسلط عطا کئے جانے کا ذکر اس انداز میں فرمایا (ترجمہ) ''یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں اس کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں یہ منزلت بخشی کہ آج تم اس کے ہموار میدانوں

Marfat.com

میں عالی شان محل بناتے ہو اور اس کے پہاڑوں کو کاٹ کر مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔" (۷:۷۴) اور سورۃ الانعام میں مومنوں (مسلمانوں) کو فرمایا کہ دوسری اقوام کے بعد تمہیں دنیا میں اس لئے خلیفہ بنایا تاکہ تمہاری آزمائش کرے وہ سزا دینے میں سخت ہے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔ (ترجمہ) "وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجے دیئے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بھی بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔" (۶:۱۶۵) مزید ملاحظہ ہو (۷:۱۲۹)،(۷:۱۳۷) (۹:۳۹) (۲۱:۱۱-۱۴) (۷:۱۲۸) (۱۴:۷۳) (۳۵:۴۴) اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلیفہ فی الارض یعنی نیابت الٰہی کے منصب پر فائز کیا ہے۔ بنی آدم نے اپنے علم و عمل سے نیابت الٰہی کے عہدہ جلیلہ کا اپنے آپ کو اہل ثابت کرنا ہے اور یہی اس کی زندگی اور تعلیم کا ایک اہم مقصد ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرآن حکیم کی خاص اصطلاح ہے اور علماء اُمّت مومنین/اسلامی حکومت کا بنیادی فریضہ ہے جس کا مطلب گو ہے ان باتوں اور امور کے کرنے کا حکم دینا جنہیں قرآن/قرآن پر مبنی معاشرہ صحیح اور پسندیدہ قرار دے یا ایسے امور جنہیں جائز سمجھتے ہوئے وہ کرنے کی اجازت دے یہ امور وہی ہو سکتے ہیں جن کا حکم یا اجازت کلام پاک یا سنت رسول صل اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہو ان امور کے مقابلے میں منکرات وہ امور ہیں جن سے قرآن حکیم یا سنت رسول صل اللہ علیہ وسلم روکتی ہو یا قرآن پر مبنی معاشرے کے نزدیک وہ ناپسندیدہ امور ہوں پس مقاصد تعلیم میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ طلباء/طالبات کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

Marfat.com

کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ اسلام کے اوامر و نواہی سے بخوبی سے آگاہ ہو کر ان پر عمل پیرا ہوں۔ قرآن کے مطابق امت مسلمہ کا من جملہ دیگر فرائض ایک فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ اقوام عالم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ و تلقین کرے۔ اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔" (۳:۱۱۰) (۲۲:۴۱) (۶:۶۹) (۳:۱۱۵) (۹:۱۱۲) اور اسی سورۃ میں چند آیات پیشتر یہی فریضہ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر پوری امت کی بجائے اس مقصد کے لئے قائم ایک مخصوص گروہ/جماعت کے سپرد کیا گیا ہے (ترجمہ) "تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔" (۳:۱۰۴) (۷:۱۸۱) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے خفیہ مشورے/سرگوشیاں بھی جائز ہیں۔ اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر و بیشتر کوئی بھلائی نہیں ہوتی ہاں اگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ و خیرات کی تلقین کرنے یا کسی نیک کام کے لئے یا لوگوں کے معاملات میں اصلاح کرنے کے لئے کسی سے کچھ کہے تو یہ البتہ بھلی بات ہے اور جو کوئی اللہ کی رضا جوئی کے لئے ایسا کرے گا اسے ہم بڑا اجر عطا کریں گے۔" (۴:۱۱۴) امر بالمعروف و نہی عن المنکر صرف مردوں کا نہیں بلکہ عورتوں کا بھی فریضہ ہے اس بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔" (۹:۷۱) (۹:۱۱۱) اور سورۃ الانعام میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنا کر

لوگوں کو نصیحت و تنبیہ کرنے کے لئے یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ہاں مگر یہ قرآن سنا کر نصیحت و تنبیہ کرتے رہو کہ کہیں کوئی شخص اپنے کئے کرتوتوں کے وبال میں گرفتار نہ ہو جائے۔" (۶:۷۰) اور سورۃ لقمان میں حضرت لقمان نے اپنے لڑکے کو یوں نصیحت فرمائی (ترجمہ) "بیٹا کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو تو اللہ اسے نکال لائے گا وہ باریک بین اور باخبر ہے بیٹا نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر۔" (۳۱:۱۶-۱۷) (۷:۱۹۹) (۷:۱۵۷) پس قرآن کی تعلیمات کے مطابق مومن کا ایک اہم فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ہے جس کو مقاصد تعلیم میں شامل کیا جانا چاہئے۔

۱۱۔ قومی فضیلت

جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے کسی قوم کو دوسری قوموں پر فضیلت عطا کرتا ہے تو منجملہ اور امور کے یہ فضیلت علم کے میدان میں بھی ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں یہ قوم علم کے میدان میں بہت آگے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قوم اسرائیل کی فضیلت کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اے بنی اسرائیل یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نواز رکھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی۔" (۲:۴۷) (مزید ملاحظہ ہو (۴۵:۱۶)

بنی اسرائیل کی مانند اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی دوسری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی۔ ایک طویل عرصے تک مسلمان دوسری اقوام بالخصوص یورپین اقوام کی علم کے میدان میں امامت کرتے رہے۔ جب تک یہ امامت قائم رہی فضیلت بھی قائم رہی اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں ہم کو امت وسط قرار دیا ہے یعنی ایک ایسی امت جو عدل و انصاف اور وسطی (درمیانی) روش پر قائم ہو اور سب قوموں کے ساتھ یکساں حق

Marfat.com

راستی اور عدل و انصاف کا تعلق برتاؤ/ قائم رکھے اللہ کا فرمان ہے (ترجمہ) "اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں (۲:۱۴۳) اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کو دوسرے انسانوں پر اور بعض قوموں کو دوسری قوموں پر فضیلت عطا کی ہے جو کہ ان کے علم اور فضل کی بنا پر ہے پس اس فضیلت کا حصول اور قیام بھی ان اقوام کے مقاصد تعلیم میں سے ایک ہونا چاہئے اور جن اقوام کو فضیلت حاصل نہیں ہے ان کو فضیلت کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے اور فضیلت کے حصول کو تعلیم کا ایک مقصد قرار دینا چاہئے۔

۱۲۔ پابندی قانون/ قانون کا احترام

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کی پابند ہے اور وہ اس سے اختلاف نہیں کر سکتی اجرام فلکی اپنا راستہ نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ہی رفتار میں کمی یا بیشی کر سکتے ہیں۔ باہمی انجذاب/ کشش ثقل کا قانون اٹل ہے کوئی مادی جسم اس کی قید سے آزاد نہیں۔ بغاوت کا مادہ صرف انسانوں اور جنوں ہی میں ہے کائنات کی دیگر تمام جاندار و بے جان چیزیں اللہ کے بنائے ہوئے قانون کی سختی سے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صاحب عقل و اختیار بنایا ہے۔ چاہے وہ قانون کی پابندی کرے اور چاہے تو قانون سے انحراف کرے۔ خدائی قوانین کی پابندی کی صورت میں وہ دنیا اور آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں سزا اور عذاب کا مستحق۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بھلائی کے لئے زمانہ اور حالات کے مطابق مختلف شریعتوں کے ساتھ بہت سے پیغمبروں کو نازل فرمایا تاکہ وہ بلا کم و کاست اللہ کا قانون لوگوں تک پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین تو اٹل ہیں جن میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی لیکن منضبط معاشرتی زندگی کے لئے لوگوں نے اپنے لئے جو قوانین بنائے اور نافذ کئے ہیں عمدہ معاشرت کے لئے ان قوانین کی پابندی بھی ضروری ہے ان قوانین کے بار بار توڑنے سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور بے چینی اور بدامنی کا سبب بنتا ہے اس قسم کا ماحول تحصیل علم اور فروغ علم کے لئے سازگار نہیں ہوتا۔ خدائی قوانین کے بارے میں سورۃ الرعد میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) وہ اللہ ہی ہے

Marfat.com

جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا اور اس نے آفتاب و ماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا۔ اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقت مقرر تک کے لئے چل رہی ہے اور اللہ ہی اس سارے کام کی تدبیر فرما رہا ہے۔" (۱۳:۲) پابندی قانون الٰہی و انسانی کی اہمیت کی بنا پر اس کا مقاصد تعلیم میں شامل ہونا ضروری ہے۔

۱۳۔ رجوع الی اللہ

اللہ تعالیٰ نیکی اور بھلائی کا راستہ اس کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے، نیکی اور بھلائی دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں رغبت حصول علم و ترویج علم کے لئے بھی ضروری ہے اور اسی مضمون یعنی رجوع الی اللہ کے بارے میں سورۃ الرّعد میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "کہو اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔" (۱۳:۲۷) اور والدین کے بارے میں سورۃ لقمان میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔" (۳۱:۱۵) اور سورۃ ص میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "(یہ بات کہتے کہتے) داؤد سمجھ گیا کہ یہ تو ہم نے دراصل اس کی آزمائش کی ہے چنانچہ اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر گیا ور رجوع کر لیا۔" (۳۸:۲۴) اور اسی بارے میں سلیمان علیہ السلام کے بارے میں اسی سورۃ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور دیکھو کہ سلیمان کو بھی ہم نے آزمائش میں ڈالا اور اس کی کرسی پر ایک جسد لاکر ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا اور کہا کہ اے میرے رب مجھے معاف کر دے۔" (۳۸:۳۴) اور سورۃ الزمر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "بخلاف کے جن لوگوں نے طاغوت کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا ان کے لئے خوشخبری ہے۔" (۳۹:۱۷) غلطیوں اور گناہوں کے بعد اللہ سے رجوع کرنا ایک عمدہ انسان کی صفت ہے اور ضروری ہے کہ تلامذہ کو رجوع الی اللہ کی نظری اور عملی تربیت کی جائے اور اس کو مقاصد تعلیم کا ایک حصہ سمجھا جائے۔

Marfat.com

۱۴۔ حلال رزق کا حصول

حلال رزق سے مراد وہ طیب/پاکیزہ غذا ہے جو حلال یعنی جائز ذرائع سے حاصل کی جائے۔ رشوت سمگلنگ چوری و چوربازاری اور دیگر ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ رزق خواہ کتنا ہی عمدہ' صاف کیوں نہ ہو انسان کے لئے حلال نہیں ہے۔ حرام رزق کا حصول معاشرے میں عدم توازن' ظلم اور زیادتی کا موجب بنتا ہے اور گناہوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ پس انسان کو ہر حالت میں حلال رزق ہی حاصل کرنا چاہیۓ۔ حلال رزق سے معاشرے میں توازن اور یکسانیت پیدا ہوتی ہے اور بھلائی اور نیکی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ حلال رزق کے حصول کے بارے میں سورۃ البقرہ میں ارشاد ربّانی ہے ترجمہ "لوگو زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے" (۲:۱۶۸)

اور اسی بارے میں سورہ المائدہ کے شروع یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو بندشوں کو پوری پابندی کرو تمہارے لئے مویشی کی قسم کے سب جانور حلال کئے گئے ہیں ماسوائے ان کے جو آگے چل کر بتائے جائیں گے لیکن احرام کی حالت میں شکار کو اپنے لئے حلال نہ کر لو بیشک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے" (۵:۱) (۵:۴'۵) (۵:۹۶) (۲۲:۳۶) (۵:۸۷'۸۸) (۱۰:۵۹)

سورہ النحل میں ارشاد ربّانی ہے ترجمہ "پس اے لوگو اللہ نے جو کچھ حلال اور پاک رزق تم کو بخشا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر ادا کرو اور تم واقعی اس کی بندگی کرنے والے ہو" (۱۶:۱۱۴)(۶:۱۹۹) حلال رزق کے حصول کے بارے میں سورہ الجمعہ میں ارشاد ربّانی ہے ترجمہ "پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو عزت سے یاد کرو" (۶۲:۱۰)

پس معاشرتی استحکام اور امن امان اور سکون کی فضا قائم رکھنے کے لئے رزق حلال کا حصول ازحد ضروری ہے۔ (ملاحظہ ہو ۶۲:۹)

۱۵۔ ارتکاز دولت سے پرہیز

قرآن پاک جائز طریقوں سے دولت کمانے اور اس دولت کو خواہ وہ کسی بھی

شکل میں ہو اپنے قبضہ میں رکھنے سے نہیں روکتا۔ لیکن وہ معاشرہ میں دولت کے ارتکاز کو پسند نہیں کرتا۔ ایسا معاشرہ جس میں غریبوں کی جائز اور بنیادی ضروریات بھی پوری نہ ہوں دوسری طرف چند لوگوں کے پاس ڈھیروں ڈھیر دولت ہو وہ صحت مند معاشرہ ہرگز نہیں کہلا سکتا۔ اپنی اور اپنے لواحقین کی موجودہ اور آئندہ جائز ضروریات کے لئے درکار رقم کو انسان اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے لیکن غریبوں کے استحصال اور ان کی حق تلفی کر کے دولت کے انبار جمع کرنے کا نتیجہ معاشرہ میں مایوسی پھیلانے اور دولت مند طبقہ کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے علاوہ کچھ اور برآمد نہیں ہوتا۔ ایک صحیح اسلامی معاشرہ میں ہر شخص کی بنیادی اور جائز ضروریات ضرور پوری ہونی چاہئیں اور کسی بھی شخص کے پاس اتنی دولت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ غریبوں کی غربت کا مذاق اڑائے یعنی موجودہ اور آئندہ جائز ضروریات سے زائد دولت' ضرورتمندوں اور حاجتمندوں کا حق ہے۔ قران بھی اسی امر کی تلقین کرتا ہے اور دولت کے غیر ضروری انبار جمع کرنے اور اس دولت کو گن گن کر اور سمیٹ سمیٹ کر رکھنے کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ یہ معاشرہ کی مجموعی صحت کے لئے نقصان دہ ہی نہیں باعث فساد بھی ہے۔ سورۃ آلِ عمران میں ارشاد رّبانی ہے (ترجمہ) "لوگو کے لئے مرغوبات نفس' عورتیں اولاد' سونے' چاندی کے ڈھیر چیدہ گھوڑے' مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کے چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔" (۳:۱۴) اور سورۃ التوبہ میں ڈھیروں ڈھیر سونا چاندی جمع کرنے والوں کو دردناک عذاب کی وعید کی گئی ہے فرمایا (ترجمہ) "دردناک سزا کی خوشخبری دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔" (۹:۳۴-۳۵) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص کے لئے دولت کے انبار جمع کرنے کو سختی سے ناپسند کرتا ہے اور اس کی پاداش میں اس کو دردناک عذاب کی وعید دیتا ہے اور سورۃ الھمزہ میں یہی مضمون ایک دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے فرمایا

Marfat.com

(ترجمہ) (تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا ہر گز نہیں وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔" (۱۰۴:۱-۴) اور سورۃ البقرہ میں ارتکاز دولت سے پرہیز کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "پوچھتے ہیں ہم خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں کہو جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو اس طرح اللہ تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے شاید کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔" (۲:۲۱۹)

پس قرآنی تعلیمات کے مطابق اسلامی معاشرہ میں ارتکاز دولت یعنی جائز ضروریات سے زیادہ دولت اکٹھا کرنے دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے روکنے' دولت کو گردش میں رکھنے' ہر شخص کی بنیادی ضروریات کو جائز حد تک پورا کرنے کے لئے احوال و ضوابط حکومت وقت کو وضع کرنے چاہئیں تاکہ معاشرہ میں بے چینی اور ابتری نہ پھیلنے پائے اور فتنہ و فساد کا جس کو اللہ تعالیٰ سختی سے ناپسند فرماتا ہے راستہ روکا جا سکے۔

۱۶۔ پرامن معاشرہ کا قیام

اللہ تعالیٰ تمام معاشرتی گروہوں کو پوری دنیا میں پر امن دیکھنا چاہتا ہے پس اس کرہ ارض پر انسان کی بقا اور ترقی کے لئے پرامن معاشرہ کا قیام انسان کی اہم ترجیحات میں سے ایک ہے۔ وہ تمام امور اور وجوہ جو معاشرے کے امن کو تباہ و برباد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ افعال ہیں۔ معاشرتی امن کو تہ و بالا کرنے والے فتنہ و فساد کو اللہ تعالیٰ قتل ناحق سے بھی زیادہ ناپسندیدہ فعل قرار دیتا ہے۔ حق' انصاف' عدل اور سچی گواہی دنیا میں قیام امن میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جب کسی فرد گروہ ملک یا قوم کے خلاف عدل و انصاف کی بجائے ناانصافی یا ظلم کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے تو اگرچہ وہ کمزوری کے سبب وقتی طور پر اس ظلم کا بدلہ لینے کا اہل نہ ہو تاہم ظالم کے خلاف اس کے دل اور ذہن میں نفرت کے جذبات پرورش پاتے رہتے ہیں اور مظلوم موقع پاتے ہی ظلم کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ و تیار رہتا ہے اور اس طرح معاشرہ بد نظمی' ظلم و استحصال اور فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنا رہتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور وہ اپنے تمام بندوں کو پرامن ماحول میں دیکھنا پسند کرتا ہے اسی لئے لوگوں کو

Marfat.com

ظلم و استحصال' جبر و تشدد اور جنگ سے روکتا ہے تاکہ تمام لوگوں کی بنیادی ضروریات باسانی پوری ہوتی رہیں۔ عدل کا متضاد لفظ ظلم ہے پس جہاں بھی اور جس طریقہ سے بھی عدل کے منافی طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے وہ پر امن معاشرہ کے قیام میں بہت بڑی رکاوٹ ہے جس کا ہر حالت میں دور کیا جانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بستیوں کو جن میں اس کے بندوں کے ساتھ انصاف کی بجائے ظلم کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے سخت سزا دیتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ ھود میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔" (۱۱:۱۰۲) قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ان ظالم بستیوں کا تذکرہ موجود ہے جن کے صاحب اختیار / اقتدار لوگوں نے یا پھر پوری بستی ہی نے ظلم کا رویہ اختیار کیا اللہ کے احکامات کی نافرمانی کی' لوگوں کے حقوق غصب کئے اور یوں اللہ تعالیٰ کے قہر کو دعوت دی۔ اس بارے میں سورۃ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے۔ (ترجمہ) "مگر جو لوگ ان میں سے ظالم تھے' انہوں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی بدل ڈالا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کے ظلم کی پاداش میں ان پر آسمان سے عذاب بھیج دیا۔" (۷:۱۶۲)

پر امن معاشرہ کا قیام احکامات الٰہی کی پابندی کرنے' لوگوں کے حقوق پوری طور پر ادا کرنے اور ظلم و زیادتی اور ناانصافی سے رک جانے اور اخلاق فاضلہ اختیار کرنے ہی سے عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ یوں تو اخلاق فاضلہ کی تلقین قرآن پاک میں متعدد مقامات پر کی گئی ہے تاہم ان کی تلخیص سورۃ الاعراف کی ان تین آیات میں بڑے واضح انداز میں یوں کی گئی ہے (ترجمہ) "اے نبی ان سے کہو آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ یہ باتیں ہیں جن کی ہدایت اس نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو اور یہ کہ مال یتیم کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو

Marfat.com

بہترین ہو۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اتنا ہی بار رکھتے ہیں جتنا اس کے امکان میں ہے اور جب بات کہو انصاف کی کہو خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کی ہدایت اللہ نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم کج روی سے بچو۔" (۶:۱۵۱-۱۵۳) اللہ تعالیٰ نے جن جن امور کی ہدایت ان تین آیات میں دی ہے وہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر اور ظلم و تعدی اور ناانصافی سے پرہیز کر کے ہم پر امن معاشرہ کے قیام کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ (۲۵:۱۹) (۱۴:۲۲) (۴۲:۴۲) (۷:۴۰-۴۱) (۱۸:۲۹) (۲۳:۱۰۷) (۲۳-۲۲:۳۷) (۶۳-۶۲:۳۷) (۷:۶۵) (۳۹:۲۴) (۴۳:۳۹) (۵۹:۱۷) پس پُرامن معاشرہ کا قیام تعلیم کا ایک مقصد ہونا چاہیے

۱۷۔ انسان کے بنیادی حقوق کا احترام

مال کی حفاظت کا حق بھی انسان کے بنیادی حقوق میں شامل ہے از روئے قانون جو کوئی چیز بھی کسی کے جائز تصرف میں ہو اس کو کوئی دوسرا ناحق چھین نہیں سکتا اور نہ ہی اسے اپنے تصرف میں لا سکتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسرے کا مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے۔" (۲:۱۸۸) اور یہی ہدایت باندا دیگر سورۃ النساء میں یوں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ لین دین ہونا چاہیے آپس کی رضامندی سے۔" (۴:۲۹)

قانون کی نگاہ میں برابری کا حق بھی انسان کا بنیادی حق ہے۔ اسلام نسب معاشرتی رتبہ، عہدہ، عمر، رنگ نسل جنس کے فرق کو بھی قطعاً ملحوظ نہیں رکھتا یعنی ہر

شخص سے ایک جیسا سلوک روا رکھنا چاہئے۔ قران اس انسانی حق کی ضمانت دیتا ہے۔ سفارش کی بنیاد پر کسی کی حق تلفی نہیں جا سکتی۔ بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے سورۃ البقرہ میں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے کام نہ آئے گا نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا نہ کوئی سفارش ہی آدمی کو فائدہ دے گی اور نہ مجرموں کو کسی سے مدد پہنچ سکے گی۔'' (۲:۱۲۳، ۱۳۱، ۱۱۶۹) اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ ہر شخص کی جان' مال' عزت' آبرو' محترم ہے اور اس کو نقصان پہنچانا دوسرے اشخاص کے لئے حرام ہے مندرجہ بالا آیات سے یہی بات ثابت ہوتی ہے پس تعلیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق وضاحت سے بتائے جائیں۔ اور اس کی پاسداری کا خیال رکھا جائے

۱۸۔ احترام انسانیت/ تکریم انسانیت

قرآن پاک میں لفظ انسان انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے جن معنوں میں ہم اسے اپنی زبان میں استعمال کرتے ہیں یعنی آدمی یا نوع انسان۔ اگرچہ ہر انسان بنیادی طور پر حیوان ہوتا ہے جس میں حیوانی جذبات موجود ہوتے ہیں اور وہ اکثر اوقات پست حیوانی جذبات سے مغلوب بھی ہو جاتا ہے تاہم وحی اس کی اس کمزوری کو رفع کر دیتی ہے۔ اللہ نے ہر قوم' قبیلے' گروہ اور آبادی میں انسانوں کی راہنمائی کے لئے اپنا پیغام دے کر نبی/رسول بھیجے تاکہ حیوانی جذبات کی مکمل گرفت سے انسان کو آزاد کیا جائے اس کو ہدایت دی جائے اور راہ راست کی طرف راہنمائی کی جائے علاوہ ازیں ہر انسان میں نفس پیدا کیا یعنی برے اور بھلے کی تمیز پیدا کی۔ ہر نیکی اس کو سرور بخشتی ہے اور ہر برائی کا ارتکاب اس کو پشیمان اور مضطرب کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے انسان کو حیوانی اور سفلی جذبات سے آزاد کرانے کے لئے دوہرا نظام جاری فرمایا ہے جب انسان اپنے آپ کو وحی کے تابع نہیں رکھتا تو وہ خالق کائنات کی راہنمائی سے اپنے آپ کو محروم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بذریعہ وحی ہدایت دے کر قابل تکریم بنایا ہے اور علم عطا کر کے ارض و سماء میں اپنی نیابت کا حقدار ٹھہرایا ہے اور انسانوں کی ایک عالمگیر برادری قائم کی ہے۔ شعوب و قبائل کی تفریق محض بغرض تعارف ہے تمام انسان اولاد

Marfat.com

آدم ہیں اور اس رشتے سے آپس میں بھائی بھائی ہیں ایک بھائی کے دوسرے بھائی پر حقوق بھی ہوتے ہیں اور ذمہ داریاں بھی۔ یہ حقوق ہر انسان کے بنیادی حقوق ہیں جن کا دوسرے انسانوں کو احترام کرنا چاہئے۔ ہر انسان کی قدرومنزلت کی جانی چاہئے اور اس کے حقوق کا خیال رکھا جانا چاہئے لیکن حقوق اور فرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے انسان کو اپنے حقوق طلب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ذمہ فرائض بھی کماحقہ انجام دینے چاہئیں۔ مقاصد تعلیم میں ایک اہم مقصد تلامذہ کو ان کے بنیادی حقوق اور فرائض سے آگاہ کرنا اور دوسرے انسانوں کی عزت و تکریم کرنا ان کو اپنے جیسا سمجھنا' ان کے حقوق کی حفاظت کرنا' ان سے اظہار ہمدردی کرنا اور آڑے وقت میں ان کی مدد کرنا ہے مندرجہ بالا تمام امور احترام اور تکریم انسانیت اور انسان کی بنیادی حقوق کی حفاظت سے متعلق ہیں۔

قرآن پاک میں انسانی عظمت و احترام کے بارے میں متعدد جگہوں پر ہدایات ملتی ہیں۔ سورۃ المائدہ میں انسانی جان کے ناحق قتل کے بارے میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ہم نے یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔" (۵:۳۲) اور سورۃ التین میں ارشاد فرمایا کہ انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا گیا ہے (ترجمہ) قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا اور اس پر امن شہر (مکہ) کی ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔" (۹۵:۱-۴) اور سورۃ المومن میں فرمایا کہ اس (اللہ) نے نہ صرف تمہاری صورت بنائی بلکہ تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق بھی دیا (ترجمہ) "وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنایا جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنای جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا۔" (۴۰:۶۴) اور سورۃ لقمان میں ارشاد فرمایا کہ (ترجمہ) "اللہ نے اپنی تمام کھلی اور چھپی نعمتیں انسان پر تمام کر دی ہیں اور زمین و آسمان کی تمام چیزیں بھی اس کے لئے مسخر کر دی ہیں۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری

چیزیں تمہارے لئے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں۔" (۳۱:۲۰) اور سورۃ بنی اسرائیل میں بنی آدم کو بزرگی عطا کئے جانے (تکریم) اور خشکی اور تری کی سواریاں عنایت کرنے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا (ترجمہ) "یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔" (۱۷:۷۰) اور سورۃ الحج میں فرمایا کہ اس (اللہ) نے زمین کی تمام چیزیں بنی آدم کے لئے مسخر کر دیں ہیں جو ایک واضح علامت تکریم انسان کی ہے (ترجمہ) "کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے وہ سب کچھ تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے اور اسی نے کشتی کو قاعدے کا پابند بنایا ہے کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے اور وہی آسمانوں کو اس طرح تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر گر نہیں سکتا واقعہ یہ ہے کہ اللہ لوگوں کے حق میں بڑا شفیق اور رحیم ہے۔" (۲۲:۶۴۔۶۵) پس معلوم ہوا کہ احترام/تکریم انسانیت کی تعلیم بھی کردار سازی کے لئے ضروری ہے اس لئے اس کو مقاصد تعلیم میں شامل کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

باب پندرہ

نصاب تعلیم (گنجینہ علوم)

جدید و قدیم علوم

لفظ علم میں عربی قواعد کی رو سے مادہ کے تین حروف ع ۔ل ۔م کے علاوہ کوئی زائد حرف موجود نہیں ہے عربی و اردو گرائمر کے اعتبار سے لفظ علم اسم مذکر ہے جس کے لغت میں مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں مثلاً" دانش دانائی' عقلمندی' واقفیت' خبر آگاہی جانکاری یعنی کسی خاص شے ' امر دا قعہ' قوت ہستی' فن یا ہنر کی ماہیت سے واقف ہونا وغیرہ۔ علم کی اتنی بے شمار قسمیں ہیں کہ فرد واحد کے لئے انکا احاطہ کرنا یا ان سے واقفیت حاصل کرنا تو کجا ان کے نام اور ان کی حدود و قیود سے بھی آگاہ نہیں ہو سکتا عربی زبان ہی کو لیجئے جس کا ایک لفظ علم ہے اس زبان (عربی) کے انیس قدیم علوم اور ان کی بہت سی شاخیں ہیں اسی طرح دنیا کی بے شمار مختلف زبانوں میں سے ہر ایک مختلف علوم اور ان کی شاخوں پر مشتمل ہے عربی زبان کے انیس مختلف علوم کی تفصیل یہ ہے کہ (۱) صرف (۲) نحو (۳) لغت (۴) معانی (۵) بیان (۶) عروض (۷) قافیہ (۸) انشاء (۹) رسم الخط (۱۰) مناظرہ (۱۱) قرأت (۱۲) حدیث (۱۳) تفسیر (۱۴) فقہ (۱۵) اصول (۱۶) فرائض (۱۷) کلام (۱۸) منطق (۱۹) حکمت یہ سب کے سب عربی زبان کے علوم قدیمہ ہیں۔ از منہ قدیم میں ہی علوم کا احاطہ ممکن نہ تھا لیکن اب علوم قدیمہ کے علاوہ علوم جدیدہ میں بھی بے شمار علوم ہیں جن کا نہ ہی کوئی فرد واحد نام گنوا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا علمی احاطہ کر سکتا ہے۔ کچھ علوم قدیمہ یا عتبار حروف تہجی درج ذیل ہیں لیکن یہ فہرست مکمل نہیں ہے (۱) علم آب (۲) علم اخلاق (۳) علم ادب (۴) علم الٰہی (۵) علم الیقین (۶) علم انشاء (۷) علم آواز یا صوت (۸) علم بلاغت یا معانی (۹) علم

بیان (۱۰) علم تشریح (۱۱) علم تصوف (۱۲) علم تواریخ یا سیر (۱۳) علم جبر و مقابلہ (۱۴) علم جر ثقیل (۱۵) علم جفر (۱۶) علم جمادات یا معدنیات (۱۷) علم حدیث (۱۸) علم حساب یا عدد (۱۹) علم حکمت (۲۰) علم حیوانات (۲۱) علم دین (۲۲) علم رمل (۲۳) علم ریاضی (۲۴) علم زبان (۲۵) علم طبعی (۲۶) علم عروض (۲۷) علم غیب (۲۸) علم فقہ (۲۹) علم فلاحت (۳۰) علم فقہ (۳۱) علم قیافہ (۳۲) علم کلام یا عقائد (۳۳) علم لدنی (۳۴) علم لغت (۳۵) علم مثلث (۳۶) علم مجلس (۳۷) علم مدن یا تمدن (۳۸) علم مرایا (۳۹) علم مساحت (۴۰) علم مناظر (۴۱) علم منطق (۴۲) علم موسیقی (۴۳) علم نباتات (۴۴) علم نجوم (۴۵) علم ہندسہ (۴۶) علم ہوا (۴۷) علم ہیئت یہ تو ہے علم قدیمہ کی مختصر فہرست علوم جدیدہ کی تفصیل بہت ہی لمبی ہے جس میں دن بدن علوم کی اقسام تعداد کیفیت اور حدود میں اضافہ ہو رہا ہے جس کا احاطہ مجھ ایسے کم علم کے لئے نہ ہی ممکن ہے اور نہ ہی ضروری صرف یہ امر ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے کہ کوئی فرد واحد ان تمام علوم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

۱۔ مشمولات علم/دائرہ علوم/نصاب تعلیم/گنجینہ علوم

نصاب کے لغوی معنی سرمایہ' جڑ بنیاد' ترازو کی مٹھو یا تلوار کا قبضہ' معیار' کسوٹی' کھڑی کی گئی چیز اور پڑھائی کا کورس ہے یہاں ہماری مراد نصاب تعلیم سے پڑھائی کا کورس یا گنجینہ تعلیم ہے یعنی وہ امور و علوم جن کی طلباء وطالبات کو تعلیم و تربیت دی جائے۔ انسان اپنی پیدائش کے وقت خالی الذہن ہوتا ہے اور وہ تمام دینی و دنیاوی' ذہنی' علمی و عملی' دستی و مشینی بری و بحری غرضیکہ ہمہ قسم علوم و فنون۔ اس دنیا میں آکر ہی سیکھتا ہے۔ عالم کل تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے بنی آدم کو ودیعت کئے گئے علوم اور ہنروں کی مقدار و تعداد بھی حیطہ تحریر سے باہر ہے منشائے ربانی کے عین مطابق انسانوں کے حسب طلب قیامت برپا ہونے تک ان علوم اور ہنروں میں اضافہ ہوتا رہے گا کل تک وہ معلومات و تفصیلات جو انسانی ذہن کی پہنچ سے باہر تھیں آج تحقیق و تجربہ کی بنیاد پر اس کی پہنچ میں ہیں اسی طرح آج جو علوم اور ہنر انسان کی دسترس سے باہر ہیں۔ آنے والے زمانے میں اپنے

Marfat.com

رب کی مشیت کے تحت طلب و جستجو کی بنیاد پر انسان انکا مالک ہو گا۔ انسانی علم کی کوئی انتہا نہیں ہر آنے والا دن انسان کے علم اور تجربہ میں اضافہ کرتا ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اور ہر قوت انسان کے فائدے کے لے پیدا کی گئی ہے ان سے مستفید ہونے کا اسے نہ صرف حق حاصل ہے بلکہ اللہ تعالی کے نائب ہونے کے ناطے یہ اس کا فریضہ بھی ہے مادہ اور قوت کے علاوہ ہمہ قسم علوم کا خالق و مالک بھی رب کائنات ہی ہے۔ اللہ تعالی کی تخلیقات عیب سے پاک ہوتی ہیں پس کوئی بھی علم اچھایا برا نہیں ہوتا بلکہ اس کا اچھا یا برا استعمال ہی اسے اچھا یا برا بناتا ہے۔ قرآن پاک لوح محفوظ سے اللہ تعالی کی طرف سے انسانوں کی فوز و فلاح اور رہنمائی کے لئے اتاری گئی۔ آخری الہامی کتاب ہے جو قیامت تک انسان کی رہنمائی کرتی رہے گی یہ کتاب گنجینہ علوم ہے۔ جو ہمہ قسم جملہ علوم کا منبع و معدن ہے اور آفاقی سچائیوں کا مخزن ہے۔ کوئی آفاقی سچائی قیامت تک انسان ایسی نہ پائے گا جو قرآن سے متصادم ہو جیسا کہ سورۃ سجدہ میں ارشاد ربانی ہے "باطل نہ سامنے سے اس پر آ سکتا ہے نہ پیچھے سے یہ ایک حکیم و حمید کی نازل کردہ چیز ہے" (حم ۴۲:۴۱) علاوہ ازیں اس لئے بھی کہ قرآن اس (اللہ تعالی) کا قول اور تخلیق کائنات اس کا فعل ہے اور خالق کائنات کے قول و فعل میں تضاد امر محال ہے پس دنیا والے جان لیں کہ قرآن سائنسی سچائیوں کا محافظ و امین ہے اور قیامت تک یہ فریضہ انجام دیتا رہے گا۔

۲۔ دینی تعلیم

دین اسلام اور مذاہب کے برعکس دین اور دنیا میں کوئی تمیز روا نہیں رکھتا اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب میں مذہب کا تعلق عبادت سے متعلق امور سے ہے یعنی ان امور سے جن میں کوئی فرد واحد عبادات گھر میں جا کر اپنے ہادی / رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق عبادت کی رسوم / اعمال انجام دے اور اس طریقہ سے اپنے رب کو راضی کرے۔ انجیل مقدس کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم ہے

"Give to Cyzer what is due to cyze r and give to God what is due to God"

دیگر مذاہب عالم کا بھی یہی حال ہے جہاں دین کو دنیا سے بالکل جدا کر دیا گیا ہے مخلوق کو خالق کے قریب تر ہونے اور اس کو راضی کرنے کے لئے یا تو عبادت گاہوں کا رخ

کرنا پڑتا ہے یا پھر علائق دنیا سے قطع تعلق کر کے جنگلوں میں رہائش اختیار کرنا پڑتی ہے صرف ایسا کر کے ہی وہ اپنے رب کو راضی کر سکتا ہے دین کو دنیا سے جدا کرنا ہر مذہب کا ایک مسلمہ اصول ہے لیکن اس کے برعکس اسلام ایک مذہب نہیں بلکہ دین ہے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا کوئی گوشہ امر یا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو دین کے دائرہ سے باہر ہو یا جس کو ہم دینی امور سے علیحدہ کر کے خالصتاً دنیاوی امور کہہ سکیں قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنوں کو خالصتاً اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے تمام انفرادی اور اجتماعی امور اپنے رب کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق انجام دے اور اپنی معیشت سیاست تعلیم حصول رزق شادی طلاق جنگ دامن اور دیگر تمام امور حتی کہ بول و براز سے فراغت اور خاوند بیوی کے خصوصی تعلقات میں بھی اللہ کے حکامات کی پابندی کرے جب بھی وہ کوئی امر اپنے رب کی رضا کی خاطر انجام دیتا ہے تو وہ امر عبادت کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے پس قرآن کی رو سے انسانی زندگی کے جملہ انفرادی و اجتماعی امور دائرہ دین میں داخل ہیں کوئی معمولی سے معمولی قول و فعل بھی دین کے دائرہ سے باہر نہیں ہے اسلام دین اور دنیا کی تفریق کو تسلیم نہیں کرتا وہ انسان سے کامل سپردگی کا مطالبہ کرتا ہے کامل سپردگی ہی سے ایک انسان کامل مسلم یا مومن کہلاتا ہے۔ جزوی اطاعت ربانی حقیقی اطاعت نہیں ہے جہاں اس کو اختیار ہو کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بعض امور رب کی رضا کے مطابق انجام دے گا اور باقی تمام امور میں من مانے فیصلے کرے گا ایک انسان اپنے تمام انفرادی اور اجتماعی امور شریعت حقہ/مطہرہ کے مطابق انجام دے کر یہ دعویٰ کر سکتا ہے وہ کامل مسلم ہے قرآن پاک اور شریعت مطہرہ چھوٹے بڑے انفرادی اور اجتماعی تمام امور زندگی کے بارے میں ضابطے اور قواعد ہمیں دیتی ہے جس میں تعلیم سے متعلقہ تمام مسائل بھی شامل ہیں انسانی اعمال پر اچھے اور برے نیکی اور بدی اچھائی اور برائی کا فیصلہ حدیث قدسی الاعمال یا بالنیات کے مطابق انسان کے ارادہ/نیت پر ہوتا ہے ریاکاری کی نماز روزہ حج اور زکواۃ کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا ایسی تمام عبادتیں قیامت کے روز انسان کے منہ پر دے کر ماری جائیں گی صرف خلوص نیت سے کئے گئے کام ہی اس روز (قیامت) کچھ وزن رکھیں گے اگر

Marfat.com

کوئی طالب علم فزکس (طبیعات) یا کوئی دوسرا علم احکام الٰہی کی منشا کو پورا کرنے اور تسخیر ارض و سما کے ارادہ سے حاصل کر رہا ہے تو اس کے مطالعہ کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک منٹ داخل عبادت ہے۔

۳۔ وحدانیت / ایمان باللہ

کائنات کی سب سے بڑی اور واضح حقیقت اور حساب کی زبان میں مذاہب عالم کا عاد اعظم یا ان کا نچوڑ وحدانیت یعنی ایک اور صرف ایک ایسی ہستی کا تصور ہے جو ازلی و ابدی ہو کائنات کی خالق و مالک ہو جو ہر قسم کی کمزوری، غفلت، بغض، کوتاہی، مجبوری، والدین اور اولاد سے پاک ہو جس کو کائنات کے ذرے ذرے کا علم اس پر قدرت اور اختیار حاصل ہو وہ ہستی جو رحمان بھی ہو اور رحیم بھی جبار بھی ہو اور قہار بھی اللہ تعالیٰ نے نسل آدم کی اصلاح کے لئے بے شمار پیغمبر اور ان میں سے بعض کے ہمراہ الہامی کتابیں جو انسانیت کے لئے درس نصیحت میں روانہ فرمانے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ خود ہر انسان میں اسی مقصد کے تحت نیکی اور بدی کا شعور پیدا کیا تاکہ اگر کسی انسان تک کسی بھی نبی کی تعلیمات نہ پہنچیں تب بھی وہ نیکی کو اختیار اور بدی سے اجتناب کرے۔ ہر نبی اور پیغمبر نے انہیٰ صفات کی حامل ہستی کو ہر قسم کے نقائص اور عیب سے پاک خالق مالک اور رب تسلیم کئے جانے کا درس دیا ہے اور مذاہب عالم کے اسی مشترکہ تصور کو وحدانیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے پس لازم ہے کہ ہر قسم کی تعلیمات کا آغاز وحدانیت سے کیا جائے۔ یہی تصور وحدانیت ایمان باللہ بھی کہلاتا ہے جو تمام مذاہب کی جڑ اور بنیاد ہے نہ جڑ کے بغیر کسی درخت کا تصور کیا جا سکتا ہے جو اس کو مضبوطی سے تھامے رہے اور سہارا دے اور نہ ہی بنیاد کے بغیر کسی عمارت کا تصور کیا جا سکتا ہے جو ان کو آندھی، طوفان اور بادوباراں سے محفوظ رکھے۔ یہ وسیع و عریض اور ہر دم وسعت پذیر کائنات ایک زندہ حقیقت ہے جس کا تصور اس کے مدبر خالق نقص سے پاک تخلیق اعلیٰ ترین صفات کے حامل منتظم اور اس کی ربوبیت عام کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ نسل انسانی کے آغاز سے آج تک تمام مذاہب عالم کا خلاصہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت ہی رہا ہے ایمانیات کے باقی اجزاء یعنی رسالت، الہامی کتب اور فرشتوں پر ایمان کا انحصار بھی انہی دو اجزائے ایمان پر رہا ہے پس ایمان باللہ کے عالمگیر

تصور کو ذہن انسانی میں راسخ کرنا ہی تعلیم کی اہم ترین ضرورت ہے۔ یہ تصور پختہ ہونے پر باقی اجزائے ایمان کا تصور بھی بتدریج انسانی ذہن میں راسخ کیا جا سکتا ہے۔ پس علم میں اہم ترین درجہ ایمان باللہ ہی کو حاصل ہے۔

وحدانیت/ ایمان باللہ سے مراد ایک ایسی ہستی کا تصور ہے جو کائنات کی خالق و مالک ہے اور جس کو اپنی تخلیق پر پورا اختیار اور کنٹرول حاصل ہے جو کسی اور کی امداد و مشورے کی محتاج نہیں اپنی جملہ تخلیقات کی موت و حیات نفع نقصان اضافہ و تخفیف برائی اور بھلائی سب اس ہستی کے قبضہ قدرت میں ہے جس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ کوئی بیٹا بیٹی جو ہر قسم کی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے پاک ہے اپنی تمام تخلیقات کا روزی رساں ہے۔ اس بنیادی تصور کو قرآن پاک میں بار بار متعدد مقامات پر واضح کیا گیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں اس تصور کو سادہ ترین الفاظ سے واضح کیا گیا اور یہی تصور متعدد دیگر مقامات پر بھی انہی الفاظ میں موجود ہے سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اس رحمان اور رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے" (۲:۱۶۳) اور یہی مضمون سورۃ حم سجدہ میں اس طرح پر بیان فرمایا۔ "اے نبی ان سے کہو میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے۔ لہٰذا تم سیدھے اسی کا رخ اختیار کرو اور اس سے معافی مانگو"

(۴۱:۶) (۳۸:۶۵) (۵۹:۲۳) (۴۳:۸۴) (۳۷:۴) (۲۳:۱۱۶'۱۱۷) (۳۸:۷۰) (۲۶:۲۱۳)
(۲۹:۴۶) (۶:۱۹) (۳:۲) (۲۸:۸۸) (۱۳:۳۰) (۲۰:۲۳) (۳۵:۳۸) (۴۰:۶۵) (۴۰:۶۲)
(۷۳:۹) (۴۴:۸) (۲۰:۸) (۴:۸۷) (۶۴:۱۳) (۲۷:۲۶) (۱۴:۵۲) (۷:۶۰'۶۴) (۱۶:۲۲)
(۱۶:۵۱) (۲۰:۱۴) (۱۸:۱۱۰) (۱۱:۱۴) (۲۰:۱۴) (۲۱:۱۰۸) (۲۱:۲۵) (۲۲:۳۴)

اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کرنے والے اس دنیا میں بہت کم ہیں تاریخ کے ہر دور میں انسان اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک تصور کرتا رہا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین مخاطب مشرکین مکہ بھی اللہ کی ہستی کے منکر نہ تھے لیکن دیگر اقوام کی مانند وہ بھی دین ابراہیمی سے بھٹک گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں دوسری ہستیوں کو شریک گردانتے تھے۔ یا پھر جن کو وہ اس کی بارگاہ میں سفارشی اور رسائی کنندہ خیال کرتے تھے سورۃ الزمر میں اس خیال کی سختی سے نفی کی گئی ہے فرمایا

Marfat.com

(ترجمہ) "(اے نبی) یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف برحق نازل کی ہے۔ لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو۔ دین کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے۔ خبردار دین۔ خالص اللہ کا حق ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں۔ (اور اپنے اس فعل کی توجیہہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو" (۳۹:۲۳) اللہ تعالیٰ نے انسانی آنکھ مادی اشیاء کو دیکھنے کے لئے تخلیق کی ہے غیر مادی اشیاء انسانی آنکھ سے نہیں دیکھی جا سکتیں اللہ تعالیٰ مادی وجود نہیں رکھتا وہ تو نور ہے اور نور کے ملاحظہ سے انسانی آنکھ قاصر ہے۔ پس سورہ الانعام میں فرمایا کہ انسانی آنکھ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی فرمایا (ترجمہ) "یہ ہے اللہ تمہارا خدا اور کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہے ہر چیز کا خالق لہٰذا تم اسی کی بندگی کرو اور وہ ہر چیز کا کفیل ہے نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے" (۶:۱۰۲-۱۰۳) اور سورۃ الحشر کے آخری رکوع میں صفات ہی کا بیان اس انداز میں کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا وہی رحمان اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی امن دینے والا نگہبان سب پر غالب اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا پاک ہے اللہ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں، وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے اس کے لئے بہترین نام ہیں۔ ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے" (۵۹:۲۲-۲۴) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ہر قسم کے رائج شرک کی نفی نہایت ہی خوبصورت اور جامع انداز میں سورۃ اخلاص میں یوں پیش کی گئی ہے فرمایا ترجمہ "کہو وہ اللہ ہے یکتا اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔" (۱۱۲:۱-۴) اور سورۃ البقرہ میں تیسرے پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور اختیارات کا

Marfat.com

جامع ذکر اس انداز میں فرمایا ”وہ زندہ جاوید ہستی جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ نہ سوتا ہے نہ اسے اونگھ لگتی ہے زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی۔ اِلاّ یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے اس کی حکومت، آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لئے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔“ (۲:۲۵۵) اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے اہم ترین صفت خالقیت ہے اس صفت کی مالک کوئی دوسری ہستی اس کائنات میں موجود نہیں ہے اور سورج کو مشرق یا مغرب سے نکالنے کا اختیار بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام جس حکمت سے اس بارے میں دلائل نمرود کو پیش کرتے ہیں وہ سورۃ البقرہ ہی میں بیان فرمائے گئے ہیں(ترجمہ) ”کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا؟ جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی جب ابراہیم نے کہا کہ ”میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے“ تو اس نے جواب دیا۔ ”زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے“ ابراہیم نے کہا۔ ”اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے ذرا مغرب سے نکال لا“ یہ سن کر وہ منکر حق ششدر رہ گیا مگر اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا“ (۲:۲۵۸) اور سورۃ آل عمران میں ہے کہ اللہ کے ایک اور بااختیار ہونے کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے جو کائنات کا خالق و مالک ہے اور جس سے بہتر کوئی شہادت ممکن نہیں ہے علاوہ ازیں یہ شہادت فرشتوں اور صاحبان علم نے بھی دی ہے فرمایا (ترجمہ) ”اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے وہ انصاف پر قائم ہے۔ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں ہے“ (۳:۱۸) اور اسی سورۃ میں اہل کتاب کو مشترک کلمہ وحدت کی دعوت ان الفاظ میں دی گئی (ترجمہ) ”اے نبی کہو! اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی

طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔" اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں" (۳:۶۴) (۹:۳۰،۳۱) (۵:۷۳،۷۶) (۴:۱۷۱) اور یہی بات سورۃ الانعام میں نرالے انداز میں اس طرح پیش کی گئی ہے ترجمہ "اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کی شریک زندگی ہی نہیں ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔" (۶:۱۰۱) (۹:۴) اور سورۃ النحل میں وحدانیت کی ایک قوی دلیل اس طرح بیان کی گئی ہے "پھر کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اور وہ جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے دونوں یکساں ہیں؟ کیا تم ہوش میں نہیں آتے؟ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی درگزر کرنے والا اور رحیم ہے حالانکہ وہ تمہارے کھلے سے بھی واقف ہے اور چھپے سے بھی اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا" (۱۶:۲۰-۲۱) اور سورۃ النحل ہی میں ارشاد ربّانی ہے کہ خدا صرف ایک ہی ہے پس تم دو خدا نہ بنالو اور اسی سے ڈرو فرمایا (ترجمہ) "اللہ کا فرمان ہے کہ دو خدا نہ بنالو خدا تو بس ایک ہی ہے لہٰذا تم مجھ ہی سے ڈرو اسی کا ہے وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور خالصتاً" اسی کا دین (ساری کائنات میں) چل رہا ہے پھر کیا اللہ کو چھوڑ کر تم کسی اور سے تقویٰ کرو گے۔" (۱۶:۵۱) پس ضروری ٹھہرا کہ وحدانیت پر ایمان (عقیدہ) لازمی طور پر سب طلباء/ طالبات کے لئے شامل نصاب کیا جائے۔

۴۔ ایمان بالرسالت/ نبیوں پر ایمان

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے آپ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی پیروی اختیار کرنے یعنی ان کی مطابقت میں عمل کرنے کا حکم ان الفاظ میں یا (ترجمہ) فرمایا "اے محمدؐ کہو! اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا

Marfat.com

نہیں وہی زندگی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرتا ہے امید ہے کہ تم راہ راست پالو گے" (۷:۱۵۸) اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کو وحدانیت یعنی خدا کے ایک ہونے کی تعلیم دی ہر نبی نے اپنے بندہ اور رسول ہونے کی بات کی اس کے باوجود لوگوں نے خدا کے شریک ٹھہرا لئے سورۃ انبیاء میں کہا گیا ہے کہ اے نبی ان سے ان کے اس فعل کے لئے خود ان کی کتابوں سے دلیل طلب کرو فرمایا۔ (ترجمہ) "اے نبی ان سے کہو لاؤ اپنی دلیل یہ کتاب بھی موجود ہے جس میں میرے دور کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور وہ کتابیں بھی موجود ہیں جن میں مجھ سے پہلے لوگوں کے لئے نصیحت تھی مگر ان میں سے اکثر لوگ حقیقت سے بے خبر ہیں اس لئے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔" (۲۱:۲۴-۲۵) اور سورۃ الاحزاب میں لوگوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ بھی اللہ اور فرشتوں کی مانند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجیں فرمایا "اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود سلام بھیجو" (۳۳:۵۶) اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ ان کی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا جو رسول بھی ان کے پاس آئے گا اس پر وہ ایمان بھی لائیں گے اور اس کی امداد بھی کریں گے اللہ تعالیٰ ان کا یہی وعدہ یاد دلا کر ان کی امتوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی پیروی اختیار کرنے کا حکم دے رہا ہے کیونکہ تعلیم بھی وہی ہے جو سابقہ رسول لوگوں کو دیتے رہے ہیں سورۃ آل عمران میں فرمایا (ترجمہ) "یاد کرو اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ "آج میں نے تمہیں کتاب ...... اور حکمت و دانش سے نوازا ہے کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے تو تم کو اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرنی ہو گی" یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا "کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟" انہوں نے کہا "ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔" اللہ نے فرمایا اچھا تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں اس کے بعد

جو اپنے عہد سے پھر جائے وہی فاسق ہے" اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے اے نبی کہو کہ "ہم اللہ کو مانتے ہیں اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ' عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں" (۳:۸۱۔۸۴) اور سورۃ التغابن میں لوگوں کو اس طور سے ہدایت دی گئی ترجمہ "پس ایمان لاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس روشنی پر جو ہم نے نازل کی ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے" (۶۴:۸)

انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "پس جو لوگ انبیاء پر ایمان لے آئے انہیں اللہ نے اپنے اذن سے اس حق کا راستہ دکھا دیا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے۔" (۲:۲۱۳) اور اہل کتاب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت سورۃ المائدہ میں ان الفاظ میں دی گئی ہے (ترجمہ) "اے اہل کتاب ہمارا یہ رسول ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت سے بند تھا۔ تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا سو دیکھو اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آ گیا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے" (۵:۱۹) اہل کتاب حق کو شناخت کر لینے کے باوجود صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں تھے ان کو سورۃ الانعام میں یہ پیغام دیا گیا (ترجمہ) "کہو خدا تو وہی ایک ہے اور میں اس شرک سے قطعی بیزار ہوں جس میں تم مبتلا ہو جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس بات کو اس طرح غیر مشتبہ طور پر پہچانتے ہیں جیسے ان کو اپنے بیٹوں کو پہچاننے میں کوئی اشتباہ پیش نہیں آتا۔ مگر جنہوں نے اپنے آپ کو خود خسارے میں ڈال دیا ہے وہ اسے نہیں مانتے" (۶:۱۹'۲۰) اور عام انسانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان

Marfat.com

لانے کے بارے میں سورۃ الاعراف میں یہ ہدایت فرمائی۔ (ترجمہ) "اے محمدؐ کہو کہ "اے انسانو میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس کی امید ہے کہ تم راہ راست پا لو گے۔" (۷:۱۵۸) اور سورۃ التوبہ کے اخیر میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی (ترجمہ) دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق اور رحیم ہے۔ اب اگر یہ لوگ تم سے منہ پھیرتے ہیں تو اے نبی ان سے کہہ دو کہ میرے لئے اللہ بس کرتا ہے کوئی معبود نہیں مگر وہ اس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ مالک ہے عرش عظیم کا" (۹:۱۲۸، ۱۲۹) ان تمام حوالہ جات سے ایمان بالرسالت (نبیوں پر ایمان) کی اہمیت واضح ہوتی ہے پس ضروری ٹھہرا کہ ایمان بالرسالت کا عقیدہ داخل نصاب کیا جائے۔

۵۔ ملائکہ پر ایمان

ایک مسلم کا جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے ایک ملائکہ پر ایمان بھی ہے۔ کلام پاک میں ۶۰ سے زائد مقامات پر ملائکہ کا ذکر موجود ہے۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "خدا کی طرف سے ان کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے عہد میں وہ صندوق تمہیں واپس مل جائے گا۔ جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے سکون قلب کا سامان ہے جس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں اور جس کو اس وقت فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں اگر تم مومن ہو تو یہ تمہارے لئے بڑی نشانی ہے" (۲:۲۴۸) اور سورۃ البقرہ ہی میں فرشتوں پر ایمان کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں" (۲:۲۸۵) اور اسی بارے میں اسی سورۃ میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو یوم

Marfat.com

آخر کو ملا ئکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے" (۲:۱۷۷) اور اسی سورۃ میں یوں بھی ارشاد فرمایا ترجمہ "جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دی ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے" (۲:۱۶۱) اور یہ بات بھی اسی سورۃ میں فرشتوں کے بارے میں ارشاد فرمائی (ترجمہ) "اگر جبریل سے ان کی عداوت کا سبب یہی ہے تو کہہ دو) کہ جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں اللہ ان کافروں کا دشمن ہے" (۲:۹۹) اور سورۃ آل عمران میں اللہ تعالی کے بارے میں فرشتوں کی شہادت (گواہی) کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے" (۳:۱۸) اور سورۃ آل عمران ہی میں فرشتوں کے بارے میں یوں بھی ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے نبی یاد کرو جب تم مومنوں سے کہہ رہے تھے "کیا تمہارے لئے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے" (۳:۱۲۴) اور فرشتوں ہی کے بارے میں سورۃ الانعام میں یوں بھی ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کیا اب لوگ اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے سامنے فرشتے آ کھڑے ہوں یا تمہارا رب خود آ جائے" (۶:۱۵۸) اور سورۃ الانفال میں فرشتوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور وہ موقع جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے جواب میں اس نے فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لئے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں" (۸:۹) اور سورۃ النحل کے شروع میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "وہ اس روح کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملا ئکہ کے ذریعہ نازل فرما دیتا ہے" (۱۶:۲) اور ملا ئکہ سے پیغام رسانی کا کام لینے کے بارے میں سورۃ الحج میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "حقیقت یہ ہے کہ اللہ (اپنے فرامین کی ترسیل کے لئے) ملا ئکہ میں سے بھی پیغام رسان منتخب کرتا ہے اور انسانوں میں سے بھی اور وہ سمیع و بصیر ہے" (۲۲:۷۵) اور سورۃ الزمر کے اخیر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقے بنائے ہوئے اپنے رب کی حمد تسبیح کر رہے ہوں گے" (۳۹:۷۵) مزید ملاحظہ ہو (۴:۹۷) (۳۸:۷۸) (۳۱:۷۳) (۴:۶۶) (۵:۴۲) (۳۰:۴۱) (۱۳۶:۴) (۸۰:۳) (۳۹:۳) (۴۲:۳) (۴۵:۳) (۷۸:۳)

Marfat.com

(۹۷:۴) (۱۶۶:۴) (۱۷۲:۴) (۱۱۱:۶) (۹۳:۱) (۱۲:۸) (۵۰:۸) (۱۱:۷) (۱۳:۱۲) (۷:۱۵) (۸:۱۵) (۳۰:۱۵) (۴۰:۱۷) (۶۱:۱۷) (۹۲:۱۷) (۹۵:۱۷) (۱۰۳:۲۱) (۲۱:۲۵) (۲۵:۲۵) (۲۲:۲۵) (۴۹:۱۶) (۲۴:۳۳) (۴۳:۳۳) (۵۶:۳۳) (۳۰:۴۱) (۱:۳۵) (۱۵۰:۳۷) (۷۱:۳۸) (۱۴:۴۱) (۵۳:۴۳) (۶۰:۴۳) (۱۹:۴۳) (۲۰:۴۷) (۲۰:۵۳) پس معلوم ہوا کہ ایمانیات کا ایک اہم حصہ ملائکہ پر ایمان لانا بھی ہے جس کا داخل نصاب ہونا ضروری ہے۔

۶۔ ایمان بالآخرۃ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے بعد جس امر پر یقین رکھنا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ آخرت کا تصور ہے اپنی ضروریات کو موٴخر کرتے ہوئے دوسروں کی ضروریات کو پہلے پورا کرنا احسان کہلاتا ہے احسان انسان اس لئے کرتا ہے کہ آخرت کی زندگی میں یہ نیک اعمال اس کے کام آئیں دگرنہ کسی کو کیا پڑی ہے کہ وہ اپنے منہ کا لقمہ، نعمتیں، آسائشیں اور دیگر سہولتیں دوسروں کے حوالہ کرے۔ پس جو شخص آخرت پر ایمان نہیں رکھتا وہ نیکیاں کرنے سے محروم ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام عقیدہ آخرت پر اس قدر زور دیتا ہے سوسائٹی میں نیکی کے جذبات کو پروان چڑھانے کے لئے آخرت پر ایمان ازبس ضروری ہے۔ سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "ہماری نشانیوں کو جس کسی نے جھٹلایا اور آخرت کی پیشی کا انکار کیا اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے" (۷:۱۴۷) (ترجمہ)

اور سورۃ البقرہ کے بالکل شروع میں فرمایا "یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے ان پرہیزگار لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں" (۲:۲-۵) اور جن لوگوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے سورۃ التوبہ میں ان کے بارے میں ارشاد

Marfat.com

فرمایا "کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ ایسا ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب ساز و سامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا تم نہ اٹھو گے تو خدا تمہیں دردناک سزا دے گا" (۹:۳۸٬۳۹) اور اللہ تعالی ظالموں اور آخرت کا انکار کرنے والوں پر سورۃ ھود میں لعنت بھیجتا ہے (ترجمہ) "سنو خدا کی لعنت ہے ظالموں پر ان ظالموں پر جو خدا کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اس کے راستے کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں" (۱۱:۱۸٬۱۹) اور سورۃ یوسف کے اخیر میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تقوی اختیار کرنے والوں کے لئے آخرت کا گھر یقیناً بہتر ہو گا فرمایا (ترجمہ) "پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں ہیں کہ ان قوموں کا انجام انہیں نظر نہ آیا جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں؟ یقیناً آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے اور زیادہ بہتر ہے جنہوں نے (پیغمبروں کی بات مان کر) تقوی کی روش اختیار کی کیا اب بھی تم لوگ نہ سمجھو گے" (۱۲:۱۰۹) (۱۲:۵۶٬۵۷) (۱۳:۲۲)

سورۃ القصص میں ارشاد ربانی ہے کہ آخرت کا گھر ان کے لئے ہے جو دنیا میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ ہی فساد برپا کرتے ہیں فرمایا (ترجمہ) "آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں اور انجام کی بھلائی متقین ہی کے لئے ہے" (۲۸:۸۳) اور سورۃ ابراہیم میں یوم الاخر (آخرت) کی بات ایک جدا انداز میں اسطور سے کی گئی ہے (ترجمہ) "اے نبی میرے جو بندے ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے (راہ خیر میں) خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوست نوازی ہو سکے گی" (۱۴:۳۱) اور سورۃ الروم میں زندگی کے ظاہری پہلو سے ہٹ کر آخرت پر غور و فکر کرنے کی ہدایت اس طور پر فرمائی (ترجمہ) "لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔ کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا" (۳۰:۷) اور چند آیات کے وقفے سے یہی بات ایک جدا انداز میں اس طرح بیان فرمائی (ترجمہ) "اللہ ہی خلق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا پھر اسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے اور جب وہ ساعت برپا ہو گی اس دن مجرم ہک دک رہ جائیں گے جس روز وہ ساعت

Marfat.com

برپا ہو گی اس دن (سب انسان) الگ گروہوں میں بٹ جائینگے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہ ایک باغ میں شاداں و فرحاں رکھے جائیں گے اور جنہوں نے کفر کیا ہے اور ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ہے وہ عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے" (۳۰:۱۲-۱۶) اور سورۃ مومن میں عقیدہ آخرت کے بارے میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "وہ شخص جو ایمان لایا تھا بولا "اے میری قوم کے لوگو! میری بات مانو میں تمہیں صحیح راستہ بتاتا ہوں۔ اے قوم یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے ہمیشہ کے قیام کی جگہ آخرت ہی ہے" (۴۰:۳۸،۳۹) اور سورۃ قیامہ میں تہدید کے انداز میں فرمایا کہ لوگ حصول دنیا میں منہمک ہو کر آخرت کا خیال چھوڑ دیتے ہیں جو کہ عین حقیقت ہے فرمایا (ترجمہ) ہرگز نہیں اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی حاصل ہونے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو" (۷۵:۲۰،۲۱) اور اسی سورۃ کے آغاز میں قیامت کا ذکر اس انداز میں کیا گیا ہے (ترجمہ) "پوچھتا ہے "آخر کب آنا ہے وہ قیامت کا دن؟" پھر جب دیدے پتھرا جائیں گے اور چاند بے نور ہو جائے گا اور چاند سورج ملا کر ایک کر دیئے جائیں گے اس وقت یہی انسان کہے گا "کہاں بھاگ کر جاؤں؟ ہرگز نہیں وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہو گی" (۷۵:۶-۱۲) اور سورۃ الاعراف میں بنی اسرائیل کو ان کا یہ عہد کہ وہ اللہ کے نام پر صرف حق بات کہیں گے یاد دلا کر فرمایا کہ آخرت کی قیام گاہ تو صرف خدا ترس لوگوں کے لئے ہے فرمایا (ترجمہ) "کیا ان سے کتاب کا عہد نہیں لیا جا چکا ہے کہ اللہ کے نام پر وہی بات کہیں گے جو حق ہو؟ اور یہ خود بھی پڑھ چکے ہیں جو کتاب میں لکھا ہے آخرت کی قیام گاہ تو خدا ترس لوگوں کے لئے ہی بہتر ہے. کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھتے" (۷:۱۶۸،۱۶۹) (۱۵:۳) (۱۳۴:۴) (۳۸:۹) (۱۴:۱۱)

(۱۰۹:۱۲) (۲۶:۱۳) (۱۹:۱۷) (۲۱:۱۷) (۳۶:۱۸) (۲۷:۳۶) (۴۰:۳۸) (۲۰:۴۲) (۳۶:۴۷)

(۴:۹۳) (۱۶-۱۹:۸۷) (۳۵:۴۳) (۶۴:۲۹) پس ایمان بالآخرت کا شامل نصاب ہونا انتہائی ضروری ہے

۷۔ الہامی کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان کے علاوہ الہامی کتابوں پر ایمان بھی

Marfat.com

اجزائے ایمان میں سے ایک اہم جز ہے۔ خود رسول بھی اپنی زندگی میں الہامی کتاب کی ہدایات کے پابند ہوتے ہیں اور ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دکھانا ہی ان کی زندگی کا اہم ترین مقصد ہوتا ہے تاکہ لوگ اس پیغام اور تعلیم کی حقانیت کے عملی نفاذ کو بچشم خود ملاحظہ کر سکیں اور اس پر عمل پیرا ہونے ہی کو اپنی دینی و دنیاوی زندگی کی کامیابی کی ضمانت تصور کریں۔ موجودہ دور، زمانہ حال میں موجود تمام الہامی کتابوں یعنی تورات، زبور، انجیل اور قرآن پاک کو اللہ کا کلام تصور کریں ان میں سے کسی ایک کے انکار سے بھی کفر لازم آتا ہے سب رسول اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور ان سب کی بنیادی تعلیمات بھی ایک ہی ہیں لیکن وقت جگہ انسانی ضروریات، جغرافیائی و تمدنی حالات، اور قوموں کے رسوم اور رواج کے اختلافات کی بناء پر زمانے کا جو تقاضہ تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا آخر میں پوری دنیائے انسانیت کے لئے قرآن پاک کے ذریعہ شریعت محمدی کا نفاذ عمل میں آیا پس قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک کے لئے اور تمام اقوام عالم کے لئے ہے جس طرح کسی قوم میں طرز حکومت اور بنیادی قومی اداروں میں تبدیلی کئے بغیر مروجہ قوانین زمانہ کے تعصبات اور سیاسی سماجی معاشی تہذیبی اور تمدنی ضروریات کی تبدیلی کا ساتھ دینے کے لئے ملکی قوانین تبدیل ہوتے رہتے ہیں اسی طرح اور انہی ضروریات کے پیش نظر الہامی شریعتوں میں بھی تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ غذا رہائش اور لباس کی انسانی ضروریات جگہ وقت اور موسمی حالات کے تبدیل ہونے پر تبدیل ہوتی رہی ہیں پس ان امور کے بارے میں مختلف شریعتوں کا اختلاف بنیادی نہیں جزوی اور ثانوی ہے۔ شریعتوں کا یہ معمولی اختلاف بعض صورتوں میں من گھڑت بھی ہے جس کو لوگوں نے اپنی سہولت کے پیش نظر رواج دیا اور اور بعض صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے بطور سزا کچھ پابندیاں عائد کر دیں تورات میں قربانی کے سخت احکامات اس کی عمدہ مثال ہیں توریت کے کسی حکم کے تحت شریعت موسوی میں اونٹ کا گوشت حرام نہیں لیکن ان کے ایک نبی نے جب کسی منت کے تحت اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا تو تقلیداً امت نے بھی اس کا استعمال ترک کر دیا شادی پیدائش اور موت پر خوشی اور غمی کے اظہار کا طریقہ مختلف شریعتوں میں مختلف رہا ہے لیکن یہ عادتوں اور رسوم و رواج کا سماجی اختلاف ہے

Marfat.com

کوئی بنیادی اختلاف نہیں۔ جبکہ وحدانیت تخلیق کائنات اللہ تعالی کی صفات قیامت روز جزاء جنت دوزخ وغیرہ کے تصورات بنیادی تصورات ہیں جن میں کسی شریعت میں کوئی اختلاف نہیں اسی بارے میں قرآن پاک کے آغاز ہی میں یعنی سورۃ البقرہ کے بالکل شروع میں تمام الہامی کتابوں پر ایمان لانے کی ہدایت یوں فرمائی (ترجمہ) "جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔" (۲:۴'۵) اور اسی سورۃ میں چند آیات کے فاصلے پر قرآن کے من جانب اللہ ہونے پر شک کرنے والوں کو اس انداز میں چیلنج کیا فرمایا (ترجمہ) "اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس کی مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ اور اپنے سارے ہمنواؤں کو بلا لو ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔ لیکن اگر تم نہ کیا اور یقیناً" کر بھی نہیں کر سکتے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے اینٹ اور پتھر جو مہیا کی گئی ہے منکرین حق کے لئے۔" (۲:۲۳'۲۴) اور سورۃ النساء میں رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تم کو معلوم نہ تھا اور اس کا فضل تم پر بہت ہے۔" (۴:۱۱۳) اور قرآن پاک کے من جانب اللہ ہونے کا انکار کرنے والے بنی اسرائیل سے سورۃ الانعام میں اس طرح سوال فرمایا (ترجمہ) "ان لوگوں نے اللہ کا بہت غلط اندازہ لگایا جب کہا کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا ہے۔ ان سے پوچھو پھر وہ کتاب جسے موسیٰ لایا تھا جو تمام انسانوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی جسے تم پارہ پارہ کر کے رکھتے ہو۔ کچھ دکھاتے ہو اور بہت کچھ چھپا جاتے ہو جس کے ذریعہ سے تم کو وہ علم دیا گیا جو نہ تمہیں حاصل تھا اور نہ تمہارے باپ دادا کو آخر اس کا نازل کرنے ولا کون تھا؟ ۔ بس اتنا کہہ دو کہ اللہ پھر انہیں اپنی دلیل بازیوں سے کھیلنے کے لئے چھوڑ دو (اسی کتاب کی طرح) یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بڑی خیرو برکت والی ہے۔ اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے آئی تھی۔" (۶:۹۱'۹۲) (۲۸:۴۸۔۵۰) (۳۹:۵۶۔۵۹) اور قرآن کے من

Marfat.com

جانب اللہ ہونے کے بارے میں سورۃ یونس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا، ترجمہ: "اب اگر تجھے اس ہدایت کی طرف سے کچھ بھی شک ہو جو ہم نے تجھ پر نازل کی ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لے جو پہلے سے کتاب پڑھ رہے ہیں فی الواقع یہ تیرے پاس حق ہی آیا ہے تیرے رب کی طرف سے لہٰذا تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو اور ان لوگوں میں نہ شامل ہو جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا ہے ورنہ تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا" (۱۰:۹۴-۹۵) (۱۳:۴۳-۴۴) اہل کتاب میں سے بعض لوگ قرآن کے نازل ہونے پر خوش تھے اور کچھ لوگ اس کی (قرآن) بعض باتوں کو نہیں مانتے تھے سورۃ الرّعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تم کہہ دو کہ مجھے صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے فرمایا، ترجمہ: "اے نبی جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ اس کتاب سے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے خوش ہیں اور مختلف گروہوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے تم صاف کہہ دو کہ مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں" (۱۳:۳۶) اور بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کے بارے میں سورۃ القصص میں ارشاد فرمایا، ترجمہ: "جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ "ہم اس پر ایمان لائے یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم تو پہلے ہی سے مسلم ہیں۔" یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوبارہ دیا جائے گا اس ثابت قدمی کے بدلے جو انہوں نے دکھائی۔" (۲۸:۵۲-۵۴)

قرآن پاک میں سورۃ آل عمران (۳:۶۴) النساء (۴:۱۷۱) سورۃ المائدہ (۵:۷۳-۷۶) اور سورۃ التوبہ ۳۱ و ۳۰:۹) میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے اور مومنوں کے درمیان کسی کلمہ مشترک پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی ہے پس ضروری ہے کہ تمام الہامی کتابوں اور ان کی لائی ہوئی شریعتوں کا احترام کیا جائے اور ان میں سے کسی کا بھی انکار نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہی عدل و انصاف اور سلامتی کی راہ ہے اور یہی اقوام عالم کے درمیان محبت عدل احسان اور رواداری کی بنیاد بھی ہے۔ اپنے اپنے نبی کی شریعت پر کامل ایمان اور اپنے نبی کی مطابقت اقوام عالم کو امن کی ضمانت فراہم کر

Marfat.com

سکتی ہے۔ پس الہامی کتابوں پر اعتراضات سے پرہیز کیا جائے۔

۸۔ نماز/صلوٰۃ

خلاقِ عالم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا یعنی یہ کہ وہ اپنے معبود حقیقی کے احکامات بجا لائیں اور اس کے احکامات سے سرتابی نہ کریں انسان کے لئے معبود کے سامنے اپنی عبدیت کے اظہار کا سب سے اہم ذریعہ صلوٰۃ یعنی نماز ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ صلوۃ (نماز) کا ذکر قرآن پاک میں ستر سے زائد مرتبہ کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کو انسان اپنے رب کے عطا کردہ علم کی بنا پر شناخت کرتا ہے مالک حقیقی کی شناخت کے بعد انسان کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے تمام احکامات بلا چون و چرا بجا لائے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اپنی عبدیت کے اظہار کا سب سے بہتر اور اہم ذریعہ/طریقہ نماز ہی ہے جو کہ اس (انسان) کے حاصل کردہ علم کا بھی اہم ترین تقاضہ ہے۔ نیکی کے کام مومن اور کافر دونوں ہی کرتے ہیں لیکن ان کے درمیان عملی اختلاف نماز ہی کا ہے پس معلوم ہوا کہ مومن اور کافر کے درمیان وجہ امتیاز نماز ہی ہے جس کا تواتر کے ساتھ ترک کرنا مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے پس کتاب اللہ اور رسول اللہ صلعم کے احکامات کا عملی تقاضہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نماز کو کبھی بھی اور کسی حالت میں بھی مستقل طور پر ترک نہ کرے اگر ایسا کرے گا تو دائرہ اسلام سے خارج متصور ہو گا۔ نماز کی فرضیت کا انکار کئے بغیر کسی مجبوری غفلت، کوتاہی کی بنا پر کچھ عرصہ کے لئے نماز ترک کرنے کا معاملہ بالکل جدا ہے کیونکہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی قابل مواخذہ ہونے کے ساتھ ساتھ قابل معافی بھی ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صل اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے آگاہی عمل کی متقاضی ہے اور ہمہ قسم اعمال میں ممتاز ترین درجہ نماز کو حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے اس حکم کی جس قدر تکرار کی ہے اسی قدر اس کا درجہ اعمال میں بلند ہے یعنی کہ بلند ترین ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔ (۵۱:۵۶) اور عبادت میں اعلیٰ ترین مقام

Marfat.com

صلوٰۃ (نماز) ہی کو حاصل ہے جس کا حکم اس قدر تکرار کے ساتھ دیا گیا ہے اظہار عبودیت کا اس سے بہتر کوئی طریقہ انسانی علم میں نہیں ہے جس میں کہ انسان اظہار عجز کے لئے اپنے خالق و مالک کے رو برو بار بار اپنی پیشانی زمین پر ٹکاتا ہے زندگی کے اہم ترین اور نازک ترین لمحات میں بھی اس حکم پر عملدر آمد نہ ہی ساقط ہو سکتا ہے اور نہ ہی موخر کیا جا سکتا ہے پس والدین علماء و اساتذہ کا بچوں کے بارے میں اہم ترین فریضہ بھی یہی ہے کہ ان کو نہ صرف اس امر (نماز) کی ترغیب دی جائے بلکہ ان کی اس بارے میں عملی تربیت بھی کی جائے اور باقاعدگی سے نماز ادا کرنے کی عادت بھی ڈالی جائے۔ نماز (صلوۃ) کے کثیر احکامات میں سے صرف چند اہم ترین مقامات کا تذکرہ مقصود ہے فرضیت نماز کے بارے میں سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ" (۲:۴۳) اور اسی بارے میں سورۃ النور میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا" (۲۴:۵۶) (۴۲:۳۸) (۳۵:۱۸) (۲۲:۷۷) (۶:۷۲) (۴:۷۷) (۲:۱۱۷) (۲:۱۱۰) اور اپنے اہل و عیال کو نماز کی تلقین کے بارے میں سورۃ طٰہٰ کے اخیر میں ارشاد فرمایا۔ (ترجمہ) "اپنے اہل و عیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔" (۲۰:۱۳۲) اوقات نماز کے بارے میں سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا "نماز قائم کرو۔ زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو کیونکہ قرآن فجر مشہود ہوتا ہے۔" (۱۷:۷۸) (۲۰:۱۳۰) اور اسی بارے میں سورۃ ھود میں ارشاد فرمایا۔ "اور دیکھو۔ نماز قائم کرو۔ دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر درحقیقت نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہے یہ ایک یاد دہانی ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کو یاد رکھنے والے ہیں۔" (۱۱:۱۱۴) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی یعنی نماز برائیوں کو دور کر دیتی ہے اور اسی بارے میں اکیسویں پارے کے شروع میں سورۃ العنکبوت میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے نبی تلاوت کیا کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو یقیناً" نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔"

(۲۹:۴۵) (۱۷:۱۱۰) (۳۴:۴۵)

نماز کی اہمیت کے بارے میں سورۃ الجمعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ جب پکارا جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو شاید کہ تمہیں فلاح نصیب ہو جائے۔“ (۶۲:۹'۱۰) اور مشکل ترین اوقات میں صبر اور نماز سے مدد لینے کا حکم سورۃ البقرہ میں اس طرح ارشاد فرمایا۔ (ترجمہ) ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز سے مدد لو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“ (۲:۱۵۳) (۲:۴۵) اور سورۃ فاطر میں نماز کو کو ایک ایسی تجارت قرار دیا گیا ہے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہے اور ہرگز کوئی خسارہ نہیں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں یقیناً“ وہ ایک ایسی تجارت کے متوقع ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہو گا“ (۳۵:۲۹) جن گھروں میں دن رات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ان کے بارے میں سورۃ النّور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) ”ان میں ایسے لوگ صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں جنہیں تجارت و خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز و ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرانے کی نوبت آ جائے گی“ (۲۴:۳۷)

سورۃ الحج میں بااختیار حکمرانوں کے فرائض منصبی کا ذکر کیا گیا ہے انہیں اذکار میں نماز کا حکم بھی موجود ہے ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے“ (۲۲:۴۱) نماز کا حکم مسلمانوں کے علاوہ سابقہ امتوں کو بھی دیا گیا تھا سورۃ البینہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) ”اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یک سو ہو کر نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح و درست دین ہے“ (۹۸:۵) (۹:۱۱) (۸:۲-۴)(۴:۱۶۲)

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ الکوثر میں نماز کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔ (ترجمہ) (اے نبی) ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا بس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔" (۳۔۱:۱۰۸) عدم توجہی بے رغبتی، غفلت، اوقات کی پابندی کے بغیر اور عجلت کے ساتھ نماز ادا کرنے والوں کو سورۃ الماعون میں نماز سے غافل اور تباہی کے حقدار قرار دیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں۔" (۷۔۴:۱۰۷)

قرآن پاک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز تہجد کا حکم دیا گیا یہ حکم عام مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ خاص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا سورۃ المزمل کے شروع میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو۔ یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو۔" (۳۔۱:۷۳) نماز ادا نہ کرنے والوں کے لئے دوزخ کی وعید سورۃ المدثر میں ان الفاظ میں کی گئی ہے (ترجمہ) "ہر شخص اپنے کسب کے بدلے رہن ہے دائیں بازو والوں کے سوا جو جنتوں میں ہونگے وہ مجرموں سے پوچھیں گے "تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی" وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی باتیں بنانے لگتے تھے۔ اور روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز سے سابقہ پیش آ گیا۔" (۷۴:۴۸۔۴۷) (۱۸:۳۷) (۲۲:۴۸) (۷۵:۳۱۔۳۵) (۹۶:۸۔۱۵) (پس معلوم ہوا کہ نماز کی تعلیم اور عملی تربیت متعلمین کے لئے اشد ضروری ہے لہٰذا اس کا داخل نصاب کیا جانا ضروری ہے۔

۹۔ قرآن کی تعلیم

صاحبان علم نے لفظ قرآن کے مختلف مادے بیان کئے ہیں لیکن زیادہ تر علماء کا خیال ہے کہ لفظ قرآن قراء سے مشتق ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں پس قرآن کے معنی ہوئے وہ چیز جو پڑھی جائے چونکہ یہ کتاب (قرآن) بار بار اور بکثرت پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کا نام قرآن رکھا گیا۔ یہ کتاب نوع انسان کے لئے رشد و ہدایت کا

سرچشمہ ہے افراد اور اقوام عالم کی اصلاح کے لئے اس میں رہنما اصول بیان ہوئے ہیں یہ خالق کائنات کی طرف سے اس کے بندہ اور حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل امین کی معرفت ۲۳ سال کے عرصہ میں آج سے تقریباً" سوا چودہ سو سال پیشتر ملک عرب کے دو شہروں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی یہ کسی بھی قسم کی تحریف یا قطع برید یا اضافہ سے محفوظ ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خالق کائنات نے اٹھایا ہے اس میں بیان کردہ مضامین عقائد بھی ہیں اور عبادات بھی معاملات بھی ہیں اور اخلاقیات بھی قصص بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب بھی عجائبات بھی ہیں پیشگوئیاں بھی اور اہم سائنس اصول بھی یہ لوگوں کے لئے خوشخبری بھی ہے اور ڈراوا بھی اس میں قوموں کی ترقی کے اصول بھی ہیں اور ان کے عروج و زوال کی داستانیں بھی غرضیکہ انسانی فوز و فلاح کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو اس میں بیان نہ کیا گیا ہو ہدایت کا سرچشمہ یہ کتاب قیامت تک تمام زمانوں اور کرہ ارض کے تمام علاقوں میں اقوام عالم کے لئے رہنمائی مہیا کرتی رہے گی اس کا پڑھنا باعث ثواب اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا دین و دنیا کی بھلائی کی ضمانت اور آخرت میں باعث نجات ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور وہی اس کا محافظ ہے اس بارے میں سورۃ الحجر میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "رہا یہ ذکر" تو اس کو ہم نے نازل کیا اور ہم خود ہی اس کے نگہبان ہیں" (۱۵:۹) اور اس کے پڑھنے کو آسان بنانے کے بارے میں سورۃ المزمل میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "پس جتنا قرآن پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو" (۷۳:۲۰) اور احتیاط کے بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "پس جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔" (۱۶:۹۸) اور اسی سورۃ میں دو آیات کے بعد اس (قرآن) کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح القدس کی معرفت بتدریج ایمان لانے والوں کے ایمان کو پختہ کرنے ان کو سیدھی راہ بتانے اور ان کو فلاح و سعادت کی خوشخبری دینے کے لئے نازل کئے جانے کا ذکر اس طور سے فرمایا (ترجمہ) "یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم یہ قرآن خود گھڑتے ہو اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ حقیقت سے ناواقف ہیں۔ ان سے کہو کہ اسے تو روح القدس نے ٹھیک ٹھیک میرے رب کی طرف سے بتدریج نازل کیا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کے ایمان کو پختہ کرے

Marfat.com

اور فرمان برداروں کو زندگی کے معاملات میں سیدھی راہ بتائے اور انہیں فلاح و سعادت کی خوشخبری دے۔" (۱۶:۱۰۱'۱۰۲) اور قرآن کے منجانب اللہ نازل ہونے پر ایک مضبوط دلیل اس میں اختلاف بیانی کا نہ ہونا قرار دیا جس کا اظہار قرآن پاک کے مضامین پر غور و فکر سے ہوتا ہے اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی۔" (۴:۸۲) اور اسی مضمون کو سورۃ محمدؐ میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا یا دلوں پر ان کے قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ (۴۷:۲۴)

سورۃ الاعراف کے آخر میں وحی الٰہی (قرآن) کو بصیرت کی ہدایت اور رحمت کی روشنی قرار دیا اور فرمایا (ترجمہ) "ان سے کہو کہ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب نے میری طرف بھیجی ہے یہ بصیرت کی روشنیاں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو اسے قبول کریں۔ جب قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے۔" (۷:۲۰۳'۲۰۴) اور سورۃ یونس میں اسی قرآن کو نصیحت دلوں کے امراض کی شفا رہنمائی اور لوگوں پر اللہ کا فضل اور رحمت اور سب چیزوں سے بہتر قرار دیا۔ اور یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "لوگوں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کرلیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے اے نبی کہو کہ "یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہئے یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں" (۱۰:۵۷'۵۸) اور سورۃ یٰسین میں قرآن پاک کو شعر و شاعری سے ماوراء ایک ایسی نصیحت قرار دیا گیا جو واضح اور صاف ہے جو خبردار کرتی ہے اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم کرتی ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا ہے اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب تاکہ وہ ہر اس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم ہو جائے"۔

Marfat.com

(۷۰-۲۹:۳۶) اور قرآن پاک کے من جانب اللہ ہونے پر تمام شکوک و شبہات و اعتراضات کے جواب میں معترضین کو سورۃ واقعہ میں اجرام فلکی کے محکم اور مضبوط نظام کو بطور شہادت پیش کر کے فرمایا کہ جیسا یہ نظام (فلکی) مضبوط و محکم ہے ویسا ہی مضبوط و محکم یہ کلام (قرآن) بھی ہے کیونکہ جس خالق نے وہ نظام بنایا ہے اسی نے یہ کلام (قرآن) بھی نازل کیا ہے یہ ان تمام شکوک و شبہات اور اعتراضات کا مثبت و محکم جواب ہے جو قرآن اور صاحب قرآن پر پیش کئے جا رہے تھے اس آیت میں تاروں اور سیاروں کے مواقع سے مراد غالباً ان کے مقامات ان کی منزلیں اور ان کے مدار ہیں اور قسم بمنزلہ شہادت ہے اس بارے میں سورۃ واقعہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے مواقع کی اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں ثبت جسے مطہرین کے سوا کوئی نہیں چھو سکتا یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے پھر کیا اس کلام کے ساتھ تم بے اعتنائی برتتے ہو اور اس نعمت میں اپنا حصہ تک رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے ہو" (۵۶:۷۵-۸۲) آخر میں کلام (قرآن) سے بے اعتنائی برتنے والوں کو سرزنش کی گئی ہے مندرجہ بالا تمام آیات سے ظاہر ہے کہ قرآن جو اللہ کا کلام ہے اور ملاء اعلیٰ میں کائنات کی محفوظ ترین اور جامع ترین کتاب (ام لکتاب) میں مندرج ہے اور جس کو مطہرین کے علاوہ کوئی چھو بھی نہیں سکتا جو محمد صل اللہ علیہ وسلم پر جبریل امین کی معرفت اللہ ہی کا نازل کردہ کلام ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت و رحمت روشنی اور بصیرت ہے اللہ کا فضل اور اسکی رہنمائی ہے جو دلوں کے امراض کی شفاء ہے اور شعر و شاعری سے ماوراء ایک ایسی نصیحت ہے جو صاف اور واضح ہے مضبوط و محکم ہے۔ (ان حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ قرآن ناظرہ اس کا ترجمہ و تفسیر و تفہیم کی تعلیم نصاب کا ایک ضروری حصہ ہونا چاہئے۔

۱۰۔ شریعت کا علم

لفظ شریعت سے مراد قانون اسلام ہے یعنی وہ قانون جو حق تعالیٰ نے بندوں کے واسطے مقرر فرمایا اور جس پر عمل پیرا ہونا دنیاوی و اخروی کامیابی کے لئے شرط اول ہے یعنی ایسا طریقہ یا راستہ جو اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا ہے۔ اور جس پر اس کے آخری پیغمبر صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے عمل پیرا ہو کر دکھایا ہو اور جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتا ہو پس لوگوں کے لئے ان کے رب کی طرف سے عقیدہ اور عمل کی شاہراہ کو شریعت کا نام دیا جاتا ہے زمانہ اور تمدن کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ لوگوں کے اعتقادات بود و باش جغرافیائی حالات رسوم و رواج اور تمدنی تقاضوں میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہی ہیں پس کسی ایک قوم کی ان ہی ضروریات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء علیہم السلام کو مختلف شریعتیں دیکر مختلف قوموں کی طرف مبعوث فرمایا ان شریعتوں کے احکامات سے آگاہی قوم کے تمام افراد کے لئے ضروری تھی پس تمام اقوام عالم نے اپنی شریعت کے احکامات کو اپنے قومی نظام تعلیم کا ایک حصہ بنایا اور نصاب تعلیم میں داخل کیا اس بارے میں سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”ہم نے تم (انسانوں میں) سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی اگرچہ تمہارا خدا چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا لیکن اس نے یہ اس لئے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے“ (۵:۴۸) اور سورۃ الشوریٰ میں مومنوں کے لئے کتاب اور میزان نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔ یہاں میزان سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت ہے جو ترازو کی طرح تول کر صحیح اور غلط حق اور باطل نیکی و بدی ظلم و عدل کا فرق واضح کر دیتی ہے ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”وہ اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ یہ کتاب اور میزان نازل کی ہے اور تمہیں کیا معلوم شاید کہ فیصلے کی گھڑی قریب ہی آ لگی ہو۔“ (۴۲:۱۷) اور سورۃ الجاثیہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شاہراہ یعنی شریعت پر قائم کرنے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا (ترجمہ) ”اس کے بعد اب اے نبی ہم نے تم کو دین کے معاملے میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر قائم کیا ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور ان لوگوں کو خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے اللہ کے مقابلے میں وہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آ سکتے“ (۴۵:۱۸-۱۹) (۹:۱۱۵) ان آیات سے متصل پہلی دو آیات میں بنی اسرائیل کو کتاب حکم اور نبوت عطا کئے جانے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا (ترجمہ) ”اس سے پہلے بنی اسرائیل کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تھی ان کو ہم نے عمدہ سامان زیست سے نوازا دنیا بھر کے لوگوں پر انہیں فضیلت عطا کی اور دین کے معاملے انہیں واضح ہدایات دے دیں“ (۴۵:۱۶-۱۷) پس

Marfat.com

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ مختلف قوموں کے لئے ان کے حالات اور ضروریات کے مطابق مختلف شریعتیں ان کے عمل پیرا ہونے کے لئے نازل فرمائیں شریعت ہی اصل دین ہے اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے لوگوں میں اس کا ابلاغ انتہائی ضروری ہے جس کے بغیر اس پر عملدرآمد امر محال ہے۔ پس ضروری ٹھہرا کہ شریعت کے احکامات کو قوم کے نصاب تعلیم کا ایک اہم جزو بنایا جائے اور اس پر عمل کرایا جائے۔

۱۔ فقہ

فقہ سے مراد دین اسلام کی وہ تفصیلات ہیں جو علماء فقہائے دین قرآن پاک احادیث و سنت و نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مختلف دینی و دنیاوی مسائل کے حل کے لئے مرتب کرتے ہیں۔ اس وقت دنیائے اسلام بالعموم پانچ مختلف فقہوں میں تقسیم ہے یعنی فقہ حنفی جو امام ابوحنیفہ رحمتہ الہ علیہ کی مرتب کردہ ہے فقہ مالکی جو حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی تیار کردہ ہے فقہ شافعی جو حضرت امام شافعی نے مرتب فرمائی اور فقہ حنبلی جو حضرت امام حنبل کی تیار کردہ ہے اور فقہ جعفری جو حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کی مرتب کردہ ہے۔ یوں تو تمام مختلف فقہی مسالک کے لوگ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن ہر اسلامی ملک میں ایک یا دو مختلف فقہی مسالک پر عمل پیرا لوگ زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ہر شخص کے لئے نہ ہی یہ ضروری ہے اور نہ ہی ممکن کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کرکے اور اختلافی مسائل کو سمجھ کر ہر مسئلہ میں اپنی رائے قائم کرے۔ دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کے لئے مختلف دینی و دنیاوی مسائل میں جو جزئیات و تفصیلات درکار ہیں ان کو حسب پسند کسی ایک فقہی مسلک سے منسلک ہو کر ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔ تمام فقہی مسالک میں کوئی بنیادی فرق موجود نہیں ہے صرف انسانی مزاج میں اختلاف کی بناء پر ہر مسئلہ کی جزئیات اور کسی حکم پر عملدرآمد کے طریق کار مختلف ہیں۔ پانچوں فقہا قابل عزت و احترام ہیں انسانی مزاج اور افتاد طبع میں اختلاف کے باعث مختلف فقہ وجود میں آئی ہیں۔ ہر شخص اپنی عقل سمجھ اور افتاد طبع کی روشنی میں کسی بھی ایک فقہ پر بلا کھٹکے عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ مختلف انسانی طبقوں کے باعث اختلاف رائے ناگزیر ہے اور

Marfat.com

اس بناء پر اختلاف رائے کو رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے رحمت قرار دیا ہے اپنی کم عقلی کے سبب اس رحمت کو زحمت بنانا درست نہیں ہے دین کی سمجھ پیدا کرنے کے سلسلہ میں سورۃ توبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی باہر نکل کھڑے ہوتے مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقہ کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے پرہیز کرتے" (۹:۱۲۲) اس آیت سے واضح ہوتا ہے دین کی تفصیلات (فقہ) کا علم تمام مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں ہے تاہم مسلمانوں کی ہر ہر بستی اور علاقہ میں چند فقہا کا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ حاجت مند لوگوں کی بوقت ضرورت رہنمائی کر سکیں۔ پس ضروری ٹھہرا کہ دین کی خصوصی تعلیم حاصل کرنے والے متعلمین کو شریعت اور فقہ کی خصوصی تعلیم دی جائے تاکہ وہ ہر ہر بستی میں لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔

۱۲۔ راستوں' پہاڑوں' دریاؤں' میدانوں کا علم (جغرافیہ)

ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک آنے اور جانے کے لئے سڑکوں اور راستوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے تاکہ لوگ باسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جا سکیں۔ یہ راستے اچھی یا بری حالت میں تاریخ کے ہر دور میں موجود رہے ہیں بالعموم سمندروں اور دریاؤں اور پہاڑوں کے ساتھ ساتھ ملکی سرحد کے ساتھ ساتھ جنگلات اور صحراؤں کے درمیان سے بھی موجودہ دور میں سڑکیں گزاری جاتی ہیں یہ سڑکیں ملک کے اندر گاؤں دیہات اور شہروں کو بھی ایک دوسرے ملاتی ہیں ان کی علاوہ آب و ہوا بارش معدنیات جنگلات ملکی تقسیم اور حیوانات اور پیداوار وغیرہ یہ سب امور علم جغرافیہ کا ایک اہم حصہ ہیں ان میں سے اکثر کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے کرہ ارض پر راستوں کی موجودگی کو قرآن پاک میں اللہ تعالی کی نشانیاں اور اس کا ایک احسان قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان کے ذریعہ نہ صرف سفر آسان ہوتا ہے بلکہ ملکی اور غیر ملکی تجارت کو بھی فروغ حاصل ہوتا ہے ان راستوں سڑکوں کے بارے میں سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے اور

Marfat.com

اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ مختلف قسم کی پیداوار نکالی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کے لئے" (۲۰:۵۳،۵۴) آیت نمبر ۵۳ میں راستوں کے علاوہ بارش اور پھر اس کی مدد سے کھیتی حیوانات اور پیداوار کا بھی ذکر فرمایا یہ سب جغرافیہ سے متعلقہ امور ہیں جو کہ انسانی علوم میں سے ایک اہم علم ہے جس کا جاننا اور حاصل کرنا انسانوں کے لئے ضروری ہے اور یہی مضمون سورۃ الانبیاء میں ایک سائنسی حقیقت کے طور پر اس طرح بیان فرمایا (ترجمہ) "ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں شاید کہ لوگ اپنا راستہ معلوم کر لیں" (۲۱:۳۱) اور یہی بات سورۃ النحل میں اس طرح بیان فرمائی ترجمہ "اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین تم لوگوں کو لے کر ڈھلک نہ جائے اس نے دریا جاری کئے اور قدرتی راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ اس نے زمین میں راستہ بنانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں" (۱۶:۱۵،۱۶) (۴۵:۱۸) ان آیات میں بھی راستے اور ان کو بتلانے والی علامتوں کے علاوہ زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑنے کا ذکر کیا تاکہ وزن کے سبب اس کی رفتار میں یکسانیت اور ہمواریت پیدا ہو اور وہ دوران سفر ڈھلک جانے سے محفوظ رہے اور انہی آیات میں تاروں کی مدد سے اطراف کے تعین میں لوگوں کو مدد حاصل کرنے کا ذکر فرمایا "زمین پر پہاڑوں کی موجودگی اور ستاروں کی مدد سے رات کے وقت راستہ معلوم کرنا (اطراف) یہ سب امور بھی علم جغرافیہ میں داخل ہیں۔ ان تمام جغرافیائی امور کا قرآن پاک میں ذکر اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ یہ علم مفید علوم میں سے ہے جس کا حصول لوگوں کے لئے ضروری ہے۔

۱۳۔ زمین و آسمان کی جملہ اشیاء کی تسخیر کا علم

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی جملہ اشیاء نوع انسانی کے لئے مسخر کر دی گئی ہے تاکہ انسان نیابت الٰہی کے منصب پر سرفراز ہونے کے باوصف اور اشرف المخلوقات ہونےکے سبب زمین و آسمان کی جملہ اشیاء اور قوتوں سے مفید مطلب کام لے سکے مادی اشیاء کے طبیعی و کیمیائی خواص سے بخوبی آگاہ ہو اور روشنی حرارت بجلی تجاذب مادی اور کشش ثقل اور مقناطیسیت جیسی عالمگیر قوتوں جن کا سرچشمہ ایک ہے۔ اور جس میں میرے یقین کے مطابق باہمی تعلق/ربط موجود ہے۔

Marfat.com

سے مکمل آگاہی کے بعد ان سے فائدہ اٹھا سکے انسان کی یہی وہ خاصیت اور خوبی ہے جس کی بنا پر اس کو مسجود ملائک ٹھہرایا گیا اور یہی وصف اس کی دیگر مخلوقاتِ الٰہی پر برتری کا باعث ہے پس ان جملہ علوم سے آگہی انسان کا حق ہونے کے علاوہ اس پر اللہ کی جانب سے عائد کردہ ایک اہم فریضہ بھی ہے جس سے غفلت و اغماض اس کو درجہ انسانیت سے گرا دیتا ہے اور ان علوم سے آگہی اس کو فرشتوں سے بھی بلند مقام عطا کرتی ہے زمین و آسمان کی جملہ اشیاء کا انسان کے لئے مسخر ہونے کا بیان سورۃ الجاثیہ میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے ترجمہ "میں نے زمین و آسمان کی ساری چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا سب کچھ اپنے پاس سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں" (۴۵:۱۸) اور کشتی دریا۔ سورج۔ چاند اور دن و رات کو انسان کے لئے مسخر کرنے کا ذکر سورۃ ابراھیم میں اس طرح فرمایا (ترجمہ) "جس نے کشتی کو تمہارے لئے مسخر کیا جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جا رہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لئے مسخر کیا (۳۲'۳۳: ۱۴) پس دریا و سمندر کے اتار چڑھاؤ و بہاؤ ان میں موجود خزائن کے انبار و ذخیرہ اب ان میں چلنے والی کشتیوں جہازوں ڈبکنیوں کے طریق کار و اصول زمین و آسمان میں جاری و ساری قوانین فطرت اجرام فلکی بشمول زمین کی حرکات و سکنات اور ان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دن اور رات اور موسم غرضیکہ زمین و آسمان کی پنہایوں و گہرائیوں میں موجود جملہ اشیاء' جانداروں قوتوں اور طاقتوں سے آگہی اور ان سے مفید مطلب کام لینے کے علوم و فنون سب کے سب انسان کے لئے مسخر کر دیئے گئے ہیں یہ تمام اشیاء اور قوتیں قوانین فطرت کے عین مطابق کام کر رہی ہیں ان قوانین سے آگاہی حاصل کر کے جن سے سرمو اختلاف کرنے کا یارا ان اشیاء اور قوتوں میں موجود نہیں ہے انسان ان سے مفید مطلب کام لے سکتا ہے اور یہی مفہوم ان کو انسان کے لئے مسخر کئے جانے کا معلوم ہوتا ہے پس ایسے تمام علوم و فنون داخل نصاب کئے جانے ضروری ہیں جن کو انسان حاصل کر کے زمین و آسمان کی پنہائیوں اور گہرائیوں میں موجود تمام اشیاء اور قوتوں کو اپنے تصرف میں لا سکے اس لئے یہی منشاء ربانی ہے۔ (۱۳:۴۵) (۲۹:۳۱) (۵:۳۹) (۱۳:۳۵) (۳۶:۲۲) (۱۳:۳۳) (۱۸'۱۹:۳۸)

Marfat.com

۱۴۔ پہاڑوں اور زمین کی بناوٹ کا علم

کرہ ارض آج سے کروڑوں برس قبل وجود میں آیا جب کہ یہ آگ کا ایک دہکتا ہوا گولہ تھا جو رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوتا رہا۔ حتی کہ یہ اس قابل ہو گیا کہ اس پر کسی بھی قسم کی حیات (مخلوق) زندہ رہ سکے قشرِ ارض کے مناسب حد تک ٹھنڈا ہوتے پر کرۂ ارض پر پہلے پانی وجود میں آیا اور پھر رفتہ رفتہ زمین وجود میں آئی۔ جس سے پہلے پہاڑ وجود میں آئے بارشوں کے باعث جن کی مٹی بہہ بہہ کر سمندر میں جمع ہونا شروع ہوئی اور زمین وجود میں آئی اسی سبب سب سے پہلے کرہ ارض پر آبی جاندار مثلاً مچھلیاں وغیرہ وجود میں آئے زمین کے وجود میں آنے کے بعد اس پر دریا' میدان اور جنگلات وجود میں آئے اور حیوانات کا وجود ممکن ہوا سورۃ الغاشیہ میں اللہ تعالیٰ زمین اور پہاڑوں کے وجود میں آنے اور ان کی بناوٹ پر غور و فکر کرنے کی انسان کو کھلی دعوت دے رہا ہے پس ان ہر دو علوم کا حاصل کرنا انسان کے لئے ضروری ٹھہرا اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی" (۸۸:۱۹'۲۰) اور اسی بارے میں سورۃ النباء میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا" (۷۸:۶'۷) اور سورۃ المومن میں زمین (کرہ ارض) کو قابل رہائش بنانے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنا دیا" (۴۰:۶۴) اور سورۃ الانبیاء میں اس سائنسی حقیقت کو واضح طور پر یوں بیان فرمایا کہ کہ زمین و آسمان پہلے ملے ہوئے تھے ان کو جدا کیا اور پانی سے ہر چیز کو پیدا کیا اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا وہ لوگ جنہوں نے نبی کی بات ماننے سے) انکار کر دیا غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان و زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی کیا وہ (ہماری اس خلاقی کو) نہیں مانتے" اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تاکہ وہ ان کو لے کر ڈھلک نہ جائے" (۲۱:۳۰'۳۱) اور سورۃ الضحٰی میں زمین میں پہاڑوں کے وزنی کھونٹے گاڑنے کا ذکر ہے تاکہ اس کی رفتار میں یکسانیت برقرار رہے یہ امر زمین کی بناوٹ اور رفتار کے بارے میں ہے پس پہاڑوں اور زمین کی بناوٹ اور تشکیل کا علم حاصل کرنا احکام ربانی

Marfat.com

کے عین مطابق ہے۔

۱۵۔ آسمان کی بناوٹ پیدائش کا علم

ابتدائے افرینش ہی سے انسان زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرتا چلا آ رہا ہے اس بارے میں مختلف زمانوں میں لوگوں میں مختلف نظریات رائج رہے اور موجودہ دور میں بھی صاحبان علم میں مختلف نظریات رائج ہیں کائنات میں کہکشانی نظام اپنے سے بڑے نظام کا ایک حصہ ہے جبکہ نظام شمسی کہکشانی نظام کا ایک حقیر سا حصہ ہے اور کرہ ارض (زمین) اس نظام شمسی کا ایک حقیر سا حصہ ہے۔ کائنات کی حدود میں ہر آن اضافہ ہو رہا ہے اور طاقتور ترین دوربین کی مدد سے بھی ہم کائنات کی حدود کا سراغ نہیں لگا سکتے اور کائنات میں کہکشانی نظام سے بڑے نظاموں کے بارے میں ہمارا علم نہ ہونے کے برابر ہے ہر چھوٹے نظام کے لئے اپنے سے بڑا نظام سماء (آسمان) کا درجہ رکھتا ہے خالق کائنات نے قرآن پاک میں آسمانوں کی تعداد سات بتائی ہے عربی زبان میں ۷ اور ۷۰ کے اعداد کثرت تعداد کے بیان میں بھی مستعمل ہیں سورۃ النباء میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کئے" (۷۸:۱۲) آسمان کی پیدائش اور بناوٹ پر غور و فکر کرنے کے بارے میں سورۃ الغاشیہ میں یوں ارشاد فرمایا "آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا" (۸۸:۱۸) (۳۰:۱۲) اور سورۃ الانبیا میں اجرام سماوی کی حرکت کو جدا جدا فلک میں تیرنے سے تشبیہ دی اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں" (۲۱:۳۳) اس آیت سے فلک کے بارے میں دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک یہ کہ وہ ایک نہیں بلکہ متعدد ہیں دوسرے یہ کہ وہ کوئی سیال فضا یا خلا کی صورت میں ہے جس میں اجرام سماوی تیر رہے ہیں.....

۱۶۔ انسان کی بناوٹ پیدائش کا علم

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے مطابق تمام زندہ چیزوں کو پانی سے پیدا فرمایا ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ اس نے انسان کو لیس دار گارے (مٹی) سے پیدا کیا اور اکثر جگہ ارشاد

فرمایا کہ اس نے (اللہ تعالیٰ) انسان کو مٹی سے پیدا کیا کرہ ارض پر چونکہ مٹی سے پیشتر پانی وجود میں آیا لہٰذا تمام جاندار چیزیں اسی سے پیدا کی گئیں اور انسان سے پہلے آبی مخلوقات وجود میں آئیں جس پر کروڑوں سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس عرصہ میں کروڑہا قسم کی آبی مخلوقات وجود میں آچکی ہیں بھاری بھرکم اجسام کے جاندار ناموافق حالات اور غذا کی کمی کے سبب رفتہ رفتہ دنیا سے ناپید ہوتے جا رہے ہیں اور ان کی بجائے نئی اقسام کے جاندار دنیا میں پھیلتے جا رہے ہیں زندگی کی شکست و ریخت ایک نہ ختم ہونے والا عمل ہے حیات کے بارے میں قرآنی بیانات کو سامنے رکھتے ہوئے غالباً" یہ کہنا مناسب ہو گا کہ پہلے انسان کا خمیر سمندر کے کنارے واقع بدبودار و لیس دار مٹی سے اٹھایا گیا جس میں پانی بھی تھا اور مٹی بھی موجود تھی پس انسان کا اول بار وجود پانی اور مٹی دونوں کا رہین منت ہے جس کی تکثیر انسانی نطفے سے ہونا قرار پائی اللہ تعالیٰ ہر طرح کا تخلیقی عمل کرنے پر قادر ہے پس اس نے مختلف جانداروں کو مختلف طریقوں سے وجود بخشا۔ حیوانی سیل جو ہمہ قسم زندگی کی اکائی ہے اس کی تکثیر ایک جاندار سیل کو درمیان سے دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے فرمائی انسان اور اکثر حیوانات کی تکثیر مرکب نطفے سے کی پرندوں کی افزائش کے لئے ان کے انڈوں کو وسیلہ بنایا غرضیکہ انسانوں حیوانوں چرندوں پرندوں کیڑوں مکڑوں و دیگر جانداروں کی افزائش نسل کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو احسن الخالقین ہے سینکڑوں طریقوں سے کام لیا جن کا شمار ممکن نہیں انسان کی پیدائش کے بارے میں سورۃ الحجر میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا" (۱۵:۲۶) اور سورۃ المومنوں میں ہے کہ انسان کو پہلے مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند (نطفہ) میں پھر اس بوند کو خون کے لوتھڑے میں تبدیل کیا پھر اس کو بوٹی بنایا پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے انسان بنا کر کھڑا کیا یہ امر سورۃ المومنوں میں یوں بیان فرمایا ترجمہ "ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا" (۲۳:۱۲،۱۴) اور یہی بات سورۃ الفاطر میں یوں ارشاد فرمائی ترجمہ "اللہ نے تم کو مٹی

Marfat.com

سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہارے جوڑے بنا دیئے (یعنی مرد و عورت) کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہوتا ہے" (۳۵:۱۱) سابقہ آیت میں جنین کی رحم مادر میں مختلف حالتیں بیان کیں جبکہ اس آیت میں بیان کیا گیا کہ انسان کو پہلی بار مٹی سے پیدا کیا گیا جس کے بعد اس کے جوڑے بنا دیئے گئے بعد ازاں جب مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں اس کے بیضہ (انڈا) سے ملاپ کرتا ہے تو اس مرکب نطفہ میں تکثیر کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور یہ مرکب نطفہ پہلے جمے ہوئے خون (لوتھڑے) میں تبدیل ہوتا ہے پھر اس کی بوٹی بنتی ہے پھر ہڈیاں اور پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا جاتا ہے اور یوں رحم مادر میں ایک نئی زندگی پرورش پاتی ہے اور سورۃ الاعراف میں اللہ اور شیطان کے مکالمہ میں انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کے بارے میں شیطان کی زبانی یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے" (۷:۱۲) اور انسان ہی کی پیدائش کے بارے میں فرمایا کہ اس کو ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی (آدم) سے اس کا جوڑا (حوا) تخلیق کیا جو کہ غالباً پسلی کی تخلیق تھی۔ اس بارے میں سورۃ الزمر میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر وہی ہے جس نے اس جان سے اس کا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کئے وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے" (۳۹:۶) آیت کے مطابق پہلے انسان (آدم) علیہ السلام کو مرکب نطفے کی بجائے صرف ایک جان سے ترقی دے کر پیدا فرمایا پھر اسی (آدم) سے اس کے جوڑے (حوا) کو پیدا فرمایا یہ پیدائش مرکب نطفے یعنی مرد کے نطفے اور عورت کے انڈے کی مرہون منت نہ تھی کیونکہ اس پیدائش سے پہلے عورت کا وجود ہی نہ تھا بظاہر یہ اسی طرح کی کوئی پیدائش تھی جب کہ ایک حیوانی سیل کا مرکزہ پہلے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے پھر سیل کا خول لمبا ہو کر درمیان سے پتلا ہو کر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اس تقسیم کے بعد دونوں سیلوں میں مرکزہ جو ہر سیل کا بنیادی حصہ ہے برابر مقدار میں موجود ہوتا ہے قدرت میں حیوانی سیل جو جاندار کی اکائی ہے کی تکثیر کا یہی طریقہ رائج ہے اماں حوا کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے عورت و مرد کے مرکب نطفے سے

Marfat.com

پیدائش کا طریقہ رائج فرمایا واللہ اعلم بالصواب کیونکہ اللہ تعالیٰ بے شمار طریقوں سے پیدائش پر قادر ہے جہاں اس نے عورت کے بغیر صرف مرد یعنی آدم علیہ السلام سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا وہیں مرد کے نطفے کے بغیر حضرت مریم کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور خود آدم علیہ کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔ اسی آیت کے آخری حصہ میں تین تین پردوں یعنی پیٹ، رحم مادر اور انول جھلی جس میں پیدائش کے وقت بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے کے اندر بچے کی نشوونما کے مختلف درجات کا ذکر فرمایا اور یہی امر سورۃ فاطر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہارے جوڑے بنا دیئے۔" (۳۵:۱۱) اور یہی بات سورۃ المومن میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) "وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے۔" (۴۰:۶۷) مرکب نطفہ میں نو ماہ کے عرصہ میں بے شمار تبدیلیاں ہر لمحہ نمودار ہوتی رہتی ہیں بالآخر صحیح سالم نک سک سے درست متناسب الاعضا بچہ رحم مادر سے جہاں وہ پرورش پاتا ہے برآمد ہوتا ہے یہ بات سورۃ انفطار میں یوں بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) "اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا تجھے نک سک سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا۔" (۸۲:۶-۸) یہ ہیں قرآن پاک کی چند سورتیں جن میں انسان کی اول بار ساحل سمندر پر ملنے والی سوکھی لیسدار گارہ سے تخلیق پھر ایک مرد کی پسلی سے عورت کی تخلیق پھر مرکب نطفے سے انسان کی رحم مادر میں تخلیق میں جو درجات ہیں انکا ذکر کیا مرکب نطفے کو رحم مادر میں ایک جیتا جاگتا بچہ بنے کے لئے جس ماحول کی اور جن حالات کی ضرورت ہے وہ اس کو رحم مادر ہی میں میسر آ سکتے ہیں جیسا کہ ایک بیج کو پیدائش اور نشوونما کے لئے جن عوامل کی ضرورت ہے وہ اس کو زمین ہی میں میسر آ سکتے ہیں تاہم جس طرح زمین کے بغیر بھی لیبارٹری میں پودوں کی افزائش کی جاتی ہے اس طرح مرکب نطفے کی رحم مادر کے باہر بھی نشوونما کی جانی ممکن ہے۔ جو کہ کثیر الجہتی تحقیقات کی متقاضی ہے پس اس علم کا بھی نصاب میں شامل کیا جانا ضروری ہے۔

۱۷۔ انسانی/حیوانی پیدائش کا علم

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور حیوانات کی پیدائش میں یکسانیت کے باوجود کچھ اختلاف رکھا ہے اسی طرح رحم مادر میں بچہ کی نشو و نما میں بھی کچھ فرق رکھا ہے نشو ونما کے اس عمل کو سمجھنا اس پر تحقیق کرنا اس کی بیماریوں اور خامیوں کو سمجھنا اور ان کا علاج کرنا نیز وضع حمل کے وقت کا صحیح اندازہ لگانا اور اس عمل کو آسان بنانا تحقیق طلب امور ہیں ان ہنروں اور علوم کا حاصل کرنا انسان کے لئے ضروری ہے یہ سب امور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بیشمار نشانیوں میں سے چند نشانیاں ہیں جن پر غور و فکر کرنا اور ان کو سمجھنا انسان کے لئے ضروری ہے اس بارے میں سورۃ الجاثیہ کے بالکل شروع میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں بے شمار نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کے لئے اور تمہاری اپنی پیدائش میں اور ان حیوانات میں جن کو اللہ (زمین میں) پھیلا رہا ہے بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین لانے والے ہیں۔" (۴۵:۴) اور رحم مادر میں انسانی نشوونما کی مختلف حالتوں کے بارے میں سورۃ المومن میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے پھر تمہیں بڑھاتا ہے تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ۔" (۴۰:۶۷) پس انسانی و حیوانی پیدائش کے علم کو بھی داخل نصاب کیا جانا چاہیے۔

۱۸۔ آسمان اور جملہ زمینی اشیاء کی پیدائش کا علم

آسمان اور جملہ زمینی اشیاء کی بناوٹ اور پیدائش کا کامل علم بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس کو وہ حسب ضرورت اور حسب طلب انسان کو عطا کرتا ہے غور و فکر اور تحقیق کے بعد انسان نے اس بارے میں مختلف نظریات قائم کئے ہیں یہ ایک نہ ختم ہونے والا جاری عمل ہے جس کی بنیاد پر نت نئے نظریات بنتے اور ختم ہوتے رہتے ہیں اور اس بارے میں سورۃ البقرہ کے آغاز میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کئے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔" (۲:۲۹) اور آسمان و زمین

کی چھ ایام/ ادوار میں پیدائش کے بارے میں سورۃ ھود میں بارہویں پارے کے بالکل آغاز میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ جب کہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا۔ تاکہ تم کو آزما کر دیکھے کہ تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔" (۱۱:۷) اس آیت میں چھ ایام کا ذکر ہے لیکن دن کی طوالت مختلف کروں پر مختلف ہے جس کا انحصار کرہ کی جسامت اور اپنے محور کے گرد اس کی گردش کی رفتار سے ہے پس کسی کرّہ کا ایک یوم کرہ ارض کے پیمانہ وقت کے مطابق کئی ہزار سال بلکہ لاکھوں سال طویل ہو سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت میں یوم سے مراد پورا ایک دور ہو واللہ عالم بالصواب اس آیت میں پانی سے مراد یہی پانی (HO) ہے یا یہ لفظ بطور استعارہ مادہ کی مائع حالت کے لئے استعمال کیا گیا ہے یہ دونوں کام تمام اہلِ علم کے لئے غور و فکر اور تحقیق کا موقع فراہم کرتے ہیں خواہ ان کی نسل قومیت یا رنگ کچھ بھی ہو۔ پس یہ مضمون شاملِ نصاب کیا جانا چاہیے۔

۱۹۔ خلق کی ابتداء (حیاتیات)

علم حیاتیات علوم انسانی کی ایک اہم شاخ ہے حیات سے کیا مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض پر حیات کی ابتداء کس طرح سے کی یہ علم حیاتیات کے اہم موضوعات میں سے ہیں ان اہم موضوع پر قرآن پاک میں متعدد آیات ہیں اس بارے میں سورۃ الرّوم میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے۔" (۳۰:۲۷) اور یہی مضمون اسی سورۃ میں چند آیات پیشتر ان الفاظ میں بیان ہوا ہے ترجمہ "اللہ ہی خلق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا پھر اس کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے۔" (۳۰:۱۱) اور یہی مضمون تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ سورۃ العنکبوت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں کہ کس طرح اللہ خلق کی ابتداء کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ یقیناً" یہ اعادہ تو اللہ کے لئے آسان تر ہے۔ ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلق کی ابتداء کی ہے پھر اللہ تعالیٰ بارِ دگر بھی زندگی بخشے گا۔ یقیناً" اللہ ہر چیز پر قادر ہے جسے چاہے سزا دے اور جس پر چاہے رحم فرمائے اسی کی طرف تم پھیرے جانے والے ہو۔" (۲۹:۱۹،۲۱) پس حیاتیات کا مضمون شاملِ نصاب کیا جانا چاہیے۔

Marfat.com

Hikmat حکمت

۲۰۔ کتاب نبوت اور قوت فیصلہ کا علم (حکمت)

اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیائے کرام کو الہامی کتاب کے علاوہ قوت فیصلہ بھی عطا کی کیونکہ قوت فیصلہ نہ ہونے کے باعث احکامات الٰہی پر پیغمبر صحیح طور پر عمل ہی کر سکتا ہے نہ ہی اپنے متبعین سے عمل کرا سکتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو سونپے گئے مشن کی کامیابی کے لئے صاحب کتاب پیغمبروں کو حکم (قوت فیصلہ) سے بھی نوازا قوت فیصلہ ایک ایسی خوبی ہے جس کی ضرورت نہ صرف انبیائے کرام کو ہے بلکہ متبعین کی ضرورت انبیائے کرام سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ پیغمبر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں کام کرتا ہے جبکہ انبیائے کرام کے دنیا سے پردہ کر لینے کے بعد کتاب اور نبی کے احکامات کو صحیح سمجھنے اور صحیح طریقہ سے عمل کرنے کے لئے قوت فیصلہ کی ضرورت متبعین کے لئے کہیں زیادہ بڑھ کر ہوتی ہے قرآن پاک میں بعض مقامات پر کتاب حکم اور نبوت کے الفاظ ایک ساتھ استعمال ہوئے ہیں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کی بجائے میرے بندے بن جاؤ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔" (۳:۷۹) اور اسی بارے میں سورۃ الانعام میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تھی اب اگر یہ لوگ اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو (پرواہ نہیں) ہم نے کچھ اور لوگوں کو یہ نعمت سونپ دی ہے جو اس سے منکر نہیں ہیں۔" (۶:۸۹) اس آیت سے پیشتر چند آیات میں انیس پیغمبروں کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے بعض کو راستہ دکھانے بعض کو ہدایت بخشنے بعضوں کو نیکی کا بدلہ دینے اور بعض کے سلسلہ میں تمام دنیا والوں پر فضیلت دینے کا ذکر کیا گیا ہے یہ وہ لوگ (پیغمبر) تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حکم یعنی قوت فیصلہ عطا کی تھی اگر ان کی امت کے لوگ ان کی نبوت کے منکر ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ دوسری اقوام میں سے ان کے متبعین پیدا کرے اور سورۃ یوسف میں یوسف علیہ السّلام کو معاملہ فہمی قوت فیصلہ اور علم عطا کئے جانے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے (ترجمہ) "اس طرح ہم نے یوسفؑ کے لئے اس سرزمین میں قدم جمانے کی صورت نکالی

اور اسے معاملہ فہمی کی تعلیم دینے کا انتظام کیا اللہ اپنا کام کرکے رہتا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اس طرح ہم نیک لوگوں کو جزا دیتے ہیں۔" (۱۲:۲۱،۲۲) اور سورۃ انبیاء میں حضرت لوط علیہ السلام کو قوت فیصلہ (حکم) اور علم عطا کئے جانے کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے (ترجمہ) "اور لوط کو ہم نے حکم اور علم بخشا اور اسے اس بستی سے بچا کر نکال دیا جو بدکاریاں کرتی تھی۔" (۲۱:۷۴) اور چند ہی آیت کے بعد اسی سورۃ میں حضرت ایّوب علیہ السّلام کو حکم و علم دینے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور یہی (ہوشمندی اور حکم اور علم کی نعمت) ہم نے ایوب کو دی تھی۔" (۲۱:۸۳) اور سورۃ الجاثیہ میں یہی بات بنی اسرائیل کے بارے میں یوں دہرائی گئی ہے (ترجمہ) "اس سے پہلے بنی اسرائیل کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تھی ان کو ہم نے عمدہ سامان زیست سے نوازا اور دنیا بھر کے لوگوں پر انہیں فضیلت عطا کی۔" (۴۵:۱۶) پس حکمت کی تعلیم شامل نصاب کی جانی چاہیئے۔

۲۱۔ زبان دانی کی تعلیم

زبان بنیادی طور پر اظہار مدعا یا اظہار خیالات کا ذریعہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم ایک دوسرے کی بات سمجھ سکتے اور سمجھا سکتے ہیں انسان تنہائی میں زندگی نہیں گزار سکتا وہ اپنے ہم قوم اور ہم جنسوں کی معیّت میں خوش رہتا ہے اس معیّت کو کار آمد بنانے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو اور نامہ و پیام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جس کے لئے لوگوں کی زبان کا جاننا انتہائی ضروری ہے جس جگہ لوگ ایک دوسرے کی زبان سے واقف نہیں ہوتے وہاں وہ اشارات کی مدد سے اپنے خیالات اور ضروریات دوسروں تک پہنچاتے ہیں لیکن یہ ناکافی بھی ہے اور ناقابل اعتماد بھی کیونکہ اشارات کے غلط معنی بھی لئے جا سکتے لہٰذا کسی بھی قوم کی زندگی اور ترقی میں زبان کی اہمیت بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ہے جن کے رنگ شکلیں زبانیں اور عادات و اطوار ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس اختلاف میں عقلمند لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں کہ ایک ہی باپ (آدم علیہ السلام) کی اولاد ہونے کے باوجود لوگوں میں رنگ اور زبان کا کتنا اختلاف موجود ہے اس

Marfat.com

بارے میں سورۃ الروم میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کے لئے۔" (۳۰:۲۲) پس مادری زبان ہی کو ذریعہ تعلیم بنانا چاہیئے

۲۲۔ انسانی نشو ونما کا علم

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے لئے زندگی کے تین دور بچپن جوانی اور بڑھاپا مقرر کئے ہیں ہر نومولود کی پیدائش حالت ضعف میں ہوتی ہے وہ اپنے والدین کی محبت توجہ اور راہنمائی کے بغیر اپنی زندگی کسی امداد کے بغیر آزادانہ طور پر گزار نہیں سکتا انسان حیوان چرند پرند کیڑے مکوڑے سب ہی حالت ضعف میں پیدا ہوتے ہیں پھر جوان ہوتے ہیں زندگی کا یہ دور طاقت کا دور ہے جب ہر ذی روح جسمانی طاقت کی معراج پر ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ اس پر بڑھاپا غالب آتا ہے جو کہ ضعف کا دوسرا اور ہر ذی روح کی زندگی کا تیسرا اور آخری دور ہے ان ادوار کو سمجھنے اور ان پر تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ حالت ضعف کے نقصانات سے بچا جا سکے یہ علم اور اس پر تحقیقات انسان کی اہم ضروریات میں سے ہیں جن کو سمجھنے کی ضرورت ہے انسانی زندگی کے اس چکر کو واضح کرنے کے لئے قرآن پاک کی سورۃ الروم میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اللہ ہی تو ہے جس نے ضعف کی حالت سے تمہاری پیدائش کی ابتداء کی پھر اس ضعف کے بعد تمہیں قوت بخشی پھر اس قوت کے بعد تمہیں ضعیف اور بوڑھا کر دیا وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔" (۳۰:۵۴) پس انسانی بناوٹ اور اس کی نشو ونما کا علم شامل نصاب کیا جانا چاہیئے۔

۲۳۔ باغات پھلوں کا محفوظ کرنا و تیل کی صنعت

خوردنی و روغنی اجناس پیدا کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو باغات لگانے کا علم بھی عطا کیا اور اسی علم کو کام میں لاتے ہوئے انسان نے ہمہ قسم لذیذ پھلوں کے باغات لگائے۔ ان باغات کا ذکر قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر کیا گیا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جو اس نے انسان کو عطا کیں۔ جس کا شکر ادا کرنا انسان پر واجب ہے۔ اس بارے میں سورۃ المومنون میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پھر اس پانی کے ذریعہ ہم نے تمہارے لئے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کر دیئے۔ تمہارے لئے ان

Marfat.com

باغوں میں بہت سے لذیذ پھل ہیں اور ان سے تم روزی حاصل کرتے ہو اور وہ درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا ہے۔ تیل بھی لئے ہوئے اگتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن بھی۔" (۲۳:۱۹) اور یہی بات کسی قدر تفصیل کے ساتھ سورۃ الانعام میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ ہر قسم کی نباتات اگائی' پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کئے' پھر ان سے تہ در تہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔" (۶:۹۹) پس معلوم ہوا کہ باغات پھلوں اور تیل کی صنعت کی تعلیم ہماری اہم ضرورت ہے۔

۲۴۔ کاشتکاری

تاریخ گواہ ہے کہ کرہ ارض پر اول ترین لوگوں کا پیشہ شکار تھا۔ وہ جانوروں کو شکار کر کے اور آگ پر بھون کر پیٹ کی آگ بجھاتے تھے۔ لوگوں کا دوسرا قدیم ترین پیشہ زراعت یا کاشتکاری تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگوں نے چھوٹی بڑی آبادیاں بنا کر رہنا شروع کیا۔ آبادی بڑھنے سے شکار کی ضرورت زیادہ اور اس کی دستیابی کم سے کم ہوتی چلی گئی۔ تب زراعت و کاشتکاری نے رواج پایا۔ غذا زندگی کی اہم ترین ضروریات میں سے ایک ہے۔ تمام انسانوں کو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دو وقت غذا درکار ہے جو زراعت کے ذریعہ ہی مہیا ہو سکتی ہے۔ خشک سالی کے باعث وہ زمین جو مردہ ہو چکی ہوتی ہے او رروئیدگی کے ناقابل ہوتی ہے ہلکی سی بارش سے اس میں زندگی کے آثار نمودار ہوتے ہیں' ہر طرف سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ ہر قسم کی نباتات اپنا عرصہ زندگی گزار کر فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے لیکن اس سے پہلے نسل کے تسلسل کے لئے بیج تیار کر کے زمین یا انسانوں کے سپرد کر دیتی ہے تاکہ اس بیج سے نئی نباتات یعنی پودے فصلیں اور درخت پیدا ہوں۔ زندگی کی ایک اہم ترین حقیقت یعنی موت و

Marfat.com

حیات کو قرآن پاک میں کھیتی کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے اس بارے میں سورۃ الکہف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”اے نبی انہیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسا دیا تو زمین کی پود خوب گھنی ہو گئی اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لئے پھرتی ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“ (۱۸:۴۵) اور یہی بات سورۃ الحج میں یوں بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) ”اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکایک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی۔“ (۲۲:۵) اور یہی امر ایک دوسرے انداز میں سورۃ الملک میں یوں بیان فرمایا (ترجمہ) ”وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو تابع کر رکھا ہے چلو اس کی چھاتی پر اور کھاؤ خدا کا رزق اسی کے حضور تمہیں دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔“ (۶۷:۱۵) اور پھر جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا کہ وہ ایک ہی قسم کا کھانا یعنی من و سلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے ہیں تو تم اپنے رب سے ہمارے لئے زمین کی پیداوار یعنی اجناس و سبزی ترکاری کے لئے دعا کرو اور جب ان سے کہا گیا کہ ان چیزوں کے حصول کے لئے کسی شہری آبادی میں جاکر رہو تو لوگوں کے خوف سے انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم اور تمہارا خدا جاکر ان سے لڑو اور ان کو شہر سے نکالو تو پھر ہم شہر میں جا بسیں گے۔ نافرمان قوم نے زرعی اجناس اور سبزیات وغیرہ طلب تو کیں کیونکہ ان کے بغیر زندگی بے کیف تھی لیکن اس کے لئے وہ ہمت اور محنت کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ یہ واقعہ سورۃ البقرۃ میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے (ترجمہ) ”یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لئے زمین کی پیداوار ساگ ترکاری کھیرا ککڑی، گیہوں، لہسن، پیاز، دال وغیرہ پیدا کرے تو موسیٰ نے کہا کیا ایک بہتر چیز کی بجائے تم ادنیٰ درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو؟ اچھا کسی شہری آبادی میں جا کر رہو جو کچھ تم مانگتے ہو وہاں مل جائے گا۔ آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلت و خواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلط ہو گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے۔“ (۲:۶۱) پس معلوم ہوا کہ کاشتکاری کے بہتر طریقوں کی تعلیم ہماری اہم ضرورت ہے۔

Marfat.com

۲۵۔ اشیاء خوردونوش کا علم

اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض پر انسانوں کے استعمال کے لئے کھانے پینے کی مختلف اقسام کی بے شمار چیزیں پیدا فرمائی ہیں جو کہ انسان اپنی ذاتی ضرورت' اپنی قبائلی ' ملکی و علاقائی ترجیحات کے مطابق نہ صرف استعمال میں لاتا ہے بلکہ ان اشیاء خوردونوش کو اپنے بعد کی ضروریات کے لئے ایک لمبے عرصے کے لئے محفوظ بھی کر سکتا ہے۔ اگر موجودہ زمین سے بہتر انداز میں اور بہتر ٹیکنالوجی کے ساتھ کام لیا جائے تو مستقبل قریب و بعید میں غذائی اجناس کی انشاء اللہ کوئی کمی محسوس نہیں ہو گی۔ اگر صرف امریکہ کے کاشتکار بہتر ٹیکنالوجی و بہتر منصوبہ بندی سے ایک تہائی کرہ ارض کے باسیوں کے پیٹ بھر سکتے ہیں تو پھر پوری دنیا میں بہتر منصوبہ بندی کے ساتھ اسی ٹیکنالوجی کو استعمال کر کے موجودہ کے مقابلہ میں چار پانچ گنا غلہ کیوں پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ تمام ممالک وحدت انسانی کی لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہیں۔ ان کو ایک دوسرے کا حریف نہیں معاون ہونا چاہئے۔ وسائل رزق پر اگر منصفانہ بنیادوں پر کرہ ارض کے تمام باسیوں کے حقوق تسلیم نہ کئے گئے تو یہ دنیا قانون قدرت کے تحت جہنم زار بنی رہے گی۔ رب کائنات کی ربوبیت پر ہمارا صرف ایمان ہی پختہ نہ ہونا چاہئے بلکہ دستیاب وسائل رزق کو منصفانہ بنیادوں پر تقسیم کرنے کے علاوہ آئندہ بڑھتی ہوئی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر بہتر منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ ایسا کرنے سے آبادی کی منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس ضمن میں یہ بھی ضروری ہے کہ قانونی اور اخلاقی بنیادوں پر اشیاء خوردونوش کے ضیاع کو روکنے کا بندوبست کیا جائے۔ قرآن گواہ ہے کہ بہتر منصوبہ بندی اور بہتر ٹیکنالوجی کے بروقت استعمال سے حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں شدید غذائی قلت کو وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی روک دیا تھا۔ اس امر میں کوئی کلام نہیں کہ انسان روزبروز ذہنی طور پر ترقی کر رہا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے کی بجائے اس کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے بہتر منصوبہ بندی سے بہتر ٹیکنالوجی کو زیر عمل لانے کا بین الاقوامی بنیاد پر اہتمام کرنا چاہئے۔ قرآن پاک میں یوسف علیہ السلام کا منصوبہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ (ترجمہ) "یوسف نے کہا سات برس تک لگا تار تم کھیتی باڑی

کرتے رہو گے۔ اس دوران جو فصلیں تم کاٹو ان میں سے بھی تھوڑا سا حصہ جو تمہاری خوراک کے کام آئے پکا لو اور باقی کو اس کی بالوں ہی میں رہنے دو پھر سات برس بہت سخت آئیں گے اس زمانے میں وہ سب غلہ کھا لیا جائے گا جو تم اس وقت کے لئے جمع کرو گے اگر کچھ بچے گا تو بس وہی جو تم نے محفوظ کر رکھا ہو۔" (۱۲:۴۷)
اور کھیتوں کے بارے میں سورہ الزمر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو سوتوں، چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں۔ پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں (۲۱،۹۰ یٰس) معلوم ہوا کہ اشیائے خورد و نوش کی تیاری کے بہتر طریقوں کی تعلیم ہماری اہم ضرورت ہے۔ جس کو شامل نصاب کیا جانا ضروری ہے۔

۲۶۔ تجارت

بالکل ابتدائی زمانہ میں تمام انسان / خاندان ہر لحاظ سے خود مکتفی تھے انسانی ضروریات قلیل تھیں اس وقت پیٹ بھرنے کو معمولی غذا ستر پوشی کے لئے درختوں کی چھال یا کپڑا اور سر چھپانے کے لئے ایک چھت درکار تھی بعد میں اس میں پیر میں پہننے کیلئے جوتے کا بھی اضافہ ہو گیا ہر شخص / خاندان اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے یہ تمام اشیاء خود ہی مہیا / تیار کرتا۔ زمانے کے ساتھ ساتھ انسانی ضروریات میں اضافہ ہوا جب کسی بھی شخص / خاندان کے لئے اپنی جملہ ضروریات خود مہیا کرنا ممکن نہ رہا۔ تب بدلے کی تجارت کو فروغ حاصل ہوا اور تقسیم کار بہتر ہوئی کسان صرف غلہ تیار کرتا موچی جوتے بناتا جولاہا کپڑے بنتا لوہار آلات شکار، حرب و ضرب اور کاشتکاری کے اوزار تیار کرتا اور ان کو دے کر دوسروں سے اپنی ضرورت کی اشیاء حاصل کر لیتا جب انسان کی ضروریات زندگی میں مزید اضافہ ہوا تو اس طریقہ کار پر عمل ممکن نہ رہا اور تجارتی لین دین سکوں کی مدد سے کیا جانے لگا چنانچہ موجودہ دور میں تجارت کے بغیر زندگی کا تصور بھی محال ہے۔ موجودہ دور کی متمدن اقوام نے صنعت حرفت اور تجارت کی بنیاد پر مقابلہ کی دوڑ میں دیگر اقوام کو پیچھے چھوڑ دیا ہے قرآن پاک میں تجارت کا ذکر متعدد مقامات پر ہوا ہے قریش مکہ نے تجارتی قافلوں کی مدد سے مال و دولت اور

عیش و آرام حاصل کیا اللہ تعالی نے اس کا احسان قریش مکہ کو جتلایا ہے سورۃ القریش میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "چونکہ قریش مانوس ہوئے (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس لہٰذا ان کو چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔" (۱۰۶:۱-۴) اس سورۃ میں تجارتی مفاد کے علاوہ جو کہ قریش کو ان کے تجارتی قافلوں کی بلاروک ٹوک شام اور یمن کے علاقوں میں آمدورفت سے ہوتا تھا اس مفاد کا بھی ذکر کیا جو سخت بدامنی کے اس دور میں کعبہ کی تولیت کے باعث قبیلہ قریش کو حاصل تھا اور سورۃ یوسف میں برادران یوسف کے حصولِ غلّہ کے لئے شام سے ملک مصر کے تجارتی سفر کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "یوسف نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا کہ ان لوگوں نے غلہ کے عوض جو مال دیا ہے وہ چپکے سے ان کے سامان ہی میں رکھ دو۔" (۱۲:۶۲) اور اسی واقعہ کو جاری رکھتے ہوئے چند آیات کے بعد یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا مال بھی انہیں واپس کر دیا گیا ہے یہ دیکھ کر وہ پکار اٹھے "ابا جان ہمیں اور کیا چاہئے دیکھئے یہ ہمارا مال بھی ہمیں واپس دے دیا گیا ہے پس اب ہم جائیں گے اور اپنے اہل و عیال کے لئے رسد لے کر آئیں گے۔" (۱۲:۶۸) اور نماز کے لئے پکارنے جانے (اذان) پر کاروبار تجارت کو سمیٹ کر نماز میں حاضر ہونے کا حکم سورہ الجمعہ میں ان الفاظ میں دیا (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب پکارا جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو (۶۲:۹) اور سورۃ النساء میں دیانتداری سے تجارت کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا ترجمہ "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔ لین دین ہونا چاہئے آپس کی رضامندی سے۔" (۴:۲۹)

شخصی اور معاشرتی ترقی میں تجارت کو بڑی اہمیت قرون وسطیٰ ہی سے رہی ہے۔ یہ اہمیت روز بروز بڑھتی جارہی ہے موجودہ دور میں معاشرتی اور قومی ترقی میں تجارت کو زبردست اہمیت حاصل ہے دیگر فنون کی مانند تجارت بھی ایک بہت بڑا فن ہے مناسب تعلیم اور تجربہ کے بغیر تجارت کے میدان میں کامیابی محال ہے اللہ تعالی سورہ الصّف

Marfat.com

میں مومنوں کو ایسی تجارت اختیار کرنے کا مشورہ دے رہا ہے جو ان کو عذاب الیم سے نجات دلا دے۔ ترجمہ "اے لوگوں جو ایمان لائے ہو میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچا دے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔" (۶۱:۱۰-۱۱) (۳۰-۲۹:۳۵) (۲۴:۳۷) ان مثالوں سے تجارت بطور مضمون کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

۲۔ کائناتی سفر

کائنات کی کوئی مقررہ حدود نہیں یہ ایک ہر آن پھیلتی و بڑھتی ہوئی کائنات ہے۔ جس میں ان گنت ستارے اور سیارے موجود ہیں پورا نظام شمسی جس کی آخری حدود ایک اندازے کے مطابق زمین اور سورج کے درمیانی فاصلے سے پچاس گنا سے بھی زیادہ ہے اس پھیلتی ہوئی کائنات کے سمندر میں ایک قطرہ سے بھی کم وسعت کا حامل ہے یہ تمام کائنات ایک خالق یعنی اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے بالفرض محال اگر تخلیق کے عظیم کام میں کوئی حصہ داری ہوتی تو کائنات کے اصولوں اور قوتوں میں نہ یکسانیت ہوئی اور نہ ہی نظم و نسق پایا جاتا مادہ کی حقیر ترین اکائی ایٹم کی بناوٹ میں بھی وہی اصول کار فرما ہے جو نظام شمسی اور اس سے بڑے نظاموں میں موجود ہے ان سب کی محوری گردش بھی ایک جیسی ہے ہمارا پہلا آسمان یعنی چھت نظام شمسی ہے اور کرۂ ارض سورج (ستارہ) کے گرد ایک خاص سمت میں پہلے دن سے ہی مقررہ رفتار سے حرکت پذیر ہے اس زمین و آسمان کی جملہ اشیاء و قوتیں اللہ کے حکم سے انسان کی بھلائی کے کاموں میں لگی ہوئی ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ (اشیاء قوتیں) انسان کے لئے مسخر کر دی گئی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا انسان کا صرف حق ہی نہیں بلکہ خلیفہ فی الارض ہونے کے ناطے یہ اس کا فرض بھی ہے کہ وہ ان سب سے فائدہ اٹھائے انسان نے اللہ تعالیٰ کے بخشے ہوئے علم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۹۷۰ء میں نظام شمسی کی حدود کی دریافت کے لئے جو خلائی راکٹ (جہاز) وائیجر نامی چھوڑا تھا اس سے حاصل کردہ معلومات سے بڑی حد تک یقینی طور پر ان حدود کا تعین ہو گیا ہے تاہم ابھی وائیجر نے اپنا سفر ختم نہیں کیا بلکہ یہ سفر ۲۰۰۸ تک جاری رہنے کی توقع ہے اس طرح ہم صرف نظام شمسی

Marfat.com

کی حدود کا اندازہ لگانے میں کامیاب ہوئے ہیں یہ کامیابی اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء کے مطابق انسان نے خلائی کائناتی سفر پر قدرت حاصل کر کے کی ہے ہجرت مدینہ سے تقریباً" ایک سال قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی سعادت نصیب ہوئی جس کے پہلے درجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات بیت اللہ سے بیت المقدس کا سفر پلک جھپکتے میں طے کیا۔ اور ایک صاحب علم حضرت سلیمان علیہ السلام کی درخواست پر اسی قسم کے سفر کے ذریعہ ملکہ سباء کا تخت پلک جھپکنے سے پیشتر سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچا چکے تھے ان دونوں سفروں کا اجمالی ذکر قرآن پاک میں موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پلک جھپکتے عظیم فاصلوں کا سفر طاقت علم اور ہنر کی بنیادوں پر ممکنات میں سے ہے سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کو بمشکل تمام ابھی صرف ایک صدی کا عرصہ گزرا ہے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آنے والی صدیوں میں اللہ تعالیٰ کے منصوبہ کے تحت انسان اس میدان میں محیر العقول کامیابیاں حاصل کرے گا۔ جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کرۂ ارض پر علم کی جو جوت آج سے چودہ سو سال قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جگائی تھی اس کی بدولت دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی محنت اور کوشش سے علم کی روشنی نصف صدی کے مختصر عرصہ میں چار دانگ عالم میں پھیلی آج خلائی سفر کی ٹیکنالوجی پر اہل مغرب کی تقریباً اجارہ داری ہے وہ بھی دوسروں کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں علم سائنس اور ٹیکنالوجی انسانیت کی مشترکہ میراث ہیں جو بھی اس میراث پر قبضہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو کامیابیوں سے ہمکنار کرے گا انفرادی اجتماعی قومی اور بین الاقوامی سطح پر انسانیت کی فلاح و بہبود کی خاطر اس بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی ضرورت ہے تاکہ مل جل کر زندگی کو بامعنی پرکیف بامقصد آرام دہ مفید اور کارآمد بنایا جا سکے۔

مسلمان اپنے دورِ اقتدار میں غیر ملکیوں اور جاہل یورپ کو علم کی روشنی سے منور کر چکے ہیں۔ اب یورپ کی باری ہے کہ وہ علم و ہنر میں دوسری قوموں کو شریک کرے

قرآن پاک میں خلائی سفر کی دو مثالیں موجود ہیں جن سے خلائی سفر کا ممکن ہونا ثابت ہوتا ہے ایک مثال سورہ بنی اسرائیل کے بالکل آغاز کی ہے جس میں واقعہ اسرا

Marfat.com

یعنی معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ سے بیت المقدس جو ہزار کلومیٹر سے زیادہ کا فاصلہ ہے ان واحد میں لے گیا ارشاد ربانی ہے ترجمہ "پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے۔دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔" (۱:۱۷) یہ ذکر سفر معراج کے پہلے حصہ کا ہے روایات کے مطابق آپ صل اللہ علیہ وسلم کے سفر کا دوسرا حصہ بیت المقدس سے عالم بالا کا ہے جہاں پہنچ کر آپ صل اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری دی اور کچھ دیگر مقامات مثلاً" دوزخ و جنت کا مشاہدہ کیا یہ دونوں سفر اور اپنے بستر تک واپسی کا سفر آن واحد میں طے ہوئے لیکن قرآن مجید صرف مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کی تصریح کرتا ہے اس سفر کی کیفیت کیا تھی یہ عالم خواب میں پیش آیا تھا یا بیداری میں اور کیا حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر خود سفر پر تشریف لے گئے تھے یا پھر اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے روحانی طور پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سفر اور مشاہدہ کرا دیا گیا ان اہم سوالات کا جواب خود قرآن مجید کے الفاظ دے رہے ہیں پاک ہے وہ جو لے گیا سے بیان کی ابتدا کرنا یہ بتا رہا ہے کہ یہ کوئی بڑا غیر معمولی واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی قدرتوں کے تحت وقوع پذیر ہوا۔ خواب یا کشف کی حالت میں جس سے لوگوں کو اکثر واسطہ پڑتا رہتا ہے یہ مشاہدہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا جس کے لئے اس تمہید کی ضرورت ہوتی کہ اس (اللہ تعالیٰ) کو تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ظاہر کیا جاتا اس کے علاوہ یہ الفاظ بھی ایک رات اپنے بندے کو لے گیا جسمانی سفر پر دلالت کرتے ہیں کشفی سفر یا خواب کے سفر کے لئے یہ الفاظ کسی صورت میں بھی موزوں نہیں پس سفر معراج ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا جو حالت بیداری میں ہوا اور یہ اس قدر طویل سفر آن واحد میں طے ہوا اسی طرح کا ایک سفر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک صاحب علم درباری نے بھی کیا جبکہ اس نے پلک جھپکنے سے پیشتر ملک سبا کا تخت عظیم فاصلہ طے کر کے ان کے دربار میں لا پہنچایا اس کے بارے میں

Marfat.com

سورہ النحل میں ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ "جس شخص کے پاس کتاب کا ایک علم تھا وہ بولا میں آپکی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لا دیتا ہوں جونہی سلیمان نے وہ تخت اپنے پاس رکھے ہوئے دیکھا وہ پکار اٹھا یہ میرے رب کا فضل ہے۔ (۲۷:۴۰) پس معلوم ہوا کہ کائناتی سفر بھی علم و ہنر کی ایک شاخ ہے۔ جس کا سیکھنا ضروری ہے۔

۲۸ سیاحت

سیاحت یعنی کہ مختلف علاقوں اور ممالک میں گھومنا پھرنا اگرچہ انسان کی بنیادی ضرورت میں شامل نہیں ہے تاہم زندگی کو زیادہ بامقصد پر کیف اور پر لطف بنانے کے لئے سیاحت بہت ضروری ہے اس کے ذریعہ ذاتی مشاہدہ سے نہ صرف انسان زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتا ہے بلکہ دوسری اقوام کے تہذیب و تمدن اور رسوم و رواج سے بھی آگاہی حاصل کرتا ہے خود اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں انسان کو سیاحت کی ترغیب دی ہے تاکہ وہ سیر و سیاحت سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ علم بھی حاصل کرے اور تاریخ سے واقفیت بھی کہ بدعنوان قوموں کا کیا انجام ہوا سورۃ الرّوم میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اے نبی ان سے کہو کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا کیا انجام ہو چکا ہے ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے۔" (۳۰:۴۲) اور یہی بات ایک دوسرے انداز میں سورہ المومن میں یوں ارشاد فرمائی ترجمہ "کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور ان سے زیادہ زبردست آثار زمین میں چھوڑ گئے ہیں۔" (۴۰:۲۱) اور اسی سے ملتی جلتی بات سورہ الانعام میں یوں ارشاد فرمائی ترجمہ "ان سے کہو ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو۔ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔" (۶:۱۱) پس معلوم ہوا کہ سیاحت بھی علم کی ایک قسم ہے۔

۲۹ زمین پر آبادیاں

موجودہ دور میں آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے لوگوں کو اپنے مکانات اور شہروں میں زیادہ سے زیادہ سہولتیں درکار ہیں یوں تو یہ سہولتیں کم و بیش تاریخ کے تمام ادوار میں موجود رہی ہیں قرآن پاک میں بعض اقوام کا ذکر ہے جنہوں نے ان سہولتوں کو بہت زیادہ ترقی دی تھی لیکن موجودہ دور میں نئے شہر اور نئی آبادیاں بسانا ایک نہایت

Marfat.com

ضروری علم ہے جس کی تعلیم تمام علاقوں میں طلب کے مطابق دی جانی چاہیے اس بارے میں سورہ الروم میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے انہوں نے زمین کو خوب ادھیڑا تھا اور اسے اتنا آباد کیا تھا جتنا انہوں نے نہیں کیا ہے۔" (۳۰:۹) اور اسی سے مشابہ بات اسی سورۃ میں چند آیات بعد اس انداز میں کہی گئی ہے ترجمہ "اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکایک تم بشر ہو کہ (زمین میں) پھیلتے چلے جا رہے ہو۔" (۳۰:۲۰) پس یہ علم و ہنر بھی شامل نصاب ہونا چاہیئے۔

۴ علم جغرافیہ

علم جغرافیہ سے مراد کرہ ارض اس کے موسموں، نباتات، حیوانات، جمادات، جنگلات، پہاڑوں، فصلوں، جھیلوں، دریاؤں، سمندروں اور براعظموں کے حالات سے ہے کرہ ارض سے متعلقہ یہ جملہ امور علم جغرافیہ ہی کا حصہ ہیں قرآن پاک میں ان جملہ امور کے بارے میں ذکر موجود ہے چنانچہ سورہ طٰہٰ میں زمین اس کے راستوں بارش پیداوار اور پالتو جانوروں کا ایک ہی آیت میں ذکر فرمایا اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "وہی جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ مختلف اقسام کی پیداوار نکالی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ یقیناً" اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کے لئے۔" (۲۰:۵۳،۵۴) اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور نوازشات میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذی روح مخلوق کے لئے ربوبیت کا انتظام کرتا ہے۔ اسکے دامان کرم سے سب فیضیاب ہوتے ہیں وہ تمام مخلوقات کا رب ہے اور ہر کسی کو بلا طلب کئے اس کے اپنے مقام پر حسب ضرورت رزق فراہم کرتا ہے بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرنے نباتات اگانے اور حیوانوں اور انسانوں کو وسائل رزق مہیا کرنے کا بہت سی جگہ ذکر فرمایا سورہ الحج میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کی بدولت زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔" (۲۲:۶۳) اور اسی بارے میں سورہ الفاطر میں یوں ارشاد فرمایا

Marfat.com

ترجمہ "کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ سے ہم طرح طرح کے پھل نکال لاتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں پہاڑوں میں بھی سفید سرخ اور گہری سب دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔" (۳۵:۲۷) اس آیت میں بارش کے علاوہ پہاڑوں کی بناوٹ کا بھی ذکر فرمایا اور سورہ الروم میں بارش چشموں دریاؤں اور کھیتوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں۔" (۳۹:۲۱) اور پہاڑوں، دریاؤں، اور راستوں کے بارے میں سورہ النحل میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے اس نے دریا جاری کئے اور قدرتی راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ اس نے زمین میں راستہ بتانے والی علامت رکھ دیں اور تاروں سے سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔" (۱۶:۱۵-۱۶) پس معلوم ہوا کہ علم جغرافیہ ایک اہم علم ہے۔ جس کا شامل نصاب کیا جانا ضروری ہے۔

۳۔ علم نباتات

علم نباتات جڑی بوٹیوں پودوں اور درختوں کا علم ہے اور باغات بھی اس زمرے میں آتے ہیں قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر نباتات وغیرہ کا ذکر موجود ہے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اس بارے سورہ المومنون میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "پھر اس پانی کے ذریعہ سے ہم نے تمہارے لئے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کر دیئے تمہارے لئے ان باغوں میں بہت سے لذیذ پھل ہیں اور ان سے تم روزی حاصل کرتے ہو۔" (۲۳:۱۹) اور اسی بارے میں سورہ الانعام میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے سے ہر قسم کی نباتات اگائی اور پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کئے پھر ان سے تہ بہ تہ دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیت جدا جدا بھی ہے یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل

Marfat.com

آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو۔" (۶:۹۹) یعنی یہ کہ ہم اس بارے میں بغور و فکر تحقیقات کریں پس معلوم ہوا کہ علم نباتات ایک اہم علم ہے۔

۲۳۔ علم الحیوانات

علم حیوانات جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہے حیوانات کا علم ہے حیوانات کا ذکر قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر موجود ہے زیادہ تر انکا ذکر سواری کے جانوروں کے طور پر کیا گیا ہے اور بعض کا ذکر حلال جانوروں کے طور پر کیا گیا ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے غرضیکہ انہیں انسان کے فائدے کے لئے پیدا کیا گیا ان پر سواری بھی کرے ان کا دودھ بھی پئے ان کا گوشت بھی کھائے اور ان کو کاشتکاری وغیرہ کے استعمال مین بھی لائے اس بارے میں سورہ الحج میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ان جانوروں کو ہم نے اسی طرح تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم شکریہ ادا کرو نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون مگر اسے تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔" (۲۲:۳۶'۳۷) بناوٹ کے لحاظ سے اللہ تعالی نے بعض جانوروں کو عجیب و غریب بنایا ہے ہزاروں اقسام کے عظیم الجثہ و عجیب و غریب جانور جواب دنیا سے ناپید ہو چکے ہیں کے متحجرات سینہ زمین سے بر آمد ہوتے رہتے ہیں جن سے ان جانوروں کے بارے میں ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ان ہی عجیب و غریب جانوروں میں سے ایک اونٹ بھی ہے جو صحراوں میں بلا تکان و بلاخوراک و پانی کئی کئی روز تک سفر کر سکتا ہے اللہ تعالی نے بھی اسے عجیب و غریب ہی کہا ہے اور سورہ الغاشیہ میں اس کی بناوٹ کا اس طور سے ذکر فرمایا ہے ترجمہ "(یہ لوگ نہیں مانتے) تو کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے ہیں۔" (۸۸:۱۷) مویشیوں میں ہر طرح کے جانور موجود ہیں وہ بھی جن کا گوشت ہم کھاتے ہیں جن کو باربرداری کے لئے استعمال کرتے یا جن پر سواری کرتے ہیں جن کا دودھ پیتے ہیں وہ بھی جن کی کھالوں سے خیمے تیار کئے جاتے ہیں یہ نر بھی ہیں مادہ بھی بھیڑیں بھی ہیں اور بکریاں وغیرہ بھی اور دوسرے جانور بھی اس بارے میں سورۃ الانعام میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پھر وہی ہے جس نے مویشیوں میں سے وہ جانور بھی پیدا کئے جن سے سواری و باربرداری کا کام لیا جاتا ہے اور وہ بھی جو کھانے اور بچھانے کے کام آتے ہیں کھاؤ ان چیزوں میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشی ہیں اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ

تمہارا کھلا دشمن ہے یہ آٹھ نر و مادہ ہیں دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے۔" (۶:۱۴۲،۱۴۳) کھانے کے استعمال میں آنے والے جانوروں کے بارے میں ایک اصولی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ ان جانوروں کے علاوہ جن کو قرآن پاک میں حرام قرار دیا گیا ہے باقی مویشی حلال ہیں اس بارے میں سورۃ الحج میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور تمہارے لئے مویشی جانور حلال کئے گئے ماسوا ان چیزوں کے جو تمہیں بتائی جا چکی ہیں۔" (۲۲:۳۰) ہر امت کے لئے قربانی کا ایک طریقہ مقرر کر دیا گیا ہے جس کے مطابق مویشیوں جانوروں کو اللہ کا پاک نام لے کر قربان/ذبح کیا جاتا ہے اس بارے میں بھی سورہ الحج ہی میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تاکہ (اس امت کے) لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو بخشے ہیں۔" (۲۲:۳۴) ایک آیت چھوڑ کر اسی سورۃ کی اگلی آیت میں قربانی کا طریقہ اس طرح بیان فرمایا (ترجمہ) "اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو اور جب (قربانی کے بعد) ان کی پیٹھیں زمین پر ٹک جائیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت کئے بیٹھے ہیں اور انکو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔" (۲۲:۳۶) لوگوں نے جانوروں کے استعمال پر خود ساختہ پابندیاں عائد کی ہیں جو کہ سراسر باطل ہیں اس بارے میں سورہ الانعام میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "پھر کچھ جانور ہیں جن پر سواری اور باربرداری حرام کر دی گئی ہے اور کچھ جانور ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے اور یہ سب کچھ انہوں نے اللہ پر افترا کیا ہے عنقریب اللہ انہیں ان افترا پردازیوں کا بدلہ دے گا وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے یہ ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام لیکن اگر وہ مردہ ہوں تو دونوں اس کے کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں یہ باتیں جو انہوں نے گھڑلی ہیں ان کا بدلہ انہیں اللہ دے کر رہے گا۔" (۶:۱۳۹) باربرداری کے جانوروں کے بارے میں سورہ النحل میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں۔" (۱۶:۸) گوشت باربرداری اور سواری کے علاوہ بھی مویشیوں سے کچھ اور

Marfat.com

کام بھی لئے جاتے ہیں ان کا ذکر پہلے تین آیات میں ہو چکا ہے ان سب مثالوں سے علم اطیوانات کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

۲۳ علم بحریات و غوطہ خوری

کرہ ارض پر ۲۹ فیصد خشکی (زمین) اور ۷۱ فیصد حصہ پانی (سمندر) ہے یہ تمام تر وسیع سمندر اپنی تمام تر معدنیات تیل گیس وغیرو سائل رزق مثلاً" مچھلی جھینگے وغیرہ ذرائع آمدورفت۔ بحری جہاز وغیرہ یہ سب اللہ تعالی نے انسان کے لئے مسخر کر دیئے ہیں تاکہ وہ ان پر تحقیقات کرے اس کو کھیتی باڑی اور رہائش کے قابل بنائے دنیا کے کئی ملکوں مثلاً ہالینڈ وغیرہ میں سمندر کو خشک کر کے رہائش کے قابل بنا لیا گیا ہے سمندر میں وسائل رزق زمین کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہیں گوشت (مچھلی) کی پیداوار میں ہم باسانی دس گنا اضافہ کر سکتے ہیں آبادی کے اضافہ کے ساتھ ساتھ پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے سمندری نباتات یعنی کائی وغیرہ کو تحقیقات کے بعد انسانی اور حیوانی خوراک کے قابل بنایا جا سکتا ہے اللہ تعالی نے یہ تمام وسائل انسان کے تصرّف میں دیئے ہیں جن سے فائدہ اٹھانا انسان کا کام ہے وسائل آمدورفت کے لئے سمندر اور دریاؤں کو قدیم زمانے سے استعمال میں لایا جا رہا ہے اس بارے میں سورہ الجاثیہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے۔سمندر کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں اس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار ہو۔" (۴۵:۱۲) سمندر بھی احکامات الٰہی کا اتنا ہی پابند ہے جتنا کہ کوئی بھی دوسری چیز تاہم جب بھی اللہ تعالی چاہے اسکی کوئی خاصیت عارضی یا مستقل طور پر سلب کر سکتا ہے یا کوئی نئی خصوصیت اس میں پیدا کر سکتا ہے پانی نشیب کی طرف مسلسل حرکت کرتا ہے اللہ تعالی نے اس کو اس امر کا پابند بنایا ہے لیکن بطور معجزہ جب بھی اس نے چاہا اور جتنے عرصہ کے لئے چاہا اس میں خشک راستہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لئے پیدا کر دیا اور جب فرعون اپنے لشکر کے ہمراہ اس سمندر میں داخل ہوا تو سمندر واپس اپنی اصل حالت پر آ گیا یہ واقع سورہ البقرہ میں یوں بیان کیا گیا ہے(ترجمہ)"یاد کرو وہ وقت جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمہارے لئے راستہ بنایا پھر اس میں سے تمہیں بخیریت گزروا دیا پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا۔" (۲:۵۰)

Marfat.com

غوطہ خوری بھی سمندری علوم میں سے ایک مفید علم ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے شیاطین غوطے لگایا کرتے تھے جس کا ذکر سورہ انبیا میں اس طرح کیا گیا ہے (ترجمہ) "اور شیاطین میں سے ہم نے ایسے بہت سوں کو اس کا تابع بنا دیا تھا جو اس کے لئے غوطے لگاتے تھے۔" (۲۱:۸۲) اور یہی بات سورہ ص میں ایسے بیان کی گئی ہے ترجمہ "اور شیاطین کو مسخر کر دیا ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور اور دوسرے چوپابند سلاسل تھے۔" (۳۸:۳۷'۳۸) پس ان حوالہ جات سے بحریات کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

۲۴ کشتی سازی و کشتی رانی جہاز سازی و جہاز رانی

انسان کی پیدائش ساحل سمندر پر بدبودار سوکھی کھنکتی مٹی سے ہوئی ویسے بھی کرہ ارض کے ۷۱ فیصد حصہ پر پانی محیط ہے انسان کی پیدائش سے کافی عرصہ پیشتر کرہ ارض پر نباتات (درخت) وجود میں آئے سمندر اور دریاؤں میں بہتے درختوں کو انسان نے ابتدا میں دریائی سفر کا ذریعہ بنایا جس کو بعد میں ترقی دے کر کشتی سازی و جہاز سازی کا فن سیکھا وسائل و ذرائع آمدورفت کرہ ارض پر انسان کی ابتدائی ضروریات میں سے ایک ضرورت ہے قرآن پاک کے مطابق خود اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کو کشتی سازی کا فن سکھایا کیونکہ نوح علیہ السلام نے وحی الہی کے مطابق اور خود اللہ تعالی کی نگرانی میں طوفان نوح سے بچاؤ کے لئے ایک وسیع و عریض کشتی تیار کی اس بارے میں سورہ مومنون میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہم نے اس پر وحی کی کہ ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی تیار کر پھر جب ہمارا حکم آ جائے اور وہ تنور ابل پڑے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا لے کر اس میں سوار ہو جا اور اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے سوائے ان کے جن کے خلاف پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔" (۲۳:۲۷) اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف ہر اچھے کام کی توفیق اللہ تعالی ہی دیتا ہے بلکہ وہ اپنے پسندیدہ بندوں کو حسب ضرورت بذریعہ وحی تعلیم بھی دیتا ہے اور ان کے عملی کام کی نگرانی بھی کرتا ہے دریاؤں اور سمندروں میں چلنے والے چھوٹے اور بڑے جہاز بھی اسی اصول پر تیار کئے جاتے ہیں جن اصولوں کو کشتی کی تیاری میں مدنظر رکھا جاتا ہے اللہ تعالی نے کشتیوں اور جہازوں کو سفر کے لئے بعض قواعد کا پابند

Marfat.com

کیا ہے جس سے وہ ہرگز تجاوز نہیں کر سکتے اس بارے میں سورہ الحج میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "اور اسی نے کشتی کو قاعدے کا پابند بنایا ہے کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے۔" (۲۲:۶۵) اور یہی بات ایک دوسرے انداز میں سورہ بنی اسرائیل میں یوں بیان فرمائی ترجمہ "تمہارا حقیقی رب تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔" (۱۷:۶۶) ان حوالہ جات سے کشتی سازی و کشتی رانی نیز جہاز اور جہاز رانی کی اہمیت واضح ہوتی ہے

اشیاء کے نام و اوصاف کا علم
۲۵

بنی آدم کو خلیفہ فی الارض مقرر کرنے کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس مجلس میں شیطان بھی موجود تھا۔ اگرچہ یہ حکم رب کائنات کی طرف سے شیطان کو نہیں بلکہ فرشتوں کو دیا گیا تھا تاہم شیطان نے اس حکم پر اعتراض کیا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ اس کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے جبکہ آدم کو خاک سے پیدا کیا گیا ہے اس کے خیال میں ناری مخلوق خاکی مخلوق سے بہتر تھی کہ اس کو یہ رتبہ دیا جاتا علاوہ ازیں یہ اعتراض بھی کیا کہ بنی آدم تیرے احکامات کی نافرمانی کریں گے۔ ظلم و زیادتی سے کام لیں گے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹیں گے یہ بیاں اگرچہ اپنی جگہ صحیح تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اس اعتراض کی نفی بھی نہیں فرمائی تاہم اپنے خالق و مالک کے واضح احکامات کی نافرمانی اس کے مقام و مرتبہ کے منافی تھی۔ شیطان کا یہ اعتراض سننے کے بعد خالق کائنات نے آدم کی اس خصوصیت کا ذکر فرمایا جس کی بنا پر اس کو تمام مخلوقات سے افضل ٹھہرایا گیا یعنی یہ کہ آدم اور اولاد آدم کو مختلف اشیاء کے نام سے آگاہ فرمایا جبکہ دوسری مخلوقات کو اس سے محروم رکھا اور اسی بنا پر نیابت الٰہی کے لئے یہی خاصیت سب سے زیادہ درکار ہے۔ اشیاء کے خواص کا علم حاصل کئے بغیر ان اشیاء سے فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی نیابت الٰہی کا حقیقی فریضہ انجام دیا جا سکتا ہے۔ کرّہ ارض کی تمام معدنیات' نباتات' جمادات' حیوانات' پہاڑ' دریا' ندی' نالے' مرغزار و کوہسار' سورج' چاند' ستارے غرضیکہ زمین و آسمان کی جملہ اشیاء' ظاہر اور چھپی قوتوں کو خالق کائنات نے انسان کو فائدہ پہنچانے کے کام میں لگا دیا جن سے وہ سرمو انحراف نہیں کر سکتیں۔

Marfat.com

ان کے لگے بندھے اوصاف میں کوئی تبدیلی بھی نہیں لائی جا سکتی سو انسان و جن اور ارض و سماء کی ہر شئی اور ہر قوت احکامات الٰہی کی پابند ہے اور اس کے احکامات کی بجا آوری سے سر مو اختلاف نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی اپنی خاصیتوں میں کمی یا بیشی کا اختیار رکھتی ہے۔ سورۃ البقرۃ میں یہ تمام قصہ اس طرح بیان فرمایا گیا ہے (ترجمہ) "اس کے بعد اللہ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا "اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ انہوں نے عرض کیا نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے، ہم تو بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا آپ نے ہم کو دے دیا ہے حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں۔ پھر اللہ نے آدم سے کہا تم ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ، جب اس نے ان کو ان سب کے نام بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی وہ ساری حقیقتیں جانتا ہوں جو تم سے مخفی ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی مجھے معلوم ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی میں جانتا ہوں۔" (۲:۳۱-۳۳) اس قصے سے چند باتیں واضح ہو کر سامنے آتی ہیں پہلی یہ کہ ہر قسم کا کامل علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اس نے اپنی مخلوقات میں سے جن میں انسان، حیوان، چرند، پرند، کیڑے مکوڑے، فرشتے، جن، شیاطین وغیرہ سب ہی شامل ہیں جس نوع کو جونسا علم جتنی مقدار میں مناسب سمجھا عطا فرما دیا۔ اس کی (اللہ تعالیٰ) مصلحتوں کو اسکے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ فرشتے صرف اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرما دیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس نے (اللہ تعالیٰ) آدم علیہ السلام کی معرفت اس کی اولاد کو تمام اشیاء کے نام بمعہ خواص سکھا دیئے جس سے اس نے فرشتوں کو محروم رکھا۔ تیسری بات یہ کہ خلیفۃ فی الارض کے منصب کے لئے علم الاشیاء کا جاننا ضروری ہے جس کے بغیر وہ ان اشیاء سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جیسا کہ منشائے ربانی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ علم الاشیا گنجینہ علوم میں سے ایک اہم علم ہے

اجرام فلکی کی پیدائش کا علم

اجرام فلکی کی پیدائش کے علم سے یعنی سورج، چاند ستاروں کے علم سے مراد اجرام فلکی کی پیدائش اور بناوٹ کا علم ہے۔ یہ سب کے سب اپنے اپنے فلک (آسمان)

Marfat.com

میں قیام پذیر ہونے کی بجائے تیز رفتاری سے حرکت پذیر ہیں یعنی یہ کہ تیر رہے ہیں۔ اگرچہ آسمان میں سورج سے کہیں بڑے ستارے گردش کر رہے ہیں لیکن کرہ ارض کے نظام یعنی نظام شمسی میں واحد بڑا ستارہ سورج ہے جو کہ نہایت روشن اور گرم ہے جبکہ اس نظام (شمسی) کے باقی اجرام ستارے نہیں بلکہ سیارے ہیں جن کی اپنی کوئی روشنی نہیں بلکہ وہ سورج سے روشنی اور گرمی حاصل کرتے ہیں اور اس کے گرداگرد بیضوی راستے پر مقررہ رفتار سے حرکت کر رہے ہیں۔ صرف کہکشانی نظام ہی میں جس کا نظام شمسی ایک حقیر سا حصہ ہے ہزاروں کی تعداد میں سورج سے کہیں بڑے ستارے موجود ہیں جبکہ پوری کائنات میں جس کی حدود غیر معین اور وسعت پذیر ہیں ایسے کروڑوں ستارے موجود ہیں جن کو خالق کائنات نے سیال کی مانند ایک رقیق مادے سے پیدا کیا ہے۔ اس بارے میں سورۃ الانبیاء میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ”یہ سب آسمان و زمین باہم ملے ہوئے تھے ہم نے انہیں جدا کیا۔“ (۲۱:۳۰) پس معلوم ہوا کہ تمام اجرام سماوی بشمول زمین پہلے ایک دوسرے سے ملے ہوئے یعنی باہم متصل تھے جن کو بعد میں خالق کائنات نے علیحدہ علیحدہ اجرام سماوی کی موجودہ شکل میں تشکیل کیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام اجرام سماوی تقریباً ایک جیسے مادے سے بنائے گئے ہیں۔ سورۃ الانبیاء میں سورج کے تشکیل دیئے جانے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے (ترجمہ) ”اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کئے اور نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا۔“ (۱۳-۱۲:۷۸) پس معلوم ہوا کہ اجرام فلکی اور انکی پیدائش کا علم فلکیات کا اہم حصہ ہے جسے سائنس کی تعلیم کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیئے۔

روح

موجودہ دور سائنسی و تکنیکی دور ہے۔ کمپیوٹر (آلہ حساب) کا دور ہے۔ بلاشبہ سائنس نے گزرنے والی صدی میں بے انتہا ترقی کی ہے۔ تاہم انسان اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود روح کی حقیقت معلوم کرنے میں ناکام رہا ہے وہ کیا ہے؟ کیسے وجود میں آئی ہے؟ کیوں اور کیسے جسم سے جدا ہو جاتی ہے؟ یہ تمام امور تاحال سائنس کی بجائے فلسفہ کے مضامین ہیں جن کے جوابات انسانی ذہن کی سطح و سوچ کے مطابق جدا جدا ہو سکتے ہیں۔ ایک خیال کے مطابق یہ فقط ذہن و جسم کی خود آگاہی کا نام ہے

Marfat.com

جس کا کوئی جسمانی وجود نہیں بلکہ یہ بجلی کی مانند ایک قوت ہے۔ جب تک یہ جسم میں موجود رہتی ہے جسم کو کنٹرول کرتی ہے۔ جس کے جسم سے نکلتے ہی جسم بغیر کنٹرول کے رہ جاتا ہے۔ بظاہر دماغ جسم کو کنٹرول کرتا ہے لیکن خود دماغ کو کنٹرول کرنے والی قوت روح ہے۔ یہ موجود ہونے کا احساس ہے جو تمام جانداروں کو رواں دواں رکھتا ہے۔ اس احساس کے ختم ہو جانے اور قوت (روح) کے جسم سے نکل جانے کے بعد جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ اس کی نشوونما رک جاتی ہے اور جسم پر فرسودگی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ خردبینی جرثومے (بکٹیریا) جو قدرت کے خاکروب ہیں انسانی جسم کو ٹھکانے لگانے کا کام شروع کر دیتے ہیں اور جلد ہی گوشت پوست گل سڑ کر زمین کا حصہ بن جاتا ہے۔ قدرت بڑی حساب دان ہے۔ جسم کی بالیدگی میں جو حصہ جہاں سے آیا ہوتا ہے وہیں واپس ہو جاتا ہے جیساکہ جلنے کے عمل میں ہوتا ہے۔ نمکیات اور راکھ زمین کو واپس مل جاتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائڈ اور پانی ہوا میں شامل ہو جاتا ہے۔ گلنے سڑنے کا عمل ست رفتار سے جلنے کا عمل ہے اس کے اثرات بھی وہی ہوتے ہیں جو جلنے کے عمل کے ہیں۔ بکٹیریاز کو جسم سے دور رکھ کر گلنے سڑنے کے عمل کو روکا بھی جا سکتا ہے لیکن جسم میں روح نہیں لوٹائی جا سکتی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روح کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے رہنمائی طلب کی' جواب موصول ہوا کہ کہہ دیجئے کہ یہ امر ربی ہے۔ بس یہی روح کی اصل ہے۔ اس بارے میں سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہو یہ میرے رب کے حکم سے آتی ہے مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔" (۱۷:۸۵) پس معلوم ہوا کہ روح کی حقیقت کے بارے میں انسانی علم بہت ہی قلیل ہے۔ مزید ملاحظہ ہو۔ (۱۶:۲) ۲:۷۰:۲۰)

۳۸ فلسفہ حیات / حیات بعد الموت / فلسفہ زمان و مکان

کرہ ارض پر پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بہت عرصہ پیشتر اللہ نے ارواح انسانی کو عالم ارواح میں پیدا فرمایا۔ اس (اللہ تعالیٰ) کے علم ارادے اور مصلحت کے تحت وقت مقررہ پر اپنے حصہ کا کردار ادا کرنے کے لئے انسانی ارواح کو مادی جسم عطا کر کے مقررہ وقت تک کے لئے اس دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ قرآن

Marfat.com

حکیم کے مطابق ہر ذی روح نے ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ (۳:۱۸۵) موت کا عمل دخل جسم پر ہوتا ہے۔ روح چونکہ ایک قوت و توانائی ہے جس کا کوئی جسم، وزن یا حجم نہیں ہوتا اس لئے انسان کے مرنے پر اس کی روح جسم کے ساتھ فنا نہیں ہوتی بلکہ اپنے قیام کے مقام یعنی عالم برزخ کو منتقل ہو جاتی ہے جہاں وہ قیامت تک اپنے نئے جسم کا انتظار کرے گی فیصلے کے روز عذاب و ثواب بھی اسی نئے جسم کو ہو گا۔ یہ نئی زندگی دائمی زندگی ہو گی۔ موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دیا جائے گا جس کے بعد کوئی شخص بھی خواہ جنتی ہو یا جہنمی موت سے ہمکنار نہیں ہو گا۔ یہ مختصراً انسانی زندگی کا وسیع دائرہ ہے جس کو اللہ کے حکم سے ضرور بالضرور پورا ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم، فہم اور قوت ارادی عطا کی جس کو کام میں لا کر انسان بلا جبر و اکراہ اپنی آزاد مرضی سے دنیا میں اچھے یا برے افعال کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس کی روح عالم ارواح میں اپنے خالق و مالک سے اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کر چکی ہے۔ انسانوں کو راہ راست بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں الہامی کتب کے ساتھ مختلف پیغمبروں کو بھیج چکا ہے جس سلسلہ کی آخری کڑی یا قصر انبیاء کی آخری اینٹ خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جو آخری نبی ہونے کے علاوہ قیامت تک تمام عالمین کے لئے رحمتہ العالمین بھی ہیں۔

اتمام حجت کے لئے انبیاء اور الہامی کتب کے علاوہ ہر انسان کو اچھے اور برے کی تمیز سے بھی نوازا گیا ہے جو اس کو ہر اچھے کام پر خوشی سے ہمکنار کرتی ہے اور ہر برے کام پر اس کو روکتی اور ٹوکتی ہے۔ ان تمام پیش بندیوں کے بعد قیامت کے روز انسانی اعمال کی بازپرس ضروری ٹھہرتی ہے تاکہ اس امر کا جائزہ لیا جا سکے کہ کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اپنی منشا پیدائش کو کس حد تک پورا کیا ہے۔ روز قیامت جوابدہی کے نظریہ کے بغیر، زندگی کا نظریہ اور دائرہ نامکمل رہتا ہے۔ کسی اجروثواب یا بدلے کے بغیر آخر کوئی انسان کیوں اور کس لئے ابنائے جنس کے ساتھ نیکی کا سلوک کرے اور اپنی خواہشات کو دبا کر یا پس پشت ڈال کر دوسروں کی ضروریات مقدم جانے پس اعمال کی جوابدہی کے نظریہ کے بغیر زندگی بلا مقصد قرار پاتی ہے جس کی حکیم اعلیٰ اور حاکم مطلق (اللہ تعالیٰ) کی ذات سے توقع نہیں کی جا سکتی اس لئے حیات، موت اور

Marfat.com

حیات بعدالموت سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے قیامت' یوم الحساب اور جنت و دوزخ کا تسلیم کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔ موت و حیات کے اسی چکر کے بارے میں سورۃ الروم میں ارشاد ربّانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا' پھر تمہیں رزق دیا' پھر تمہیں موت دیتا ہے' پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی کام بھی کرتا ہو۔" (۳۰:۴۰) مابعدالطبیعات اور حیاتیات کے نصاب میں فلسفہ موت و حیات کی تعلیم بہت ضروری ہے۔ اسی فلسفہ موت و حیات کی تعلیم میں یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن پاک میں دی گئی مثالوں کی مدد سے موت و حیات کی کیفیت کو سمجھنے کی شعوری کوشش کی جائے۔ قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے انسان کی جان نکال لیتے ہیں (۶:۶۱) جس طرح اللہ تعالیٰ اس دنیا میں زندہ کو مردہ میں سے اور مردے کو زندہ میں سے نکال لاتا ہے یعنی بے جان مادہ سے زندہ مخلوقات کو پیدا کرتا ہے اور ان سے بے جان مادوں کو خارج کرتا ہے۔ اور جس طرح بغیر روئیدگی کی مردہ زمین کو بارش کے بعد زندگی بخشتا ہے کہ چہار جانب سبزہ جو زندگی کی علامت ہے مردہ زمین سے کثرت سے برآمد ہوتا ہے اور زندگی لہلہانے لگتی ہے (۱۸:۴۵) (۲۲:۵) ۔ اسی طرح لوگوں کو بھی حالت موت سے نکال لیا جائے گا۔ اس بارے میں سورۃ الرّوم میں ارشاد ربّانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "وہ زندہ کو مردہ میں سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ میں سے نکال لاتا ہے اور زمین کو اس کی موت کی بعد زندگی بخشتا ہے' اسی طرح تم لوگ بھی حالت موت سے نکال لئے جاؤ گے۔" (۳۰:۱۹) زندگی اور موت ایک ہی تصویر کے دو رخ اور ایک ہی حقیقت کی دو مختلف کیفیتیں ہیں۔ روح کو قرآن پاک میں امر ربی کہا گیا ہے۔ یہ ایک قوت و توانائی ہے۔ زندگی کا احساس ہے جو امر ربی کے تحت خاکی جسم میں داخل ہو کر اس کو جیتا جاگتا' سوچنے اور سمجھنے والا انسان بنا دیتی ہے۔ یہی روح جب خاکی جسم سے نکل جاتی ہے تو ہنستا کھیلتا اور جیتا جاگتا انسان مردہ ہو جاتا ہے۔ قیامت کے روز عالم برزخ میں موجود ارواح کو دوبارہ جسم عطا کیا جائے گا اور انسانی جسم کو آگ' ہوا' پانی' فرسودگی' یا دیگر کسی ذریعہ سے جو نقصان پہنچا ہو گا یا وہ پتھر ایسی سخت چیزوں میں تبدیل ہو گیا ہو گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کمی کو آن واحد میں پورا کر دے گا۔ اس کی

Marfat.com

اپنی روح جسم میں دوبارہ داخل ہو جائے گی اس کی موت کو خواہ لاکھوں سال بھی گزر گئے ہوں وہ موت کے بعد کے تمام عرصہ کو ایک خواب تصور کرے گا اور محسوس کرے گا کسی نے اس کو گہری نیند سے جگا دیا ہے۔ موت و حیات کے اس فلسفہ کو قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مثالیں دے کر بیان کیا گیا ہے۔ اسی مسئلہ سے متعلق زمان و مکان کا مسئلہ بھی ہے جس کا اس سے گہرا تعلق ہے۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے قصے میں موت و حیات اور زمان و مکان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر کی گئی ہے۔ زندگی اور موت کے فلسفہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے اصرار پر چار پرندوں کو اپنے سے مانوس کرنے، پھر علیحدہ کرنے، پھر پکارنے، پھر ان کے پلٹ آنے سے سمجھایا گیا کہ جس طرح ایک پرندہ اپنے مالک کے ادنیٰ سے اشارہ یا آواز پر واپس پنجرے میں پلٹ آتا ہے اسی طرح روحوں کے مالک اللہ تعالیٰ کے ایک ادنیٰ سے اشارہ پر انسانی روح دوبارہ جسم میں داخل ہو جائے گی۔ خواہ وہ جسم گل سڑ گیا ہو یا پتھر بن گیا یا آگ میں جل بھن گیا ہو یا کسی بھی دوسرے طریقہ سے ضائع ہو گیا ہو، ان روحوں کو صرف صور اسرافیل کا انتظار ہے جس کے سنتے ہی وہ اپنی جائے قیام سے فوراً نکل کر مردہ اجسام میں داخل ہو جائیں گی اس بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ کا ذکر سورۃ البقرہ میں اس طور پر کیا گیا ہے (ترجمہ) "اور وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے جب ابراہیم نے کہا تھا کہ میرے مالک مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے (فرمایا) کیا تو ایمان نہیں رکھتا اس نے عرض کیا، ایمان تو رکھتا ہو مگر دل کا اطمینان درکار ہے۔ فرمایا اچھا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے سے مانوس کر لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے پھر ان کو پکار وہ تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے خوب جان لے کہ اللہ نہایت بااقتدار اور حکیم ہے۔" (۲:۲۶۰) اور قرآن پاک میں اصحاب کہف کے بارے میں ہے کہ کس طرح انہوں نے ظالم حاکم وقت سے چھپ کر ایک غار میں پناہ لی جہاں ان کے رب نے ان پر لمبی نیند طاری کر دی جس کے دوران وہ کروٹیں بدلتے رہے اور بلا کچھ کھائے پیئے تین سو سال سے زائد کا عرصہ زندہ رہے۔ ان کا کتا بھی غار کے باہر پاؤں پھیلائے زندہ سلامت موجود رہا۔ تین سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود وہ بیدار ہونے پر یہی محسوس کرتے رہے کہ

Marfat.com

انہوں نے دن کا کچھ حصہ حالت نیند میں گزارا ہے۔ سورۃ الکہف میں یہ قصہ کسی قدر تفصیل سے بیان ہوا ہے جس کا کچھ حصہ اس طرح سے ہے (ترجمہ) "اور وہ اپنے غار میں تین سو سال رہے اور (کچھ لوگ کے نزدیک مدت کے شمار میں) نو سال اور بڑھ گئے ہیں۔ تم کہو اللہ ان کے قیام کی مدت زیادہ جانتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے سب پوشیدہ احوال اسی کو معلوم ہیں۔" (۲۶-۱۸:۲۵) چند آیات پیشتر اسی قصے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "تم انہیں دیکھ کر یہ سمجھتے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے ہم انہیں دائیں بائیں کروٹ دلواتے رہے تھے اور ان کا کتا غار کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا اگر تم کہیں جھانک کر انہیں دیکھتے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور تم پر ان کے نظارے سے دہشت بیٹھ جاتی اور اسی عجیب کرشمے سے ہم نے انہیں اٹھا بٹھایا تاکہ ذرا آپس میں پوچھ گچھ کریں ان میں سے ایک نے پوچھا "کہو کتنی دیر اس حال میں رہے' دوسروں نے کہا کہ شاید دن بھر یا اس سے کچھ کم رہے ہوں گے۔ پھر وہ بولے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارا کتنا وقت اس حالت میں گزرا۔" (۱۹-۱۸:۱۸) اس قصے سے نہ صرف زندگی کی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ زمان و مکان کی حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ قرآن پاک میں کئی جگہ موت کو نیند سے تشبیہ دی گئی ہے؟ جس طرح موت انسان سے زندگی کا احساس چھین لیتی ہے اسی طرح نیند بھی انسان سے یہ احساس عارضی طور پر چھین لیتی ہے۔(۶۰-۶) فرق یہ ہے کہ نیند سے بیدار ہونے پر انسان عدم احساس کا مختصر عرصہ گزار کر دوبارہ شعور ذات حاصل کر لیتا ہے جبکہ موت اس کو مستقل طور پر گردوپیش کے شعور سے محروم کر دیتی ہے۔ زندگی اور موت کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جو قیامت کے روز ہٹ جائے گا اور انسانوں پر اصحاب کہف والی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ ان کو قطعاً" احساس نہ ہو گا کہ وہ کس قدر لمبے عرصہ مردہ رہنے کے بعد دوبارہ زندگی سے آشنا ہوئے ہیں۔ حال' ماضی اور مستقبل ایک ہی کیفیت کے مختلف اظہار ہیں۔ واقعہ اسراء (معراج النبیؐ) سے بھی زمان و مکان کے فلسفہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ واقعہ سورۃ بنی اسرائیل کے بالکل آغاز میں اس طرح بیان ہوا ہے (ترجمہ) "پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے

اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔" (۱:۱۷) اس آیت کا آغاز پاک ہے وہ جو لے گیا سے ہوا ہے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ کوئی بہت بڑا غیر معمولی واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی قدرت سے رونما ہوا۔ یہ سفر اور مشاہدہ قدرت خواب یا کشف کی صورت میں نہیں ہوا بلکہ حالت بیداری میں پیش آیا کیونکہ خواب و کشف کے لئے اس غیر معمولی تمہید کی ضرورت نہ تھی کہ بیان کیا جاتا کہ تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو خواب دکھایا یا کشف کے ذریعہ مشاہدہ کرایا۔ علاوہ ازیں یہ الفاظ کہ ایک رات اپنے بندے کو لے گیا وضاحت کرتے ہیں کہ یہ سفر خواب کا یا کشف کا نہ تھا بلکہ جسمانی سفر تھا اللہ تعالیٰ جو ہر قسم کی کمزوری اور نقص سے پاک ہے حالت بیداری میں اپنے حبیب کو یہ سفر اور مشاہدہ قدرت کرانے پر قادر ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ پلک جھپکنے میں عظیم فاصلے، بھاری بھرکم وزن کے ساتھ طے کرنے کا علم تو اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنے پسندیدہ و برگزیدہ صاحبان علم کو بھی دیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار کا یہ واقعہ ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ کس طرح ایک صاحب علم نے پلک جھپکتے ملکہ سبا کا بھاری بھرکم تخت سینکڑوں میل کے فاصلہ پر سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچا دیا۔ سورۃ النمل میں یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے (ترجمہ) "جس شخص کے پاس کتاب کا ایک علم تھا وہ بولا میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں۔ جونہی کہ سلیمان نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا وہ پکار اٹھا یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کافر نعمت بن جاتا ہوں۔" (۲۷:۴۰) قرآن پاک میں بیان کردہ اس واقعہ سے زمان و مکان کی حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے جبکہ حیات و ممات کی حقیقت کو سمجھنے میں سورۃ المائدہ کی اس آیت سے مدد ملتی ہے (ترجمہ) "تو میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندے کی شکل کا بناتا اور اس میں پھونکتا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا۔" (۵:۱۱۰) اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے مٹی کے پرندوں میں جان ڈالتے تھے۔ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اللہ کے حکم سے شفا بخشتے تھے اور اسی

Marfat.com

کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ یہ امر محتاج بیان نہیں اور ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے کہ زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے تاہم وہ جس کو چاہے یہ قدرت بخش دے کہ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے لاعلاج مریضوں کو شفا اور مردوں کو زندگی عطا کرے۔ کائنات میں حکم صرف خالق کائنات ہی کا چلتا ہے وہ اپنے اختیارات و حقوق عارضی طور پر جس کو جتنے عرصہ کے لئے چاہے عطا کرے' کسی فرد کو یہ مجال نہیں کہ وہ اسکے (اللہ) بغیر اپنے حکم سے یہ کام انجام دے سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نیند میں یا اس کی جو معطلی جسم میں روح کی عارضی غیر موجودگی میں عارضی بنیاد پر ہوتی ہے جسم سے روح کے پرواز کر جانے کے بعد یعنی موت کی صورت میں احساس کی بے محرومی مستقل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیند اور موت کو مشابہ قرار دیا ہے۔ (ترجمہ) "وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے پھر دوسرے روز وہ تمہیں اسی کاروبار کے عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقررہ مدت پوری ہو آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے" (۶:۶۰)

موت و حیات کے پیدا کرنے کی وجہ کے بارے میں قرآن کی سورۃ الملک میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں (کائنات) کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی ہے۔" (۶۷:۱-۲)

جو لوگ حیات بعد الموت کا انکار کرتے ہیں وہ زمین میں کوئی بل بوتا نہیں رکھتے کہ اللہ کو زچ کر دیں اور نہ ہی ان کے کوئی ایسے حامی و سرپرست ہیں جو اللہ کے عذاب سے اس کو بچا لیں۔ ایسے لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ ان کو روز حساب جہنم میں داخل کرے گا کیونکہ انہوں نے پیغمبر کی بات کا انکار کیا۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سورۃ الاحقاف میں یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس خدا نے یہ زمین اور آسمان پیدا کئے اور ان کو بناتے ہوئے وہ نہ تھکا' وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے یقیناً وہ ہر چیز کی

Marfat.com

قدرت رکھتا ہے۔" (۴۶:۳۳) اور اسی بارے میں سورۃ الشوریٰ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کیا یہ (ایسے نادان ہیں کہ) انہوں نے اسے چھوڑ کر دوسرے ولی بنا رکھے ہیں؟ ولی تو اللہ ہی ہے وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (۴۲:۹) اور اسی بارے میں سورۃ یٰسین میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ہم یقیناً ایک روز مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں جو کچھ افعال انہوں نے کئے وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں۔" (۳۶:۱۲) اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں ایک ایسے شخص کی مثال بیان کرتا ہے جو ایک برباد شدہ بستی کے قریب سے گزرا اور اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ اس برباد شدہ بستی کو کیسے زندہ کرے گا تب اللہ کے حکم سے اس کی روح قبض کر لی گئی وہ اور اس کا گدھا سو سال تک اسی حالت موت میں رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو زندہ کیا لیکن اس نے محسوس کیا کہ وہ صرف چند گھنٹے نیند کی حالت میں رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو احیائے موتیٰ کا عمل دکھانے کے لئے اس کے سامنے اس کے گدھے کے بوسیدہ پنجر پر گوشت پوست چڑھا کر اسے زندہ کیا تاکہ جس حقیقت پر وہ شک کرتا تھا وہ حقیقت اس پر پوری طرح آشکار ہو جائے۔ یہ پورا واقعہ سورۃ البقرۃ میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "یا پھر اس نے کہا یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی ہے اسے اللہ کس طرح دوبارہ زندگی بخشے گا؟ اس پر اللہ نے اس کی روح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اسے دوبارہ زندگی بخشی اور اس سے پوچھا "بتاؤ کتنی مدت پڑے رہے" اس نے کہا "ایک دن یا چند گھنٹے رہا ہوں گا" فرمایا "تم پر سو برس اسی حالت میں گزر چکے ہیں اب ذرا اپنے کھانے اور پانی کو دیکھو کہ اس میں ذرا تغیر نہیں آیا ہے دوسری طرف ذرا اپنے گدھے کو بھی دیکھو کہ اس کا پنجر تک بوسیدہ ہو رہا ہے اور یہ ہم نے اس لئے کیا ہے کہ ہم تمہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا دینا چاہتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ ہڈیوں کے اس پنجر کو ہم کس طرح اٹھا کر گوشت پوست اس پر چڑھاتے ہیں۔ اس طرح جب حقیقت اس کے سامنے بالکل نمایاں ہو گئی تو اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔" (۲:۲۵۹) اس آیت سے واضح ہوا کہ روح امر ربی ہے جب وہ اپنے رب کے حکم کے تحت جسم سے مستقل طور پر نکل جاتی ہے جسم مردہ ہو جاتا ہے اور جب مردہ جسم میں روح دوبارہ داخل ہو جائے تو وہ پھر دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے اس

Marfat.com

امر کو ہم بجلی کی مثال سے جو کہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے باسانی سمجھ سکتے ہیں۔ برقی مشینوں کی برقی رو جب بند ہو جاتی ہے تو مشین مردہ ہو جاتی ہے یعنی کام کرنا بند کر دیتی ہے اور جونہی برقی رو مشین میں دوبارہ جاری کی جائے وہ پھر سے پہلے کی مانند کام کرنا شروع کر دیتی ہے۔ روح بھی برقی رو کی مانند توانائی کی ایک شکل ہے جو نہ وزن رکھتی ہے نہ جگہ گھیرتی ہے۔ اپنے مالک (اللہ تعالیٰ) کے ادنیٰ اشارے پر کام کرتی ہے۔ یہ آیت زمان و مکان کی کیفیت پر بھی پوری طرح روشنی ڈالتی ہے اور ان آیات سے حیات و ممات اور حیات بعد الموت کے فلسفہ پر بھی روشنی پڑتی ہے

عالمی تاریخ

۳۹
تاریخ کے مطالعہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی روشنی میں قومیں اپنے حال کو درست کر سکتی ہیں اور اقوام عالم کی سابقہ غلطیوں اور ان کے خوفناک نتائج کے پیش نظر آئندہ کے لئے ان غلطیوں سے بچنے کی پیش بندی کر سکتی ہیں۔ علم کا ایک اہم شعبہ تاریخ ہے جس کو تعلیم کی کسی بھی سکیم میں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر زمانہ اور زمانے کی تاریخ کو گواہ کے طور پر پیش کرتا ہے (۳-۱۳۶:۱۰۳) اور اقوام عالم کی تاریخ سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں کو اپنے پیش روؤں کی تاریخ نہیں پہنچی۔ نوح کی قوم، عاد و ثمود، ابراہیم کی قوم مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔" (۹:۷۰)

معاشرتی ترقی میں بھی تاریخ کا حصہ بہت اہم ہے۔ سابقہ ادوار اور سابقہ قوموں کے تاریخی واقعات انسانیت کا قیمتی ورثہ ہیں۔ ایسا ورثہ جو اس کو سابقہ قوموں کے تجربات اور ان کے انجام کی روشنی میں غلطیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور معاشرتی ترقی میں ممدومعاون ثابت ہوتا ہے۔ انہی اغراض کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھی سابقہ قوموں اور نبیوں کے قصّے قرآن پاک میں بیان فرمائے ہیں تاکہ لوگ ان سے آگاہ ہو کر سابقہ قوموں کے انجام کی روشنی میں اپنے اعمال کو درست کریں۔ اور ہدایت کی راہ راست اختیار کریں۔ ان تاریخی قصص کے بیان کرنے کا

Marfat.com

مقصد اللہ تعالیٰ سورۃ یوسف کی آخری آیت میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "اگلے لوگوں کے ان قصوں میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔ یہ جو کچھ قرآن میں بیان کیا جا رہا ہے یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے آئی ہوئی ہیں انہی کی تصدیق ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت۔" (۱۲:۱۱۱)

سورۃ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ گزشتہ قوموں کے حالات (قصص) کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "کیا تمہیں ان قوموں کے حالات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں۔ قوم نوح' عاد و ثمود اور ان کے بعد آنے والی بہت سے قومیں جن کا شمار اللہ ہی کو معلوم ہے ان کے رسول جب ان کے پاس صاف صاف باتیں اور کھلی کھلی نشانیاں لئے ہوئے آئے تو انہوں نے اپنے منہ میں ہاتھ دے لئے اور کہا کہ جس پیغام کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے۔" (۱۴:۹)

اس سے پہلے اسی سورۃ (ابراہیم) میں حضرت موسیٰ کی قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "ہم اس سے پہلے موسیٰ کو بھی اپنے نشانیوں کے ساتھ بھیج چکے ہیں اسے بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لا اور انہیں تاریخ الہیٰ کے سبق اموز واقعات سنا کر نصیحت کر ان واقعات میں بڑی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لئے جو صبر اور شکر کرنے والا ہو۔" (۱۴:۵)

اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا قصہ سورۃ المومنون کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۳ تا آیت نمبر ۳۰ بیان فرماتا ہے (اس قصہ کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے (ترجمہ) "اس قصے میں بڑی نشانیاں ہیں اور آزمائش تو ہم کر کے ہی رہتے ہیں۔" (۲۳:۲۳۔۳۰)

حضرت نوح علیہ السلام کے قصّے کے فوراً بعد دوسرے دور کی ایک قوم کا قصّہ سورۃ المومنون ہی میں آیت نمبر ۳۱ تا آیت نمبر ۴۱ بیان فرماتا ہے۔ اس قصّہ کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے (ترجمہ) "آخر ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق ایک ہنگامہ عظیم نے ان کو

آلیا اور ہم نے ان کو کچرا بنا کر پھینک دیا دور ہو جا ظالم قوم۔" (۴۵-۳۱:۲۳)

اسی سورۃ المومنوں میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام اور فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کا قصہ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور کھلی سند کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کی طرف بھیجا مگر انہوں نے تکبر کیا اور بڑی دون کی کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور آدمی بھی جن کی قوم ہماری بندی ہے پس انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا اور ہلاک ہونے والوں میں جا ملے اور موسیٰ کو ہم نے کتاب عطا فرمائی تاکہ لوگ اس سے رہنمائی حاصل کریں۔" (۴۹-۴۵:۲۳)(۳۶-۱۵:۷۹)

سورۃ القصص کے بالکل آغاز میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ پہلے رکوع کی آیت نمبر۱ تا آیت نمبر۱۳ بیان فرمایا ہے جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے (ترجمہ) "ط۔ س۔ م۔) یہ کتاب مبین کی آیت ہیں۔ ہم نے فرعون کا کچھ حال ٹھیک ٹھیک تمہیں سناتے ہیں ایسے لوگوں کے فائدہ کے لئے جو ایمان لائیں۔"
(۳-۱:۲۸) (۱۳-۴ : ۲۸)

سورۃ ص میں اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلے کے لئے پیش ہونے والے دنبیوں کے مقدمے کا ذکر فرماتا ہے کہ کسی طرح داؤد علیہ السلام نے اپنی غلطی پر (بڑا بول) خدا تعالیٰ سے معافی مانگی اور سجدے میں گر گئے اس طرح اپنی غلطی سے رجوع کر لیا۔ پس ان کے لئے ان کے رب کے ہاں تقرب کا مقام ہے۔ یہ قصہ سورۃ ص کے دوسرے رکوع میں آیت نبر۱۷ تا آیت نمبر۲۶ تک بیان فرمایا گیا ہے جس کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی باتوں پر صبر کرنے کی تلقین سے اور داؤد علیہ السلام کا قصہ لوگوں کو بیان کرنے کی ہدایت سے اس طرح ہوتا ہے (ترجمہ) "اے نبی صبر کر ان باتوں پر جو یہ لوگ بناتے ہیں اور ان کے سامنے ہمارے بندے داؤد کا قصہ بیان کرو جو بڑی قوتوں کا مالک تھا ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔" (۱۷:۳۸)/ ۲۶-۱۸ : ۳۸)

اس سے آگے سورۃ ص ہی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد سلیمان علیہ

Marfat.com

السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنے اسپ خانہ کے گھوڑوں کے معائنہ کے بعد فرمایا کہ اس مال کی محبت انہوں نے اللہ کی یاد سے غفلت کی وجہ سے اختیار کی ہے لیکن سب انبیاء کی آزمائش کی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی آزمائش میں ڈالا جس کی وجہ اغلبا" ان کی یہ خواہش تھی کہ ان کے بعد ان کا نالائق بیٹا رجعام سلطنت کا وارث ہو ان کو غلطی سے آگاہ کرنے کے لئے ان کی کرسی پر ایک جسد لا کر ڈال دیا گیا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی غلطی محسوس کر کے اپنے اللہ سے رجوع کیا اور اپنے لئے ایسی بادشاہی چاہی جو ان کے بعد کسی دوسرے کو نصیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف کی اور دعا قبول کی اور ان کے لئے ہوا معماروں غوطہ خوروں اور شیاطین کو مسخر کر دیا۔ اس قصہ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "تب ہم نے اس کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی۔ جدھر وہ چاہتا اور شیاطین کو مسخر کر دیا ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے (ہم نے اس سے کہا) یہ ہماری بخشش ہے تجھے اختیار ہے جسے چاہے دے اور جس سے چاہے روک لے کوئی حساب نہیں۔ یقیناً اس کے لئے ہمارے ہاں تقرب کا مقام اور بہتر انجام ہے۔" (۳۸:۳۶-۴۰)

اسی سورۃ ص میں آگے چل کر حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے کہ کس طرح ان کی خطا معاف کی گئی اور ان کے اہل و عیال بمعہ اضافہ واپس کئے گئے (ترجمہ) "اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے (ہم نے اسے حکم دیا) اپنا پاؤں زمین پر مار یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے کے لئے اور پینے کے لئے ہم نے اسے اس کے اہل و عیال واپس کر دیئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی طرف سے رحمت کے طور پر اور عقل و فکر رکھنے والوں کے لئے درس کے طور پر۔" (۳۸:۴۱-۴۳)

اللہ تعالیٰ سورۃ الاحقاف میں قوم عاد کے بھائی ہود کا قصہ آیت نمبر ۲۱ تا آیت نمبر ۲۶ بیان فرماتا ہے کہ کس طرح وہ (ہود علیہ السلام) ان سے پہلے اور ان کے بعد بھی انبیاء کرام قوم کو ایک ہولناک دن کے عذاب سے خبردار کرتے رہے لیکن قوم

Marfat.com

جواب تھا کہ لے آؤ وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا رہتا ہے۔ ہوا کے ایک زبردست طوفان کی جو ان کی وادیوں کی طرف اڑا چلا آرہا تھا برسنے والا بادل تصور کیا۔ اس طوفان کے بعد وہاں مکانوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا تھا اس قصہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "ان کو ہم نے وہ کچھ دیا تھا جو تم لوگوں کو نہیں دیا ہے ان کو ہم نے کان' آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھے تھے مگر وہ کان ان کے کسی کام آئے نہ آنکھیں' نہ دل کیونکہ وہ اللہ کی آیت کا انکار کرتے تھے اور اسی چیز کے پھیر میں وہ آگئے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔" (۴۶:۲۶)

اسی سورۃ الاحقاف میں جنوں کے ایک گروہ کا قصہ کہ کس طرح انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھتے سن کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت قبول کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف لے آئے تھے تاکہ قرآن سنیں جب وہ اس جگہ پہنچے (جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے آپس میں کہا خاموش ہو جاؤ پھر جب وہ پڑھا جا چکا تو خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے۔ انہوں نے جا کر کہا اے ہماری قوم کے لوگو ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے۔ تصدیق کرنے والی ہے۔ اپنے سے پہلے آئی کتابوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ حق اور راہ راست کی طرف اے ہماری قوم کے لوگو اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کر لو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں عذاب الیم سے بچا دے گا اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے وہ نہ زمین میں خود کوئی بل بوتا رکھتا ہے کہ اللہ کو زچ کر دے اور نہ اس کے کوئی ایسے حامی و سرپرست ہیں کہ اللہ سے اس کو بچا لیں ایسے لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔(۴۶:۲۹-۳۲) ہیں۔ ۳۲-۲۹-۴۶)

بین الاقوامی تعلقات ۴۰

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن پاک آخری الہامی کتاب ہے۔ جس کے بعد قیامت تک نہ ہی کسی رسول نے آنا ہے اور نہ ہی کوئی اور الہامی کتاب دنیا میں آنی باقی ہے۔ پس قیامت تک کے لئے شریعت محمدیؐ ہی بین

الاقوامی شریعت ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہی قیامت تک کے لئے ہادی و راہنما ہے جن کی اتباع اور ہدایات پر عمل پیرا ہونا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ اسلام جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے امن و سلامتی کا دین ہے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر بین الاقوامی امن و سلامتی کو یقینی بنایا جا سکتا ہے اور اس کرہ ارض کو عدل و انصاف' امن و چین' سلامتی و خوشحالی کا نشان ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ قران پاک کی تعلیمات انسان کی تمام دینی اور دنیاوی ضروریات کو کفایت کرتی ہیں۔ بین الاقوامی تعلقات کے چند اصول و ضوابط قرآن پاک کی مختلف سورتوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ سورۃ انفال میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اے نبی اگر دشمن صلح وسلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے اور اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو تمہارے لئے اللہ کافی ہے۔" (۸:۶۱'۶۲) سورۃ التوبہ کے پہلے پانچ رکوع جو کفار و مشرکین سے تعلقات کے بارے میں ہیں اس وقت نازل ہوئے جب نویں ہجری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے پہلے حج کے قافلہ کو حضرت ابوبکر صدیق کی زیر قیادت روانہ فرما چکے تھے۔ نزول وحی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ان آیات کے ہمراہ قافلے کے پیچھے روانہ فرمایا تاکہ حج کے موقع پر تمام لوگوں کے سامنے اعلان عام کروایا جائے (اس وقت تک مشرکین کے طواف کعبہ و حج پر کوئی پابندی نہیں تھی تاہم ان آیات کے نزول کی روشنی میں پابندی عائد کر دی گئی جس کا واضح طور پر حج کے عظیم اجتماع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلان عام فرمایا ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اعلان برأت ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین کو جن سے تم نے معاہدے کئے تھے پس تم لوگ ملک میں چار مہینے اور چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور یہ کہ اللہ منکرین حق کو رسوا کرنے والا ہے۔ اطلاع عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن تمام لوگوں کے لئے کہ اللہ مشرکین سے بری الذمہ ہے اور اس کا رسول بھی اب اگر تم لوگ توبہ کر لو تو تمہارے ہی لئے بہتر ہے اور جو منہ پھیرتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو" (۹:۱-۳) اور اے

Marfat.com

ہی جنہوں نے عہد کو پورا کرنے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ایسے لوگوں کے ساتھ تم بھی مدت معاہدہ تک وفا کرو کیونکہ اللہ متقیوں ہی کو پسند کرتا ہے۔" (۹:۴-۱) کسی بھی موصولہ خبر کی تصدیق کئے بغیر اس کے مطابق عمل کرنا بعض اوقات ندامت' پشیمانی اور نقصان کا باعث ہو سکتا ہے اس لئے سورۃ الحجرات میں حکم دیا (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو۔" (۴۹:۶) موجودہ دور میں جب کہ افواہ سازی ایک فن بن چکا ہے اس ہدایت پر عمل پیرا ہونا امن عامہ کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ سورۃ النساء میں مسلمانوں کو امن کے خواہش مند لوگوں سے جنگ کرنے سے روکا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "اسی طرح وہ منافق بھی مستثنیٰ ہیں جو تمہارے پاس آتے ہیں اور لڑائی سے دل برداشتہ ہیں نہ تم سے لڑنا چاہتے ہیں نہ اپنی قوم سے اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ بھی تم سے لڑتے لہٰذا اگر وہ تم سے کنارہ کش ہو جائیں اور لڑنے سے باز رہیں اور تمہاری طرف صلح و آشتی کے ہاتھ بڑھائیں تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر دست درازی کی کوئی سبیل نہیں رکھی ہے۔" (۴:۹۰) تیسرا اصول حق کا ساتھ دینا ہے اور ظالم کا ہاتھ روکنا ہے یہ اس لئے ضروری ہے کہ یہ دنیا فتنہ و فساد و ظلم کی آماج گاہ بن کر نہ رہ جائے۔ اگر ایک قوم کسی دوسری قوم کے ساتھ ناانصافی سے کام لیتی ہے اور ظلم و زیادتی پر اُتر آتی ہے تو باقی اقوام کا فرض ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ظلم کا راستہ روکیں۔ مظلوم کی مدد کریں۔ ظالم قوم کا بائیکاٹ کریں اور کسی بھی معاملے میں ان سے تعاون نہ کریں اس قرآنی ہدایت پر اگر اقوام عالم عمل کریں تو بین الاقوامی سطح پر فتنہ فساد اور ظلم کا قلع قمع ہو جائے اس بارے میں ہدایت ربانی ہے (ترجمہ) "اور دیکھو ایک گروہ نے جو تمہارے لئے مسجد حرام کا راستہ بند کر دیا ہے تو اس پر تمہارا غصہ تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم بھی اس کے مقابلہ میں ناروا زیادتیاں کرنے لگو نہیں جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام میں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو اللہ سے ڈرو اس کی سزا بہت سخت ہے (۵:۲) چوتھا اصول بین الاقوامی معاہدات کی پابندی کا ہے کہ اقوام

عالم باہمی معاہدات کی پابندی کریں اس بارے میں سورہ توبہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور اے نبی جنہوں نے عہد کو پورا کرنے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ایسے لوگوں کے ساتھ تم بھی مدت معاہدہ تک وفا کرو۔ کیونکہ اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے" (۹:۴)

۴۱ شیاطین کو مسخر کرنے کا علم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلیفہ فی الارض بنایا ہے اور زمین و آسمان کی جملہ اشیاء و قوتیں اس کے لئے مسخر کر دی گئی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا، جن اور شیاطین مسخر کر دیئے گئے تھے کہ وہ ان سے جیسے چاہتے کام لیتے تھے سورۃ ص میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) تب ہم نے اس کیلئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اسکے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا اور شیاطین کو مسخر کر دیا" (۳۸:۳۶-۳۷) پس معلوم ہوا کہ شیطان اگرچہ انسان کا ازلی و ابدی دشمن ہے اللہ کے برگزیدہ بندے اسکو اپنے زیر نگین کر سکتے ہیں یہ ایک خصوصی علم ہے جسکو ہر شخص حاصل نہیں کر سکتا۔

۴۲ شعراء و شاعری

انسانی جذبات کے الفاظ میں لطیف اظہار کو شاعری کا نام دیا جاتا ہے۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اچھی شاعری انسان کے دل و دماغ پر واضح طریقہ سے اثرانداز ہوتی ہے لیکن اس امر میں بھی کوئی کلام نہیں کہ شاعری حقیقت سے بعید خیال آفرینی بعید از قیاس استعاروں اور تشبیہات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کا نام ہے۔ شعرا کی دنیا اس دنیا سے علیحدہ اور حقیقت سے بعید ایک خیالی دنیا ہے جس کا کوئی وجود اس کائنات میں نہیں ہے۔ محبوب کی تعریف میں حقیقت سے بعید زمین آسمان کے قلابے ملانا اور غیر پسندیدہ انسان یا کسی دوسری شئی میں وہ وہ عیب نکالنا جو درحقیقت اس میں موجود نہیں۔ حقیقت کا منہ چڑانے اور اپنے آپ اور دوسروں کو حسین دھوکہ میں مبتلا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں جو چیز بھی حقیقت توازن اور عدل سے بعید ہے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں اس کو ظلم قرار دیتا ہے اور شرک بھی انہی معنوں میں عظیم ظلم ہے۔ بہت ہی کم شعرا ایسے ہیں جو صرف اور صرف حقیقت کے خوبصورت اظہار تک اپنی شاعری کو محدود رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شاعری

Marfat.com

کے مخالف نہیں بلکہ پسند کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسی شاعری کے ضرور مخالف ہیں جو انسان کو حقیقت آشنا کرنے کی بجائے اس کو حسین خوابوں کی بھول بھلیوں میں غرق کر دے اور حقیقی جیتی جاگتی دنیا سے بہت دور لے جائے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو حقیقت پسند دیکھنا چاہتا ہے جبکہ بیشتر شاعری حقیقت سے بعید محض خیال آفرینی ہے۔ انسان کسی شاعر کی بلند پروازی اور خیال آفرینی کی داد تو ضرور دیتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ اس کے خیال کو حقیقت سے بعید مبالغہ آرائی کی انتہا اور بعید از قیاس و گمان بھی خیال کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ شاعری کے حق میں یہی کچھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مختصر عرصہ کے لئے انسان کو خوش کرنے کی خاطر اس کو چند لمحات کیلئے حقیقی دنیا سے ہٹا کر ایک خیالی خوبصورت دنیا میں بسر کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے یا خوبصورت لیکن بعید از حقیقت خیالات، تشبیہات اور استعاروں کی بلند پروازی سے لطف اندوز ہونے کا موقع عطا کرتی ہے جبکہ زندگی حقیقت پسندی کا دوسرا نام ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ النحل میں حقیقی جیتی جاگتی مسائل سے پر دنیا میں شعرا کی پیروی کرنے والے لوگوں کو حقیقت سے فرار اختیار کرنے والے بھٹکے ہوئے لوگ قرار دیتا ہے (ترجمہ) "رہے شعراء تو ان کے پیچھے بھٹکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔" (۲۶:۲۲۴-۲۲۶)

شاعری چونکہ حقیقی دنیا سے فرار کا درس دیتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سورۃ یٰسین میں فرماتا ہے کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کہنا نہیں سکھایا ہے اور نہ ہی شاعری اس عالی مرتبت پیغمبر کو زیب دیتی ہے وہ تو محض عملی جدوجہد زندگی سے عاری اور بے فکرے لوگوں کا مشغلہ ہے۔ (ترجمہ) ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا ہے اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب تاکہ وہ ہر اس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو۔" (۳۶:۶۹-۷۰)

اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء میں قرآن حکیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگوں کے اس عام خیال کی نفی کرتا ہے کہ کلام الٰہی من گھڑت شاعری اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک شاعر ہیں۔ (ترجمہ) "وہ کہتے ہیں بلکہ یہ پراگندہ خواب ہے بلکہ یہ اس کی من گھڑت ہے بلکہ یہ شخص شاعر ہے ورنہ یہ لائے

Marfat.com

کوئی نشانی جس طرح پرانے زمانے کے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔" (۲۱:۵)

شعراء حقیقت نگاری کی بجائے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقہ میں ان لوگوں کو جو قرآن کریم کو اللہ کا کلام تسلیم کرنے کی بجائے اسے شاعری قرار دیتے تھے جواباً" کہتا ہے کہ یہ (قرآن) کسی شاعر کا قول نہیں ہے نہ ہی کسی کاہن کا قول ہے بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے جو رسول کریم (جبریل امین) کی معرفت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے (ترجمہ) "پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی بھی جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ یہ ایک رسول کریم کا قول ہے کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔ تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔" (۶۹:۳۸-۴۳)

ان تمام امور کے باوجود اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عمدہ شاعری انسان کے احساسات کو متاثر کرتی ہے اور اسکے کردار پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ شاعر نہ تھے اور نہ ہی شاعری انکو زیب دیتی تھی تاہم وہ اچھے اشعار کو ضرور پسند فرماتے تھے حقیقت پسندانہ اشعار فرمائش کر کے سنتے بھی تھے اور بعض اوقات گنگناتے بھی تھے قرآن مجسم (رسول اللہ) کے یہ افعال ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شاعری کا مخالف ہے وہ حقیقت سے بعید خیال افرینی اور انتہا درجہ کی مبالغہ آرائی ہے جس سے بہر صورت پرہیز لازم ہے پس معلوم ہو کہ حقیقت پسندانہ شاعری کو نصاب تعلیم میں جگہ دی جانی چاہیے نیز اسکی حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہیے۔

۴۳ علم ریاضی

کاروبار زندگی میں ہر موقع و ہر مقام پر کام آنے والا علم ریاضی (حساب) ہے قران پاک میں سو سے زائد جگہوں پر گنتی استعمال کی گئی ہے یہ ایک ایسا علم ہے جس

کی ہر پڑھے لکھے اور ان پڑھ کو دن میں متعدد بار ضرورت پڑتی ہے خرید و فروخت کے موقع پر رقم یا مال کی وصولی و حوالگی کے موقع پر کسی امر شے یا خدمت کا معاوضہ وصول کرتے وقت یا ادا کرتے وقت ان تمام مواقع اور دیگر لا تعداد مواقع پر انسان کو ریاضی (حساب) کا علم درکار ہوتا ہے انسان ہی نہیں چرندے پرندے اور حشرات الارض وغیرہ بھی کسی حد تک حساب گنتی کر سکتے ہیں روزہ نماز اور دیگر عبادات کے مواقع پر بھی حساب کا علم درکار ہوتا ہے پس نصاب تعلیم میں اس مضمون کی اہمیت کو کم نہیں کیا جا سکتا دنیاوی زندگی ہی میں نہیں بلکہ قیامت کے روز حساب کتاب کے وقت بھی انسان کا یہ علم اس کے کام آئے گا سورہ النساء میں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ ''اور جب کوئی احترام کے ساتھ تمہیں سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر طریقہ کے ساتھ جواب دو یا کم از کم اسی طرح اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے'' (۴:۸۶) لوگوں کی موت کے وقت ان کے ترکے کا حصہ مقرر کرنے کے بارے میں سورہ النساء میں ارشاد ہوا ترجمہ '' اے نبی لوگ تم سے کلالہ کے معاملہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں کہو اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس ایک بہن ہو تو اس کے ترکے میں سے نصف پائے گی اور اگر بہن بے اولاد مرے تو بھائی اس کا وارث ہو گا اگر میت کی وارث دو بہنیں ہوں تو وہ ترکے میں سے دو تہائی کی حقدار ہوں گی اور اگر کئی بھائی بہنیں ہوں تو عورتوں کا ایک اور مردوں کا دوہرا حصہ ہو گا اللہ تمہارے لئے احکام کی توضیح کرتا ہے تاکہ تم بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے'' (۴:۱۷۶) اس آیت میں کلالہ کا لفظ استعمال ہوا ہے علماء کی اکثریت کے نزدیک اس سے ایسا شخص مراد ہے جس کی بوقت انتقال نہ ہی اولاد ہو اور نہ ہی والدین حیات ہوں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے کہ دل کی باتیں خواہ ظاہر کی جائیں یا چھپائی جائیں اللہ تعالیٰ ان سب کا حساب لے لیگا ترجمہ ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے تم اپنے دل کی باتیں خواہ ظاہر کرو خواہ چھپاؤ اللہ ہر حال ان کا حساب تم سے لے لیگا'' (۲:۲۸۴) عورت کے لئے اس کے شوہر کی وفات پر عدت کی مدت سورۃ البقرہ میں چار ماہ دس روز مقرر کی گئی ہے ترجمہ ''تم میں سے جو لوگ مر جائیں ان کے پیچھے اگر ان کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے دس دن روکے رکھیں پھر

جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں اختیار ہے اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے جو چاہیں کریں" (۲:۲۳۴) (۶۵:۱'۲) (۶۵:۴) اور سورہ البقرہ میں آسمانوں کی تعداد سات بتائی گئی ہے ترجمہ "وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کئے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے (۲:۲۹) (۷:۱۵) (۶۵:۱۲) ہر شخص کو روز قیامت اپنے اعمال کا حساب پیش کرنا ہو گا کوئی شخص دوسرے کے اعمال کا ذمہ دار نہ ہو گا اس بارے میں سورۃ انعام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے رہتے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ پھینکو ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں ہے" (۶:۵۲) اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو چھ دنوں میں پیدا کیا اس بارے میں سورہ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا" (۶:۵۴) (۵۰:۳۸) شعیب علیہ السلام کی قوم کو وزن اور پیمانوں میں کمی کرنے کی بنا پر سزا دی گئی اس بارے میں سورہ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور مدین والوں کی طرف سے ہم نے ان کے بھائی شعیب کی بھیجا اس نے کہا کہ اے برادران قوم تم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف رہنمائی آگئی ہے لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو جبکہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے" (۷:۸۵) سورج اور چاند کو حساب رکھنے کا ذریعہ سورہ یونس میں یوں قرار دیا گیا (ترجمہ) "وہی ہے جس نے سورج کو اجالا بنایا اور چاند کو چمک دی اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اس سے مہینوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو" (۱۰:۵)

سورہ یوسف میں ہے کہ یوسف علیہ اسلام کے بھائیوں نے انہیں چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا۔ (ترجمہ) "اس سقے نے جو کنویں میں ڈول ڈالا تو یوسف کو دیکھ کر پکار اٹھا "مبارک ہو یہاں تو ایک لڑکا ہے ان لوگوں نے اس کو مال تجارت سمجھ کر چھپا لیا

Marfat.com

حالانکہ جو کچھ وہ کر رہے تھے خدا اس سے باخبر تھا آخر کار انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر چند درہموں کے عوض اسے بیچ ڈالا وہ اس کی قیمت کے معاملہ میں کچھ زیادہ کے امیدوار نہ تھے" (۱۲:۱۹'۲۰) (۱۲:۴۲) سورہ الرعد میں کفار کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان سے روز قیامت سختی سے حساب لیا جائے گا ترجمہ "یہ وہ لوگ ہیں جن سے بری طرح حساب لیا جائے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے بہت ہی برا ٹھکانہ" (۱۳:۱۸) (۱۳:۲۱) (۱۳:۴۱) (۱۴:۵۱) (۱۷:۱۲) (۲۱:۱) (۱۹:۹۳'۹۴) (۸۸:۲۶)

سورہ ابراہیم میں ارشاد ہوا کہ اللہ کی نعمتیں شمار سے باہر ہیں ترجمہ "جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے" (۱۴:۳۴) (۳۱:۲۷)

مدت کا ٹھیک ٹھیک شمار بھی حساب دانوں ہی کا کام ہے اس بارے میں سورہ الکہف میں اصحاب کہف کے بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تو ہم نے انہیں اسی غار میں تھپک کر سالہا سال کے لئے گہری نیند سلا دیا پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ دیکھیں ان کے دو گروہوں میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک ٹھیک شمار کرتا ہے" (۱۸:۱۰'۱۱) (۱۸:۱۹) (۱۸:۲۲) (۲۶:۱۱۳) (۲۴:۳۹)

الزام کی سنگینی کی بنا پر قذف کے گواہوں کا نصاب چار گواہ ٹھہرایا گیا پھر جو گواہ نہ لا سکیں تو ان کو اسی کوڑہ کی سزا دی جائے اس بارے میں سورہ النور میں ارشاد ربّانی ہے اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں۔ ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو وہ خود ہی فاسق ہیں" (۲۴:۴) (۲۴:۶-۹) (۲۴:۱۳)

سورہ النحل میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں گن سکتے ترجمہ "اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں گن سکتے حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی درگزر کرنے والا اور رحیم ہے" (۱۶:۱۸)

سورہ المومنوں میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے یہ ضرور کہیں گے اللہ۔ کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں" (۲۳:۸۱'۸۷)
کائنات میں وقت کے پیمانے مختلف ہیں اللہ تعالیٰ کے شمار کا ایک دن انسانوں کے شمار

Marfat.com

کے ہزار سال کے برابر ہے یہ امر سورہ الحج میں یوں بیان فرمایا گیا ہے (ترجمہ) "اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا مگر تیرے رب کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے" (۲۲:۴۷) (۲۵:۵۹) (۳۲:۴'۵) (۷۰:۴-۱۱)

حساب میں اس کے پیمانے بھی شامل ہیں چنانچہ سورہ الانبیاء میں یوں ارشاد فرمایا گیا (ترجمہ) "قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا" (۲۱:۴۷) (۳۳:۳۹) (۳۸:۲۶) (۳۸:۵۳) (۴۰:۲۷) (۴۰:۱۷)

سورہ المومن میں روز قیامت مومنوں کو بلاحساب رزق دیئے جانے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا (ترجمہ) "اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا" (۴۰:۴۰)

ظہار کے جرم کی سزا مسلسل ۶۰ روزے قرار دیئے گئے ہیں سورہ مجادلہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے درپے روزے رکھے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو وہ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلائے" (۵۸:۴)

ظالم بستیوں کا محاسبہ اس دنیا میں بھی کیا جاتا ہے اس بارے میں سورہ طلاق میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے سخت محاسبہ کیا" اور ان کو بری طرح سزا دی (۶۵:۸)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے اور گن رکھا ہے اس بارے میں سورۃ الجن میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور وہ ان کے پورے ماحول کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور ایک ایک چیز کو اس نے گن رکھا ہے" (۷۲:۲۸) پس ان تمام آیات سے ریاضی (حساب) کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس کا شامل نصاب کیا جانا ضروری ہے۔

٭٭٭ علم فلکیات

کائنات میں جاری سنت الہیہ کا سراغ لگانے کائنات کے سربستہ رازوں سے پردہ

اٹھانے اور خلیفہ فی الارض اور نیابت الٰہی کے مناصب کے تقاضے پورے کرنے کے لئے فلکیات کا علم حاصل کرنا انسان کے لئے بہت ضروری ہے اگرچہ اس علم کے ماہرین کی زیادہ تعداد کی انسانیت کو ضرورت نہیں ہے تاہم متذکرہ صدر مقاصد کے حصول کے لئے انسانیت کو اس علم کے جاننے والوں کی بھی ضرورت ہے۔ قرآن پاک میں امور فلکیات پر روشنی ڈالنے والی بہت سی آیات موجود ہیں جن کا ذکر اس جگہ کرنا مطلوب ہے سورہ ق میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''اچھا تو کیا انہوں نے کبھی اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کس طرح ہم نے اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں کوئی رخنہ نہیں ہے'' (۵۰:۶) اور سورہ الرحمٰن کے شروع میں یوں ارشاد فرمایا سورج اور چاند ایک حساب کے پابند ہیں اور تارے اور درخت سب سجدہ ریز ہیں آسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان قائم کر دی اس کا تقاضہ یہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو'' (۵۵:۵۔۹) میزان قائم کرنے کا مطلب علماء نے یہ بتایا ہے کہ اس پورے نظام کو عدل توازن پر قائم کیا گیا ہے گردہ جن دانس اس نظام کی گرفت سے زبردست طاقت استعمال کئے بغیر آزاد نہیں ہو سکتے اس گرفت سے آزاد ہونے کے لئے ۱۸۰۰ میل فی سیکنڈ کی رفتار کا حاصل کیا جانا ضروری ہے جو زبردست قوت کے استعمال ہی سے ممکن ہو سکتی ہے نور اسی قوت کو استعمال کر کے انسان نے چاند تک رسائی حاصل کی ہے جس کا اشارہ اسی سورہ کی ایک آیت میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) ''اے گروہ جن و انس اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو نہیں بھاگ سکتے اس کے لئے بڑا زور چاہئے'' (۵۵:۳۳) اسی سورۃ میں ایک آیت کے وقفہ سے پھر یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''(بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کا انکار کرو گے پھر کیا بنے گی اس وقت جب آسمان پھٹے گا اور لال چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا'' (۵۵:۳۵۔۳۷) اور آسمان کی بناوٹ اور اس کو چاند اور منور کرنے والے کے بارے میں سورہ نوح میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ ''کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ برتہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو

Marfat.com

چراغ بنایا" (۱۶'۱۵:۷۱) اور آسمان کے حفاظتی نظام کے بارے میں جنوں کی زبانی سورہ الجن کے آغاز میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہریداروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابیوں کی بارش ہو رہی ہے اور یہ کہ پہلے ہم سن گن لینے کے لئے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لئے گھات میں ایک شہاب ثاقب لگا پاتا ہے" (۹'۸:۷۲) اور آسمان و زمین کی پیدائش کے بارے میں سورہ النزعت میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ (کیا تم لوگوں کی تخلیق سخت کام ہے یا آسمان کی اللہ نے اس کو بنایا اور اس کی چھت خوب اونچی اٹھائی پھر اس کا توازن قائم کیا اور اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا" (۲۹-۲۷:۷۹) اور اس فلکی نظام کی تباہی و بربادی کے بارے میں سورہ انفطار کے شروع میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے اور جب قبریں کھول دی جائیں گی اس وقت ہر شخص کو اس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا" (۵-۱:۸۲)

مزید ملاحظہ فرمائیں (۹۷'۹۶:۶) (۵۴:۷) (۶'۵:۱۰) (۲:۱۳) (۱۶:۱۶) (۸۸-۸۶:۲۳) (۶۱:۲۵) (۱۰:۳۱) (۲۹:۳۱) (۴۰-۳۸:۳۶) (۴۷:۵۱) (۹-۶:۳۷) پس معلوم ہوا کہ فلکیات کا علم بھی مفید علوم میں سے ایک علم ہے۔

۵۔ علم آثار قدیمہ

کرہ ارض پر انسان زمانہ قدیم سے موجود ہے غاروں اور جنگلوں کی رہائش کے بعد جب اس نے زمین پر چھوٹی بڑی بستیاں بنا کر رہنا شروع کیا اس پر بھی ایک لمبا عرصہ گزر گیا ہے اللہ تعالیٰ اس تمام عرصہ میں بستیوں شہروں علاقوں قبیلوں اور ملکوں میں رسول اور نبی بھیجتا رہا ہے اللہ کے احکامات سے روگردانی اور ظلم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ قوموں قبیلوں بستیوں اور شہروں کو مختلف قسم کے عذاب بھیج کر تباہ کرتا رہا ہے جس کے آثار پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں کچھ عرصہ سے لوگوں میں یہ شعور بیدار ہوا ہے کہ وہ کرہ ارض پر پھیلی ان بستیوں کا سراغ لگا کر تباہ ہونے والی قوموں کے علم قوت ہنر تہذیب و تمدن کا صحیح صحیح اندازہ لگائیں نیز بستی کی تباہی کی وجوہ کا بھی سراغ لگائیں قبیلہ قریش کے تجارتی قافلے گرمیوں اور سردیوں کے موسم میں ملک یمن اور ملک شام آتے

Marfat.com

جاتے رہتے تھے جس کا ذکر سورہ قریش میں اس طرح سے کیا گیا ہے ترجمہ "چونکہ قریش مانوس ہوئے (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس لہٰذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا" (۴-۱:۱۰۶) ان سفروں کے دوران تجارتی قافلے متعدد تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات سے ہو کر گزرتے تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر کیا ہے یہی کھنڈرات آثار قدیمہ ہیں جن سے گزرتے وقت انسان کو بستیوں کی تباہی کے اسباب و علل پر غور کرنا چاہیے جس کا ذکر سورہ النمل کی اس آیت میں کیا گیا ہے (ترجمہ) "کہو ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہو چکا ہے" (۶۹:۲۷) قوم لوط کو اپنی بدفطرتی کے باعث سخت عذاب سے دوچار ہونا پڑا اس بارے میں سورہ الصٰفّٰت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) لوط بھی انہی لوگوں میں سے تھا جو رسول بنا کر بھیجے گئے تھے یاد کرو جب ہم نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی سوائے ایک بڑھیا نے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی پھر باقی سب کو تہس نہس کر دیا آج تم شب و روز ان کے اجڑے دیار پر سے گزرتے ہو کیا تم کو عقل نہیں آتی" (۱۳۸-۱۳۳:۳۷) اور صالح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں سورۃ ھود میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے انہیں دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے" (۶۷:۱۱) حضرت نوح علیہ اسلام کی قوم عاد ثمود اور کنویں بنانے والے لوگ (اصحاب الرس) اور قوم فرعون کی تباہی و بربادی کا اکٹھا ذکر سورہ الفرقان کی ان آیات میں کیا گیا ہے ترجمہ "ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو مددگار کے طور لگایا اور ان سے کہا کہ جاؤ اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے آخر کار ان لوگوں کو ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا یہی حال قوم نوح کا ہوا جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی ہم نے ان کو غرق کر دیا اور دنیا بھر کے لوگوں کے لئے ایک نشان عبرت بنا دیا اور ان ظالموں کے لئے ایک دردناک عذاب ہم نے تیار کر رکھا ہے اسی طرح عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور بیچ کی صدیوں کے بہت سے لوگ تباہ کئے گئے" (۳۸-۳۶:۲۵) اور

Marfat.com

سورہ الاعراف میں حضرت شعیب علیہ اسلام کی قوم کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ)"اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر چکے تھے آپس میں کہا "اگر تم نے شعیب کی پیروی قبول کرلی تو برباد ہو جاؤ گے مگر ہوا یہ کہ ایک دل دہلا دینے والی آفت نے ان کو آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے (۷:۹۰-۹۱) مزید ملاحظہ ہو (۳:۱۳۷،۱۳۸) (۶:۶) (۱۱:۸۱،۸۲) (۱۲:۹۴) (۱۳:۳۳) (۱۸:۴۲) (۲۶:۱۰۵-۱۲۰) (۲۶:۱۲۳-۱۳۹) (۲۶:۱۶۰-۱۷۵) (۲۷:۴۷-۵۷) پس معلوم ہوا کہ آثار قدیمہ کا علم سابقہ اقوام کی تاریخ تہذیب و تمدن پر روشنی ڈالنے اور اس سے حاصل کردہ نتائج کے پیش نظر اپنی اصلاح کرنے کے لئے ضروری ہے۔

۴۹۔ علم الریاست / ملک / سلطنت

کرہ ارض پر متمدن زندگی شروع ہونے کے ساتھ ہی اس پر چھوٹی بڑی سلطنتیں / ریاستیں تاریخ عالم کے مختلف ادوار میں قائم ہوتی رہی ہیں اور اپنی مدت عمل پوری کر کے خدائی احکامات کی نافرمانی کے سبب فنا کے گھاٹ اترتی رہی ہیں اللہ تعالٰی جب کسی قوم کو حکمرانی عطا کرتا ہے تو حکومت کا یہ قیام اللہ تعالٰی کی طرف سے ملک و قوم کا ایک امتحان ہوتا ہے کہ وہ اس انعام (حکومت) کو کس مقصد کے لئے استعمال کرتی ہے جب تک وہ قوم ظلم و زیادتی سے پرہیز کرتی ہے اور عدل و احسان کے اصولوں پر عمل کرتی ہے اس وقت تک وہ ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ رہتی ہے ظلم و زیادتی کے ارتکاب کا لازمی نتیجہ حکومت / ریاست سے محرومی، تباہی و بربادی کی صورت میں نکلتا ہے یہ سنت الٰہی ہے جس میں قیامت تک کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو گی ملاحظہ ہو (۲:۱۱) (۲۷:۶۹) (۲۹:۳۶) قرآن پاک میں مختلف قوموں حکومتوں اور حکمرانوں کا ذکر موجود ہے مثلاً قوم عاد و ثمود لوط و نوح و موسیٰ وغیرہ حکمرانوں میں نمرود فرعون ذوالقرنین داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام وغیرہ شامل ہیں۔ قوموں، حکومتوں اور حکمرانوں کا ذکر پورے کلام پاک میں پھیلا ہوا ہے جن میں سے بعض کا حال درج کیا جاتا ہے سرفہرست سلیمان علیہ السلام اور ان کی حکومت کا حال ہے حضرت سلیمان علیہ اسلام کو ایک عظیم الشان سلطنت عطا کی گئی تھی۔ جس کی کوئی دوسری مثال تاریخ کی صفحات پر موجود نہیں ہے ان کی حکومت انسانوں کے علاوہ جنوں پر بھی تھی اور ہوا بھی

Marfat.com

ان کے حکم کے تابع تھی یہ حکومت سلیمان علیہ السلام کی درخواست پر ان کو (سلیمان علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا انعام تھی جو کبھی کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آیا اس بارے میں سورہ الانبیاء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور سلیمان کے لئے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے اور شیاطین میں سے ہم نے بہت سوں کو اس کا تابع بنا دیا تھا جو اس کے لئے غوطے لگاتے تھے اور اس کے سوا دوسرے کام کرتے تھے ان سب کے نگران ہم ہی تھے" (۲۱:۸) (۲۱:۸۲) (۲۱:۸۶)

سلیمان علیہ السلام کی حکومت انسانوں کے علاوہ پرندوں پر بھی تھی اس بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "سلیمان نے کہا ابھی ہم دیکھے لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے میرا یہ خط لے جا اور اسے ان لوگون کی طرف ڈال دے پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں" (۲۷:۲۸) (۲۷:۲۰،۲۱) (۲۷:۱۶)

اسی سورۃ اور اسی قصے میں سلیمان علیہ السلام کے علاوہ ملکہ سبا کا ذکر بھی موجود ہے جس کے متعلق ہدہد (پرندہ) نے سلیمان علیہ السلام کو ان الفاظ میں اطلاع دی (ترجمہ) "میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمران ہے۔ اس کو ہر طرح کا سروسامان بخشا گیا ہے اس کا تخت بڑا عظیم الشان ہے میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کی بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے" (۲۷:۲۴) (۲۷:۴۱) (۲۷:۴۴)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم ہی سے مردوں کے علاوہ عورتیں بھی سربراہ حکومت رہی ہیں اگرچہ پوری نئی اور پرانی دنیا میں ان حکمران عورتوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے نیز اس آیت سے زمانہ قدیم میں سورج پرستی کا اظہار بھی ہوتا ہے انسان ہر فائدہ پہنچانے والی چیز مثلاً سورج اور گائے وغیرہ اور ہر خوفزدہ کرنے والی چیز مثلاً ناگ بجلی کڑک وغیرہ سے متاثر ہو کر یا اس سے ڈر کر اس کی پوجا کرتا رہا ہے بعض اقوام آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی ان چیزوں کی پوجا کرتی ہیں حالانکہ ایسا کرنا سراسر ان کی عزت نفس کے منافی اور عقل و دانش کے خلاف ہے۔ چند ہی آیات بعد ملکہ سبا کا سلیمان علیہ السلام کے خط کے بارے میں اپنے اعیان سلطنت سے مشورہ کرنے کا

ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے (ترجمہ) "(خط سنا کر) ملکہ نے کہا "اے سرداران قوم میرے اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو میں کسی معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں" انہوں نے جواب دیا ہم طاقتور اور لڑنے والے لوگ ہیں آگے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ خود دیکھ لیں کہ آپ کو کیا حکم دینا ہے" (۲۷:۳۲'۳۳) (۳۱ ۔ ۲۷:۲۷)

فرعون نے اپنی سلطنت اور طاقت کے زعم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی دعوت حق کو رد کر دیا سورہ القصص میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے (ترجمہ) "اور فرعون نے کہا اے اہل دربار میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا ہامان ذرا اینٹیں پکوا کر میرے لئے ایک اونچی عمارت تو بنوا۔ شائد کہ اس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں اس نے اور اس کے لشکروں نے زمین میں بغیر کسی حق کے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور سمجھے کہ انہیں کبھی ہماری طرف پلٹنا نہیں ہے۔ آخر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑا اور سمندر میں پھینک دیا" (۲۸:۳۸'۳۹)

حضرت نوح علیہ السلام اور عاد و ثمود کی اقوام نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اقوام کو سخت عذاب سے دوچار کیا۔ اس بارے میں تاریخ انسانی کی گواہی کے حوالہ سے سورہ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں کو اپنے پیش رووں کی تاریخ نہیں پہنچی نوح کی قوم عاد و ثمود ابراہیم کی قوم مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا تھا ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ وہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے" (۹:۷۰) (۷:۷۷'۷۸) (۷:۷۳) (۷:۷۲) (۷:۶۶) (۷:۵۹) (۱۱:۵۹'۶۰) (۲۵:۳۷'۳۸) (۴۱:۱۳'۱۴) (۳۹ ۔ ۵۴:۹)

ذوالقرنین (Cyrus the great) اور اس کی حکومت کے بارے میں سورہ الکہف میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے اس نے (پہلے مغرب کی طرف ایک مہم کا) سروسامان کیا حتیٰ کہ جب وہ غروب آفتاب کی حد تک پہنچ گیا تو اس نے سورج کو ایک کالے پانی میں ڈوبتے دیکھا اور وہاں اسے ایک قوم ملی ہم نے کہا "اے ذوالقرنین تجھے

Marfat.com

یہ مقدرت بھی حاصل ہے کہ ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کہ ان کے ساتھ نیک رویہ اختیار کرے" اس نے کہا "جو ان میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹایا جائے گا اور وہ اسے اور زیادہ سخت عذاب دے گا۔ اور جو ان میں سے ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے اچھی جزا ہے اور ہم اس کو نرم احکام دیں گے" (۱۸:۸۵-۸۸) (۹۸ - ۱۸:۸۹)

اصحاب کہف اور ان کی قوم کا قصہ بھی سورہ الکہف میں بیان کیا گیا ہے یہ چند نوجوان تھے جو کافر / مشرک حکومت کے ڈر سے ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو سال کی نیند سلا کر لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا دیا یہ پورا قصہ تو کافی لمبا ہے اس کی چند ابتدائی آیات پیش خدمت ہیں (ترجمہ) "ہم ان کا اصل قصہ تمہیں سناتے ہیں وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کر دیئے جب وہ اٹھے اور انہوں نے اعلان کیا کہ "ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے اگر ہم ایسا کریں گے تو بالکل بیجا بات کریں گے" (۱۸:۱۴) (۲۶ - ۱۸:۱۵) ان تمام آیات سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم / ملک سے اس وقت تک اپنی نعمتیں واپس نہیں لیتا جب تک وہ قوم اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر ظلم اور زیادتی سے کام نہیں لیتی کسی قوم ملک یا علاقے کے لوگوں پر عذاب اسی وقت آتا ہے جب وہ قوم عدل و انصاف کی راہ چھوڑ دیتی ہے۔

کسی بھی ریاست کے زمانہ قدیم ہی سے جو بڑے مقاصد رہے ہیں ان میں پہلا یہ ہے کہ اندرونی و بیرونی دشمنوں سے ملک کو محفوظ اور اس کی سالمیت کو برقرار رکھا جائے۔ دوم یہ کہ ملک میں اندرونی طور پر امن و امان قائم رکھا جائے شہریوں کو انصاف مہیا کیا جائے اور ان کی غذائی و دیگر ضروریات پوری کی جائیں اول الذکر مقصد کی تکمیل کے لئے ملک کو ہر وقت جنگ کے لئے تیار رکھنا ہوتا ہے تاکہ اچانک حملہ کی صورت میں ملک کا کامیاب دفاع کیا جا سکے دشمن سے مقابلہ کے وقت پیٹھ نہ دکھائی جائے اور دشمن سے سخت مقابلہ کیا جائے جنگ کے لئے تیار رہنے کے بارے میں سورہ انفال میں

Marfat.com

ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لئے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعدا کو خوف زدہ کر دو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے" (۸:۶۰) چند ہی آیات بعد اسی سورۃ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے نبی مومنوں کو جنگ پر ابھارو اگر تم میں سے بیس آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر بھاری رہیں گے" (۸:۶۵) (۸:۵۷) (۸:۴۵) (۸:۱۵،۱۶) (۴:۹۵)

تمام شہریوں کو عدل و انصاف کی فراہمی بھی ہر حکومت کے بنیادی فرائض میں شامل ہے اس بارے میں سورہ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر اسی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ عدل کرو۔ یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے" (۵:۸) اور اسی بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "مسلمانو، اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے" (۴:۵۸) (۶:۱۵۲) (۱۶:۹۰)

عمدہ حکمرانی کے اصولوں میں ایک اصول رشوت ستانی سے اعراض بھی شامل ہے رشوت ستانی سے عدل و انصاف کی بیخ کنی ہوتی ہے اور ظلم و زیادتی کو فروغ حاصل ہوتا ہے اس لئے رشوت ستانی سے پرہیز لازم ہے اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے" (۲:۱۸۸) اصول حکمرانی میں سے ایک عمدہ اصول قانون کی حکمرانی ہے یعنی قانون کی نگاہ میں تمام لوگوں کو برابر یعنی غریب و امیر سب کو انصاف کی فراہمی۔ اس بارے میں سورہ النور میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسول ان کے مقدمہ کا فیصلہ کرے تو وہ کہیں ہم نے سنا اور

Marfat.com

اطاعت کی ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں" (۲۴:۵۱) (۲۴:۴۷) (۴:۵۹) (۳۳:۳۶)
مملکت کے امور میں مقتدر اعلیٰ کا تعین حکمران کے اوصاف و اختیارات حکومتی عہدہ داروں کا انتخاب حکومت کے مختلف شعبوں کا بیان سفارت دفاع اور جاسوسی کے امور شامل ہیں اگرچہ متعدد دیگر امور بھی اس میں شامل کئے جا سکتے ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر صرف چند امور کے انتہائی مختصر ذکر پر اکتفا کیا جا رہا ہے قرآن پاک کے پیش کردہ نظریات میں اہم ترین مقتدر اعلیٰ کا نظریہ ہے قرآن کی رو سے کائنات کا اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا ہے جو خالق اور مالک کائنات ہے پس انسانوں پر اقتدار اعلیٰ کسی فرد واحد یا کسی ادارہ کے سپرد نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ صرف خالق کائنات ہی نہیں بلکہ وہ رب کائنات بھی ہے تمام کائنات کی ربوبیت اسی کی ذمہ داری ہے پس وہی ایک ذات (اللہ تعالیٰ) عقائد و اعمال دستور و قانون اور تدبیر و سیاست کا سرچشمہ ہے اقتدار اعلیٰ کے لئے کلام الٰہی میں ایک نہایت جامع لفظ ملکوت استعمال کیا گیا ہے جو کہ واضح کرتا ہے کہ کائنات کی تمام جاندار بے جان اشیاء طاقتیں و قوتیں صرف اسی ایک ذات (اللہ) کے زیر اقتدار ہیں جو کائنات کا خالق و مالک اور منتظم اعلیٰ ہے اسی کے حکم منشا اور منصوبہ کے تحت کائنات کے تمام چھوٹے بڑے امور انجام پاتے ہیں درج ذیل تمام آیات میں اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ کے لئے لفظ ملکوت استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد مقتدر اعلیٰ ہی ہے۔ سورۃ یٰسین کی آخری آیت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اقتدار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو" (۳۶:۸۳) اور سورہ الانعام میں ارشاد ربانی اس طریقہ سے ہے (ترجمہ) "میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے" (۶:۷۵) اور اسی بارے میں سورہ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں نے آسمان و زمین کے انتظام پر کبھی غور نہیں کیا اور کسی چیز کو بھی جو خدا نے پیدا کی ہے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا اور کیا یہ بھی انہوں نے نہیں سوچا کہ شاید ان کی مہلت زندگی پوری ہونے کا وقت قریب آ لگا ہو" (۷:۱۸۵) اور سورۃ المومنون میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ

بات تو اللہ ہی کے لئے ہے" (۸۹'۸۸:۲۳)

کلام پاک میں مقتدر اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) کو مختلف اسماء الحسنی سے ظاہر کیا گیا ہے جن میں سے رب العالمین مالک الملک ملک السموات و الارض الملک الحق ملک الناس رب العرش العظیم الملک القدوس خیر الحاکمین اور احکم الحاکمین۔قران پاک میں متعدد جگہوں پر استعمال کئے گئے ہیں یہ سب نام مقتدر اعلیٰ کے اقتدار اعلیٰ کا اظہار ہیں سورہ المائدہ میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک ہے جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے وہ ہر چیز کا اختیار رکھتا ہے" (۵:۴۰) مزید ملاحظہ ہو (۲:۱۰۷) (۹:۱۱۶) (۷:۱۵۸) (۲۵:۲) (۸۵:۹) (۳۹:۴۴) (۵۷:۲) (۴۳:۸۵) (۴:۱۸۹) (۵:۱۸) (۲۴:۴۲) (۴۵:۲۷) (۴۸:۲۶) (۴۲:۴۹) (۱۲:۱۱۶) (۵۳:۲۶)

اور سورہ آل عمران میں اپنے حق اقتدار و اختیار کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ) "کہو خدایا ملک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہئے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے" (۳:۲۶) (۲:۲۵۸) (۲:۲۵۹) اور اسی بارے میں بڑے موثر انداز میں سورہ الحشر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں غائب اور حاضر ہر چیز کا جاننے والا وہی رحمان اور رحیم ہے وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی امن دینے والا نگہبان سب پر غالب اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا پاک ہے اللہ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں" (۲۳'۵۹:۲۲) اور سورہ الجمعہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین پر ہے بادشاہ نہایت مقدس زبردست و حکیم (۶۲:۱) اور سورہ طٰہٰ میں اسی امر کا اظہار یوں فرمایا(ترجمہ) "پس بالا و برتر ہے بادشاہ حقیقی" (۲۰:۱۱۴) (۲۳:۱۱۶) اور سورہ بنی اسرائیل کی آخری آیت میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ) "کہو تعریف ہے اس خدا کے لئے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتیبان ہو اور اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجے کی بڑائی" (۱۷:۱۱۱) (۴:۵۳) اور سورہ نساء میں

Marfat.com

یوم الجزا کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"اس روز پکار کر پوچھا جائے گا" آج بادشاہی کس کی ہے سارا عالم پکار اٹھے گا اللہ واحد قہار کی (کہا جائے گا) آج ہر متنفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا" (۴۰:۱۶،۱۷) اور سورہ الملک کی پہلی ہی آیت میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے" (۶۷:۱)

اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ یہ سنت رہی کہ وہ اپنے نیک بندوں کو اپنی نیابت کے فرائض سپرد کرتا ہے کیونکہ مومنین ہی کماحقہ ان فرائض کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں ہمہ قسم اقتدار اعلیٰ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے لیکن وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے زمین کا وارث بنا دیتا ہے اس بارے میں سورۃ النور میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) اللہ نے وعدہ فرمایا ہے) ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین ہیں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے" (۲۴:۵۵) (۷:۱۲۸) (۲۱:۱۰۰)

قیام امن حکومت کے فرائض میں سے سب اہم فریضہ قیام امن ہے جس کے بغیر کوئی بھی حکومت صحیح معنوں میں حکومت کہلانے کی مستحق نہیں ہے انسانی جان و مال اور ان کی عزت آبرو کا تحفظ کسی بھی حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ قران پاک میں مختلف مواقع پر مختلف انداز میں قیام امن کی ضرورت و اہمیت پر مختلف طریقوں سے زور دیا گیا ہے بنی اسرائیل سے جن باتوں کا عہد لیا گیا تھا ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ ایک دوسرے کا خون نہیں بہائیں گے اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے(ترجمہ)"ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ ایک دوسرے کو گھر سے بے گھر کرنا تم نے اس کا اقرار کیا تھا۔ تم خود اس پر گواہ ہو" (۲:۸۴)

جلیل القدر انبیاء میں سے ایک جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ اسلام بھی ہیں۔ انہوں نے مکہ کے باسیوں کے لئے جو دعا مانگی وہ سورہ البقرہ میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے ترجمہ "اور یہ کہ ابراہیم نے دعا کی "اے میرے رب اس شہر کو امن کا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق

Marfat.com

دے" (۲:۱۳۶)

قرآن مجید میں فتنہ کو قتل سے بھی زیادہ سخت جرم قرار دیا گیا ہے اس بارے میں سورۃ البقرہ میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "ان سے لڑو جہاں بھی تمہارا ان سے مقابلہ پیش آئے اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے اس لئے کہ قتل اگرچہ برا ہے مگر فتنہ اس سے بھی زیادہ بُرا ہے" (۲:۱۹۱) اسی سورۃ میں ایک آیت کے بعد یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے" (۲:۱۹۳) اور اس بارے میں ولاتعثوفی الارض مفسدین کے الفاظ سورہ البقرہ سورہ الاعراف سورہ ھود سورہ الشعراء عنکبوت میں دہرائے گئے ہیں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو" (۲:۶۰) (۷:۷۴) (۱۱:۸۵) (۲۶:۱۸۲) (۲۹:۳۶) (۲۸:۷۷)

اللہ تعالیٰ مفسدین کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے اور ان کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا اس بارے میں سورہ یونس میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "مفسدوں کے کام کو اللہ سدھرنے نہیں دیتا اور اللہ اپنے فرمانوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے خواہ مجرموں کو کتنا ہی ناگوار ہو" (۱۰:۸۱) (۲:۲۰۵) (۲۸:۷۷)(۲۱:۱۸)

اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا یہودیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا سورہ المائدہ میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "یہ زمین میں فساد پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں مگر اللہ فساد برپا کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا" (۵:۶۴)

اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہوں کے ذریعہ ہٹاتا رہتا ہے تاکہ دنیا میں فساد کا چلن عام نہ ہو جائے اس بارے میں دوسرے پارے کے آخر میں سورہ البقرہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہوں کے ذریعہ ہٹاتا نہ رہتا تو زمین کا نظام بگڑ جاتا لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے کہ وہ اس طرح دفع فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے" (۲:۲۵۱) اس ضمن میں زمین میں فساد پھیلانے والوں کے بارے میں شدید ترین سزا تجویز ہوئی ہے اس بارے میں سورہ المائدہ میں ارشاد ربّانی ہے ترجمہ "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے

Marfat.com

ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و دو کرتے ہوئے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں میں کاٹ ڈالے جائیں یا وہ جلا وطن کر دیئے جائیں یہ ذلت اور رسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے اس سے بری سزا ہے" (۵:۳۳) (۷:۱۲۴) (۷:۲۰)

قیام عدل حکومت کا دوسرا اہم فریضہ قیام عدل ہے یعنی عدل و انصاف کا بے لاگ اور سہل الحصول نظام رائج کرنا کیونکہ انصاف کا دیر سے ملنا یا اس کے حصول میں کثیر اخراجات کا ہونا یا گواہوں کے حصول میں دقت پیش آنا بھی ظلم کے مترادف ہے اور تقاضائے عدل کے خلاف ہے قرآن پاک خلاف عدل تمام امور افعال و اقوال کو ظلم قرار دیتا ہے قرآن پاک میں تمام انسانوں کے لئے بلالحاظ جنس رنگ نسل مذہب عدل کرنے کا صریحی اور قطعی حکم دیا گیا ہے انصاف کرنے میں دوستی دشمنی امارت غربت قرابتداری کا قطعی کوئی لحاظ نہ کیا جائے قرآن کے نزدیک ہر اچھے اور برے کام کا پورا بدلہ دینا عدل کہلاتا ہے اور اس میں کمی بیشی کرنے کو ظلم کہا جاتا ہے۔ عدل و انصاف کے بغیر مثالی معاشرہ قائم نہیں کیا جا سکتا معاشرہ میں ظلم اور فتنہ و فساد بے چینی پیدا کرتا ہے جبکہ عدل و انصاف امن اطمینان اور معاشرتی ترقی کا ضامن ہے ایسی عدلیہ کا وجود جو مظلوم کی داد رسی کرے قاعدے قانون اور عدل وانصاف کے مطابق فیصلے کرے معاشرہ میں امن کے قیام کے لئے بے حد ضروری ہے اس سے حکومت کو بھی استحکام نصیب ہوتا ہے سچی شہادت کے بغیر عدل و انصاف ممکن نہیں ہے پس قرآن سچی اور بے لاگ شہادت دینے کو بھی ضروری قرار دیتا ہے اس بارے میں سورہ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگوں جو ایمان لائے ہو انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب اللہ تم سے زیادہ انکا خیر خواہ ہے لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے" (۴:۱۴۵) اور یہی بات سورہ المائدہ میں یوں بیان فرمائی

Marfat.com

گئی ہے ترجمہ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے" (۵:۸) اور سورۃ البقرہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے" (۲:۲۸۳) (۵:۱۰۶) (۶۵:۲) (۴:۵۸) (۶:۹۰) (۴۹:۹)

اصلاح معاشرہ حکومت کا ایک اور اہم کام اصلاح معاشرہ ہے یعنی معاشرہ میں موجود خرابیوں اور خامیوں کو دور کرنا اصلاح معاشرہ کے متعدد پہلو میں جن میں سے صرف چند کا بیان یہاں کیا جاتا ہے قتل و غارتگری کا تدارک سرفہرست ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانی جان محترم ہے جس کو بلا کسی جائز سبب قتل نہیں کیا جا سکتا اس بارے میں بنی اسرائیل کو دیا گیا فرمان سورہ المائدہ میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ہم نے یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی" (۵:۳۲) اور سورۃ التکویر میں قیامت کا نقشہ پیش کرتے ہوئے بڑے ہی موثر انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ روز قیامت بے گناہ زندہ درگور کی گئی لڑکیوں سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس جرم میں زندہ درگور کی گئیں اس آیت میں بے گناہ لڑکیوں کے قتل کی مذمت کی گئی ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی" (۸۱:۸،۹) (۶:۱۴۰) (۶:۱۳۷)

قصاص مقتول کے ورثاء اگر کسی دباؤ کے بغیر آزادانہ طور پر ازخود خون بہا لینے پر آمادہ و تیار ہو جائیں تو اس کو شریعت کی زبان میں قصاص کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قصاص کو زندگی قرار دیا ہے اس لئے کہ اس سے نہ صرف ایک شخص کی جان بچ جاتی ہے بلکہ فریقین کی عداوتوں اور کدورتوں کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے قاتل مقتول کے ورثاء کا زیر بار احسان رہتا ہے اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم

Marfat.com

لکھ دیا گیا ہے" (۲:۱۷۸) (۱۷:۳۳) (۴:۹۲) ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں اللہ تعالیٰ کی منشاء اور قرآن کے حکم کے مطابق قصاص کا قانون نافذ کیا جائے۔ تاکہ لوگوں کی عداوتوں اور کدورتوں کو کم کیا جاسکے۔ اور لوگوں کی جانیں بچائی جاسکیں۔

اصلاح معاشرہ کے ضمن میں سورہ الحجرات میں بہت سی برائیوں سے پرہیز کے بارے میں متعدد ہدایات ایک ساتھ دی گئی ہیں ان پر عملدرآمد حکومت کی بجائے اصلاحی تبلیغی اور سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اصلاح معاشرہ کا اہم فریضہ انجام دیں حکومتیں اس بارے میں زیادہ موثر ثابت نہیں ہو سکتیں لوگ، محلہ دار اصلاحی کمیٹیوں کے ارکان علماء تبلیغی جماعتوں کے اراکین اور سیاسی جماعتیں موجودہ حالات میں زیادہ موثر کردار ادا کر سکتی ہیں اس بارے میں سورہ الحجرات میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا" (۴۹:۱۱،۱۲)

زنا / فحاشی

معاشرہ کو تباہ و برباد کرنے والی ایک برائی زنا / فحاشی / عیاشی ہے یہی وجہ ہے قرآن پاک نے زنا اور بدکاری کو معاشرہ میں پھیلنے سے روکنے کے لئے اخلاقی اور قانونی دو طرح کی بندشیں عائد کی ہیں عذاب آخرت اس کے علاوہ ہے اس معاشرتی برائی کے بارے میں سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ" (۱۷:۳۲) (۲۴:۲۶) ایک اور معاشرتی برائی چوری ہے جو معاشرتی نظام میں بگاڑ پیدا کرتی ہے یہی وجہ ہے صرف چند جرائم جن کی سزا قرآن پاک میں مقرر کی گئی ہے ان میں سے ایک چوری بھی ہے جس کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر کی گئی ہے اس بارے میں سورہ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ

"اور چور خواہ عورت ہو یا مرد دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا" (۵:۳۸)

بہتان طرازی بھی ایک قبیح حرکت ہے جس سے کسی بے گناہ شخص کو جان مال یا عزت آبرو کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے اس بارے میں سورہ النّور میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ پاکدامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (۲۴:۲۳)

شراب نوشی جوئے بازی اور پانسے وغیرہ بھی گندے شیطانی اعمال ہیں جن سے پرہیز ضروری ہے اس بارے میں سورہ المائدہ میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو امید ہے فلاح نصیب ہو گی شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے" (۵:۹۰'۹۱)

اصلاح معاشرہ کا ایک اور اہم کام پیمانوں یعنی ناپ تول میں کمی کو روکنا ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر ان کے اسی جرم کی بنا پر عذاب نازل ہوا۔ اس بارے میں سورہ ہود میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اے برادران قوم ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو" (۱۱:۸۵) (۵۵:۹) (۷:۲۹)

امانت میں خیانت ایک اور اہم برائی ہے جس کے خلاف اصلاح معاشرہ کے پروگرام کے تحت کاروائی کی جانی چاہئے اس بارے میں سورہ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "مسلمانو اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے" (۴:۵۸) یہ اور اسی کے مانند دیگر متعدد امور اصلاح معاشرہ کے حکومتی اور سیاسی جماعتوں کے پروگرام میں شامل کئے جا سکتے ہیں۔

شریعت حقہ کا قیام اور رائج الوقت قوانین کی حفاظت اور شہریوں کے تمام طبقات کے لئے ان کا بلاتفریق مذہب رنگ نسل ذات نفاذ بھی حکومت وقت کی اہم ذمہ داریوں

Marfat.com

میں سے ایک ہے جس سے پہلو تہی کسی بھی صورت مناسب نہیں ہے حکومت اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر عملد آمد کرانے والی ایک ایجنسی کی حیثیت رکھتی ہے اصل حکم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اس بارے میں سورہ الانعام میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "فیصلہ کا سارا اختیار اللہ ہی کو ہے وہی امر حق بیان کرتا ہے" (۶:۵۸) اور سورہ میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق حکمرانی نہیں کرتے وہ فاسق ہیں" اور انہی لوگوں کو دوسری جگہوں پر کافر اور ظالم بھی کہا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ قرآن پاک کے اوامر و نواہی پر عملد آمد کرانا بھی مسلم حکومت وقت کی ذمہ داری ہے

۴۔ اصلاحی / تبلیغی / سیاسی جماعتوں کا قیام

عوام الناس کاروبار زندگی میں اس قدر مشغول و مصروف ہوتے ہیں کہ وہ بطور فرد نہ ہی کسی اصلاحی اقدام کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں پس ضروری ہے کہ اس نیک مفید اور اہم کام کے لئے خصوصی جماعتیں قائم کی جائیں جو معاشرتی اور حکومتی بگاڑ کی اصلاح کی ذمہ داری قبول کریں اور اصلاحی اقدام کی منصوبہ بندی کر کے اس کو لوگوں کی امداد اور تعاون سے عملی جامہ پہنائیں۔ سیاسی جماعتوں کے قیام کا جواز بھی یہی ہے کہ وہ قوم ملک و ملت کی بہتر انداز سے خدمت کی خاطر معاشرتی اور حکومتی برائیوں کی نشان دہی کریں ان کو رفع کرنے کا پروگرام بنائیں ملکی اور قومی تعمیر و ترقی کے لئے اپنے پروگرام کی منصوبہ بندی کریں اور برسراقتدار آنے پر اس پروگرام پر سختی سے عملدرآمد کریں نہ ہی کسی کے ساتھ ناجائز رعایت کریں اور کسی کو بغیر استحقاق فائدہ پہنچائیں اور نہ ہی کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی کریں کیونکہ قانون فطرت یہی ہے کہ ظلم روا رکھنے سے قومیں اور ملک تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور تاریخ اقوام عالم اس بیّن صداقت پر شاہد عادل ہے ایسی جماعت بندی کے لئے آل عمران میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہیں جو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے" (۳:۱۰۴) امم سابقہ کے بگاڑ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک ایسا گروہ قرار دیا ہے جو اقوام عالم کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے جب تک امت مسلمہ نے لوگوں کی ہدایت و اصلاح کو اپنی

Marfat.com

ذمہ داری سمجھا اصلاح کی منصوبہ بندی کر کے اس پر عملدر آمد کیا وہ سرخرو رہی اور امامت اقوام عالم کے درجہ پر فائز رہی جب وہ اس فریضہ کو چھوڑ بیٹھے امامت سے معزول کر دیئے گئے کامیابی کا یہی زریں اصول ہے جس کو اپنا کر ہم ایک بار پھر اقوام عالم میں سرخرو ہو سکتے ہیں سورہ آل عمران میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو" پس معلوم ہوا کہ قرآن تعمیر و ترقی اور اصلاحی پروگرام رکھنے والی جماعتیں بنائے جانے کے حق میں ہے (۳:۱۰۹)

۴۸ علمِ سیاست

کاروبار حکومت کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے سیاست کا علم سیکھنا ضروری ہے وہ لوگ جو لوگوں کا نمائندہ بننا چاہیں یا بادشاہ' صدر' وزیر اعظم اعلیٰ حکومتی عہدہ دار یا سفارت کار بننا چاہیں ان کے لئے سیاست کی تعلیم حاصل کرنا لازمی شرط ہونی چاہئے جس کے بغیر حکومتی فرائض خوش اسلوبی سے انجام دینا انتہائی دشوار ہے بادشاہت کا زمانہ لد گیا اور آمریت کا دور بھی ختم ہوا موجودہ دور جمہوری دور ہے جہاں عوام الناس اپنے ووٹوں سے مختلف طریق کار کے مطابق ایک محدود مدت کے لئے اپنے حکمرانوں کا انتخاب کرتے ہیں موجودہ زمانہ گروہی یا پارٹی سیاست کا زمانہ ہے مختلف سیاسی پارٹیاں اپنا اپنا منشور انتخابات سے پیشتر لوگوں کے سامنے پیش کرتی ہیں لوگ اپنی دانست میں بہتر پروگرام پیش کرنے والی پارٹی کو ایک مخصوص مدت کے لئے حق حکمرانی تفویض کر دیتے ہیں اس پارٹی کی لیڈر شپ ملک کی حکومت سنبھال لیتی ہے قانون سازی مقننہ کرتی ہے جبکہ عدالتی فرائض عدلیہ انجام دیتی ہے عدلیہ کے ممبران حکومت کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتے اس طرح قوت حاکمہ مقننہ اور عدلیہ مل کر حکومت کا کاروبار چلاتے ہیں اللہ تعالیٰ حاکموں اور ان کے مقرر کردہ صاحب امر لوگوں کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اس بارے میں سورہ النساء میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور

Marfat.com

رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے" (۴:۵۹) اسلامی نظام حکومت میں حکمران مطلق العنان نہیں ہوتا اس کو کاروبار حکومت مشورہ سے چلانا کا حکم ہے خود سرتاج انبیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جن کا علم دین کے بارے میں کامل ہے سورہ آل عمران میں دین کے معاملات میں لوگوں کو شریک مشورہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے (ترجمہ) "اے پیغمبر یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو اگر کہیں تم تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے ان کے قصور معاف کر دو۔ ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو" (۳:۱۵۹) پس معلوم ہوا کہ اسلام شخصی نظام کی بجائے شورائی نظام کا قائل ہے جس میں حکمران (صدر مملکت / وزیر اعظم) کو حکومت کے معاملات میں لوگوں اور ان کے نمائندوں کو شریک مشورہ رکھنے کا حکم ہے اسی مشورہ کا ذکر ملکہ سبا کے قصے میں سورہ النمل میں اس طرح کیا گیا ہے ترجمہ (خط سنا کر) ملکہ نے کہا "اے سرداران قوم میرے اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو میں کسی معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں" (۲۷:۳۲)

بعض حکمران اپنی قیادت و سیادت قائم رکھنے کے لئے قوم کے ایک گروہ کو دوسرے کے خلاف ایک سیاسی تدبیر کے طور پر استعمال کرتے رہتے ہیں جو کہ درست رویّہ نہیں ہے۔ اس بارے میں سورہ القصص میں ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا" (۲۸:۴)

سفارتکاری علم سیاست کا ایک اہم شعبہ سفارت کاری ہے یعنی کسی شخص کا کسی دوسرے ملک میں اپنے ملک کی نمائندگی کرنا۔ سفارت کاری کا فن اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود فن علم سیاست ملکہ سبا نے سلیمان علیہ السلام کے خط کے جواب میں ایک سفارتی نمائندہ سلیمان علیہ السلام کے دربار میں بھیجا جس کا ذکر سورہ النمل میں اس طرح کیا گیا

ہے ترجمہ "جب وہ (ملکہ کا سفیر) سلیمان کے ہاں پہنچا تو اس نے کہا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو جو کچھ خدا نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو تمہیں دیا ہے تمہارا ہدیہ تمہیں کو مبارک رہے" (۲۷:۳۵'۳۶) (۳۸'۳۷:۲۷) (۴۳:۴۶)

حکمران عوام الناس اور ان کے نمائندوں کو اپنے سے ہلکا اور بکاؤ مال سمجھتے ہیں وہ ان کو طاقت یا دولت کے بل پر اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ ان کے ساتھ سراسر ظلم اور زیادتی ہے اللہ تعالی ایسے لوگوں سے انتقام لیتا ہے سورہ الزخرف میں فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اس نے اپنی قوم کو ہلکا سمجھا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی درحقیقت وہ تھے ہی فاسق لوگ آخر کار جب انہوں نے ہمیں غضب ناک کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان کو اکٹھا غرق کر دیا اور بعد والوں کے لئے پیش رو اور نمونہ عبرت بنا کر رکھ دیا (۵۶-۴۳:۵۴) (۴۳:۵۱'۵۲)

حکمران اور اعیان سلطنت امراء وزراء اپنی امارت کے اظہار کے لئے محل نما مکانات بلا ضرورت تعمیر کرتے ہیں تاکہ لوگوں پر ان کا رعب و دبدبہ قائم رہے اس رویہ کے بارے میں ہود علیہ السلام اپنی قوم عاد سے سورہ الشعراء میں یوں ارشاد فرماتے ہیں (ترجمہ)" یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر ایک یادگار لاحاصل عمارت بنا ڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو" (۱۳۲-۲۶:۱۲۸)(۱۵۰-۲۶:۱۴۹) پس معلوم ہوا کہ سیاست کی تعلیم کو نصاب تعلیم کا ایک جزو ہونا چاہئے

۱۴۔ علم الاغذیہ

اللہ تعالی اپنی تمام ذی روح مخلوق کو ان کی غذائی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اگر وہ انسانوں کو غذائی اجناس روغنی اجناس زیتون ناریل پرندوں حیوانات اور مچھلی وغیرہ کا گوشت شہد نخل پھل پانی دیگر مشروبات مہیا کرتا ہے تو پرندوں کو دانہ دنکا اور غذا کے طور پر کیڑے مکوڑے وغیرہ مہیا کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے پرندوں کے انڈوں

ہے بر آمد ہونے والے نوخیز بچوں کے معدے بڑے نرم نازک ہوتے ہیں اس موقع پر انہیں نرم غذا درکار ہوتی ہے ٹھیک اسی موقع پر زمین پر رینگنے والے کیڑوں کی بہتات ہوتی ہے جو کہ پرندوں کے بچوں کو نرم و نازک غذا مہیا کرتے ہیں یہ نظام الاوقات اس ذات کا بنایا ہوا ہے جو کہ اپنی تمام ذی روح مخلوقات کو روزانہ ان کی روزی مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے وہ پتھر کے کیڑے کو بھی اس کی اپنی جگہ پر روزی مہیا کرتا ہے مخلوق کی ذمہ داری صرف روزی کی تلاش ہے جس کے بے پناہ موجود اور قابل حصول ذرائع زمین فضا اور سمندر میں چار سو پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں صرف حیلہ کرنا مخلوق کی ذمہ داری ہے انسان کے علاوہ دیگر ذی روح مخلوق جائز و ناجائز کی تمیز سے بالا ہے ایک درندہ کسی چوپائے کا شکار کر کے کسی ظلم کا ارتکاب نہیں کرتا انسان کو اس کی ضرورت مناسبت اور صحت کے مطابق غذا کو حلال و حرام قرار دینے کا اختیار صرف اللہ کا ہے چنانچہ سورہ البقرہ میں لوگوں کو پاکیزہ غذا استعمال کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے ترجمہ ”اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو“ (۲:۱۷۲) (۵:۸۷،۸۸) (۲:۱۶۸)اور سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا ترجمہ ”لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے کہو تمہارے لئے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھایا ہو جن کو خدا کے دیئے ہوئے علم کی بنا پر تم شکار کی تعلیم دیا کرتے ہو وہ جس جانور کو تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو بھی تم کھا سکتے ہو البتہ اس پر اللہ کا نام لے لو“ (۵:۴) اس سے اگلی آیت میں مومنوں اور اہل کتاب کا کھانا ایک دوسرے کے لئے حلال قرار دیا گیا ہے ترجمہ ”آج تمہارے لئے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے (۵:۵) اور اسی سورۃ میں احرام کی حالت میں شکار نہ کرنے کی ہدایت ان الفاظ میں کی گئی ہے(ترجمہ) ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو احرام کی حالت میں شکار نہ مارو“ (۵:۹۴) اس سے اگلی آیت میں سمندر کا شکار یعنی مچھلی وغیرہ کو حلال کیا گیا ہے ترجمہ ”تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے“ جہاں تم رہو وہاں بھی اس کو کھا سکتے ہو اور قافلے کے لئے زاد راہ بھی بنا سکتے

Marfat.com

ہو البتہ خشکی کا شکار جب تک تم احرام کی حالت میں ہو تم پر حرام کیا گیا ہے" (۵:۹۶) (۳۵:۱۲) (۱۶:۱۴) (۴۰:۷۹) اور عربوں نے اپنے طور پر بعض جانوروں کا کھانا حرام قرار دے رکھا تھا اس کے بارے میں اسی سورۃ میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اللہ نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ نہ وسیلہ اور نہ حام مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں کہ ایسے وہمیات کو مان رہے ہیں" (۵:۱۰۳)

انسان کو متوازن غذا کے لئے مختلف اقسام کے پھل سبزیاں ترکاریاں اناج اور گوشت وغیرہ استعمال کرنے پڑتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے مختلف سبزیوں اور ترکاریوں وغیرہ کی فرمائش ان الفاظ میں کی (ترجمہ) "یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لئے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، کھیرا، ککڑی گیہوں، لہسن، پیاز دال وغیرہ پیدا کرے" (۲:۶۱) (۷:۱۶۰) (۷:۱۶۱) (۱۱:۶۹)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی غذا کے لئے مختلف اقسام کے اناج پھل سبزیاں وغیرہ پیدا فرمائیں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کئے پھر ان سے تہ بہ تہ چڑھے ہوئے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور زیتون اور انار کے باغ لگائے (۶:۹۹) (۵۶:۱۵-۲۱) (۵۶:۲۷-۳۵) (۵۵:۶۸-۶۹) (۲۳:۱۸-۲۱)(۸۰:۲۴-۳۲)

دودھ اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ایک بہترین مشروب ہے اسی طرح انگور کا رس بھی ایک بہترین مشروب ہے جسے بہت سے لوگ نشہ آور بھی بنا لیتے ہیں اس بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور تمہارے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہے اسی طرح کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی" (۱۶:۶۶'۶۷) (۲۳:۲۱) (۸:۲۴-۳۲) (۱۶:۶۸-۶۹)

کھانے پینے کے لئے دنیاوی پھلوں سے مشابہ پھل وغیرہ پرہیزگار انسانوں کو جنت کے

Marfat.com

باغات سے بھی حاصل ہوں گے اس کے بارے میں سورہ الرحمٰن میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ)"اور ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہوں گے اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے سرسبز و شاداب باغ اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے دونوں باغوں میں دو چشمے فواروں کی طرح ابلتے ہوئے اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے ان میں بکثرت پھل اور کھجوریں اور انار اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے" (۶۹-۶۲:۵۵) (۵۲-۴۶:۵۵) (۲۱-۱۴:۵۶) جہاں اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کی چیزوں کی صراحت فرمائی وہیں حرام غذا کی صراحت بھی فرما دی ترجمہ "اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے" (۲:۱۷۳) (۵:۳) ان تمام حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ علم الاغذیہ کو نصاب تعلیم کا ایک حصہ ہونا چاہیے

۹۔ عمرانیات ۔ علم تمدن

جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا وہیں اس کی پیدائش کا ایک مقصد یہ بھی قرار دیا کہ وہ ابنائے جنس یعنی دوسرے انسانوں سے بھائی چارے بھلائی محبت اخوت اور خیر خواہی کا برتاؤ کرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان میں دین کو خیر خواہی قرار دیا گیا ہے یعنی کہ اللہ کی خیر خواہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی مومنوں کی خیر خواہی اور اللہ کے تمام بندوں کے ساتھ خیر خواہی اور اللہ کی ذی روح مخلوق کی خیر خواہی۔ معاشرے کو بغیر کسی بگاڑ کے منضبط انداز میں چلانا عمرانیات کا موضوع ہے ایک دوسرے کی خیر خواہی کر کے ان مقاصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے نزول قرآن کے مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد معاشرے (سوسائٹی) کو ایک عادلانہ و منصفانہ نظام دینا اور لوگوں میں ایکدوسرے کی خیر خواہی کے جذبات پروان چڑھانا ہے جس کی تلقین و تبلیغ پورے قرآن پاک پر پھیلی ہوئی ہے جس شخص نے کسی

Marfat.com

ایک انسان کو بلاوجہ قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو تہ تیغ کیا اور جس کسی نے کسی ایک شخص کو جان بچائی تو گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا اور اس پر احسان کیا اللہ تعالی نے کائنات کی تمام اشیاء جوڑے جوڑے بنا کر پیدا کی ہے زندگی کی بقا اور تکثیر کے لئے جوڑوں کا نظام ضروری ہے نر کا جوڑ مادہ سے مادہ کا جوڑ نر سے ہے زندگی کا جوڑ موت سے اور موت کا جوڑ زندگی سے ہے خاوند بیوی کے تعلقات انکا بگاڑ اور ایک دوسرے کے حقوق اور ذمہ داریاں والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض پڑوس استاد شاگرد وغیرہ کے حقوق و فرائض انسانی معاشرتی ذمہ داریاں شادی بیاہ کا تعلق کثیر الازدواجیت طلاق عدت اور ترکہ کے مسائل اور دیگر بہت سے مسائل حقوق فرائض اور ذمہ داریاں علم عمرانیات کے موضوعات ہیں یہ ایک نہایت ہی اہم اور وسیع مضمون ہے جس کے مختلف نکات کا ذکر تشریح توضیح و احکامات پورے کلام پاک پر محیط ہیں ان تمام موضوعات کا ذکر اس تالیف میں کرنا مقصود نہیں ہے چند اہم اور ضروری نکات کا تذکرہ درج ذیل ہے نوع انسانی کا ہر فرد ہر دوسرے فرد کا بھائی اور دوست ہے اور انکو ایک دوسرے کے ساتھ وہی سلوک روا رکھنا چاہئے جو ایک بھائی دوسرے بھائی سے روا رکھتا ہے صرف اسی صورت میں معاشرہ پرامن زندگی گزارنے کے قابل ہو سکتا ہے اپنے جیسے دوسرے انسانوں کی عزت احترام و اکرام ان کے جان و مال عزت آبرو کی نگہداشت ہر انسان کا فرض ہے اگر اپنے اس فرض کو تمام انسان پہچانیں تو یہ دنیا جنت کا نمونہ بن سکتی ہے انسانی جان کے احترام کے بارے میں سورہ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ (اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ہم نے یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی" (۵:۳۲)

حقوق و فرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا ایک شخص یا گروہ کے جو حقوق ہیں وہ دوسرے شخص/ اشخاص کے فرائض ہیں اسی مانند دوسرے کے حقوق پہلے فریق کے فرائض ہیں کسی شخص / اشخاص کے حقوق کے مطالبے پر غور کرنے سے پیشتر اس امر پر غور کرنا بھی ضروری ہے کہ کیا حقوق کا مطالبہ

کرنے والے فریق نے اپنے ذمہ فرائض پوری طرح انجام دیئے ہیں یا نہیں استاد شاگرد والدین و اولاد حاکم و محکوم راعی و رعایا آجر و اجیر وغیرہ میں حقوق و فرائض کا یہ تعلق روز ازل سے قائم ہے جتنا بھی زیادہ اس تعلق کو نظرانداز کیا جائے گا اتنا ہی زیادہ انسانی معاشرہ بد نظمی لوٹ کھسوٹ اور ظلم کا شکار ہو گا یہ صورت حال رحمن و رحیم (اللہ) کو قطعاً پسند نہیں ہے۔ اسی لئے قران پاک میں جگہ جگہ حقوق و فرائض کے اس نازک تعلق کو برقرار رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

تمام مذاہب کے برعکس اسلام وحدت نسل انسانی کا نظریہ پیش کرتا ہے تمام نوع انسانی ایک جوڑے آدم و حوا علیہم الاسلام کی اولاد ہے اور اس ناطے سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جن کو ایک دوسرے سے ہمدردی اور غم خواری محبت اور احسان کا سلوک کرنا چاہیئے کسی شخص کی فضیلت کا معیار اس کی نسل قبیلہ رنگ زبان یا قومیت کی بجائے اس کی پرہیزگاری ہے اس بارے میں سورہ الحجرات میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ (لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بے شک خدا سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبردار ہے (۴۹:۱۳) (۴:۱) (۶:۹۸)

والدین کے حقوق کے بارے مین سورہ بنی اسرائیل میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہین تو انہیں اف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو" (۱۷:۲۳،۲۴) (۳۱:۱۴،۱۵) (۴۶:۱۵)

اولاد کی عمدہ پرورش والدین کی ذمہ داری ہے تاہم اس کام میں انسان کو کوئی ظلم زیادتی یا بدعنوانی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ اکثر لوگ اولاد کی خاطر ہر قسم کی بدعنوانی بے ایمانی وغیرہ کرنے کے لئے آمادہ و تیار رہتے ہیں اس بارے میں سورۂ المنفقون میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی

یاد سے غافل نہ کر دیں جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں" (۹:۶۳) (۵۸:۱۷) (۳۴:۳۷)

آداب گفتگو کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اور لقمان نے کہا تھا کہ بیٹا کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا وہ باریک بین اور با خبر ہے بیٹا نماز قائم کرنے کا حکم دے بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر نہ زمین میں اکڑ کر چل اللہ کسی خودپسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز ذرا پست رکھ سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے" (۳۱:۱۷-۱۹)

اغراض و آداب ازدواج کے بارے میں سورۃ المائدہ میں یوں

ارشاد فرمایا ترجمہ "اور محفوظ عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں خواہ وہ اہل ایمان کے گروہ سے ہوں یا ان قوموں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کر کے ان کے محافظ ہو نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو" (۵:۵) اس آیت سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ مومن عورتوں اور اہل کتاب عورتوں سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے پیشتر عورتوں کے مہر ادا کئے جائیں اور مرد عورت کی عصمت کی حفاظت اور نان نفقہ مہیا کرنے کی ذمہ داری قبول کرے چوری چھپے آشنائیوں سے پرہیز لازم ہے کیونکہ آزاد شہوت رانی سے اخلاقیات کی تباہی کے علاوہ اس تعلق سے پیدا ہونے والی اولاد کی اخلاقی اور قانونی ذمہ داری مرد قبول نہیں کرتا یہ سارا بوجھ بالاخر ریاست کو برداشت کرنا پڑتا ہے نیز اس تعلق سے پیدا ہونے والی حرام کی اولاد خاندان اور معاشرے کے لئے کلنک کا ٹیکہ ثابت ہوتی ہے اس بارے میں سورۃ النساء میں واضح ہدایات دی گئی ہیں ملاحظہ ہو (۴:۱۹-۲۵)

عورت اور مرد خانہ آبادی کے ذریعہ ایک دوسرے کو راحت و سکون پہنچانے کا سبب ہیں اس بارے میں سورۃ الروم میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اس کی نشانیوں میں سے

Marfat.com

یہ ہے کہ اس نے تمہارے ہی جنس سے بیویاں بنائیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں (۳۰:۲۱) (۷:۱۸۹) زانیہ اور مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ والدہ کے زیرِ اثر اولاد بھی زانیہ ہو گی یا مشرکانہ طور طریقے اختیار کرے گی اس بارے میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہوں اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے" (۲:۲۲۱) (۲۴:۲۶) (۲۴:۳) (۲۴-۲۲:۴) مزاج کی ناموافقت یا دیگر اسباب کی بنا پر بعض اوقات خاوند بیوی کا نباہ ممکن ہو جاتا ہے نازک رشتہ باہمی اعتماد اور ایک دوسرے کی محبت الفت پر قائم ہے اگر ان چیزوں میں فرق آ جائے تو گھر کا سکون برباد کرنے سے بہتر ہے کہ دنوں ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو بہتر رزق دینے والا ہے لیکن طلاق سے پیشتر خاوند اور بیوی دونوں کے گھر والے خاوند بیوی کے تعلقات کو بہتر بنانے کی پوری کوشش کریں مردوں اور عورتوں کے حقوق ایک جیسے ہیں لیکن مردوں کو خاندان کا کفیل ہونے کے باعث ایک درجہ فوقیت حاصل ہے اگر عورت کو خلع کا حق دیا گیا ہے تو مرد کا طلاق کا حق تفویض کیا گیا ہے اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "عورتوں کے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے طلاق دوبار ہے پھر یا تو سیدھی طرح عورت کو روک لیا جائے یا بھلے طریقے سے اسے رخصت کر دیا جائے" (۲:۲۲۹)(۲:۲۲۸) (۴:۳۵) (۴:۳۴) (۴:۱۲۸)

جنگ کی صورت میں مرد کثیر تعداد میں ہلاک ہو جاتے ہیں یا کسی اور وجہ سے بھی عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جاتی ہے پاکستان میں آج بھی عورتوں کی تعداد مردوں سے ۴ فیصد زائد ہے ایسی یا اس سے ملتی جلتی صورت حال میں مردوں کو ایک سے

زیادہ شادیاں کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس صورت حال کی وضاحت سورۃ النساء کے شروع میں اس طرح سے کی گئی ہے (ترجمہ) "اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتوں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عوتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ زیادہ قرین ثواب ہے" (۴:۳) (۴:۱۲۹) (۲:۲۳۶)

ترکہ کی تقسیم کے بارے میں بڑے واضح اور تفصیلی احکام سورہ النساء میں درج ہیں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے اور مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے اگر میت کی وارث دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو ادھا ترکہ اس کا ہے" (۴:۱۱) (۴:۷-۱۰) (۴:۱۲) ان تمام حوالہ جات سے عمرانیات کے علم کا داخل نصاب ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے

۵۔ آنکھوں کی روحانی جسمانی خوبیوں اور خامیوں کا علم

آنکھوں کی جسمانی و روحانی بہت سی بیماریاں ہیں جن کا اجمالی ذکر کلام پاک میں کیا گیا ہے آنکھوں کی ایک عام بیماری جس کا متعدد جگہ کلام پاک میں ذکر کیا گیا ہے اور جو جسمانی بھی ہو سکتی ہے اور روحانی بھی آنکھوں کے آگے پروہ آ جانا ہے جسمانی بیماری وہ ہے جس کو عرف عام میں جالا پھولانا خونہ کالا اور سفید موتیا کے نام سے یاد کیا جاتا اور اس کا علاج کیا جاتا ہے جبکہ آنکھوں پر پردہ پڑ جانا ایک روحانی بیماری بھی ہے اس سے مراد وہ کیفیت ہے جبکہ جسمانی طور پر انسانی آنکھ ٹھیک طور پر دیکھتی ہے لیکن اس مشاہدہ سے صحیح نتیجہ اخذ نہیں کرتی اور بینائی رکھنے کے باوجود کچھ بھی نہیں دیکھ پاتی یہ ایک روحانی بیماری ہے جس کا ذکر سورہ البقرہ میں اس طور سے کیا گیا ہے (ترجمہ) "اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے" (۲:۷) اسی کیفیت کی ایک اور مثال اسی سورۃ میں چند آیات کے بعد یوں دی گئی ہے ترجمہ "ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب

Marfat.com

اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور بصیرت سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا" (۲:۱۷) اور آنکھوں کی اس کیفیت کو سورہ الجاثیہ میں یوں بیان کیا گیا ہے ترجمہ "پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا" (۴۵:۲۳) (۲:۲۰)

غفلت کا جو پردہ انسان کی آنکھوں پر پڑ جاتا ہے اس کے بعد وہ ہر قسم کا ظلم زیادتی اور بد عنوانی کھلے بندوں آزادانہ طور پر بلا خوف و خطر کرتا ہے آنکھوں کا یہ پردہ قیامت کے دن ہٹا دیا جائے گا جس کے بعد اس کی نگاہ خوب تیز ہو گی اس انسانی کیفیت کا اظہار سورہ ق میں اس طرح کیا گیا ہے/ترجمہ/"ہر شخص اس حال میں آ گیا کہ اس کے ساتھ ایک ہانک کر لانے والا ہے اور ایک گواہی دینے والا اس چیز کی طرف سے تو غفلت میں تھا ہم نے وہ پردہ ہٹا دیا جو تیرے آگے پڑا ہوا تھا اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے" (۵۰:۲۱،۲۲) بجلی کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں یعنی چندھیا جاتی ہیں سورہ النور مین اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی ہے" (۲۴:۴۳)

ازدواج اور اولاد لوگوں کے لئے راحت اور سکون کا باعث ہوتی ہے جس کو آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا جاتا ہے اس بارے میں سورہ الفرقان کے آخیر میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے۔ اور ہم کو پرہیز گاروں کا امام بنا" (۲۵:۷۴)

ان حوالہ جات سے امراض چشم کے بارے میں معلومات کا داخل نصاب کیا جانا ضروری معلوم ہوتا ہے

۵۔ علم طبیعات

سائنس کے اہم مضامین مین سے ایک علم طبیعات ہے جو روشنی، حرارت، بجلی اور آواز وغیرہ پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور ان پر لاگو ہونے والے قواعد ضوابط اور اصولوں سے بحث کرتا ہے قرآن پاک میں ان تمام عوامل کے بارے میں متعدد آیات

Marfat.com

ملتی ہیں جن میں سے چند کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

روشنی خود ہمیں نظر نہیں آتی لیکن روشنی کی شعاعیں جب کسی چیز سے منعکس ہو کر ہماری آنکھ میں پہنچتی ہیں تو وہ چیز اپنے صحیح خدوخال میں ہمیں نظر آتی ہے منافقین گمراہی کے سوداگر ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مثال دیتے ہوئے سورہ بقرہ میں یوں ارشاد فرماتا ہے ترجمہ "ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور بصیرت سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں یہ اب نہ پلٹیں گے" (۲:۱۷، ۱۸) (۲:۲۰) اس مثال سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی روشنی پھیلائی جس نے حق کو باطل سے چھانٹ کر علیحدہ کر دیا تو دیدہ بینا رکھنے والوں کے لئے حقائق روز روشن کی طرح عیاں ہو گئے لیکن نفس پرستی میں مبتلا منافقین کو اس روشنی میں کچھ سجھائی نہ دیا۔

روشنی اور بصارت اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں کی پابند ہیں لیکن زاویہ نگاہ کے تبدیل ہونے سے کثیر چیز قلیل اور قلیل کثیر نظر آنے لگتی ہے اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس کی خاطر چاہے ایسا کر سکتا ہے جنگ بدر کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورہ انفال میں یوں ارشاد فرماتا ہے ترجمہ "اور یاد کرو جبکہ مقابلے کے وقت خدا نے تم لوگوں کی نگاہوں میں دشمنوں کو تھوڑا دکھایا اور ان کی نگاہوں میں تمہیں کم کر کے پیش کیا تاکہ جو بات ہونی تھی اسے اللہ ظہور میں آئے آخر کار سارے معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں" (۸:۴۴)

قرآن پاک کو سورہ انعام میں بصیرت کی روشنی قرار دیا (ترجمہ) "دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آگئی ہیں اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اٹھائے گا میں تم پر کوئی پاسبان نہیں ہوں" (۶:۱۰۴)

۵۲۔ علم النفس

انسانی رویہ اس کی حرکات و سکنات اور ان کے محرکات وغیرہ کے مطالعہ کے لئے علم

Marfat.com

النفس کا جاننا ضروری ہے اگرچہ موجودہ دور میں اس کا شمار سائنسی مضامین میں ہوتا ہے تاہم یہ علم ظنّی ہے قیاس اور گمان کا علم ہے علم نجوم کی طرح اس کے اخذ کردہ نتائج کبھی صحیح اور کبھی غلط ہوتے ہیں مشرکین کے قیاس اور گمان غلط ہوتے ہیں اس بارے میں سورہ انعام میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ان سے کہو کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جسے ہمارے سامنے پیش کر سکو تم تو محض وہم و گمان پر چل رہے ہو اور نری قیاس آرائیاں کرتے ہو" پھر کہو تمہاری اس حجت کے مقابلے میں حقیقت رس حجت تو اللہ کے پاس ہے" (۶:۱۴۸) جس کو اللہ ہدایت کی توفیق نہ دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا سیدھے راستوں پر ہدایت یافتہ لوگ چلتے ہیں جبکہ ہدایت سے محروم لوگ ظن اور گمان کے تحت عمل اور سوچ کے ٹیڑھے راستے اختیار کرتے ہیں اس بارے میں سورہ النحل کے شروع میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جبکہ ٹیڑھے راستے بھی موجود ہیں اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا" (۱۶:۹)

منکرین یوم آخرت اور جزا و سزا کے قائل نہ تھے ان کا خیال تھا کہ انسان آخری ہچکی کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے دوبارہ زندہ کئے جانے اور دنیاوی اعمال کے نتیجہ میں جزا وسزا ان کے نزدیک فرسودہ خیالات تھے وہ اس کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے تھے۔ اس بارے میں سورہ النحل میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا یہ خبریں ہم کو بھی بہت دی گئی ہیں اور پہلے ہمارے آباد اجداد کو بھی دی جاتی رہی ہیں مگر یہ بس افسانے ہی افسانے ہیں جو اگلے وقتوں سے سنتے چلے آ رہے ہیں۔ (۲۷:۶۷،۶۸)

علم النفس کے موضوعات میں سے ایک موضوع بخل کنجوسی اور لالچ بھی ہے یعنی کہ ان محرکات پر غور کرنا جو کسی بھی انسان میں ان خصلتوں کا سبب بنتے ہیں اگر انسان ان محرکات کا صحیح کھوج لگا پائے اور اگر اللہ توفیق دے تو وہ اصلاح احوال کی کوشش بھی کر سکتا ہے اس بارے میں سورہ ال عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ

Marfat.com

رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے جو کچھ وہ کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا"
(۳:۱۸۰) (۲۵:۶۷) (۴۷:۳۸)

کنجوسی کے بارے میں سورہ النساء میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور ایسے لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں ہیں جو کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کی ہدایت کرتے ہیں"
(۴:۳۷) (۱۰۴:۲-۴)

جس انسان میں چوری کی عادت ہو علم النفس کے ذریعہ اس بدعادت کا پس منظر تلاش کر کے اصلاح احوال کی کوشش کی جا سکتی ہے قرآن پاک میں چوری کی سزا قطع ید قرار دی گئی ہے اس بارے میں سورہ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور چور خواہ عورت ہو یا مرد دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ دانا بینا ہے (۵:۳۸) (۶۰:۱۲)

علم النفس کا اہم ترین فائدہ تحلیل نفسی ہے اس طریقہ میں کسی انسان سے سوالات کر کے یا اس کی حرکات سکنات کا عمیق جائزہ لے کر انسان میں موجود بری عادات کا پس منظر تلاش کر کے اصلاح احوال کی کوشش کی جاتی ہے سورہ الروم کی ابتداء میں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟"
(۳۰:۸) ان تمام حوالہ جات سے علم النفس کی اہمیت واضح ہوتی ہے پس اس علم کا داخل نصاب ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے

۵۳۔ جہاد / مجاہدہ

لفظ جہاد جہد سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کوشش کرنا۔ قرآن کی اصطلاح میں جہاد سے مراد اللہ کے راستہ میں کسی بھی قسم کی یعنی جانی، مالی اور علمی کوشش کرنا ہے۔ دین کی کامیابی اور ملت کی فوز و فلاح کے لئے اُمت مسلمہ پر جہاد فرض کیا گیا ہے سورہ الحج میں اللہ تعالیٰ مومنوں سے ارشاد فرماتا ہے ترجمہ "اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں اپنے کام کے لئے چن لیا ہے۔ اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔" (۲۲:۷۸)

Marfat.com

سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "پس اے نبی کافروں کی بات ہرگز نہ مانو اور اس قرآن کو لے کر ان کے ساتھ زبردست جہاد کرو۔" (۲۵:۵۲) جہاد کی اہمیت و ضرورت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اے نبی کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔" (۹:۲۴)

جذبہ جہاد نہ صرف سابقہ ادوار میں اُمت مسلمہ کی حفاظت کرتا رہا ہے بلکہ موجودہ دور میں بھی دنیا والوں نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا ہے کہ دنیا کی دو عظیم ترین قوتوں میں سے ایک' ایک چھوٹے سے ملک پر اپنا جابرانہ تسلط برقرار نہیں رکھ سکی اور نہ صرف لوگوں کے جذبہ جہاد کے سامنے اس کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہونا پڑا۔ بلکہ وہ خود ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اگر بنظر غور دیکھا جائے تو آج بھی امت مسلمہ کے تمام دکھوں کا مداوا اور ہمہ جہتی (بشمول علمی) ترقی کا راز امت میں جذبہ جہاد پیدا کرنے میں ہے۔ یہی وہ کنجی ہے جس کی مدد سے ہم اپنی ہمہ جہتی ترقی کے مقفل راستے کھول سکتے ہیں۔

روز ازل سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت (طریقہ) چلی آئی ہے کہ وہ کمزور کو مغلوب اور طاقتور پر غالب کر دیتا ہے۔ فطرت میں اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے بے شمار شواہد ملتے ہیں چھوٹی مچھلی بڑی مچھلی کا شکار بن جاتی ہے۔ چھوٹے چوپائے درندوں کا شکار ہو جاتے ہیں' طاقتور تہذیبیں کمزور تہذیبوں کو نگل لیتی ہیں۔ طاقتور اقوام کمزور اقوام کو اپنی غلامی کے شکنجے میں جکڑ لیتی ہیں۔ آج کے دور میں جسمانی غلامی نے سیاسی اور معاشی غلامی کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس وسیع و عریض کائنات کے کسی گوشے میں جھانک کر دیکھئے آپ غالب و مغلوب کی اللہ تعالیٰ کی اس سنت کو جاری و ساری دیکھیں گے۔ زمین بھی کائنات ہی کا ایک حقیر سا حصہ ہے پس یہاں بھی آپ اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر عمل ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ بقول علامہ اقبالؒ ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات۔

Marfat.com

تاریخ عالم جس کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر پیش کی ہے وہ بھی ہمیں یہی بتاتی ہے کہ ہمیشہ جسمانی طور پر طاقتور اقوام معاشی طور پر طاقتور اقوام کی مقروض ہو کر اپنی سیاسی آزادی کو گروی رکھ دیتی ہیں۔ اگر کوئی قوم' ادارہ' ملک یا تہذیب مقابل کے موجودہ دور میں زندہ رہنے کی خواہشمند ہے تو اسے اپنے آپکو علمی جسمانی اور معاشی طور پر طاقتور بنانا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو جس قدر جلد کوئی قوم سمجھ لے اس قدر اس کے حق میں بہتر ہے۔ پہلے کی طرح آج بھی مسلم قوم کو جذبہ جہاد کے ذریعہ ہی بیدار' آزاد اور زندہ رکھا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ) "تم میری سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔" (۳۵:۴۳)
اگر اقوام عالم کے نقشہ سے بے شمار دوسری تہذیبوں اور اقوام کی مانند حرف غلط کی طرح مٹ جانا ہم قومی طور پر گوارا نہیں کر سکتے تو ہمیں پھر سے قوم میں جذبہ جہاد بیدار کر کے اپنی سیاسی' سماجی' معاشی اور تہذیبی بقا کا ثبوت دنیا کو پیش کرنا ہو گا۔ تاریخ عالم کی گواہی بڑی پختہ اور بیش قیمت ہے جس کو نظرانداز کر کے ہم اپنے آپ کو تاریکی اور تباہی کے عمیق غار میں دھکیل دیں گے جہاں سے فرار کا کوئی راستہ ہمیں نظر نہیں آئے گا۔ قرآن پاک کی تعلیمات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ (سنت) اور خود سنت اللہ ہم کو بحیثیت قوم' جہاد کے جذبہ خوابیدہ کو بیدار کرنے کی دعوت دے رہی ہے۔ ہے کوئی مرد مومن جو وقت کی آواز پر کان دھرے اور امت مسلمہ میں جہاد کے جذبہ خفتہ کو پھر سے بیدار کرے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ امت مسلمہ کی قومی بقا اور ترقی کا راز اسی جذبہ عمل کو بروئے کار لانے میں پوشیدہ ہے۔

بوسنیا کی آزاد اسلامی مملکت کو جو اقوام متحدہ کی رکن بھی ہے دنیا کے آزاد ممالک کے نقشے سے مذہبی تعصب کی بنا پر حرف غلط کی طرح مٹا دینے کا جنون تمام اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نام نہاد مہذب اور متمدن اقوام' اقوام متحدہ کو آلہ کار بنا کر مظلوم قوم کو اپنی حفاظت کے حق سے محروم کر رہی ہیں اور جارح اور ظالم قوم کی امداد کر رہی ہیں اور اقوام عالم اور اقوام متحدہ بے حسی سے اس کا نظارہ کر رہی ہیں کا کیشیا کے پہاڑوں میں بسنے والی چیچنیا کی جرأت مند اور غیرت مند مسلم قوم جذبہ جہاد ہی کی بنیاد پر اپنے سے سوگنا دشمن سے حوصلہ مندی اور

بے جگری سے نبرد آزما ہے اقوام عالم بے حسی کے ساتھ ہاتھی اور چیونٹی کے اس مقابلہ کو دیکھ رہی ہے نہ ہی جارح قوم کا ہاتھ روکتی ہے اور نہ ہی مظلوم قوم کی مدد کرتی ہے کشمیر کی غیرت مند اور جرأت مند قوم انتہائی بے جگری سے چھ لاکھ سے زائد ظالم اور جارح قابض افواج سے جذبہ جہاد ہی کی بنیاد پر برسرپیکار ہے موجودہ دور کی اقوام عالم ظالم اور مظلوم اقوام کا یہ مختصر ترین جائزہ مسلم امہ کے لئے فلسفہ جہاد کی اہمیت افادیت و معنویت پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ پس جہاد کی تربیت شامل نصاب ہونی چاہیئے

۵۴۔ قرآن کی تعلیم

صلی اللہ علیہ وسلم کو اقوام عالم کے لئے بالعموم اور اہالیان جزیرۃ العرب کے لئے بالخصوص مبعوث کرے تاکہ وہ اور ان کا لایا ہوا قرآن یعنی شریعت حقہ اور ان کا اسوہ حسنہ قیام قیامت تک اقوام عالم کے لئے مینارہ نور ثابت ہو تمام ادیان عالم کی حقیقی روح و حدانیت اور آخرت کا تصور ہے اور اس تصور کو عام کرنے کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام وسیلہ اور ذریعہ ہیں خاتم الانبیاء کے بعد چونکہ کسی رسول یا پیغمبر نے نہیں آنا لہٰذا دین حقہ کی پاکیزہ تعلیمات اقوام عالم تک پہنچانے کا فریضہ ختمی مرتبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علمائے امت کے سپرد کیا ہے تاکہ اقوام عالم کو قرآن پاک کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ سے آگاہی بخشیں دین حقہ کی تعلیم اور اس تعلیم کے مطابق ان کا ذاتی عمل ان کی (علما امت) بہت بڑی اور اہم ترین ذمہ داری ہے اور مسلم اُمّہ کے حکمرانوں کی بھی یہ منصبی ذمہ داری ہے کہ وہ دین حقّہ کی تعلیمات اور ان پر عملدرآمد کو اپنے اپنے ممالک میں عام کریں اور ذاتی طور پر بھی ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

سورہ یونس میں قرآن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کرلیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے" (۱۰:۵۷) اور اسی بارے میں سورہ بنی اسرائیل میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک پردہ حائل کردیتے ہیں اور ان کے دلوں پر ایسا غلاف چڑھا دیتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کردیتے ہیں" (۱۷:۴۵)

Marfat.com

اور صرف چند آیات پیشتر قرآن ہی کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا کہ ہوش میں آئیں مگر وہ حق سے اور زیادہ دور ہی بھاگے جا رہے ہیں اے نبی ان سے کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالک عرش کے مقام کو پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے" (۱۷:۴۲) قرآن پاک کی تعلیم شروع کرنے سے پیشتر ضروری ہے کہ شیطان رجیم جو بنی آدم کا ازلی و ابدی دشمن ہے کے شر سے اللہ کی مضبوط پناہ مانگ لی جائے تاکہ شیطان اپنے گمراہ کن وسوسے اس کے دل میں نہ ڈال سکے جس نے قرآن سے ہدایت (شیطانی وسوسوں کے تحت) نہ پائی تو پھر دنیا کی کوئی چیز اور کوئی تعلیم بھی اس کو گمراہیوں سے نہ نکال سکے گی اس بارے میں سورہ النحل میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں" (۱۶:۹۸-۹۹)

سورہ الانعام میں قرآن پاک کے نزول کی غرض و غایت اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "اور یہ قرآن تیری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں" (۶:۱۹) جس کسی نے کلام پاک اور اس میں پیش کردہ نشانیوں کو جھٹلایا یا ان سے اغماض برتا ان کے بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہماری نشانیوں کو جس کسی نے جھٹلایا اور آخرت کی پیشی کا انکار کیا اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ (۷:۱۴۷) (۳:۲۲) (۹:۱۷)

قران توجہ سے سنا جائے اور خاموش رہا جائے اس بارے میں سورہ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "جب قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے" (۸:۲۰۴) اس آیتہ مبارک میں قرآن پاک کو توجہ سے سننے کا واضح حکم دیا گیا ہے پس اس آیت کی رو سے قرآن پاک کو جبکہ وہ پڑھا جا رہا ہو توجہ سے سننا فرض ہے جبکہ اس کی تلاوت کرنا سنت ہے قابل غور امر یہ ہے کہ ریڈیو اور ٹی وی پر جب کلام پاک کی تلاوت ہو رہی ہوتی ہے تو کتنے ہی گھرانے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے اس واضح حکم کی اعلانیہ خلاف ورزی کی جاتی ہے اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی جاتی ہے اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے اور اس واضح حکم پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

سورہ یونس میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اور یہ قرآن وہ چیز نہیں جو اللہ کی وحی اور تعلیم کے بغیر تصنیف کر لیا جائے بلکہ یہ تو جو کچھ پہلے آچکا تھا اس کی تصدیق اور الکتاب کی تفصیل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرمانروائے کائنات کی طرف سے ہے" (۱۰:۳۷)

قرآن ہی کی تعلیم کے بارے میں سورہ بنی اسرائیل میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اور اعلان کر دو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لئے تو شفا اور رحمت ہے مگر ظالموں کے لئے خسارے کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا" (۱۷:۸۰،۸۱) اور قرآن ہی کے بارے میں سورہ الکہف کے شروع میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب تاکہ وہ لوگوں کو خدا کے سخت عذاب سے خبردار کر دے" (۱۸:۱،۲) اور قرآن کی تعلیمات کا انکار کرنے والوں کے بارے میں سورہ یٰسین میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "آج ہم ان کے منہ بند کئے دیتے ہیں ان کے ہاتھ ان سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں ہم چاہیں تو انہیں ان کی جگہ ہی پر اس طرح مسخ کر کے رکھ دیں کہ یہ نہ آگے چل سکیں نہ پیچھے پلٹ سکیں جس شخص کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کی ساخت کو ہم الٹ ہی دیتے ہیں یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب تاکہ وہ ہر اس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم ہو جائے (۳۶:۶۹-۷۰)

۵۔ سیرت النبی / اسوہ حسنہ / مناقب رسول

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ یعنی آنحضور کا اسوہ حسنہ امت مسلمہ کے لئے قیامت تک راہ نجات ہے اس راہ پر چل کر ہم اپنی دنیا اور آخرت دونوں سدھار سکتے ہیں افضل البشر فخر موجودات سرور کونین و سردار انبیا محمد

Marfat.com

مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اقوام عالم کے لئے بالخصوص اور مسلمانان عالم کے لئے بالخصوص مینارہ نور ہے جس کی شعاعوں سے کرہ ارض کا ذرہ ذرہ قیام قیامت تک جگمگاتا رہے گا پس صفات عالیہ رکھنے والی ایسی ہستی کی زندگی کے حالات و واقعات ہی مصائب و آلام سے پر اس دنیا میں اقوام عالم کے لئے وجہ سکون اور باعث نجات بن سکتے ہیں بشرطیکہ سیرت طیبہ کو صرف تعریف و توصیف ہی کے قابل نہ سمجھا جائے بلکہ اس کو راہ عمل کے طور پر اپنایا جائے اس وسیع و عریض مضمون کے چند پہلوں کو انتہائی مختصر انداز میں درج ذیل سطور میں شق دار سمیٹنے کی ایک ناتمام کوشش کی گئی ہے۔ اس کو بطور مضمون داخل نصاب کرنے کی ضرورت ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دعا ہیں باپ اور بیٹے نے خانہ کعبہ کو اس کی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کے وقت اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی سورہ البقرہ میں وہ ان الفاظ میں موجود ہے (ترجمہ) "اے رب ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیوں کو سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے" (۲:۱۲۹) آپ صلی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر توریت و انجیل میں بھی موجود ہے اس بارے میں سورہ اعراف میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے۔ جو اس پیغمبر نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انہیں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے" (۷:۱۵۷) (۴۸:۲۹) عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ایک نبی کے آنے کی بشارت دی جس کا نام احمد ہو گا اس بارے میں سورہ الصّف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات جو ان سے کہی تھی کہ "اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جسکا نام احمد ہوگا" (۶۱:۶) یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر موجود ہے سورہ البقرہ میں دوسرے پارے کی آخری آیت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اے محمدؐ تم یقیناً ان لوگوں میں سے ہو جو رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں" (۲:۲۵۲) (۱۰:۱۲۹) (۳۶:۳) (۴۸:۲۹) آپ صلی اللہ علیہ

وسلم پر اللہ کا فضل عظیم ہے اس بارے میں سورہ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تمہیں معلوم نہ تھا اور اس کا فضل تم پر بہت ہے" (۴:۱۱۳) (۸۷:۱۷) اور سورہ الانبیا کے آخر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی ہم نے تم کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے" (۲۱:۱۰۷) (۹:۶۱) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کے بارے میں سورہ القلم کے شروع میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو" (۶۸:۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اس بارے میں سورہ النسا میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی" (۴:۸۰) اور سورہ الم نشرح میں آپ کا ذکر بلند کرنے کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا(ترجمہ) "اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آوازہ بلند کر دیا" (۹۴:۴) اور اسی سورہ کی پہلی آیت میں آپ کا سینہ کھولنے یعنی آپ کا حوصلہ بلند کرنے اور آپ کو اطمینان قلب عطا کرنے کا ذکر اس انداز میں فرمایا گیا ہے (ترجمہ) "اے نبی کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لئے کھول نہیں دیا (۹۴:۱) آپ کے ہاتھ کو اللہ نے اپنا ہاتھ اور ان کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا اس بارے میں سورہ الفتح میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا" (۴۸:۱۰) آپ کی سعی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی سعی قرار دیا سورہ انفال میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور اے نبی تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا" (۸:۱۷) آپ کی زندگی مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ ہے (ترجمہ) "درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ تھا" (۳۳:۲۱) اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوثر عطا کیا اس بارے میں ارشاد ربانی ہے(ترجمہ) "اے نبی ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا" (۱۰۸:۱) یہاں کوثر سے مراد حوض کوثر اور خیر کثیر ہے۔

اور سورہ الزخرف میں فرمایا کہ آپ کی اتباع سیدھا راستہ ہے ترجمہ "میری بات مان لو یہی سیدھا راستہ ہے" (۴۳:۶۱) اور سورہ الانعام میں فرمایا کہ آپ کو جھٹلانا آیات اللہ کو جھٹلانا ہے ترجمہ اے نبی ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ان سے تمہیں رنج ہوتا ہے لیکن یہ لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ

کی آیات کا انکار کر رہے ہیں" (۶:۳۳) اور سورہ النساء میں آپ پر کتاب و حکمت نازل کرنے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں فرمایا (ترجمہ) "اللہ نے تم پر کتاب و حکمت نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تمہیں معلوم نہ تھا" (۴:۱۱۳) (۲۵:۱) اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاہد مبشراور نذیر قرار دیا اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اس سے بڑھ کر نشانی کیا ہو گی کہ ہم نے تم کو علم حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا" (۲:۱۱۹) مزید ملاحظہ ہو (۵:۱۹) (۷:۱۸۴) (۷:۱۸۸) (۱۱:۲) (۱۵:۸۹) (۱۷:۱۰۵) (۲۵:۵۶) (۲۶:۹۴) (۲۸:۹۲) (۳۴:۲۸) (۳۵:۲۴) (۴۶:۹) (۴۸:۸) اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کا ذمہ لیا اور آپ کو لوگوں کے شر سے بچانے کا وعدہ فرمایا سورہ المائدہ میں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے یقین رکھو کہ وہ کافروں کو (تمہارے مقابلہ میں) کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا (۵:۶۷) (۵:۴۲) (۸:۳۰) (۸:۶۲) (۱۵:۹۵) (۳۹:۳۶) (۵۲:۴۸) اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج سے مشرف فرمایا اور اپنی بہت سی نشانیوں کا مشاہدہ کرایا سورہ بنی اسرائیل کی پہلی ہی آیت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے" (۱۷:۱) (۵۳:۱۷،۱۸) (۵۳:۱۱) اللہ تعالیٰ جبرائیل ملائکہ اور صالح مومن آپ کے رفیق اور پشت پناہ میں سورہ التحریم میں ازواج رسول کے سلسلہ میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے جتھہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبرائیل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار رہیں" (۶۶:۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی راہ پر ہیں اور اسی کی دعوت دیتے ہیں اس بارے میں سورہ الحج میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تم اپنے رب کی طرف دعوت دو یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو" (۲۲:۶۷) (۲۳:۷۳) (۲۷:۷۹) (۳۶:۴) (۴۲:۵۲) (۴۳:۴۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں اس میں ہوائے نفس کا دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ وحی ہوتی ہے سورہ الزمر کی پہلی دو آیات میں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف برحق نازل کی ہے لہٰذا تم

Marfat.com

اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے" (۳۔۳۹:۱) (۳۳:۵۶) اللہ تعالیٰ ملا ئکہ اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں اس بارے میں سورہ الاحزاب میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اللہ اور اس کے ملا ئکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود سلام بھیجو" (۳۳:۵۶) اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جبرائیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قران تمہارے قلب پر نازل کیا ہے" (۲:۹۷) (۲۶:۹۴) (۸۵:۸۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں پر مہربان ہیں اور ان کی تکلیف آپؐ شاق گزرتی ہے اس سورہ التوبہ کی آخر سے پہلی آیت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے۔ جو خود تمہیں میں سے ہے تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے تماری فلاح کا وہ حریص ہے ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق و رحیم ہے" (۹:۱۲۸) (۱۰:۱۲۹) (۶:۳۳) (۲:۷) (۱۱:۱۲) (۱۵:۹۷) (۱۶:۱۲۷) (۱۸:۶) (۲۶:۳) (۲۷:۷) (۳۵:۸) اپ کی خواہش پر قبلہ تبدیل کیا گیا سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اے نبی یہ تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں لو ہم اسی قبلے کی طرف تمہیں پھیرے دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو مسجد حرام کی طرف رخ پھیر دو اب جہاں کہیں تم ہو اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو" (۲:۱۴۴) اللہ تعالیٰ نے آپ کی پسند کے مطابق آپ کو عطائے عظیم کا وعدہ سورہ الضحیٰ میں ان الفاظ میں فرمایا (ترجمہ) "اور یقیناً تمہارے لئے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے" (۹۳:۵) اور اگلی ہی سورہ الم نشرح میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لئے کھول نہیں دیا اور تم پر سے وہ بھاری بوجھ اتار دیا جو تمہاری کمر توڑے ڈال رہا تھا اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آوازہ بلند کر دیا" (۴۔۹۴:۱) اور سورہ الاعلیٰ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسان طریقوں کی سہولت دی گئی اس بارے میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور ہم تمہیں آسان طریقے کی سہولت دیتے ہیں لہٰذا تم نصیحت کرو اگر نصیحت نافع ہو" (۸۷:۸،۹) اور حدیبیہ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے جو صلح کی اس کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فتح بین قرار دیا اس بارے میں سورہ الفتح میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کردی تاکہ اللہ تعالیٰ اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کرے اور تم کو سیدھا راستہ دکھائے۔ اور تم کو زبردست نصرت بخشے" (۴۸:۱-۳) اور سورہ الانعام میں آپ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی ان سے کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے" (۶:۵۰) (۷:۲۳) (۱۰:۱۵) (۴۶:۹) (۱۸:۱۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فضل سے نہ مجنون ہیں نہ کاہن اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں نے کبھی سوچا نہیں ان کے رفیق پر جنون کا کوئی اثر نہیں ہے" (۳۴:۴۶) (۲۹:۵۲) (۲:۶۸) (۴۲:۶۹) (۶۹:۴۲) (۸۱:۲۲) (۲۹:۵۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہیں ہیں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کے حق میں ہم گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں ان سے کہو اچھا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں" (۵۲:۳۰،۳۱) (۳۶:۶۹) (۶۹:۴۱) اگر اللہ تعالیٰ آپ کی گرفت کرنا چاہئے تو کوئی بچانے والا یا جائے پناہ نہیں اس بارے میں سورہ الجن میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کہو مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں" (۷۲:۲۲) (۶۹:۴۴-۴۷) (۴۵:۱۸) (۱۳:۳۷) (۲:۱۴۵) (۲:۱۲۰) اللہ تعالیٰ جس کو چاہئے ہدایت دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اس بارے میں سورہ النحل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی تم چاہئے ان کی ہدایت کے لئے کتنے ہی حریص ہو مگر اللہ جس کو بھٹکا دیتا ہے پھر اسے ہدایت نہیں دیا کرتا اور اس طرح کے لوگوں کی مدد کوئی نہیں کر سکتا" (۱۶:۳۷)

پس معلوم ہوا کہ سیرت النبیؐ کا شامل نصاب کیا جانا ازحد ضروری ہے

Marfat.com

باب سولھواں

طرق ہائے تدریس

۱۔ تعلیم کے میدان میں طریق تدریس کی اہمیت

تعلیم یعنی آگاہی/ جانکاری کا عمل ایک پیچیدہ عمل ہے جس پر بیسیوں عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہر شخص پیدائش کے وقت بے علم ہوتا ہے اور چند بنیادی جذبوں مثلاً محبت' نفرت' غصہ وغیرہ کے علاوہ دنیا کے اجسام و امور کا کوئی علم نہیں رکھتا۔ ہمہ قسم علوم وہ اس دنیا میں آکر ہی سیکھتا ہے۔ بعض امور کا علم اس کو ماں کے پیٹ میں اپنی پیدائش سے قبل جنین کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ ماں کی جسمانی' ذہنی اور جذباتی کیفیات کے اثرات اس پر براہ راست ماں کے خون کے ذریعہ جس کو وہ بطور غذا حاصل کرتا ہے پڑتے ہیں۔ موسمی کیفیات بھی اس پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ پس ان چند بنیادی امور کے علاوہ وہ جملہ اجسام امور اور قوتوں کا علم اپنی پیدائش کے معاً" بعد ہی حاصل کرنا شروع کرتا ہے اور اپنی موت تک حاصل کرتا رہتا ہے۔ ایک بالکل نئے ماحول سے آشنا ہونے کے لئے وہ اپنے ہاتھ پیر بھی چلاتا ہے اور اپنی نگاہ کو بھی کام میں لاتا ہے۔ حواس خمسہ کے ذریعہ حصول علم کا یہ تجرباتی عمل اس کی پوری زندگی جاری رہتا ہے اور حاصل کردہ علم کی مقدار مختلف عوامل کے زیراثر ہمیشہ کم و بیش ہوتی رہتی ہے لیکن کبھی بھی ایک حالت پر قائم نہیں رہتی بیشتر عوامل اس کی جسمانی' ذہنی اور جذباتی حالت پر ہمہ وقت اثرانداز ہوتے رہتے ہیں اور یوں اس کے علم میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ آج کا ایک انسان ایک روز قبل کے اسی انسان سے مختلف ہے اس عرصہ میں اس کے جسم کے بے شمار خلیے ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں اور نئے خلیے بن گئے ہیں اس کے علم اور تجربے میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ تعلیم کے عمل میں سامان تدریس و طریق تدریس کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ سامان تدریس و طریق تدریس موجودہ حالات اور موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ہونا چاہئے علاوہ ازیں طریق تدریس بھی اتنا عمدہ اور دلنشین ہونا چاہئے کہ اسباق فوراً ذہن نشین ہو جائیں۔ ان میں سے بعض عوامل کا ذکر درج ذیل ہے

Marfat.com

۲۔ عملی تجربہ

حصول علم کے لئے عملی تجربہ بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔ سنی سنائی یا کتاب میں پڑھی ہوئی بات کا جو اثر ذہن انسانی پر مرتب ہوتا ہے اس سے کئی گنا زیادہ اثر انسانی تجربہ میں آئی ہوئی بات کا ہوتا ہے۔ تجربہ سے حاصل کردہ علم پختہ ہوتا ہے اور دیرپا بھی۔ اس لئے حصول علم میں تجربہ کی بڑی اہمیت ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے سورہ الکہف میں ایک ایسے شخص کا قصہ بیان کیا ہے۔ جس کے دل میں ایک برباد شدہ بستی کے درمیان سے گزرتے ہوئے یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ ان ہلاک شدہ بندوں کو کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سو سال کے لئے موت سے ہمکنار کیا جس کے بعد اس کو زندہ کیا اور اس کے مردہ پنجر پر اسکے سامنے گوشت پوست چڑھایا تاکہ اس تجربہ سے گزرنے کے بعد وہ زندگی کی حقیقت سے آشنا ہو جائے اس بارے میں سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یا پھر مثال کے طور پر اس شخص کو دیکھو جس کا گزر ایک ایسی بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھی اس نے کہا یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی ہے اسے اللہ کس طرح دوبارہ زندگی بخشے گا اس پر اللہ نے اس کی روح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اسے دوبارہ زندگی بخشی اور اس سے پوچھا بتاؤ کتنی مدت پڑے رہے ہو؟ اس نے کہا ایک دن یا چند گھنٹے رہا ہوں گا۔ فرمایا تم پر سو برس اسی حالت میں گزر چکے ہیں اب ذرا اپنے

کھانے اور پانی کو دیکھو کہ اس میں ذرا تغیر نہیں آیا ہے دوسری طرف ذرا اپنے گدھے کو بھی دیکھو (کہ اس کا پنجر تک بوسیدہ ہو رہا ہے) اور یہ ہم نے اس لئے کیا ہے کہ ہم تمہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں پھر دیکھو کہ ہڈیوں کے اس پنجر کو ہم کس طرح اٹھا کر گوشت پوست اس پر چڑھاتے ہیں اس طرح جب حقیقت اس کے سامنے بالکل نمایاں ہو گئی تو اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔" (۲:۲۵۹) (۲:۲۶۰) ۱۹۔ ۱۸:۱۵) اسی طرح ہد ہد نے جب سلیمان علیہ السلام کو ملکہ سبا کے حالات سے آگاہ کیا تو انہوں نے اس کے سچ یا جھوٹ کا تجربہ ملکہ کو ہد ہد کے ذریعہ خط بھیج کر کیا (ترجمہ) "سلیمان نے کہا ابھی ہم دیکھے لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے

Marfat.com

یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور ان لوگوں کی طرف ڈال دے پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔" (۲۸۔۲۷:۲۷) بے شمار کتابوں سے استفادہ بھی عملی تجربہ کا نعم البدل نہیں ہوتا۔ پس یہ ضروری ہے کہ متعلمین کے لئے زیادہ سے زیادہ عملی تجربات کا اہتمام کیا جائے۔

۳۔ کتب میں آسان زبان

مغلظ دقیق اور پیچیدہ الفاظ کے مقابلہ میں اگر کسی کتاب میں آسان زبان استعمال کی جائے یعنی ایسی زبان جس کا مطلب عام آدمی بھی سمجھ سکے تو ایسی کتاب کی افادیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے یعنی خواص کی بجائے عوام الناس اس کو پڑھ کر بآسانی اس کا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔ قرآن پاک کی زبان بھی آسان عربی ہے تاکہ عام آدمی بھی اس سے ہدایت اور راہنمائی حاصل کرسکے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ القمر میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "ہم نے اس قران کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے اب ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔" (۵۴:۳۲) (۵۴:۲۲) پس معلوم ہوا کہ آسان زبان میں کتب کو طریق تدریس کے طور پر اہمیت حاصل ہے۔

۴۔ مناسب طلب / آمادگی کا ہونا

مناسب طلب اور ذہنی آمادگی کے بغیر دنیا کا کوئی کام بھی کوئی انسان خوش اسلوبی اور کامیابی سے انجام نہیں دے سکتا۔ حصول علم کے لئے بھی ذہنی آمادگی اولین شرط ہے۔ ذہنی طور پر آمادہ کئے بغیر کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کو حصول علم کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر بادل ناخواستہ کوئی طالب علم شریک درس ہوتا ہے تو وہ اس درس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا ذہن اس درس کو قبول کرنے اور محفوظ رکھنے پر آمادہ نہیں ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ خوف کے تحت جو علم حاصل کیا جائے وہ اسی وقت تک ذہن میں محفوظ رہ سکتا ہے جب تک کہ وہ خوف دور/ضرورت پوری نہ ہو جائے مثلاً استاد کے ڈنڈے کا خوف والدین کا خوف یا پھر امتحان کا خوف' سزا کے خوف سے یاد کیا ہوا سبق' سزا کا موقع ٹل جانے پر ازخود بھول جاتا ہے اسی طرح امتحان کے خوف سے یاد کئے گئے اسباق صرف امتحانی ضرورت پوری ہونے تک ذہن میں محفوظ رہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ بھی ذہن کے خودکار طریقہ کے

مطابق ضرورت پوری ہونے پر ازخود بھول جاتے ہیں۔ تیز ایک مصروف سڑک عبور کرنے سے پیشتر انسانی ذہن معلومات کا جو ذخیرہ جمع کرتا ہے اس کو ضرورت پوری ہونے کے فورا بعد فراموش کر دیتا ہے بھول جانا کسی دماغی کمزوری کے سبب نہیں بلکہ کسی شی میں عدم دلچسپی یا ضرورت کے باقی نہ رہنے کے سبب دماغ کے خودکار طریق انتخاب کے عین مطابق ہے۔ جس کو اسباق میں دلچسپی پیدا کرکے اور ان کے لئے مناسب طلب و آمادگی پیدا کر کے بھولنے کے عمل کو روکا جا سکتا ہے۔

بھولنا ذہن کی کوئی کمزوری نہیں بلکہ اس کی عمدگی کی دلیل ہے کہ وہ (دماغ) ضروری چیزوں کو ضرورت کی حد تک محفوظ رکھتا ہے جبکہ غیر ضروری چیزوں کو ضرورت پوری ہونے پر بھلا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ یونس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ کیا تو بہرے مشرکین مکہ کو اپنی بات سنائے گا جو تیری بات سننے کے باوجود اس پیغام میں دلچسپی نہ ہونے کے سبب بات کا کوئی اثر قبول نہیں کرتے اور کیا تو ان عقل کے اندھوں کو راہ دکھائے گا جنہیں آنکھیں رکھنے کے باوجود حق و صداقت کا راستہ دکھائی نہ دیتا ہو۔ سورہ یونس میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ان میں بہت سے لوگ ہیں جو تیری باتیں سنتے ہیں مگر کیا تو بہروں کو سنائے گا خواہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں؟ ان میں بہت سے لوگ ہیں جو تجھے دیکھتے ہیں مگر کیا تو اندھوں کو راہ بتائے گا خواہ انہیں کچھ نہ سوجھتا ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لوگ ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔" (۱۰:۴۲-۴۴) متعلمین کی مناسب طلب / آمادگی کے بغیر اسباق کو کامیاب نہیں بنایا جا سکتا پس معلوم ہوا کہ طریقہ تدریس میں متعلمین کی مناسب طلب و آمادگی کا ہونا بھی شامل ہے۔

۵۔مہلت عمل

کسی امر کے مکمل کرنے میں مہلت عمل کو بڑا دخل ہے۔ عمل کی مہلت جس قدر زیادہ ہو گی اس قدر وہ کام بہتر انداز میں انجام پائے گا دیگر امور کی مانند مہلت عمل تحصیل علم اور فروغ علم پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ مہلت عمل ختم ہونے پر امور کی انجام دہی بھی رک جاتی ہے اور کام میں تسلسل باقی نہیں رہتا اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ المنافقون میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل

Marfat.com

پوری ہونے کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی شخص کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔" (۱۱-۶۳) ہر کام کو انجام تک پہنچانے کے لئے درکار وقت کا اندازہ کسی کام کی اہمیت یا اس کی جائز ضرورت کے عین مطابق لگایا جاتا ہے پس طریقہ ہائے تدریس میں کسی کام کی اہمیت یا فوری ضرورت کے پیش نظر عرصہ عمل کا تعین بھی ضروری ہے تاکہ کام بروقت انجام دیا جا سکے۔

۹۔شرکت عمل

کسی عمل میں کسی کے ساتھ شریک ہونے کو یا کسی کی حاجت روائی کو مدد کا نام دیا جاتا ہے۔ دیگر امور کی طرح حصول علم اور فروغ علم میں شرکت عمل یا مدد سے اس کو آسان بنایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کارِنبوت میں حضرت موسیٰ کا ہاتھ بٹانے کے لئے ان کے بھائی حضرت ہارون کو نبی بنائے جانے کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے (ترجمہ) "موسیٰ نے عرض کیا میرے آقا' میں تو ان کا ایک آدمی قتل کر چکا ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ زبان آور ہے اسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج تاکہ وہ میری تائید کرے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔ فرمایا ہم تیرے بھائی کے ذریعے تیرا ہاتھ مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو ایسی سطوت بخشیں گے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔" (۳۵-۲۸:۳۳)

اللہ تعالیٰ سورۃ یٰسین میں مثال کے طور پر ایک بستی کا قصہ یوں بیان فرماتا ہے کہ جب اس میں دو رسول آئے اور بستی والوں نے دونوں کو جھٹلا دیا تو پھر ان کی مدد کے لئے تیسرا رسول بھیجا گیا۔ (ترجمہ) "انہیں مثال کے طور پر اس بستی والوں کا قصہ سناؤ جب کہ اس میں رسول آئے تھے۔ ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے اور انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا پھر ہم نے تیسرا مدد کے لئے بھیجا۔" (۱۴-۳۶:۱۳) پس معلوم ہوا کہ طرق ہائے تدریس میں ایک طریقہ عمل میں شرکت کا بھی ہے جس سے عمل کی انجام دہی آسان ہو جاتی ہے۔

۱۰۔باہمی امداد

دیگر امور کے مانند باہمی امداد تحصیل علم اور فروغ علم میں بھی بہت فائدہ مند ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ الکہف میں ذوالقرنین کے قصّہ میں بیان فرماتا ہے کہ کس

طرح اس (ذوالقرنین) نے ایک قوم کی درخواست پر یاجوج ماجوج اور اس قوم کے درمیان ایک بند قوم کی مدد سے تعمیر کر دیا (ترجمہ) "ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج اس سرزمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم تجھے کوئی ٹیکس اس کام کے لئے دیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دے اس نے کہا جو کچھ میرے رب نے مجھے دے رکھا ہے وہ بہت ہے تم بس محنت سے مری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان بند بنائے دیتا ہوں۔" (۹۵-۱۸:۹۴) پس معلوم ہوا کہ باہمی امداد کا طریقہ حصول علم اور کام کی باسانی تکمیل کے لئے مفید ہے۔

۸۔ واضح کلام

واضح کلام تفہیم کے لئے ضروری ہے اور حصول علم میں بڑا نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المجادلہ میں فرماتا ہے کہ اس نے کلام پاک کی صاف صاف آیات نازل کر دی ہیں اور جو اس کا انکار کرنے والے ہیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے ۰ ترجمہ) "ہم نے صاف صاف آیات نازل کر دی ہیں اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔" (۵۸:۵) پس معلوم ہوا کہ کلام کو موثر بنانے کے لئے اس کا واضح ہونا ضروری ہے۔

۹۔ توجہ / انہماک

حصول مقصد کے لئے کسی کام کو توجہ سے کرنا یا کسی کی بات کو توجہ سے سننا کامیابی کے لئے انتہائی ضروری ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ ق میں ارشاد فرماتا ہے کہ سابقہ قوموں کی تاریخ میں عبرت کا سبق ہر اس شخص کے لئے ہے جو دل رکھتا ہو یا توجہ سے بات کو سنے (ترجمہ) "ہم ان سے پہلے بھی بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے بہت زیادہ طاقتور تھیں اور دنیا کے ملکوں کو انہوں نے چھان مارا تھا۔ پھر کیا وہ کوئی جائے پناہ پا سکے؟ اس تاریخ میں عبرت کا سبق ہے ہر اس شخص کے لئے جو دل رکھتا ہو یا توجہ سے بات کو سنے۔" (۳۷-۵۰:۳۶) طریق تدریس میں اس امر کو بہت اہمیت حاصل ہے کہ معلمین، متعلمین کی توجہ کو اپنی اور سبق کی جانب مرکوز رکھیں۔ کیونکہ عدم توجہی کے سبب وہ سبق سے صحیح استفادہ نہ کر سکیں گے۔

۱۰۔ رازداری

بعض مسائل کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ان کو راز میں رکھنا ضروری

Marfat.com

ہوتا ہے کیونکہ وقت سے پیشتر اس راز کے انکشاف سے مسئلہ کا کامیاب حل علمدر آمد اور اس کی تکمیل ممکن نہیں رہتی۔ بجٹ اور ٹیکس کی تجاویز کی راز داری اس کی عمدہ مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قومی معاملات میں غیروں کو رازدار بنانے سے روکتا ہے کیونکہ غیر شخص کسی وقت بھی راز کو افشا کر کے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے۔ تمہیں جس سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔" (۳:۱۱۸)

پس مسلم امہ کا فرض ہے کہ وہ غیر مسلم اقوام کو اپنا رازدار اور دوست نہ بنائیں۔ لیکن معمول کے تعلقات قائم رکھنے میں یہ ہدایت آڑے نہیں آنی چاہئے امتحانی پرچوں کی راز داری کو طریق تدریس کے طور پر زیر عمل لانا انتہائی ضروری ہے۔

۲۔ بحث میں شائستگی

اپنے نکتہ نظر کی وضاحت اور اس کے حق میں دلیل دیتے وقت بعض اوقات مباحثہ ضروری ہو جاتا ہے۔ حصول علم کے لئے بھی بحث مباحثہ کی ضرورت ظاہر ہے لیکن بحث مباحثہ عمدہ طریقہ سے شائستگی کے ساتھ کیا جانا چاہئے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ العنکبوت میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ سے سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں۔" (۲۹:۴۶)

پس معلوم ہوا کہ بحث میں شائستگی اختیار کی جانی چاہئے

۳۔ دلیل

دلیل حصول علم کے لوازمات کا ایک اہم عنصر ہے۔ قوی دلیل سے پیش کیا گیا کوئی بھی مسئلہ زیادہ قابل فہم ہوتا ہے اور آسانی سے سمجھ میں آتا اور قابل اعتماد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں جگہ جگہ مشرکین سے ان کے جھوٹے خداؤں کے حق میں دلیل طلب کرتا ہے کہ اگر ان کے پاس ان کے شرک کی کوئی دلیل ہے تو پیش کریں۔ سورہ النحل میں ارشاد ربانی ہے "وہ کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر

Marfat.com

اس کا اعادہ کرتا ہے اور کون تم کو آسمان و زمین میں رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں حصہ دار ہے) کہو لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔"
(۲۷:۶۴) (۳۵-۳۰:۳۳)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو اس کو خالق کائنات نہیں مانتے اُن کے اس خیال پر دلیل طلب کرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا یہ زمین و آسمان خود بخود بن گئے ہیں یا یہ معترض لوگ آسمان، زمین اور خود اپنی ذات کے خالق ہیں لائیں وہ اپنی دلیل اگر وہ کوئی دلیل رکھتے ہیں۔ سورۃ الطور میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟ یا زمین اور آسمانوں کو انہوں نے پیدا کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے کیا تیرے رب کے خزانے ان کے قبضے میں ہیں؟ یا ان پر انہی کا حکم چلتا ہے کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ عالم بالا کی سن گن لیتے ہیں۔ ان میں سے جس نے سن گن لی ہو وہ لائے کوئی کھلی دلیل۔"
(۵۲:۳۵-۳۸)

انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ دلیل سے متاثر ہوتا ہے۔ جو بات وہ بلا دلیل ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا اس کو مضبوط دلیل کے ساتھ تسلیم کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان کردہ حقائق کے بارے میں مضبوط دلیلیں پیش کی ہیں تاکہ لوگ آسانی سے اس کو قبول کر سکیں۔ کسی بھی شعبہ زندگی میں زیر بحث مسائل کا فیصلہ مضبوط دلائل ہی کی بنا پر ہوتا ہے۔ حصول علم میں بھی دلائل سے واسطہ پڑتا ہے اور زیر غور مسائل پر مضبوط دلائل ہی فیصلہ کی بنیاد بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء میں وحدانیت کی مضبوط دلیل اس طرح دیتا ہے ترجمہ "اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین و آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا پس پاک ہے اللہ رب العزت ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔" (۲۱:۲۲)

(مزید ملاحظہ ہو ۲۱:۶۶-۶۷، ۲۱:۶۲-۶۳، ۲۱:۲۱، ۱۰:۳-۵، ۱۰:۳۱، ۳:۶۵)

جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں یعنی

عیسائی اور یہودی اللہ تعالیٰ ان سے ان کے اس قول کی دلیل طلب کرتا ہے۔ سورۃ یونس میں ارشاد ربّانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) ''لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔ سبحان اللہ وہ تو بے نیاز ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کی ملک ہے۔ تمہارے پاس اس قول کے لئے آخر دلیل کیا ہے۔'' (۱۰:۶۸، ۲۱:۲۴)

جس طرح اللہ تعالیٰ کلام پاک میں جو بات بھی بیان فرماتا ہے اس کی دلیل دیتا ہے تاکہ لوگ قرآن پاک کے دعوے یا بیان کو سمجھ کر تسلیم کر سکیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں، مشرکوں، عیسائیوں اور یہودیوں وغیرہ سے ان کے غلط خیالات / اعتقادات کی علمی دلیل طلب کرتا ہے لیکن ان لوگوں کے پاس اپنے غلط خیالات و اعتقادات کی کوئی علمی دلیل موجود نہیں جو وہ پیش کر سکیں جس سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ و سچ کا معیار علمی دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں یہودیوں اور عیسائیوں سے ان کے اس خیال کے حق میں کہ ان کے علاوہ کوئی جنت میں نہیں جائے گا اپنے دعوے کے حق میں دلیل طلب کرتا ہے (ترجمہ) ''ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عیسائی نہ ہو۔ یہ ان کی تمنائیں ہیں۔ ان سے کہو اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔'' (۲:۱۱۱) (۱۴:۱۰) (۱۸:۱۵) (۲۷:۶۴) (۱۰:۶۸)

قرآن پاک حقانیت کی ایک روشن دلیل ہے جو لوگ اس کو جھٹلاتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے جلد برپا کئے جانے کا مطالبہ کرتے ہیں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام میں ارشاد فرماتا ہے کہ قیامت کے بارے میں فیصلے کا تمام اختیار صرف اس کو (اللہ تعالیٰ) حاصل ہے (ترجمہ) ''کہو میں اپنے رب کی طرف سے ایک دلیل روشن پر قائم ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے اب میرے

Marfat.com

اختیار میں وہ چیز نہیں ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو۔ فیصلہ کا سارا اختیار اللہ کو ہے۔" (۶:۳۷)

اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے نیک بندوں کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کے لئے گناہ سے بچنے کی کوئی نہ کوئی عمدہ دلیل ان کے دل و دماغ میں ڈال دیتا ہے تاکہ وہ راہ راست سے بھٹکنے نہ پائیں۔ سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ حضرت یوسف کو گناہ سے بچنے کی دلیل سمجھانے کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے (ترجمہ) "وہ اس کی طرف بڑھی اور یوسف بھی اس کی طرف بڑھتا اگر اپنے رب کی برھان نہ دیکھ لیتا' ایسا ہوا تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو دور کرائیں۔ درحقیقت وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔" (۱۲:۲۴)

اللہ تعالیٰ سورۃ الروم میں مشرکوں سے ان کے شرک پر کوئی علمی سند یا دلیل طلب کرتا ہے جو وہ دے نہیں سکتے۔ اس جگہ بھی اللہ تعالیٰ سچائیوں کو الہامی کتابوں کی اسناد یا علمی دلیلوں سے منسلک کر رہا ہے یعنی کہ وہ بات سچ نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نازل نہیں کی یا جس کے لئے کوئی مضبوط علمی دلیل موجود نہیں۔ (ترجمہ) "اچھا مزے کر لو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کیا ہم نے کوئی سند اور دلیل ان پر نازل کی ہے جو شہادت دیتی ہو اس شرک کی صداقت پر جو یہ کر رہے ہیں۔" (۳۵۔۳۴:۳۰) مندرجہ بالا حوالوں سے درس و تدریس میں دلیل/مباحثہ کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔

۱۲۔ مشورہ/رائے طلبی

کسی بھی اہم کام کی انجام دہی میں صاحب الرائے' عقل مند اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ ضروری ہوتا ہے۔ تحصیل علم میں بھی اساتذہ اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ ضروری ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں دعوے نبوت پیش کیا تو

Marfat.com

فوراً اس کو اپنے اقتدار کو خطرہ محسوس ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ نبی تسلیم کیے جانے بعد (موسیٰ علیہ السلام) یکایک رعیت سے راعی بن جائیں گے اور یوں اقتدار اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اسی خطرہ کے پیش نظر اس نے قوم کے سرداروں سے مشورہ طلب کیا جس کا ذکر سور الاعراف میں اس طرح کیا گیا ہے (ترجمہ) ''اس پر فرعون کی قوم کے سرداروں نے آپس میں کہا یقیناً یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے تمہیں تمہاری زمین سے بے دخل کرنا چاہتا ہے۔ اب کہو کیا کہتے ہو پھر ان سب نے فرعون کو مشورہ دیا کہ اسے اور اس کے بھائی کو انتظار میں رکھیئے اور تمام شہروں میں ہرکارے بھیج دیجئے کہ ہر ماہر فن جادوگر کو آپ کے پاس لے آئیں۔'' (۱۱۲۔۱۰۹:۷)

ملکہ سبا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط موصول ہونے پر اپنے سرداران قوم کو مشورہ کے لئے طلب کیا سورۃ النمل میں اللہ تعالیٰ اس بارے میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) (خط سنا کر) ملکہ نے کہا اے سرداران قوم میرے اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو میں کسی معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں۔'' (۲۷:۳۲)

اللہ تعالیٰ سورۃ الشوریٰ میں مومنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ اپنے معاملات مشورہ سے چلاتے ہیں (ترجمہ) ''جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں' ہم نے جو کچھ بھی رزق انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (۴۲:۳۸) پس معلوم ہوا کہ اہم امور میں اساتذہ کا آپس میں اور انتظامیہ اور طلبا سے مشورہ ضروری ہے

۱۴۔ سوال جواب/گفتگو

حصول علم کے لئے سوال و جواب کرنا یا بحث و مباحثہ کرنا بہت مفید ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ العنکبوت میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے اور چاند اور سورج کو کس نے مسخر کر رکھا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ نے' پھر یہ کدھر سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔'' (۲۹:۶۱) (۲۹:۶۳)

سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکمت اور عمدگی کے ساتھ مباحثہ کرنے کی ہدایت فرماتا ہے (ترجمہ)۔ اے نبی اپنے رب کے راستے کی طرف

Marfat.com

دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریق پر جو بہترین ہو۔" (۱۶:۱۲۵)، (مزید ملاحظہ ہو ۲۹:۴۶)

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے سوالات کے جواب دینے کی ہدایت اس طرح فرماتا ہے (ترجمہ) "لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر رشتے داروں پر، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔" (۲:۲۱۵) مزید ملاحظہ ہو ۲:۲۱۷، ۲:۲۱۹، ۷:۱۸۷، ۱۷:۱۰۱، ۱۸:۸۳، ۷۹:۴۲)

لوگ قیامت کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النّزعات میں فرماتا ہے کہ اے رسول ان کو جواب دو کہ میرا کیا کام کہ میں اس سوال کا جواب دوں۔ قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ پر ختم ہے۔ (ترجمہ) "یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ گھڑی کب آکر ٹھہرے گی؟ تمہارا کیا کام کہ اس کا وقت بتاؤ۔ اس کا علم تو اللہ پر ختم ہے۔" (۷۹:۴۲-۴۴)

۱۵۔ سرگزشت / واقعاتی بیان

کسی امر کو ہو بہو واقعہ کے مطابق بیان کرنا واقعاتی بیان کہلاتا ہے۔ حصول علم میں واقعاتی بیان کی بڑی اہمیت ہے۔ کسی واقعہ یا مشاہدہ کو بالکل ٹھیک ٹھیک بلا کم و کاست بیان کر دینے کی اہمیت عدل و انصاف اور حصول علم میں بہت واضح ہے۔ جس کی بہت سی مثالیں قرآن پاک میں موجود ہیں۔ سورۃ الکہف میں ایسے ہی چند بیانات کی تفصیل موجود ہے۔ پہلا واقعہ جو دوسرے رکوع میں بیان فرمایا گیا وہ غار یا کتبہ والوں کا ہے کہ چند مومن نوجوان جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے حاکم وقت کے خوف سے ایک غار میں پناہ گزین ہوئے اللہ نے ان کو دنیا والوں کے لئے ایک نشانی بنانے کی خاطر اسی غار میں تقریباً تین سو سال گہری نیند سلا دیا اور ان کا کتا غار کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا رہا ایک لمبی مدت کے بعد جب وہ خواب سے بیدار ہوئے تو انہوں نے بازار سے کھانا لانے کے لئے اپنے ایک ساتھی کو بھیجا اس کے پاس بہت ہی پرانا سکہ ہونے کے باعث لوگوں کو ان کے حالات و واقعات کا علم ہوا یہ واقعہ آیت نمبر ۹ تا آیت نمبر ۲۶ دو سے زائد رکوع میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس قصہ کا آغاز اس طرح سے

کیا گیا ہے (ترجمہ) "کیا تم سمجھتے ہو کہ غار اور کتبے والے ہماری کوئی عجیب نشانیوں میں سے تھے جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے پروردگار ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کر دے تو ہم نے انہیں اسی غار میں تھپک کر سالہا سال کے لئے گہری نیند سلا دیا پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ دیکھیں ان کے دو گروہوں میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے ہم ان کا اصل قصہ تمہیں سناتے ہیں وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی۔" (۱۳-۱۸:۹) (۲۶-۱۸:۱۴)

اس سے آگے سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ دو اشخاص کا ایک واقعہ بیان فرماتا ہے کہ کس طرح اس (اللہ تعالیٰ) نے ایک شخص کو انگوروں کے دو باغ عنایت کئے جو خوب پھل دیتے تھے اس نے اس عطا پر خدا کا شکر ادا کرنے کی بجائے مالدار ہونے پر فخر کیا اور کہا کہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہ (باغات) نعمت کبھی اس سے چھین لی جائے گی یا یہ کہ کبھی قیامت برپا ہو گی اس نے اپنے ہمسایہ کو کہا کہ وہ اس (ہمسایہ) سے زیادہ نفری اور زیادہ دولت رکھتا ہے۔ ہمسایہ نے جواباً" کہا ہو سکتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تجھ سے بہتر انعامات سے نواز دے اور تیرے باغات پر آسمان سے کوئی آفت نازل کر دے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اس کا باغ ضائع ہو گیا۔ وہ ہاتھ ملتا رہ گیا اور کہنے لگا کاش اس نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔ یہ واقعہ آیت نمبر ۲۲ تا آیت نمبر ۴۴ بیان ہوا ہے اس کا آغاز اس طرح سے ہوا ہے (ترجمہ) " اے نبی ان کے سامنے ایک مثال پیش کرو۔ دو شخص تھے ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیئے اور ان کے گرد کھجور کے درختوں کی باڑھ لگائی اور ان کے درمیان کاشت کی زمین رکھی۔" (۱۸:۳۲) (۴۴-۱۸:۳۳)

سورۃ الکہف میں ہی موسیٰ علیہ السلام اور خضر کا قصہ آیت نمبر ۶۰ تا آیت نمبر ۸۲ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح (کھانے) ناشتہ کی مچھلی کے اچانک پانی میں عجیب طریقے سے چلے جانے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ (دو دریاؤں کا سنگم) کا علم ہوا۔ جہاں اللہ کے اذن کے مطابق ان کی ملاقات حضرت خضر سے ہونا تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

Marfat.com

درخواست پر حضرت خضر نے موسیٰ علیہ السلام کو اس خاص علم کی تعلیم اس شرط پر دینا منظور کر لی کہ وہ کوئی سوال نہیں کریں گے جب تک وہ (خضر) خود اس کا ذکر نہ کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے یقین دہانی کرائی کہ وہ صبر سے کام لیں گے اور نافرمانی نہیں کریں گے جب دونوں روانہ ہوئے تو حضرت خضر نے اس کشتی میں شگاف ڈال دیا جس میں کہ وہ سفر کر رہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا اور حضرت خضر نے ان کو ان کا صبر کا وعدہ یاد دلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھول جانے کا عذر پیش کیا اور آگے روانہ ہوئے۔ حضرت خضر نے راہ میں ایک لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ نے پھر بے گناہ لڑکے کو قتل کئے جانے پر اعتراض کیا۔ اور حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صبر سے کام نہ لینے اور وعدہ خلافی کا شکوہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آئندہ صبر کرنے کی یقین دہانی پر دونوں نے سفر آگے کی طرف جاری رکھا۔ ایک بستی والوں نے کھانا دینے سے انکار کیا۔ اور حضرت خضر نے دو یتیم لڑکوں کی ایک شکستہ دیوار کی مرمت بلا اجرت کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسب معمول اعتراض کیا کہ اگر بستی والوں نے مہمان داری سے انکار کیا تھا تو آپ (حضرت خضر) اس دیوار کی مرمت کی اُجرت لے سکتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواباً" کہا کہ میرا تمہارا ساتھ ختم ہوا۔ نیز فرمایا اب میں تم کو ان تمام واقعات کی اصل وجوہ بیان کرتا ہوں۔ جس پر تم صبر نہ کر سکے اور صبر کر بھی کس طرح سکتے تھے جبکہ آپ معاملہ کی اصل وجہ سے ناواقف تھے۔ کشتی میں سوراخ کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ دریا کے نچلے حصہ میں ایک ظالم حاکم لوگوں کی اچھی کشتیاں ضبط کر رہا تھا لہٰذا ملاحوں کی کشتی کو داغدار کر دیا گیا تاکہ وہ ضبطی سے بچ سکے۔ لڑکے کو قتل کرنے کی یہ وجہ بتائی گئی کہ لڑکے نے بڑے ہو کر اپنے کفر اور سرکشی سے والدین کو تنگ کرنا تھا لہٰذا ہم نے یعنی میں نے اللہ کے حکم سے یہ چاہا کہ ان کا رب ان (والدین) کو اس سے بہتر بدلہ دے۔ دیوار کے متعلق حضرت خضر نے بتایا کہ یہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی ہے اور ان کا باپ نیک آدمی تھا لہٰذا تمہارے رب نے چاہا کہ یہ یتیم لڑکے بڑے ہو کر اس دیوار کے نیچے سے باپ کا دفن کردہ خزانہ نکال لیں۔ یہ سب کچھ میں (حضرت خضر) نے اپنی مرضی سے نہیں کیا بلکہ رب تعالیٰ کے حکم کے تحت کیا ہے۔ یہ تھی ان

Marfat.com

باتوں کی حقیقت جن پر موسیٰ علیہ السلام ضبط نہ کر سکے۔ اس قصہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے (ترجمہ) "ذرا ان کو وہ قصہ سناؤ جو موسیٰ کو پیش آیا تھا) جب کہ موسیٰ نے اپنے خادم کو کہا تھا کہ میں اپنا سفر ختم نہ کروں گا جب تک کہ دونوں دریاؤں کے سنگم تک پہنچ جاؤں ورنہ میں ایک عرصہ دراز تک چلتا ہی رہوں گا۔" (۱۸:۶۰) (۱۸:۶۱-۸۱) پورا واقعہ کلام پاک سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

سورۃ الکہف کے اخیر میں آیت نمبر ۸۳ تا آیت نمبر ۱۱۱ ذوالقرنین کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس (اللہ) نے ذوالقرنین کو زمین میں اقتدار دے رکھا تھا اور ہر قسم کے وسائل بخشے تھے وہ اپنے پہلے سفر میں غروب آفتاب تک پہنچ گیا اپنی دوسری مہم میں وہ طلوع آفتاب کی حد تک پہنچ گیا پھر اس (ذوالقرنین) نے اپنے تیسرے سفر کا سامان کیا اور دو پہاڑوں کے درمیان تک پہنچا وہاں پر موجود قوم کے لوگوں نے اس سے درخواست کی یاجوج وماجوج کے حملوں سے بچنے کے لئے کوئی بند تعمیر کر دے جس کے لئے وہ ہر قسم کی امداد مہیا کریں گے اس نے لوہے کی چادروں کی مدد سے دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک ایسی دیوار بنا دی اور اس پر پگھلا ہوا تانبہ ڈال کر اسے اور زیادہ مضبوط بنا دیا جس کو یاجوج و ماجوج نہ عبور کر سکتے تھے اور نہ ہی اس میں نقب لگا سکتے تھے۔ جب رب کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اس (دیوار) کو پیوند خاک کر دے گا اس روز لوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جائیں گے۔ اور یہ کہ درحقیقت اس روز صور پھونکا جائے گا اور اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کرے گا اور کافر جہنم کی طرف لائے جائیں گے۔ کیا یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر اس کے بندوں کو کارساز بنا لیں ایسے لوگوں کے لئے جہنم کی آگ تیار کی گئی ہے۔ اگر رب کی باتیں تحریر کرنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ ختم ہو جائے لیکن رب کی باتیں ختم نہ ہوں اگر اتنی ہی روشنائی اللہ تعالیٰ اور لے آئے تو بھی اس کام کے لئے کفایت نہ کرے۔ ذوالقرنین کے اس قصّہ کا بیان ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے (ترجمہ) "اے نبی یہ لوگ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہو میں اس کا کچھ حال تم کو سناتا ہوں۔" (۱۸:۸۳)(۱۸: ۸۴-۱۱۱)

Marfat.com

سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ حضرت مریم سلام اللہ علیہ کا واقعہ آیت نمبر ۱۵ تا آیت نمبر ۴۰ بیان فرماتا ہے کہ جب حضرت مریم سلام اللہ عنہا بیت المقدس کے شرقی گوشہ میں معتکف ہو گئی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روح یعنی ایک فرشتہ کو ان کے پاس بھیجا جس نے ان کو (حضرت مریم) بتایا کہ اس کو تیرے رب نے اس لئے بھیجا ہے کہ تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا عطا کرے۔ حضرت مریم نے فرمایا کہ میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا کسی بشر نے مجھ کو چھوا تک نہیں ہے اور نہ ہی وہ بدکار عورت ہیں فرشتے نے فرمایا کہ ایسا کرنا تیرے رب کے لئے بہت آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنانا چاہتا ہے چنانچہ حضرت مریم کو بچہ کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئیں۔ کھجور کے درخت کے نیچے وضع حمل کے وقت وہ کہنے لگیں کاش وہ اس سے پہلے ہی مر جاتیں۔ فرشتے نے ان کی پائنتی کی طرف سے آواز دی کہ وہ غم نہ کریں۔ کھجور کے تنے کو ہلائیں اور تازہ کھجوریں کھائیں اور اگر کوئی آدمی نظر آئے تو کہیں کہ انہوں نے رحمان کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے پھر جب وہ اس بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئیں تو لوگ کہنے لگے کہ مریم تو نے بڑا پاپ کمایا ہے حضرت مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا بچہ بول اٹھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اس نے (خدا) اسے کتاب دی اور نبی بنایا ہے بابرکت کیا ہے اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے سلام ہے ان پر (عیسیٰ علیہ السلام) جب کہ وہ پیدا ہوئے جب وہ مریں اور جب وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں یہ ہے قصہ ابن مریم کا جس کے بارے میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے وہ کسی کو بیٹا نہیں بناتا جب وہ کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا کہ ہو جا اور بس وہ بات ہو جاتی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے بھی لوگوں کو یہی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کا اور لوگوں کا رب ہے پس اس کی بندگی کی جائے پھر لوگ باہم اختلاف کرنے لگے وہ وقت بڑا ہی سخت اور تباہی کا ہو گا جب لوگ اس کے (خدا تعالیٰ) سامنے حاضر ہوں گے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غافل لوگوں کو ڈرانے کی ہدایت فرماتا ہے اس قصہ کا آغاز اس آیت سے ہوتا ہے (ترجمہ) ”اور اے نبی اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو۔ جب کہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی اور پردہ

Marfat.com

ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی۔" (۱۷-۱۹:۱۶)(۴۰-۱۹:۱۸) ان تمام حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سرگزشت/ واقعاتی بیان بھی طرق ہائے تدریس میں سے ایک طریقہ ہے۔

۱۶۔ تمثیل / امثال

کسی پیچیدہ و مشکل امر خیال یا بات کو کسی عام فہم چیز کی مثال دے کر بآسانی سمجھایا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک ایک معمولی فہم و فراست رکھنے والے انسان کے لئے بھی اتنی ہی ہدایت رکھتا ہے جتنا کہ کسی عالم کے لئے۔ قرآن پاک میں نہ صرف عام فہم سادہ اور آسان زبان استعمال کی گئی ہے بلکہ اس میں دقیق اور پیچیدہ خیالات و مسائل کو انسانی زندگی کی عام اور معمولی چیزوں کی مثالوں سے سمجھایا گیا۔ پیرایہ دلنشین اور انداز بیان موثر ہے۔ قرآن پاک میں پیچیدہ خیالات کی وضاحت معمولی چیزوں کی مثالیں دے کر نہایت عمدگی سے کی گئی ہے چنانچہ سورۃ ابراہیم میں کافر لوگوں کے اعمال کی مثال ایسی راکھ سے دی گئی ہے جسے طوفانی ہوا نے اڑا دیا ہو (ترجمہ) "جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا ہو وہ اپنے کئے کا کچھ پھل بھی نہ پا سکیں گے۔" (۱۴:۱۸)

اسی سورۃ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ کلمہ طیبہ کی مثال ایک عمدہ اور اعلیٰ نسل کے درخت سے دی ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری جمی ہوئی ہوں (ترجمہ) "کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کو کس چیز سے مثال دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہو اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔" (۱۴:۲۴)

اسی سورۃ میں اگلی آیت میں کلمہ خبیثہ کی مثال بدذات درخت سے دی گئی جو بیکار سمجھ کر زمین سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے (ترجمہ) "اور کلمہ خبیثہ کی مثال ایک بدذات درخت کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اس کے لئے کوئی استحکام نہیں ہے۔" (۱۴:۲۶)

اللہ تعالیٰ سورۃ النحل میں ایک پرامن بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ کس طرح

Marfat.com

اس بستی نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا تو اللہ نے اس کو بھوک اور خوف کی مصیبتوں سے دوچار کر دیا (ترجمہ) "اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفراغت رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزا چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں۔" (۱۶:۱۱۲)

اللہ تعالیٰ اسی سورۃ میں ایک اور مثال دو آدمیوں کی پیش کرتا ہے جن میں سے ایک گونگا بہرا ہے جو کوئی کام ٹھیک طور پر نہیں کر سکتا دوسرا شخص خود بھی انصاف کرتا ہے اور دوسروں کو بھی انصاف کی تلقین کرتا ہے۔ کیا وہ دونوں شخص برابر ہیں (ترجمہ) "اللہ ایک اور مثال دیتا ہے دو آدمی ہیں ایک گونگا بہرا ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے جدھر بھی وہ اسے بھیجے کوئی بھلا کام اس سے بن نہ آئے دوسرا شخص ایسا ہے کہ انصاف کا حکم دیتا ہے اور خود راہ راست پر قائم ہے بتاؤ کیا وہ دونوں یکساں ہیں۔" (۱۶:۷۶)

اسی سورۃ النحل ہی میں اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ ایک غلام اور ایک آزاد صاحب حیثیت شخص کی مثال پیش کر کے فرماتا ہے کہ کیا یہ دونوں اشخاص برابر ہیں (ترجمہ) "اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ ایک تو ہے غلام جو دوسرے کا مملوک ہے اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ دوسرا شخص ایسا ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا کیا ہے اور وہ اس میں سے کھلے اور چھپے خوب خرچ کرتا ہے۔ بتاؤ کیا یہ دونوں برابر ہیں۔" (۱۶:۷۵) (۳۰:۲۸) سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ حیات دنیا کی مثال اس طرح دیتا ہے کہ بارش کے پانی سے نباتات خوب گھنی ہو جاتی ہے اور کچھ دن بعد ہی نباتات جل بھن کر بھوسہ بن جاتی ہے اس طرح مال دولت اور اولاد دنیاوی زندگی کی محض ایک ہنگامی آرائش ہے (ترجمہ) "اور اے نبی انہیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسایا تو زمین کی پود خوب گھنی ہو گئی اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ مال اور یہ اولاد محض دنیاوی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش ہے اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں۔"

Marfat.com

(۱۸:۴۵-۴۶)

سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ اپنے نور کی مثال اس طرح دیتا ہے جیسا کہ ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو اور چراغ ایک فانوس میں ہو اور فانوس موتی کی طرح چمکدار ہو (ترجمہ) "اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے (کائنات میں ہے) اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو چراغ ایک فانوس میں ہو۔ فانوس کا یہ حال ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو اور نہ غربی جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو چاہے آگ اس کو نہ لگے (اس طرح) روشنی پر روشنی (بڑھنے کے تمام اسباب جمع ہو گئے ہوں) اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے وہ لوگوں کو مثالوں سے یہ بات سمجھاتا ہے۔" (۲۴:۳۵)

سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ کافرں کے اعمال کی مثال سراب سے دیتا ہے جسے کہ پیاسا پانی سمجھتا ہے مگر جب نزدیک پہنچتا ہے تو ماسوائے اللہ کے کچھ موجود نہیں پاتا (ترجمہ) "(اس کے برعکس) جنہوں نے کفر کیا۔ ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا بلکہ وہاں اس نے اللہ کو موجود پایا جس نے اس کا پورا پورا حساب چکا دیا اور اللہ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔" (۲۴:۳۹)

اسی سورۃ کی اگلی آیت میں کافروں کے اعمال کی دوسری مثال ایسے دی گئی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا اس کے اوپر موج در موج اور اوپر تاریک بادل اتنی تاریکی کہ انسان اپنا ہاتھ تک نہ دیکھ سکے۔ (ترجمہ) "یا پھر اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا کہ اوپر ایک موج چھائی ہوئی ہے۔ اس کے اوپر ایک اور موج اور اس کے اوپر بادل تاریکی پر تاریکی مسلط ہے آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھ پائے جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لئے پھر کوئی نور نہیں۔" (۲۴:۴۰)

جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر اپنا ولی اور سرپرست کسی اور کو بنا لیتے ہیں ان کی مثال سورۃ العنکبوت میں اللہ تعالیٰ مکڑی کے گھر سے دیتا ہے جو سب گھروں سے زیادہ کمزور ہوتا ہے (ترجمہ) "جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لئے ہیں ان کی

Marfat.com

مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ علم رکھتے۔" (۲۹:۴۱)

سورہ الفرقان میں اللہ تعالیٰ عادو ثمود اور اصحاب الرس (کنویں والے لوگ) اور ان کی درمیانی صدیوں کی قوموں کا ذکر فرماتا ہے کہ کس طرح اس نے ان کو مختلف مثالیں دے کر سمجھایا لیکن اصلاح پذیر نہ ہونے پر ان کو تباہ کر دیا (ترجمہ) "اسی طرح عاد و ثمود اور اصحاب الرس اور بیچ کی صدیوں کے بہت سارے لوگ تباہ کئے گئے ان میں سے ہر ایک کو ہم نے (پہلے تباہ ہونے والوں کی) مثالیں دے دے کر سمجھایا اور آخرکار ہر ایک کو غارت کر دیا۔" (۲۵:۳۸-۳۹) مندرجہ بالا حوالوں سے طریق تدریس کے طور پر تمثیل کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔

۱۷۔ انذار/ ڈرانا/ آگاہ کرنا/ انتباہ

تعلیم دینے کا ایک طریقہ ڈرانا یعنی کسی شخص کو خطرات سے آگاہ کرنا بھی ہے لفظ انذار کا سہ حرفی مادہ ن ذ ر ہے جس کے معنی ہیں کسی کو اس بات سے آگاہ کرنا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو یا کہہ رہے ہو اس کا نتیجہ نقصان' تباہی یا بربادی کی صورت میں نکلے گا۔ تمام انبیاء کرام کا فریضہ یہی تھا کہ وہ نیکوکار لوگوں کو خوشخبری و بشارت دیں اور بدکردار اور بے عمل لوگوں کو عذاب الہٰی سے ڈرائیں۔ پس بشارت کے علاوہ انذار بھی طریق تدریس میں شامل ہے جس کا بنیادی مقصد لوگوں کو بے عملیوں اور بد عملیوں سے آگاہ کر کے اور سزا کا خوف دلا کر درست راستے کی طرف لانا ہے۔ یہ فریضہ تمام انبیاء کرام نے انجام دیا اور اسی فرض کی تکمیل کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ دیگر طریقہ ہائے تدریس کی طرح انذار بھی ایک طریقہ تدریس ہے جس کی مثالیں کلام پاک میں مختلف جگہوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی بستی یا قوم کو تباہ نہیں کرتا جب تک انہیں پہلے آگاہ نہ کر دے کہ ان کی غلط روش ان کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے۔ یہ انتباہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے۔ یہ انتباہ انبیائے کرام کی معرفت ہوتا رہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی آیات سنا کر لوگوں کو خطرے سے آگاہ کرتے رہے سورۃ الانعام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ان سے پوچھو کس کی

Marfat.com

گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟ کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔" (۶:۱۹) اور سورۃ الاعراف کے بالکل شروع میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "یہ ایک کتاب ہے جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے پس اے نبی تمہارے دل میں اس سے کوئی جھجک نہ ہو اس کے اتارنے کی غرض یہ ہے تم اس کے ذریعہ سے (منکرین) کو ڈراؤ اور ایمان لانے والوں لوگوں کو نصیحت ہو۔" (۷:۲) اور سورۃ ابراہیم کی آخری آیت میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "یہ ایک پیغام ہے سب انسانوں کے لئے اس لئے کہ ان کو اس کے ذریعہ سے خبردار کر دیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے اور جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آ جائیں۔ (۱۴:۵۲)

اسی طرح سورۃ مریم کی آخری آیات میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "پس اے نبی اس کلام کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اسی لئے نازل کیا ہے کہ تم پرہیزگاروں کو خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈرا دو ۔ ۹۷ / ۱۹

(۳۶:۱۱) (۴۰:۱۵) (۱۹۴-۲۶:۱۹۳) اور سورۃ الانبیاء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ان سے کہہ دو کہ میں تو وحی کی بنا پر تمہیں متنبہ کر رہا ہوں مگر بہرے پکار کو سنا نہیں کرتے۔" (۲۱:۴۵) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بشیر ہونے کے علاوہ نذیر بھی تھے یعنی خوشخبری دینے والے بھی اور متنبہ کرنے والے بھی۔ ان کا یہ وصف (نذیر) قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر بیان کیا گیا ہے سورۃ ص میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی ان سے کہو میں تو بس خبردار کر دینے والا ہوں۔ ۳۸/۶۵ (۲۷:۹۲) (۸۳:۶۵) اور سورۃ فاطر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا ہو۔" (۳۵:۲۴) دیگر انبیاء نے بھی لوگوں کو خبردار کیا سورۃ نوح میں نوح علیہ السلام اپنی قوم کو یہ پیغام دیتے نظر آتے ہیں (ترجمہ) "اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو میں تمہارے لئے صاف صاف خبردار کر دینے والا پیغمبر ہوں۔" (۷۱:۲) (۲۷:۹۲) (۵۳:۵۶) (۵۱:۵۱) (۵۱:۵۰) (۴۶:۹) (۳۴:۴۶) (۲۹:۵۰)(۲۲:۴۹) (۲۶:۱۸۵) (۷:۱۸۴) (۳۸:۷۰) (۷۱:۱) (۷۹:۴۵) (۶۷:۲۶) پس معلوم ہوا کہ ڈرانا/ تنبیہ کرنا بھی ایک طریقہ تدریس ہے۔

Marfat.com

۱۸۔ تدبیر

ہرکام کی انجام دہی کے لئے کوئی نہ کوئی تدبیر کی جاتی ہے پس تحصیل علم اور فروغ علم کے لئے بھی تدبیر کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں بہائے جانے کے بعد واپس ان کی ماں تک پہنچانے کی اپنی ایک تدبیر کا ذکر اس طرح فرماتا ہے۔ (ترجمہ) ''اور ہم نے بچے پر پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کی چھاتیاں حرام کر رکھی تھیں۔ ایسے حالات دیکھ کر اس لڑکی نے ان سے کہا میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمہ لیں اور خیرخواہی کے ساتھ اسے رکھیں۔ اس طرح ہم نے موسیٰ کو اس کی ماں کے پاس پلٹا لائے تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہو اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا تھا مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔'' (۲۸:۱۲-۱۳' مزید ملاحظہ ہو ۱۲:۷۶' ۱۰۵:۱-۵) پس معلوم ہوا کہ تدریس میں مختلف تدابیر کا اختیار کرنا ضروری ہے۔

۱۹۔ تدریج

کسی بھی اصلاحی قدم' تبلیغ یا ہدایت کا بتدریج ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ آہستہ آہستہ اس کے پیغام سے مانوس ہوں اور اس پر عمل کے رفتہ رفتہ عادی ہوتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو احسن الخالقین ہے انسانوں کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے وہ اس کی (انسان) شرست سے بخوبی واقف ہے کہ انسان یکایک تبدیلیوں کو پسند نہیں کرتا اور ان تبدیلیوں پر عملدرآمد میں سخت کوفت اور دقت محسوس کرتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے برائیوں کے تدارک میں بھی تدریج کی ملحوظ رکھا ہے اور ہدایت کو عام کرنے اور نیکیوں کو پھیلانے میں بھی تدریج کو ملحوظ رکھا ہے لہٰذا تحصیل علم اور فروغ علم میں بھی ہمیں تدریج کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ قرآن پاک کو بتدریج نازل کئے جانے کی مصلحت اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) ''منکرین کہتے ہیں ''اس شخص پر سارا قرآن پاک ایک ہی وقت میں کیوں نہ اتارا گیا۔ ہاں ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور اس غرض کے لئے ہم نے ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کو شکل دی ہے اور اس میں مصلحت بھی ہے) کہ جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (یا عجیب سوال) لے کر آئے ان کا ٹھیک جواب بروقت ہم نے تمہیں دے دیا اور بہترین طریقہ سے بات کھول دی جو

Marfat.com

لوگ اوندھے منہ جہنم کی طرف دھکیلے جانے والے ہیں ان کا موقف بہت بُرا ہے اور ان کی راہ حد درجہ غلط ہے۔" (۲۴۔۲۴-۲۵:۳۲، ۱۲:۱۰۲، ۲۴۔۲۳:۷۲) پس معلوم ہوا کہ تدریج بھی ایک طریقہ تدریس ہے

۲۰۔ مقابلہ

دینی اور دنیاوی ہر دو اقسام کے کاموں میں کامیابی کے حصول کے لئے دوسرے اشخاص سے مقابلہ کا عزم و حوصلہ ہونا اور بعجلت مختلف امور کو کامیابی سے مکمل کرنا ضروری ہے۔ اس دنیا میں قدم قدم پر اور بات بات پر لوگوں کو ہار جیت کے لئے مقابلہ کا چیلنج درپیش رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کے اعمال کے مقابلہ میں ہار جیت کا ذکر سورۃ تغابن میں اس طرح فرماتا ہے (ترجمہ) "اس کا پتہ تمہیں اس روز چل جائے گا جب اجتماع کے دن وہ تم سب کو اکٹھا کرے گا وہ دن ہو گا ایک دوسرے کے مقابلہ میں لوگوں کی ہار جیت کا۔" (۶۴:۹)

۲۱۔ علم کی تشریح و وضاحت

ابلاغ عامہ اور اشاعت و ترویج علوم میں اسباق و احکامات کی تشریح و توضیح کو اہم مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں الہامی کتابوں اور انبیائے کرام کو نسل انسانی کی فوزوفلاح اور رہنمائی کے لئے نازل کرنے کی جو ضروریات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ انبیائے کرام اللہ کے کلام کی تشریح اور توضیح کریں اور اس پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کے لئے عملی نمونہ پیش کریں جو کہ کی گئی وضاحت کے مطابق ہو۔ انبیاء کرام کو ان کے پاس بھیجے گئے پیغام کی تشریح و توضیح کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے کیونکہ پیغام کی صحیح تشریح کے بغیر اس کی تفہیم میں غلطی کا امکان باقی رہتا ہے اس امکانی غلطی کے سدباب کے لئے اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ القیٰمہ میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اے نبی اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ اس کو یاد کروا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے لہٰذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اس کی قرأت کو غور سے سنتے رہو پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔" (۷۵:۱۶-۱۹) اور سورۃ الانعام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار اور مشرکین مکہ کے الٹے سیدھے

Marfat.com

اعتراضات اور افترا پردازیوں کے جواب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں (ترجمہ) "اور پھر جب حال یہ ہے تو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں حالانکہ اس نے پوری تفصیل کے ساتھ تمہاری طرف کتاب نازل کر دی ہے۔" (۶:۱۱۴) اور سورۃ البقرۃ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہم السلام کی جو دعا بیان فرمائی گئی ہے اس میں مکّہ میں اس کے باسیوں میں سے ایک ایسا رسول اٹھائے جانے کی درخواست کی گئی ہے جو انہیں کتاب اللہ کی نہ صرف آیات سنائے بلکہ اس کی تشریح و توضیح بھی کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ ارشاد ربّانی ہے (ترجمہ) "اے رب ان لوگوں میں انہی کی قوم میں سے ایک رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوار دے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔" (۲:۱۲۹) اور یہی بات سورۃ آل عمران میں اس انداز میں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہیں میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔" (۳:۱۶۴) اور سورۃ یوسف کے شروع میں قرآن حکیم کو ایسی کتاب قرار دیا گیا جو اپنا مطلب صاف صاف بیان کرتی ہے ارشاد ہوا (ترجمہ) "یہ اس کتاب مصدق کی آیات ہیں جو اپنا مدعا صاف صاف بیان کرتی ہے۔" (۱۲:۱) اور یہی بات سورۃ الحجر کے شروع میں ایک مختلف انداز میں اس طرح پیش کی گئی ہے (ترجمہ) "یہ آیات ہیں کتاب الٰہی اور قرآن مبین کی۔" (۱۵:۱) اس آیت میں قرآن پاک کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنا مدعا صاف صاف بیان کرتا ہے وہ نہ ہی پیچیدہ ہے اور نہ ہی ذومعنی اور سورۃ النحل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک مقصد قرآن پاک کی تشریح و توضیح قرار دیا فرمایا (ترجمہ) "پچھلے رسولوں کو بھی ہم نے روشن نشانیاں اور کتابیں دے کر بھیجا تھا اور اب یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کے لئے اتاری گئی ہے اور تاکہ لوگ (خود بھی) غور و فکر کریں۔" (۱۶:۴۴)

سورۃ الجمعہ میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا یہ مقصد بتایا ہے

Marfat.com

(ترجمہ) "وہی تو ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔" (۶۲:۲) درج بالا حوالوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ امور اسباق و احکامات کی تشریح و توضیح کو اشاعت و ترویج علوم میں اہم مقام حاصل ہے۔

۷۲۔ قسم گواہی

قسم سے مراد کسی چیز کو اپنے قول فعل کے حق میں بطور شہادت پیش کرنا ہے۔ قسم اس وقت کھائی جاتی ہے جب کہ قسم کے علاوہ کوئی اور چیز بطور شہادت پیش نہ کی جا سکے۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھانے سے مراد خدا تعالیٰ کو جو کہ حاضروناظر ہے بطور شہادت پیش کرنا ہے۔ اگر انسان کو کسی چیز کا علم براہ راست شہادت یعنی عینی شہادت سے نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں قسم کا سہارا لیا جاتا ہے۔ پس قسم بطور شہادت استعمال کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مختلف چیزوں کی قسم کھائی ہے یعنی کہ ان چیزوں کو بطور شہادت پیش کیا ہے۔ سورۃ الانشقاق میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ ضرور ان کو (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت تک گزرتے چلے جاتا ہے یعنی کہ تمہیں جوانی سے بڑھاپے' بڑھاپے سے موت' موت سے اور برزخ سے دوبارہ زندگی پھر میدان حشر و حساب کتاب اور پھر جزا کی بہت سے منزلوں سے یکے بعد دیگرے گزرنا ہے اس حقیقت پر تین چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے پہلی قسم سورج ڈوبنے کے بعد شفق کی سرخی ہے' دوسری قسم دن کے بعد رات کی تاریکی میں بہت سے چیزوں کا سمٹ آنا اور تیسری قسم چاند کا ہلال سے درجہ بدرجہ بدر کامل بننا ہے یعنی یہ کہ اس کائنات میں کہیں ٹھہراؤ نظر نہیں آتا ایک درجہ بدرجہ تغیر اور تبدیلی ہے جو ہر طرف پائی جاتی ہے۔ پس کفار کا یہ خیال درست نہیں کہ موت کے ساتھ ہی انسان کا معاملہ ختم ہو جائے گا۔ (ترجمہ) "اس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے۔ پلٹنا کیسے نہ تھا اس کا رب اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔ پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور جو کچھ

Marfat.com

وہ سمیٹ لیتی ہے اور چاند کی جب کہ وہ ماہ کامل ہو جاتا ہے تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے۔" (۲۰-۱۴:۸۴) (مزید ملاحظہ ہو ۲،۱:۵۳، ۸-۱:۵۲، ۴-۱:۵۱، ۱-۷:۵۱، ۴-۱:۵۰، ۳-۱:۳۸، ۴-۱:۹۲، ۵-۱:۹۳، ۵-۱:۹۵، ۶-۱:۱۰۰، ۵-۱:۱۰۱)

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ زمانے اور زمانے کی تاریخ کو گواہ ٹھہرا کر فرماتا ہے کہ اس دنیا میں صرف وہی لوگ کامیاب ہوئے جو ایمان لائے اور اپنے نصب العین پر سختی سے جم گئے اور اس کے مطابق سختی سے مسلسل عمل کیا اور حق کے راستے کو درپیش خطرات و مشکلات کے باعث چھوڑ نہیں دیا بلکہ ان خطرات و مشکلات کا مقابلہ استقامت اور صبر کے ساتھ کیا (ترجمہ) "زمانے کی قسم انسان درحقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔" (۳-۱:۱۰۳)

پس معلوم ہوا کہ دیگر شہادت مہیا نہ ہونے پر ہم کو طریق تدریس میں قسم کو گواہی کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۲۳۔ غیر ضروری سوالات سے پرہیز:

غیر ضروری سوالات اور ان کے جوابات سے نہ صرف وقت ضائع ہوتا ہے اور کام میں حرج واقع ہوتا ہے بلکہ انسان اپنی آزاد رائے کو پابند اور راستہ کو تنگ کر لیتا ہے۔ توریت کے نزول کے وقت بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے غیر ضروری سوالات کر کے مذہبی معاملات میں اپنی آزادی رائے کو محدود کر لیا مثلاً جب ان کو گائے کی قربانی کا حکم ملا تو انہوں نے تعمیل حکم کرنے کی بجائے موسیٰ علیہ السلام سے غیر ضروری سوالات پوچھنے شروع کر دیئے کہ اپنے رب سے پوچھ کر یہ بتائے کہ قربانی والی گائے کی عمر کتنی ہو، اس کا رنگ کیسا ہو، وغیرہ وغیرہ اس کے نتیجہ میں گائے کی قربانی ان کے لئے ایک مشکل کام بن کر رہ گیا ہے۔ گائے جوان ہو، خوش رنگ ہو، ہل میں نہ جوتی گئی ہو۔ قربانی کا فریضہ انجام دینے والے کا ایک خاص رنگ کا لباس ہو اور قربانی کے وقت ایک خاص خوشبو استعمال کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ نزول وحی کے وقت اگر یہ غیر ضروری سوالات پوچھ کر ان کے جوابات حاصل نہ کئے گئے ہوتے تو کسی بھی رنگ

Marfat.com

اور کسی بھی عمر کی گائے کی قربانی دی جا سکتی تھی۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت کی وہ غیر ضروری سوالات کرنے سے پرہیز کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودیوں کی طرح وہ بھی غیر ضروری پابندیوں میں جکڑے جائیں اس ضمن میں اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں لیکن اگر تم انہیں ایسے وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تم پر کھول دی جائیں گی اب تک جو کچھ تم نے کیا اسے اللہ نے معاف کر دیا وہ درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔ تم سے پہلے ایک گروہ نے اسی قسم کی سوالات کئے تھے پھر وہ لوگ انہی باتوں کی وجہ سے کفر میں مبتلا ہو گئے۔" (۵:۱۰۱-۱۱۰)

پس معلوم ہوا کہ متعلمین کا یہ فرض ہے کہ وہ معلم / معلمہ سے غیر ضروری سوالات کرنے سے احتراز کریں اور اپنی رائے کو آزادانہ استعمال کریں جس سے ان میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہو گا۔

۲۴۔ ہم زبانی

نسل انسانی کے مختلف گروہوں میں گروہ بندی کی بنیاد نسل' مذہب' علاقہ' معاشرتی اقدار کے علاوہ یکساں بولی (زبان) بھی ہے۔ قومیت کی تشکیل میں ہم زبانی کو بڑا اہم مقام حاصل ہے۔ ایک جیسی زبان بولنے والے لوگ دوسروں کے مقابلوں میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور معاشرتی ہم آہنگی میں زبان کا بڑا اہم کردار ہے۔ ہم زبانی سے انسیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اجنبیت دور ہوتی ہے اور گفتگو کا مقصد آسانی سے سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سورۃ ابراہیم میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "ہم نے اپنا پیغام دینے کے لئے جب کبھی کوئی رسول بھیجا ہے اس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ انہیں اچھی طرح کھول کر سمجھائے پھر اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ وہ بالادست اور حکیم ہے۔" (۱۴:۴)

قرآن کے مخاطب اول قریش اور اہل عرب تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مادری زبان بھی عربی تھی۔ سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا

Marfat.com

ہے کہ عربوں کے لئے ہدایت کی کتاب (قرآن) عربی زبان ہی میں نازل کی گئی ہے (ترجمہ) ''اور اے نبی اس طرح ہم نے اسے قرآن عربی بنا کر نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح سے تنبیہات کی ہیں شاید کہ یہ لوگ کج روی سے بچیں یا ان میں کچھ ہوش کے آثار اس کی بدولت پیدا ہوں۔'' (۲۰:۱۱۳) (۲۶:۱۹۳۔۹۶) (۱۶:۱۰۳)

پس معلوم ہوا کہ طریق تدریس کو موثر بنانے کے لئے زبان کی یکسانیت کو اہم مقام حاصل ہے۔

۷۵۔ چیلنج

کسی کام کو بطور چیلنج انجام دینے سے کام میں فطری طور پر انہماک بڑھ جاتا ہے اور انہماک کے بڑھنے سے کام عمدگی سے اور جلد انجام پاتا ہے۔ چیلنج قبول کرنے کے بعد انسان اپنی بہترین صلاحیت اور بھرپور انداز سے کام کو انجام دیتا ہے کیونکہ ناکامی کی صورت میں اسے اپنی بے عزتی اور سبکی کا ڈر ہوتا ہے۔ سورۃ الطور میں اللہ تعالیٰ کفار کو چیلنج دیتا ہے کہ اگر ان کے نزدیک قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ ایک انسانی کلام ہے تو وہ پھر وہ اس (قرآن) جیسا کوئی کلام پیش کریں۔ (ترجمہ) ''کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود گھڑ لیا ہے؟ اصل بات یہ ہے یہ ایمان نہیں لانا چاہتے۔ اگر یہ اپنے قول میں سچے ہیں تو اسی شان کا ایک کلام بنا لائیں۔'' (۵۲:۳۳۔۳۴)

سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے اسی چیلنج کو دوسرے انداز میں اس طرح پیش کرتا ہے (ترجمہ) ''کہ اگر انسان اور جن سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہو۔'' (۱۷:۸۸)

چیلنج انسان کے جذبہ عمل کو مہمیز دیتا ہے اور کامیابی کا ضامن ہوتا ہے لہٰذا طریق تدریس کے طور پر اس کی اہمیت واضح ہے

۷۶۔ عمل کا بدلہ

انسان کو اس کے نیک و بد عمل کا بدلہ ضرور مل کر رہتا ہے۔ تحصیل علم کے

Marfat.com

سلسلہ میں کی گئی کوششوں کا نتیجہ حصول علم ہے۔ نیکی کا بدلہ نیک اور بدی کا بدلہ بد ہے۔ قیامت کے روز ہر انسان کو اس کے نیک و بد اعمال کا بدلہ ضرور مل کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بیّن حقیقت کو سورۃ المومن میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "کہا جائے گا آج ہر متنفس کو اس کمائی کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کی تھی۔ آج کسی پر کوئی ظلم نہ ہو گا اور اللہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔" (۴۰:۱۷، ۴۱۔۳۹:۵۳، ۹:۸۲، ۱۸:۸۷۔۸۸)

اچھائی کا بدلہ اچھا اور برائی کا بدلہ برابر کی برائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الشوریٰ میں بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "اور جو لوگ ظلم کے بعد بدلہ لیں ان کو ملامت نہیں کی جا سکتی۔" (۴۲:۴۱، ۴۲:۴۰) ہر عمل کا ایک رد عمل لازمی امر ہے۔
معلمین اور متعلمین کی محنت اکارت نہیں جاتی پس محنت کے جذبہ کو متعلمین میں بیدار کر کے ایک استاد درس و تدریس کے عمل کو کامیاب بنا سکتا ہے۔

۲۷۔ مددگار/معاون

کسی امر کی انجام دہی میں مدد دینے والے کو مددگار کہا جاتا ہے۔ معاشرتی زندگی میں ہر انسان دوسروں کی امداد کا محتاج ہے۔ دینی اور دنیاوی امور میں ایک دوسرے کی امداد کرنے سے امور بسہولت انجام پاتے ہیں۔ دینی امور/فرائض کی انجام دہی بھی امداد باہمی پر منحصر ہے۔ کسی مددگار کے بغیر حصول علم بھی ایک بہت مشکل امر ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الصف میں عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں سے مدد طلب کرنے اور حواریوں کے وعدہ امداد کا ذکر ہے اس آیت کے آغاز میں مومنوں کو اللہ کا مددگار بننے کی ہدایت ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کو نہ ہی کسی چیز کی احتیاج ہے اور نہ ہی کسی کی امداد درکار ہے۔ پس اللہ کی امداد کرنے سے مراد دینی امور کی انجام دہی اور دین حق کو پھیلانے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے مددگار بنو جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں کو خطاب کر کے کہا تھا کون ہے اللہ کی طرف (بلانے) میں میرا مددگار حواریوں نے جواب دیا تھا ہم ہیں اللہ کے مددگار۔" (۶۱:۱۴)

پس معلوم ہوا کہ تعلیمی امور میں ایک دوسرے کی معاونت کو طریق تدریس کے طور پر

Marfat.com

استعمال کرنا مفید ہے۔

۲۸۔ فرمانبرداری

دینی اور دنیاوی امور میں کامیابی کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری استادوں' بزرگوں اور صائب الرائے لوگوں کی فرمانبرداری کامیابی کی ضمانت مہیا کرتی ہے۔ حصول علم میں بھی استاد کی فرمانبرداری کامیابی کی شرط اول ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بارے میں سورۃ الحجرات میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کر لو تو وہ تمہارے اعمال کے اجر میں کوئی کمی نہ کرے گا۔" (۴۹:۱۴)

پس معلوم ہوا کہ متعلمین کی طرف سے متعلمین کی فرمانبرداری طریق تدریس میں اہمیت کی حامل ہے۔

۲۹۔ عمل کی ذمہ داری

ہر شخص اور ہر گروہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ اچھے اعمال کا اجر پائے گا اور برے اعمال کی سزا بھگتے گا۔ دوسرے لوگ صرف نصیحت کر سکتے ہیں یا راستہ دکھا سکتے ہیں۔ صحیح اعمال کے لئے مجبور نہیں کر سکتے جو شخص اچھا یا برا فیصلہ کرے وہ اس فیصلہ کے لئے جواب دہ بھی ہو گا۔ سورۃ الزمر میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اے نبی ہم نے سب انسانوں کے لئے یہ کتاب برحق تم پر نازل کر دی ہے۔ اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا اپنے لئے کرے گا اور جو بھٹکے گا اس کے بھٹکنے کا وبال اسی پر ہو گا تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔" (۳۹:۴۱)

پس معلوم ہوا کہ ہر شخص/ طالب علم اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے متعلمین میں ذمہ داری کا احساس پیدا کر کے تعلیم کے عمل کو موثر بنایا جا سکتا ہے۔

۳۰۔ تاکید

کسی امر کو تاکیداً انجام دینے سے وہ امر جلدی اور بسہولت انجام پاتا ہے۔ تحصیل علم و فروغ علم میں بھی تاکید کو اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس کی مدد سے امور

عمدگی سے انجام پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ لقمان میں والدین کا حق پہچاننے کی تاکید فرماتا ہے (ترجمہ) ''اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔'' (۳۱:۱۴)

پس معلم تاکید کے ہتھیار کو استعمال کر کے تدریس کو موثر بنا سکتا ہے۔

۱۳۔ سن گن لینا

جو علم واقفیت یا حقیقت براہ راست طریقہ سے حاصل نہ کی جا سکے یا اس کا حاصل کرنا بہت دشوار ہو تو پھر ایسی چیزوں کا علم چوری چھپے حاصل کرنے کی کوشش کو سن گن لینے کا نام دیا جاتا ہے۔ خصوصی حالات میں ملکی یا ذاتی مصالح کے تحت یہ طریقہ یعنی سن گن لینا اختیار کیا جاتا ہے جنوں کے آسمان دنیا سے خبروں کی سن گن لینے کے متعلق اللہ تعالیٰ سورۃ الجن میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہریداروں سے اٹا پڑا ہے اور شہابیوں کی بارش ہو رہی ہے اور یہ کہ پہلے ہم سن گن لینے کے لئے آسمان پر بیٹھنے کی جگہ پا لیتے مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لئے گھات میں ایک شہاب ثاقب لگا ہوا پاتا ہے۔'' (۷۲:۹)

پس معلوم ہوا کہ تعلیمی حربہ کے طور پر سن گن لینا مفید ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

سترہواں باب

فلسفہ جزا و سزا

نیک اعمال کے بدلہ کو جزا اور بُرے اعمال کے بدلہ کو سزا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ زندگی کو با مقصد بنانے کے لئے جزا و سزا کا اہتمام ضروری ہے جس کے بغیر تمام اعمال انسانی بے مقصد اور بلا مصرف پڑتے ہیں۔ پس:۔

توحید و رسالت کے بعد جس امر پر ایمان اشد ضروری ہے وہ ایمان بالآخرۃ ہے یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے پر ایمان جس کا گہرا تعلق فلسفہ جزا و سزا سے ہے اگر جزا و سزا کا فلسفہ درست تسلیم نہ کیا جائے تو پھر زندگی بعد از موت کا فلسفہ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر نیکی کا بعد از موت کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا تو پھر انسان کس لئے اپنے نفس پر جبر کر کے اور از خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو فائدہ پہنچائے ان کی ضروریات پوری کرے اور دکھ درد میں ان کے کام آئے انسان یہ تمام تکالیف اسی لئے تو برداشت کرتا ہے کہ اس کو زندگی بعد از موت اور جزا و سزا (جنت و جہنم) کے فلسفہ پر پختہ یقین ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ جلد اٹھایا جائے گا اور دنیاوی زندگی کی نیکیوں اور برائیوں کا نتیجہ جنت و جہنم کی شکل میں یوم آخرت اس کے سامنے ہو گا۔ پس معلوم ہوا کہ قیامت کے روز مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کئے جانے کا بہت گہرا تعلق فلسفہ جزا و سزا سے ہے اور یہ کہنا بڑی حد تک بجا ہو گا کہ ہر دو کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور دونوں کو کسی بھی صورت ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ فلسفہ جزا و سزا تمام الہامی ادیان / مذاہب کا ایک لازمی جز ہے۔ جس سے انکار

Marfat.com

ممکن نہیں انسانی زندگی بلا مقصد ایک کھیل تماشہ یا عبث نہیں ہے اور خلاق عالم/احسن الخالقین سے عبث کام کی توقع بھی عبث ہے۔ فلسفہ آخرت و جزا و سزا اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ کرہ ارض پر خود انسان قدیم ہے۔ اور اس فلسفہ کی خالق خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور اس فلسفہ کی تعلیم بے شمار مقامات پر کلام پاک میں پھیلی ہوئی ہے انسان کا معلم اول خود اللہ تعالیٰ ہے اپنی جملہ مخلوقات کی راہنمائی و ہدایت اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری خود خالق کائنات کی ہے اس ہی نے انسانوں کی راہنمائی ہدایت اور تربیت کے لئے رسولوں/ پیغمبروں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ تاکہ وہ ظلم اور شرک میں مبتلا لوگوں اور بگڑی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لائیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نیکی اور بدی دونوں کے راستے دکھلا دیئے ہیں۔ پس جو ہدایت کے باوجود اللہ کے بتلائے راستے پر گامزن نہ ہوا وہ عنداللہ قابل سزا ہے اس کو دنیا میں بھی اور قیامت کے روز آخرت میں بھی سزا ملے گی۔ تعلیم کے میدان میں بھی فلسفہ جزا و سزا کا بھی ایک مقام ہے۔ معلمین اپنے متعلمین کو ان کے والدین کی مانند ہدایات پر عمل پیرا نہ ہونے اور خلاف ضبط معاملات پر سزا کا حق رکھتے ہیں۔

جب انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں یا خود اپنے ہی جیسے کسی مجاز انسان کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کو اس خلاف ورزی سے باز رکھنے کے لئے یا خلاف ورزی احکام کے بعد اصلاح کی غرض سے خود اللہ تعالیٰ یا کوئی مجاز انسان اس کو سزا دیتا ہے یا کسی قسم کے نقصان سے دوچار کرتا ہے۔ تاکہ وہ نصیحت پکڑے اور آئندہ اس غلطی کے ارتکاب سے باز رہے۔ مختلف علاقوں، قبیلوں، قوموں، نسلوں اور زمانوں کی سزا میں بالعموم اصلاحی پہلو ہی پیش نظر رہا ہے ماسوائے قتل کے یا سولی یا پھانسی چڑھائے جانے کے جہاں موت کے بعد انسان کی اصلاح کا پہلو ختم ہو جاتا ہے ایسی سزا

Marfat.com

جذبہ انتقام کے تحت دی جاتی ہے یا پھر اس خیال سے کہ جرم اتنا شدید ہے کہ اگر ملزم کو قتل نہ کیا گیا یا پھانسی نہ چڑھایا گیا تو وہ پھر دوبارہ اس جرم کا ارتکاب کر کے کسی فرد واحد معاشرہ یا حکومت وقت کو سخت نقصان پہنچائے گا ایسے موقعوں پر انسان کی اصلاح کے مقابلے میں معاشرتی امن چین برقرار رکھنے کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ یوم جزا و سزا (قیامت) انسانوں اور جنوں کو دوزخ کی سزا کا مقصد بھی اصلاحی معلوم ہوتا ہے۔ بالاخر دوزخ پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس کی خوف ناک آگ سرد ہو جائے گی۔ جس کا تذکرہ صحاح ستہ کی متعدد احادیث میں ملتا ہے۔ جہاں سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جزا و سزا کا بیان بالترتیب درج ذیل ہے۔

جزا

انبیاء کرام کو جزا / انعامات

انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے اس کے بندوں کی طرف پیغام بر اور معزز ترین اشخاص ہوتے ہیں ان کی قوم کا کوئی فرد ان سے زیادہ معتبر قابل عزت و احترام نہیں ہوتا وہ نہ صرف اپنی قوم کی طرف اللہ کا پیغام بصورت احکامات لے کر آتے ہیں جس کو شریعت کہتے ہیں بلکہ وہ اس شریعت پر عمل پیرا ہو کر قوم کے سامنے عملی نمونہ بھی پیش کرتے ہیں یہ کام انتہائی ذمہ داری کا ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کی کوئی معمولی سے معمولی غلطی بھی قوم کو غلط راستہ پر ڈال سکتی ہے اس کڑے امتحان میں کامیاب ہو کر ہی وہ اپنے مشن میں کامیاب تصور کیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان انبیائے کرام کو مختلف النوع انعامات سے نوازا ہے جن میں سے چند کا حال درج ذیل ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کڑے امتحان میں کامیابی کے بعد امتوں کا پیشوا بنایا گیا جس کا حال سورہ البقرہ میں یوں بیان کیا گیا ہے ترجمہ "یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا تو اس نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں" (۲:۱۲۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں سورہ النساء میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب

اور حکمت عطا کی اور ملک عظیم بخش دیا" (۴:۵۴)

حضرت موسی علیہ السلام بھی جلیل القدر انبیاء کے زمرہ میں شامل ہیں ان کو تقرب عطا کئے جانے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اور ذکر کرو اس کتاب میں موسی کا وہ ایک چیدہ شخص تھا اور رسول نبی تھا ہم نے اس کو طور کے داہنی جانب سے پکارا اور راز کی گفتگو سے اس کو تقرب عطا کیا اور اپنی مہربانی سے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر اسے (مددگار کے طور پر) دیا" (۱۹:۵۲٬۵۳) اور حضرت موسی علیہ السلام کو حکم عطا کئے جانے کے بارے میں سورہ الشوری میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اس کے بعد میرے رب نے مجھے حکم عطا کیا اور مجھے رسولوں نے شامل فرما لیا" (۲۶:۲۱)

حضرت نوح علیہ السلام کو دیئے جانے والے انعامات کے بارے میں سورہ الصّٰفّٰت میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے ترجمہ ہم کو (اس سے پہلے) نوح نے پکارا تھا تو دیکھو کہ ہم کیسے اچھے جواب دینے والے تھے ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو کرب عظیم سے بچا لیا اور اس کی نسل کو باقی رکھا اور بعد کی نسلوں میں اس کی تعریف و توصیف چھوڑ دی" (۳۷:۷۵ - ۷۸)

اور حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں اسی صورت میں یہ ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور الیاس کا ذکر خیر ہم نے بعد کی نسلوں میں باقی رکھا سلام ہے الیاس پر ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں" (۳۷:۱۲۹-۱۳۱)

اور اسی سورۃ مین ایک آیت کے وقفے سے حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا "اور لوط بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جو رسول بنا کر بھیجے گئے تھے یاد کرو جب ہمیں نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی" (۳۷:۱۳۳-۱۳۵)

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور داؤد کو ہم نے سلیمان (جیسا بیٹا) عطا کیا بہترین بندہ کثرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا" (۳۸:۳۰) اور اسی سورۃ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے انعامات کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "تب ہم نے اس کے لیئے ہوا کو مسخر کر دیا اور ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے (ہم نے اس سے کہا) یہ

Marfat.com

ہماری بخشش ہے تجھے اختیار ہے جسے چاہے دے اور جس سے چاہے روک لے کوئی حساب نہیں یقیناً اس کے لئے ہمارے ہاں ہی تقرب کا مقام ہے اور بہتر انجام ہے" (۳۸:۳۶-۴۰) اور اسی سورۃ میں اگلی ہی آیت میں ایوب علیہ اسلام کے انعامات کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "(ہم نے اسے حکم دیا) اپنا پاؤں زمین پر مار یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے کے لئے اور پینے کے لئے اور ہم نے اس کو اس کے اہل و عیال واپس کر دیئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی ظرف سے رحمت کے طور پر" (۳۸:۴۲-۴۳)

اگلی ہی آیات میں متعدد انبیائے اکرام کے انعامات کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)" اور ہمارے بندوں میں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ذکر کرو بڑی قوت عمل رکھنے والے اور دیدہ ور لوگ تھے ہم نے ان کو ایک خاص صفت کی بنا پر برگزیدہ کیا تھا اور وہ دار آخرت کی یاد تھی یقیناً ہمارے ہاں ان کا شمار چنے ہوئے اشخاص میں سے ہے اور اسماعیل اور الیسع و ذوالکفل کا ذکر کرو یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے" (۳۸:۴۵-۴۸)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات کے بارے میں سورہ نبی اسرائیل کے آغاز ہی میں یوں ارشاد فرمایا یہ آیت سفر معراج کے بارے میں ہے (ترجمہ)" پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا" (۱۷:۱)
سورہ الکوثر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر کا انعام عطا کئے جانے کا ذکر فرمایا کوثر سے مراد دنیا اور آخرت کی بے شمار بھلائیاں ہیں جن میں جنت کا حوض کوثر اور نہر کوثر بھی شامل ہیں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے(ترجمہ)"اے نبی ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا پس اب تم رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے" (۱۰۸:۱-۳)

ان تمام حوالہ جات سے ان انعامات پر روشنی پڑتی ہے جو اللہ جل شانہ نے اپنی جانب سے اپنے جلیل القدر اور اولی العزم پیغمبروں کو عطا کئے.

Marfat.com

۲۔ تقوی/ پرہیز گاری کا انعام

تقوی سے مراد ایسی انسانی کیفیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی شدید محبت اور اسکا ڈر و خوف شامل ہے۔ ایسا ہی جیسا کہ ہم اپنے والدین کی ناراضگی سے ڈرتے بھی ہیں اور ان سے شدید محبت بھی کرتے ہیں یہ ایک اعلیٰ ترین انسانی جذبہ خاصیت و کیفیت ہے قرآن پاک میں متقی لوگوں کی بہت تعریف کی گئی ہے اور تقوی/ پرہیز گاری کے بہت سے انعامات بھی گنوائے گئے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں

متقیوں کے بارے میں سورہ النحل میں ارشاد ربانی ہے(ترجمہ)"اس طرح کے نیکو کار لوگوں کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو ضرور ہی ان کے حق میں بہتر ہے بڑا اچھا گھر ہے متقیوں کے دائمی قیام کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور سب کچھ وہاں عین ان کی خواہش کے مطابق ہو گا یہ جزا دیتا ہے اللہ متقیوں کو" (۱۶:۳۰-۳۱) اور اسی بارے میں سورہ الفرقان میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "ان سے پوچھو یہ انجام اچھا ہے یا وہ ابدی جنت جس کا وعدہ خدا ترس پرہیز گاروں سے کیا گیا ہے جو ان کے عمل کی جزا اور ان کے ہر سفر کی آخری منزل ہو گی جس میں ان کی ہر خواہش پوری ہو گی۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جس کا عطا کرنا تمہارے رب کے ذمہ ایک واجب الادا وعدہ ہے" (۲۵:۱۵'۱۶) پس معلوم ہوا کہ تقوی (پرہیزگاری) بہترین انسانی صفت ہے جسکا انعام ابدی جنت ہے۔

۳۔ نیکو کاروں کو انعامات

نیکی کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے انعامات رکھے ہیں اس بارے میں سورہ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے(ترجمہ)"اگر اس سرکشی کی بجائے یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور خدا ترسی کی روش اختیار کرتے تو ہم ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے اور ان کو نعمت بھری جنتوں میں پہنچاتے" (۵:۶۵) اور اس بارے میں سورۃ الکہف میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"رہے وہ لوگ جو مان لیں اور نیک عمل کریں تو یقیناً ہم نیکو کار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے ان کے لئے سدا بہار جنتیں ہیں جن

کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی وہاں وہ سونے کے کنگنوں سے آراستہ کئے جائیں گے باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز کپڑے پہنیں گے اور اونچی مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے بہترین اجر اور اعلیٰ درجے کی جائے قیام" (۱۸:۳۰،۳۱)(۲۵:۲)(۲۲:۲۳)(۷۶:۱۴) اور ذوالقرنین نے ایک انجام قوم کے بارے میں سورۃ الکھف کے مطابق یوں بیان کیا(ترجمہ)"اور جو ان میں سے ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے اچھی جزا ہے اور ہم اس کو نرم احکام دیں گے" (۱۸:۸۸) اور سورہ الانبیاء میں نیک بندوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے اس میں ایک بڑی خبر ہے عبادت گزار لوگوں کے لئے" (۲۱:۱۰۵) اور اسی بارے میں سورہ الحج میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"پھر جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت کی روزی" (۲۲:۵۰)(۴۲-۱۱:۵۶)(۳۵:۷) اور سورہ النور میں نیکی کرنے والوں کو زمین میں خلیفہ بنانے کا وعدہ ان الفاظ میں فرمایا(ترجمہ)"اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے" (۲۴:۵۵) ان تمام حوالہ جات سے نیکی کرنے والوں کے لئے اجر و ثواب کا اظہار ہوتا ہے۔

مومنوں کو انعامات

مومنوں کو اللہ تعالیٰ بے شمار انعامات سے نوازے گا سورہ التوبہ میں اس طرح ارشاد فرمایا(ترجمہ)"حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمہ ایک پختہ وعدہ ہے" (۹:۱۱۱) اور اس بارے میں سورۃ ابراہیم میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"بخلاف اس کے جو لوگ دنیا میں ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں وہ اپنے رب کے اذن سے ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا استقبال

Marfat.com

سلامتی کی مبارک باد سے ہو گا" (۱۴:۲۳) پس معلوم ہوا کہ مومنوں کا انعام ابدی جنت ہے۔

۵۔ عطائیگی حکومت

اللہ تعالیٰ کے بڑے انعامات میں سے ایک انعام حکومت یا بادشاہت بھی ہے انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ترین بندے ہوتے ہیں تاہم سب انبیاء علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا نہیں کی صرف چند انبیاء کرام کو اس انعام کے لئے مخصوص فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے دور غلامی کے امتحان میں کامیابی کے بعد بطور انعام مصر کی حکومت عطا فرمائی طویل جدائی کے بعد اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کے موقع پر سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی یوں بیان فرمایا گیا۔ ترجمہ "واقعہ یہ ہے کہ میرا رب غیر محسوس تدبیروں سے اپنی مشیت پوری کرتا ہے بے شک وہ علیم و حکیم ہے اے میرے رب تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہ تک پہنچنا سکھایا" (۱۰۱ - ۱۰۰ :۱۲) حضرت سلیمان علیہ السلام جلیل قدر نبی ہونے کے علاوہ ایک عالی مرتبت شہنشاہ بھی تھے جن کی ماتحتی میں انسانوں کے علاوہ جن بھی دیئے گئے تھے جو ان کے ادنیٰ اشارے پر بڑے بڑے کام انجام دیتے تھے ان کی حکومت زمین کے علاوہ ہوا پر بھی تھی جو ان کے حکم اور مرضی کے مطابق چلتی تھی انہوں نے ملکہ سبا کی حکومت کو بھی زیر کیا۔ سورۃ النمل میں ارشاد ربانی ہے۔ (ترجمہ) "سلیمان کے لئے جن اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے تھے اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے" (۲۷:۱۷) حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کی گئی حکومت کا اظہار سورۃ النمل کی ان آیات سے بھی ہوتا ہے۔ (ترجمہ) "ملکہ بولی اے اہل دربار میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے وہ سلیمان کی جانب سے ہے اور اللہ رحمن و رحیم کے نام سے شروع کیا گیا ہے مضمون یہ ہے کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور مسلم ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ" (۳۱-۲۹ :۲۷) اور سورۃ ص میں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو حکمت کے علاوہ ایک مضبوط سلطنت یا حکومت بھی عطا فرمائی تھی اس بارے میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے۔ (ترجمہ) "ہم نے اس کی

Marfat.com

سلطنت مضبوط کر دی تھی اور اس کو حکمت عطا کی تھی اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت بخشی تھی" (۳۸:۲۰) ذوالقرنین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہم عصر ایک بادشاہ تھا جو دو سلطنتوں کا مالک ہونے کی بنا پر ذوالقرنین یعنی دو سینگوں والا کہلاتا تھا کیونکہ سینگ کو طاقت اور قوت کی علامت سمجھا جاتا تھا اس نے اپنے دور اقتدار میں تین مہمیں سر کی جن میں سے پہلی مغرب کی طرف تھی دوسری مشرق کی طرف اور تیسری مہم ایک ایسی قوم کی طرف تھی جس کو یاجوج و ماجوج اقوام تاخت و تاراج کرتی رہتی تھیں قریش مکہ نے رسول مقبول صلی علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی سے اطلاع پا کر ان کو جواب دیا قرآن کے بیان کے مطابق ذوالقرنین پیغمبر نہیں تھا جب کہ اللہ کی جانب سے صاحب اقتدار تھا سورہ الکھف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ کے فوراً بعد قصہ ذوالقرنین کے قصہ کا آغاز اس طرح سے ہوتا ہے۔ ترجمہ "اے نبی یہ لوگ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہو میں اس کا کچھ حال تم کو سناتا ہوں ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے" (۸۴-۱۸:۸۳) رسول کریم صلی علیہ والیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سرزمین عرب کی حکومت عطا کی قرآن پاک کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورہ النصر میں جو فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی اللہ نے فرمایا "جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے اور (اے نبی) تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے" (۳-۱۱۰:۱) اور سورہ الفتح کا آغاز اس طرح کیا گیا "اے نبی ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے۔ اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دے اور تمہیں سیدھا راستہ دیکھائے اور تم کو زبردست نصرت بخشے" (۳-۴۸:۱) درج بالا حوالہ جات سے باخوبی واضح ہوتا ہے کہ حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ حکومت کا وارث بھی بناتا ہے۔ مزید ملاحظہ ہو (۵۵/۳، ۲۱/۱۰۵، ۲۴/۵۵، ۱۴/۱۴)

Marfat.com

۶۔نیک اولاد کا انعام

اللہ تعالیٰ کے نسل آدم پر کئے گئے بے شمار انعامات میں سے ایک انعام نیک اولاد بھی ہے اس انعام سے وہ اپنے ان نیک بندوں کو نواز تا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بخشے ہوئے علم اور عقل کی مدد سے شرک سے مجتنب رہتے ہیں حضرت ابراہیم ابوالانبیاء کے بارے میں سورۃ مریم میں ارشاد ربانی ہے(ترجمہ)" میں آپ لوگوں کو بھی چھوڑتا ہوں اور ان ہستیوں کو بھی جنہیں آپ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہیں میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے میں اپنے رب کو پکار کر نامراد نہ رہوں گا۔ پس جب وہ ان لوگوں سے اور ان کے معبودوں غیر اللہ سے جدا ہو گیا تو ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو نبی بنایا۔ اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا اور ان کو سچی نام وری عطا کی" (۱۹:۴۹'۵۰) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو نیک اولاد کا انعام دیتا ہے مزید ملاحظہ ہو (۱۸:۸۰۔۸۱) (۳۷:۱۱۰۔۱۱۳) (۳۸:۳۰۔۳۱)

۷۔عطائیگی نبوت

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد کرہ ارض پر اس کی مخلوقات میں سے سب سے زیادہ صاحب علم برگزیدہ لائق احترام و قابل تقلید اور مخلوقات کے سرتاج انبیائے کرام علیہم السلام ہیں جن کو نبوت کا انعام ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا ہے سورہ مریم میں مختلف انبیاء علیہم السلام کا نام بنام ذکر کر کے ان کو رسول بنائے جانے اور تقرب عطا کئے جانے کا ذکر کیا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔(ترجمہ)"اور ذکر کرو اس کتاب میں موسیٰ کا وہ ایک چیدہ شخص تھا اور رسول نبی تھا" (۱۹:۵۱) دو آیتوں کے وقفے سے حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام کے نبی بنائے جانے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا۔ترجمہ "اور اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول نبی تھا وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھا اور اس کتاب میں ادریس کا ذکر کرو وہ ایک راست باز انسان تھا۔ اور ایک نبی تھا۔ اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھایا تھا یہ وہ پیغمبر ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا" (۱۹:۵۴۔۵۸) اور سورہ البقرہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔(ترجمہ)"یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم ٹھیک ٹھیک آپ کو سنا رہے ہیں اور اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)تم یقیناً ان لوگوں میں سے ہو جو رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں" (۲:۲۵۲) اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں سورہ یوسف میں ارشاد ربانی ہے۔ترجمہ۔بے شک وہ ہماری دی ہوئی تعلیم سے صاحب علم تھا مگر اکثر لوگ معاملے کی حقیقت کو جانتے نہیں ہیں" (۱۲:۶۸) ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک نفس بندوں کو نبوت کے انعام سے نوازتا ہے

۸۔فضیلت و خصوصی علوم کا انعام

اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات میں سے نسل انسانی کے لئے یہ بھی ایک خصوصی انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کو فضیلت عطا کرتا ہے سورہ النحل میں اللہ تعالیٰ داؤد اور سلیمان علیہم السلام کو عطا کئے گئے علم کو وجہ فضیلت اور اپنا فضل قرار دیتا ہے ارشاد ہوا۔ترجمہ "(دوسری طرف) ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور انہوں نے کہا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی اور داؤد کا وارث سلیمان ہوا اور اس نے کہا لوگو ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں بے شک یہ (اللہ کا) نمایاں فضل ہے" (۲۷:۱۶) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں سورہ ص میں ارشاد فرمایا۔(ترجمہ)"تب ہم نے اس کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا اور شیاطین کو مسخر کر دیا اور ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے ہم نے اس سے کہا "یہ ہماری بخشش ہے تجھے اختیار ہے جسے چاہے دے اور جس سے چاہے روک لے کوئی حساب نہیں" (۳۹-۳۸:۳۶)(۴۳:۴۴) اور اسی بات کو سورۃ البقرہ میں ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے ترجمہ "خدا کی لعنت ان منکرین پر کیا برا ذریعہ ہے جس سے یہ اپنے نفس کی تسلی حاصل کرتے ہیں کہ جو ہدایت اللہ نے نازل کی ہے اس کو قبول کرنے سے صرف اس ضد کی بنا پر انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے (وحی و رسالت) سے اپنے جس بندے کو خود چاہا نواز دیا" (۲:۹۰) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کو علم سے نواز کر دوسرے

Marfat.com

بندوں پر فضیلت عطا فرماتا ہے

۹۔ پیشوائی عالم کا انعام

کڑی آزمائشوں پر پورا اترنے والوں کو اللہ تعالیٰ پیشوائی عالم کے اعزاز سے نوازتا ہے اس سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یاد کرو کہ جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا تو اس نے کہا "میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں" (۲:۱۲۴) اور اس بارے میں سورہ النور میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ (۲۴:۵۵)(۲:۴۷) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کڑی آزمائشوں پر پورا اترنے والوں کو پیشوائی عالم کے اعزاز سے نوازتا ہے۔

۱۰۔ جہاد کا انعام

جالوت اور طالوت کی جنگ کے موقع پر طالوت کی دعا کے جواب میں سورہ البقرہ میں یوں ارشاد فرمایا گیا ترجمہ "آخر کار اللہ کے اذن سے انہوں نے کافروں کو مار بھگایا اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت سے نوازا اور جن جن چیزوں کو چاہا اس کو علم دیا" (۲:۲۵۱) پس معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کڑی آزمائشوں پر پورا اترنے والوں کی پیشوائی کے انعام نوزاتا ہے

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو جنت کی بشارت سورۃ التوبہ میں بدین الفاظ دی گئی ہے (ترجمہ) "اور ان لوگوں نے جو رسول کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی جان و مال سے جہاد کیا اور ساری بھلائیاں انہی کے لئے ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ ہے عظیم الشان کامیابی" (۹:۸۸، ۸۹)

۱۱۔ ہجرت کا انعام

ہجرت کے بارے میں سورۃ الحج میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ " اور جن لوگوں

Marfat.com

نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر قتل کر دیئے گئے یا مر گئے اللہ ان کو اچھا رزق دے گا اور یقیناً اللہ ہی بہترین رازق ہے"

(۲۲:۵۸) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بارے میں سورہ التوبہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ "غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تمہیں نظر نہ آتے تھے" (۹:۴۰) پس معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا کی خاطر ہجرت کرنے والوں کو وہ دنیا اور آخرت میں انعامات سے نوازتا ہے

۱۲۔ مومنوں کے لئے جنت کا انعام

مومنوں کو جنت کی بشارت سورۃ التوبہ میں ان الفاظ میں دی گئی ہے (ترجمہ) "ان مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے" (۹:۷۲) اور اسی بارے میں سورہ البقرہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے" (۲:۸۲) اور اسی بارے میں سورہ النساء میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے" (۴:۱۳) اور سورۃ الکہف کے اخیر میں اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کئے ان کی میزبانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی اس جگہ سے نکل کر جانے کو ان کا جی نہ چاہے گا" (۱۸:۱۰۷، ۱۰۸) اور سورۃ الحج میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) (جو ایمان رکھنے والے اور عمل صالح کرنے والے ہوں گے وہ نعمت بھری جنتوں میں جائیں گے" (۲۲:۵۶) اور سورۃ

Marfat.com

الدھر میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"نیک لوگ (جنت میں) شراب کے ایسے ساغر پئیں جن میں آب کافور کی آمیزش ہوگی" (۷۶:۵)مزید ملاحظہ کریں (۱۶:۳۱) (۲:۲۵) (۱۸:۳۰'۳۱) (۱۴:۲۳) (۲۲:۲۳'۲۴) (۳۵:۳۲-۳۵) (۳۴:۳۷) (۴۱:۳۰'۳۱) (۷۶:۱۱-۲۲) (۳۷-۷۸:۳۱) (۸۴:۲۵) (۸۵:۱۱) (۲۵:۱۵) (۲۹:۵۸) (۴۲:۱۹) (۳۹:۲۰) (۱۳:۲۳)

پس معلوم ہوا کہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کا انعام رکھا ہے

۱۳۔ مومنوں کو مغفرت اور عزت کی روزی کا انعام

اللہ تعالیٰ سورۃ الحج میں ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو مغفرت اور عزت کی روزی کے انعامات سے نوازتا ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے(ترجمہ)"پھر جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت کی روزی" (۲۲:۵۰) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور انکو عزت کی روزی کے انعام سے نوازتا ہے

۱۴۔ رسولوں کو مصیبت سے نجات بطورِ انعام

کسی غم/ تکلیف/ دکھ یا نقصان سے بچالینے کو نجات کہا جاتا ہے پیغمبروں' اور نیکو کاروں کو اللہ تعالیٰ نجات دیتا ہے چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کو بھی نیکو کاری کے سبب ان کے گھر والوں کے ہمراہ (بجز بیوی) نجات دی گئی جس کا ذکر سورہ الصّٰفٰت میں یوں کیا گیا ہے(ترجمہ)"اور لوط بھی انہی لوگوں میں سے تھا جو رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں یاد کرو کہ جب ہم نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی" (۳۷:۱۳۳-۱۳۵) (۱۷:۶۷) (۱۲:۱۱۰) (۱۲:۸۰) (۱۱:۹۴) (۱۱:۶۶) (۱۱:۵۸) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیکو کاری کا انعام نجات کی صورت میں عطا فرماتا ہے۔

۱۵۔ مقرب بندوں کو کرب عظیم سے نجات

اللہ تعالیٰ قوموں کو سزا دیتے وقت ان کے پیغمبروں کو عذاب سے محفوظ رکھتا

ہے چنانچہ نوح علیہ اسلام کو کرب عظیم سے نجات دینے کے بارے میں سورہ الصّٰفٰت میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو کرب عظیم سے بچا لیا اور اس کی نسل کو باقی رکھا اور بعد کی نسلوں میں اس کی تعریف و توصیف چھوڑ دی (۷۶:۳۷) (۱۱۸:۲۶) (۱۴'۱۳'۱۴:۵۴) (۲۸:۷۱) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو ان کی قوموں کو دیئے جانے والے عذاب سے بچالیتا ہے۔

۱۶۔ بے حساب اجر

صبر کرنے والوں اور نیک رویہ اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بے حساب اجر عنایت کرے گا اس بارے میں سورہ الزمر میں ارشاد ربانی ہے(ترجمہ)" جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ہے ان کے لئے بھلائی ہے اور خدا کی زمین وسیع ہے صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔ (۳۹:۱۰) (۹۵:۶) (۴۱:۸) (۸۴:۲۵) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر عنایت کرے گا۔

۱۷۔ جنتی حوریں و دیگر نعائم

متقی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ جن میں حوروں اور دیگر نعائم کا جنت میں انعام کے طور پر دیئے جانے کا وعدہ کیا ہے فرمایا(ترجمہ)"یہ ایک ذکر تھا (اب سنو کہ) متقی لوگوں کے لئے یقیناً بہترین ٹھکانا ہے ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے۔ ان میں وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ خوب خوب فواکہ اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے اور ان کے پاس شرمیلی ہم سن بیویاں ہوں گی" (۳۸:۴۹-۵۱) (۴۴:۵۴) (۵۵:۷۲) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی اور پسندیدہ بندوں کو انعام کے طور پر جنتی حوریں اور دیگر نعائم عطا کرے گا۔

۱۸۔ بہترین اجر

متقیوں اور راہ ہدایت اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بہترین اجر عنایت فرمائے گا چنانچہ سچ بولنے والوں کو اللہ تعالیٰ سورہ الزمر میں بہترین اجر کا وعدہ فرماتا ہے(ترجمہ) "اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور جنہوں نے اس کو سچ جانا وہی عذاب سے بچنے والے ہیں انہیں اپنے رب کے ہاں وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے یہ ہے

Marfat.com

نیکی کرنے والوں کی جزا" (۳۹:۳۳،۳۴) (۳:۱۷۲) (۳:۱۷۹) (۸:۲۸) (۹:۲۲) (۵۷:۷) (۶۴:۱۵) پس معلوم ہوا کہ متقیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین اجر ہے۔

بنی اسرائیل کو دیئے گئے انعامات

۱۹۔ بعض اقوام کو اللہ تعالیٰ ان کی بعض خوبیوں کے باعث دوسری اقوام پر فضیلت عطا کرتا ہے چنانچہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی اور ان کو دیگر بہت سے انعامات سے نوازا جس کا ذکر سورہ البقرہ کی ان آیات میں کیا گیا ہے ترجمہ "اے بنی اسرائیل یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا۔ اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی (۲:۴۷) اور ایک آیت کے بعد فرعونیوں سے نجات کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ)یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم کو فرعونیوں کی غلامی سے نجات بخشی" (۲:۴۹) پھر اگلی ہی آیت میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"یاد کرو وہ وقت جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمہارے لئے راستہ بنایا پھر اس میں سے تمہیں بخیریت گزار دیا پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا" (۲:۵۰) اور اس بارے میں اسی سورہ میں چند آیات بعد یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا من و سلویٰ کی غذا تمہارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں کھاؤ" (۲:۵۷) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بعض اقوام کو بعض دوسری اقوام پر بطور انعام فضیلت عطا کرتا ہے۔

۲۰۔ مغفرت اور اجر عظیم کا انعام

نیک اعمال کرنے والے لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ سورہ فاطر میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے ترجمہ "اور جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے" (۳۵:۷) اور اسی بارے میں سورۃ یٰسین میں یوں ارشاد فرمایا(ترجمہ)"تم تو اسی شخص کو خبردار کر سکتے ہو۔ جو نصیحت کی پیروی کرے اور بے دیکھے خدائے رحمان سے ڈرے اسے مغفرت اور اجر کریم کی بشارت دے دو" (۳۶:۱۱) پس معلوم ہوا کہ نیک اعمال لوگوں کو اجر عظیم عطا کیا جائے گا۔

Marfat.com

۲۱۔ اللہ کی رضا کا انعام

اللہ کی رضا اور جنت اللہ کی طرف سے اس کے نیک بندوں کے لئے انعام ہے چنانچہ ایمان میں سبقت اختیار کرنے والے مہاجرین و انصار کے لئے سورہ التوبہ میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "وہ مہاجر و انصار جنھوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی عظیم الشان کامیابی ہے" (۹:۱۰۰) پس معلوم ہوا کہ ایمان لانے میں پہل کرنے والوں کے لئے اللہ کی رضا اور جنت کا انعام ہے

۲۲۔ کتاب حکمت و حکومت کا انعام

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو کتاب حکمت و ملک عظیم کی نعمت سے نوازا اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پھر کیا یہ دوسروں سے اس لئے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا؟ اگر یہ بات ہے تو انہیں معلوم ہوا کہ ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملک عظیم بخش دیا" (۴:۵۴) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کی نسلوں کو کتاب حکمت اور حکومت کے انعامات سے نوازتا ہے۔

۲۳۔ فرمانبرداروں کے لئے جنت اور گناہوں سے معافی کا انعام

تابع فرمان بندوں سے اللہ تعالیٰ ان کے بہترین اعمال قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں سے درگزر فرماتا ہے اس بارے میں سورہ الاحقاف میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اس طرح کے لوگوں سے ہم ان کے بہترین اعمال کو قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے درگزر کر جاتے ہیں یہ جنتی لوگوں میں شامل ہوں گے اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا رہا ہے" (۴۶:۱۰) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کے گناہوں کو معاف کرے گا اور انعام میں جنت عطا کرے گا۔

۲۴۔ نمایاں کامیابی بطور انعام

قیامت کے روز جو سزا سے محفوظ رہا اس پر اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہ

ایک نمایاں کامیابی ہو گی اس بارے میں سورۃ الانعام میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ ”اس دن جو سزا سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے“ (۶:۱۶)

سزا

۱۔ کفر/دہریت/الحاد کی سزا

باعتبار دین لوگوں کی دو ہی قسمیں ہیں ایک مومن جو اللہ اس کے رسولوں، فرشتوں، الہامی کتابوں، آخرت پر یقین رکھیں۔ دوسرے کفار کا ہے جو ارکان اجزائے ایمان کو تسلیم نہ کریں۔ اس کے علاوہ ایک گروہ منافقین کا بھی ہے جو بظاہر مسلمان لیکن اندر سے کافر ہوں۔ قرآن پاک میں کفار کی نشان دہی ان کے قول و فعل کی بنا پر کی گئی ہے اس نشان دہی کے ساتھ ہی ان کو سخت ترین عذاب کی وعید بھی دی گئی ہے جس کا ذکر پورے کلام پاک میں پھیلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا لیکن اگر کوئی شخص کفر اختیار کرے تو وہ اللہ بے نیاز ہے۔ اس بارے میں سورۃ الزمر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”اگر تم کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے لیکن وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔“ (۳۹:۷) اور اسی بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ”جو لوگ ایمان کو چھوڑ کر کفر کے خریدار بنتے ہیں وہ یقیناً اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر رہے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔“ (۳:۱۷۷)

سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”اس طرح جن لوگوں نے کفر اور بغاوت کا راستہ اختیار کیا اور ظلم و ستم پر اتر آئے اللہ ان کو ہرگز معاف نہ کرے گا اور انہیں کوئی راستہ بجز جہنم کے راستہ کے نہیں دکھائے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔“ (۱۶۹، ۴:۱۶۸) اسی طرح سورۃ الانبیاء میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ”اور جو کوئی ان میں سے کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک خدا ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے۔ ہمارے ہاں ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔“ (۲۱:۲۹) یہی بات سورۃ سبا میں اس طرح ارشاد فرمائی گئی ہے (ترجمہ) ”اور ظالموں سے ہم کہہ دیں گے کہ اب چکھو اس عذاب جہنم کی سزا جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔“ (۳۴:۴۲)

بعض انبیاء پر ایمان لانا اور بعض انبیاء کا انکار کرنا بھی کفر ہے جس کے بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر اور ایمان کے بیچ ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے جو انہیں ذلیل و خوار کردینے والی ہو گی۔" (۱۵۱' ۱۵۰:۴)

جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے ان کا مال اور اولاد اللہ کے مقابلے میں کچھ کام نہ دے سکے گا۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے انہیں اللہ کے مقابلے میں نہ ان کا مال کچھ کام دے گا اور نہ اولاد وہ دوزخ کا ایندھن بن کر رہیں گے۔" (۳:۱۰) (۲۶۔۲۴:۵۰) (۳:۱۱۶)

حق تعالیٰ کی ذات اس کی صفات اور قدرتوں' اس کے انبیاء' ان کی لائی ہوئی کتابوں کی طرف سے جو لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں وہ ان زبردست حقیقتوں کو جھٹلا رہے ہیں اور اپنے اس ظلم کی پاداش میں قیامت کے روز جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے جیسا کہ سورۃ ق میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اس کے ساتھی نے عرض کیا یہ جو میری سپردگی میں تھا حاضر ہے حکم دیا گیا پھینک دو جہنم میں ہر کٹے کافر کو جو حق سے عناد رکھتا تھا۔ خیر کو روکنے والا اور حد سے تجاوز والا تھا۔ شک میں پڑا ہوا تھا اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو خدا بنائے ہوئے بیٹھا تھا۔ ڈال دو اسے سخت عذاب میں۔" (۲۶۔۲۴:۵۰)

کفر کا رویہ اختیار کرنے والوں کو سورۃ آل عمران میں ان کے ظلم کے باعث جہنم کا حقدار قرار دیا گیا۔ فرمایا (ترجمہ) "رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا تو اللہ کے مقابلے میں ان کو نہ ان کا مال کچھ کام دے گا' نہ اولاد۔ وہ تو آگ میں جانے والے لوگ ہیں اور آگ ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔" ((۳:۱۱۶))

جو لوگ حق بات کی مسلسل بغیر کسی عقلی دلیل کے مخالفت کرتے ہیں وہ کفر پر اس قدر سختی سے قائم ہو جاتے ہیں کہ اپنی اس روش کے باعث حق بات کو سننے اور سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کیفیت کو ان کے دلوں پر مہر کا لگایا

Marfat.com

جانا قرار دیتا ہے۔ جس طرح مہر لگانے کے بعد تحریر میں کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا اور اگر کیا بھی جائے تو وہ غیر مصدقہ ہوتا ہے اس طرح دلوں پر مہر کے لگائے جانے سے یہ مراد ہے کہ اب ان کے دل میں حق بات داخل نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چونکہ انکے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اس لئے انہوں نے حق بات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان کی اپنی روش اور حق کی بلاوجہ اور بلا دلیل مخالفت ہی دلوں پر لگائی گئی مہر کا سبب ہے۔ لوگوں کی اس کیفیت کا حال اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ کے پہلے رکوع میں اس طرح بیان کرتا ہے (ترجمہ) "جن لوگوں نے (ان باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا ان کے لئے یکساں ہے خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو۔ بہرحال وہ ماننے والے نہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔" (۲:۶-۷، ۷:۱۰۰، ۷:۱۰۱، ۹:۸۷، ۱۰:۷۴، ۱۸:۵۷، ۴:۱۵۵، ۱۷:۴۶، ۲:۶۳)

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو علم نہ رکھنے والے لوگوں کی پیروی اختیار کرنے سے روکتا ہے اور حق پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہے کہ وہ حق کی سرگرم مخالفت کرنے والوں کے دلوں پر مہر کر دے اور ان کو دردناک عذاب سے دوچار کرے۔ چنانچہ سورۃ یونس میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "موسیٰ نے دعا کی اے ہمارے رب تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت اور اموال سے نواز رکھا ہے اے رب کیا یہ اس لئے ہے کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکائیں؟ اے رب ان کے مال غارت کر دے اور ان کے دلوں پر ایسی مہر کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔" (۱۰:۸۷-۸۸)

۱۰۔ کافروں کو دوست رکھنے کی سزا

کافروں کے لئے دوستی رکھنے اور ان کو اپنا رفیق بنانے سے روکا گیا ہے۔ لیکن معمول کے تعلقات رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس بارے میں سورہ النساء میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دے دو۔" (۴:۱۴۴) اور چند

Marfat.com

آیتوں کے بعد اسی سورۃ بنی اسرائیل میں مومنوں کے مقابلہ میں بڑے سخت انداز میں کفار کی دوستی سے ان الفاظ میں روکا گیا ہے (ترجمہ) "آج تم ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو (اہل ایمان کے مقابلے میں کفار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں یقیناً بہت برا انجام ہے جس کی تیاری ان کے نفسوں نے ان کے لئے کی ہے۔ اللہ ان پر غضبناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ اگر فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر اور اس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی تو کبھی (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کافروں کو اپنا رفیق نہ بناتے مگر ان میں سے تو بیشتر لوگ خدا کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔" (۸۰-۷۹:۱۷)

بوقت موت کفار کی جو حالت ہو گی اس کا نقشہ سورۃ انفال کی اس آیت میں کھینچا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے مقتول کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے وہ ان کے چہروں اور ان کے کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے "لو اب جلنے کی سزا بھگتو یہ وہ جزا ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیا کر رکھا تھا ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔" (۵۱-۵۰:۸)

کفار خدا کے دین پر غالب نہیں آسکتے۔ اس بارے میں سورۃ النور میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے متعلق اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ وہ زمین میں اللہ کو عاجز کر دیں گے۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔" (۲۴:۵۷) حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا بنا لینے والے بھی کفر کے مرتکب ہیں۔ اس کے بارے میں سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔" (۵:۷۲)

کفر اختیار کرنے والے اللہ کی رحمت سے مایوس ہیں۔ سورۃ یوسف میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبانی ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "میرے بچو جا کر یوسف اور اس

Marfat.com

کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔" (۱۲:۸۷) اور اس بارے میں سورۃ العنکبوت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا اور اس سے ملاقات کا انکار کیا ہے وہ میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک سزا ہے۔" (۲۹:۲۳)

کفار کو مکافات عمل کے اصول کے تحت قیامت کے روز اپنے کئے کا حساب دینا ہو گا اس بارے میں سورۃ الغاشیہ کے اخیر میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اچھا تو اے نبی نصیحت کئے جاؤ تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو۔ البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا تو اللہ اس کو بھاری سزا دے گا ان لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔" (۸۸:۲۱-۲۶)

کفار کا مقابلہ ڈٹ کر پوری قوت سے کیا جائے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے۔ اس بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ آخر کار ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین جائے قرار ہے۔" (۹:۷۳)

کفار کے اعمال رائیگاں جاتے ہیں ان کو کامیابی یا قرار حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ نے سورۃ محمد کے شروع میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا ان کے اعمال کو رائیگاں کر دیا۔" (۴۷:۱) چند آیتوں کے وقفے سے اسی سورۃ میں پھر ارشاد فرمایا (ترجمہ) "رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تو ان کے لئے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال کو بھٹکا دیا ہے کیونکہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔" (۴۷:۸-۹)

طاغوت لوگوں کو کفر کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں اور سورۃ البقرۃ میں اسی بارے میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنیوں سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔" (۲:۲۵۷) ان تمام حوالہ جات سے یہ امر واضح ہے کہ کفر کی سزا اللہ کے دربار میں بڑی ہی سخت ہے۔ مزید ملاحظہ ہو۔ ۵:۳۱، ۵۸:۱۴، ۱۶:۱۰۵، ۹:۹۰، ۴۰:۲۸، ۱۱:۱۸، ۱۰:۱۷، ۶:۲۱، ۷:۳۷-۳۸،

Marfat.com

۲۹:۶۸، ۳۹:۳۲، ۶۱:۷، ۳:۱۸۳، ۴۴-۲۲:۴۲، ۳۹:۲۵، ۲:۸۶، ۲:۸۷، ۱۷:۵۹، ۸:۵۴، ۱۴-۵۰:۱۳، ۶۷:۱۸، ۸-۱۴:۷، ۳۵:۳۶، ۲۷-۴۱:۲۶، ۲:۵۸، ۲۴:۵۷، ۱۴:۱۸، ۱۲-۳:۱۱، ۳:۵۵

کفر کا رویہ اختیار کرنے والوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ سورۃ الفاطر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مرجائیں اور نہ ان کے لئے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔" (۳۵:۳۶) قرآن کو سننے سے انکار کرنے والوں کے بارے میں سورۃ السجدہ میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) یہ منکرین حق کہتے ہیں اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید کہ اس طرح تم غالب آجاؤ ان کافروں کو ہم سخت عذاب کا مزا چکھا کر رہیں گے۔" (۲۷، ۴۱:۲۶) اسی طرح کتاب (قرآن) کے ایک حصے پر عمل ایمان لانے اور دوسرے حصے کا انکار کرنے والوں کے بارے میں اسی سورۃ میں ارشاد کیا کہ ان کے لئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ فرمایا (ترجمہ) "تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں۔" (۲:۸۵)بعض انبیاء پر ایمان لانا اور بعض انبیاء کا انکار کرنا بھی کفر ہے جس کے بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر اور ایمان کے بیچ ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں

Marfat.com

کے لئے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے جو انہیں ذلیل و خوار کر دینے والی ہو گی۔"
(۴:۱۵۰، ۱۵۱)

حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا بنا لینے والے بھی کفر کے مرتکب ہیں اس کے بارے میں سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔" (۵:۷۲) اور اسی بارے میں سورۃ العنکبوت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا اور اس سے ملاقات کا انکار کیا ہے وہ میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک سزا ہے۔" (۲۹:۲۳) اور سورۃ البقرۃ میں اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی ومددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنیوں سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔" (۲:۲۵۷)

بوقت موت کفار کی جو حالت ہو گی اس کا نقشہ سورۃ انفال کی اس آیت میں کھینچا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جبکہ فرشتے مقتول کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے وہ ان کے چہروں اور ان کے کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے لو اب جلنے کی سزا بھگتو یہ وہ جزا ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیا کر رکھا تھا ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔" (۸:۵۰، ۵۱)

کفار خدا کے دین پر غالب نہیں آسکتے۔ اس بارے میں سورۃ النور میں ارشاد

ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے متعلق اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ وہ زمین میں اللہ کو عاجز کر دیں گے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔" (۲۴:۵۷)

کفار کے اعمال رائیگاں جاتے ہیں ان کو کامیابی یا قرار حاصل نہیں ہوتا۔ سورۃ محمد کے شروع میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا ان کے اعمال رائیگاں کر دیئے۔" (۴۷:۱) چند آیتوں کے وقفے سے اسی سورۃ میں پھر ارشاد فرمایا (ترجمہ) "رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے تو ان کے لئے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔" (۴۷:۸،۹) اور سورۃ ابراہیم میں کفر کے اعمال کو راکھ سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا (ترجمہ) "جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفان کی آندھی نے اڑا دیا ہو وہ اپنے کئے کا کچھ بھی پھل نہ پا سکیں گے یہی پرلے درجے کی گم گشتگی ہے۔" (۱۴:۱۸)

جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے ان کا مال اور اولاد اللہ کے مقابلے میں کچھ کام نہ دے سکے گا۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے انہیں اللہ کے مقابلے میں نہ ان کا مال کچھ کام دے گا نہ اولاد۔ وہ دوزخ کا ایندھن بن کر رہیں گے۔" (۳:۱۰) اور اسی بارے میں اسی سورۃ میں آگے چل کر دوبارہ ارشاد فرمایا (ترجمہ) "رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا تو اللہ کے مقابلے میں ان کو ان کا مال کچھ کام دے گا نہ اولاد وہ تو آگ میں جانے والے لوگ ہیں اور آگ ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔" (۳:۱۱۶)

کفر اور اس کے حمایتی کفار بالآخر مغلوب ہو کر رہیں گے اس بارے میں سورۃ

آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''پس اے نبی جن لوگوں نے تمہاری دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے ان سے کہہ دو کہ قریب ہے وہ وقت جب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور جہنم بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔'' (۳:۱۱' ۱۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے والے ان کے (عیسیٰ علیہ السلام) پیروؤں سے قیامت تک مغلوب رہیں گے اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''وہ اللہ کی خفیہ تدبیر ہی تھی جب اس نے کہا اے عیسیٰ اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے ان سے (یعنی ان کی معیت سے اور اس کے گندے ماحول کے ساتھ رہنے سے) تجھے پاک کر دوں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک ان لوگوں پر بالادست رکھوں گا جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے پھر تم سب کو آخرکار میرے پاس آنا ہے۔'' (۳:۵۵)

اللہ تعالیٰ کفار کی سازشوں کو ناکام بنا دے گا۔ سورۃ انفال میں معرکہ بدر کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کافروں کو مومنوں نے نہیں بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور یوں کافروں کی چالوں کو ناکام کیا فرمایا (ترجمہ) ''یہ معاملہ تو تمہارے ساتھ ہے اور کافروں کے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ اللہ ان کی چالوں کو کمزور کرنے والا ہے۔'' (۸:۱۸)
اللہ تعالیٰ کفار کو ناکام ہی نہیں کرے گا بلکہ ان کو ذلیل بھی کرے گا۔ سورۃ الحج میں اقوام عالم میں سے اپنے پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کو عذاب دیئے جانے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا (ترجمہ) ''اے نبی اگر وہ (یعنی کفار) تمہیں جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیم اور قوم لوط اور اہل مدین بھی جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ بھی جھٹلائے جا چکے ہیں ان سب منکرین کو میں نے پہلے مہلت دی پھر پکڑ لیا اور دیکھ

Marfat.com

لو کہ میری عقوبت کیسی تھی۔" (۴۴۔۴۲:۲۲)

کفار کو مکافات عمل کے اصول کے تحت قیامت کے روز اپنے کئے کا حساب دینا ہو گا اس بارے میں سورۃ الغاشیہ کے اخیر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) اچھا تو اے نبی نصیحت کئے جاؤ تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا تو اللہ اس کو بھاری سزا دے گا ان لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔" (۲۶۔۲۱:۸۸)

کفار کا مقابلہ ڈٹ کر پوری قوت سے کیا جائے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے اس بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) اے نبی کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ آخرکار ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین جائے قرار ہے۔" (۹:۷۳)

کفر کا نتیجہ اس دنیا میں بھی تباہی ہے۔ اس بارے میں سورۃ ھود میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ ہیں عاد اپنے رب کی آیات سے انہوں نے انکار کیا اور اس کے رسولوں کی بات نہ مانی اور ہر جبار دشمن حق کی پیروی کرتے رہے آخرکار اس دنیا میں بھی ان پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے روز بھی۔ سنو عاد نے اپنے رب سے کفر کیا دور پھینک دیئے گئے عاد ھود کی قوم کے لوگ۔" (۶۰، ۱۱:۵۹) اور چند آیات کے وقفے سے اسی سورۃ میں پھر ارشاد فرمایا (ترجمہ) "سنو ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا دور پھینک دیئے گئے ثمود۔" (۱۱:۶۸)

وہ کفار جو اللہ کے احکامات کو ماننے سے انکار کریں اور اپنے پیغمبروں کو ناحق قتل کریں ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ اللہ کے احکام اور ہدایات کو ماننے سے

انکار کرتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں جو خلق خدا میں عدل وراستی کا حکم دینے کے لئے اٹھیں انہیں ان کو دردناک سزا کی خوشخبری سنا دو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو گئے اور ان کا مددگار کوئی نہیں ہے۔" (۳:۲۱'۲۲)

ایمان کی روش کو چھوڑ کر کفر کی روش اختیار کرنے والوں کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) جو لوگ ایمان کو چھوڑ کر کفر کے خریدار بنے ہیں وہ یقیناً اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر رہے ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔" (۳:۱۷۷)

(مزید مطالعہ کے لئے (۵/۴۱' ۵۸/۱۴' ۱۶/۱۰۵' ۹/۹۰' ۴۰/۲۸' ۱۱/۱۸' ۱۰/۱۷' ۵/۱۰۳' ۲۱/۶' ۷/۳۷' ۲۹/۶۸' ۳۹/۳۲' ۶۱/۷' ' ۳/۱۸۳' ۳۹/۲۵'

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا لیکن اگر کوئی شخص کفر اختیار کرے تو وہ بے نیاز ہے اس بارے میں سورہ الزمر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اگر تم کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے لیکن وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا' (۳:۱۷۷) اور یہی بات سورۃ ابراہیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی اس طرح بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "اور یاد رکھو تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکرگزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم کفر کرو اور زمین کے سارے رہنے والے کافر ہو جائیں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔" (۱۴:۷'۸)

شرک کی سزا

شرک بدترین گناہوں میں سے ایک گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ظلم

Marfat.com

عظیم کہا ہے کیونکہ یہ تقاضائے عدل انصاف کے منافی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جو انسان کا خالق و مالک ہے کسی اور کی پرستش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مشرکوں کی بخشش نہیں فرمائے گا۔ شرک سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات صفات' افعال و اختیارات میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرنا ہے مشرکوں اور ان کی سزاؤں کا بیان بھی پورے کلام پر پھیلا ہوا ہے۔ چند حوالہ جات درج ذیل ہیں

مشرک لوگ اپنے شرک کے جواز میں وہی پرانا عذر تراشتے تھے جو غلط کار لوگ ہمیشہ اور ہر کہیں تراشتے رہے ہیں اور وہ یہ کہ ان کے حق میں اللہ کی مشیت یہی ہے کہ وہ شرک کریں یعنی یہ کہ وہ شرک کرنے پر مجبور ہیں۔ ایسا کہنا صحیح نہیں آخر یہ لوگ خود اپنے انتخاب سے راہ راست کیوں اختیار نہیں کرتے حالانکہ وہ پوری طرح بااختیار ہیں۔ سورۃ الانعام میں فرمایا (ترجمہ) "یہ مشرک لوگ (تمہاری ان باتوں کے جواب میں) ضرور کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ ایسی ہی باتیں بنا بنا کر ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی حق کو جھٹلایا تھا یہاں تک کہ آخرکار ہمارے عذاب کا مزا انہوں نے چکھ لیا۔ تم تو محض گمان پر چل رہے ہو اور نری قیاس آرائیاں کرتے ہو۔" (۶:۱۴۸)

اور سورۃ الشوریٰ میں لوگوں کے موہوم شریک خداؤں کے بارے میں سوال کے انداز میں فرمایا گیا (ترجمہ) "کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریک خدا رکھتے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کا اللہ نے اذن نہیں دیا؟ اگر فیصلے کی بات طے نہ ہو گئی ہوتی تو ان کا قصہ چکا دیا گیا ہوتا یقیناً ان ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (۴۲:۲۱)

قیامت کے روز لوگوں کی پکار پر ان کی کوئی بھی مدد نہ کر سکے گا بلکہ سب اکٹھے داخل جہنم ہوں گے۔ اس بارے میں سورۃ الکہف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پھر کیا کریں گے یہ لوگ اس روز جب کہ ان کا رب ان سے کہے گا کہ پکارو اب ان ہستیوں کو جنہیں تم میرا شریک سمجھ بیٹھے تھے یہ ان کو پکاریں گے مگر وہ ان کی مدد کو نہ آئیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک ہی ہلاکت کا گڑھا مشترک کر دیں گے۔" (۱۸:۵۲) شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں ارشاد فرماتا ہے کہ شرک میں

Marfat.com

مبتلا ہو کر مشرک بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کرتا اور سخت گناہ کی بات کرتا ہے (ترجمہ) "اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا تو اس نے بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑی سخت گناہ کی بات کی۔" (۴:۴۸) (۳۱:۱۳) (۴:۴۶) ۵۲۔۱۸۰ (

اللہ تعالیٰ کی طرف کسی بیٹا' بیٹی کو منسوب کرنے والوں کے بارے میں سورۃ الکہف کی ابتدا کی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ محض جھوٹ بکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا بیٹی نہیں بنایا (ترجمہ) "اور ان لوگوں کو ڈرا دے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔ اس بات کا نہ انہیں کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو تھا۔ بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ محض جھوٹ بکتے ہیں۔" (۵۔۱۸:۴' ۹۱۔۹۰:۲۳) اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ انسانوں کے سب گناہ معاف کرے گا پس معلوم ہوا کہ شرک بدترین گناہ ہے جس کی معافی نہیں۔ اور یہ قابل سزا ہے۔

۴۔ ظلم کی سزا

حق کے بغیر بدلہ

ظلم عدل کا متضاد ہے اور عدل کے معنی ہیں برابری، مساوات' انصاف وغیرہ پس ظلم کے معنی ہوئے بے انصافی' بیرحمی' جبر' تعدی' زیادتی' خلاف عدل وغیرہ۔ قرآن پاک میں لفظ ظلم بڑی کثرت سے ہر اس موقع پر استعمال ہوا ہے جہاں اور جو بھی قول و فعل' عدل و انصاف کے منافی ہو۔ ہر قسم کی برائیوں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ انسانوں کا غیرعادلانہ رویہ لوگوں میں آپس کی دشمنی کو جنم دیتا ہے اور یہ دشمنی بسا اوقات آپس میں لڑائی جھگڑے اور دنگہ فساد کا سبب بن جاتی ہے اور دنگہ فساد تحصیل ترقی و ترویج علوم میں حارج ہوتا ہے۔ قرآن کے مطابق ہر خلاف عدل قول و فعل ظلم ہے۔ جس کی بے شمار قسمیں ہیں چند قسموں اور ان کی سزا کا ذکر درج ذیل ہے۔

سورۃ الدھر میں ظالموں کے لئے دردناک عذاب کی وعید دی گئی ہے (ترجمہ) "اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (۷۶:۳۱) اور اسی عذاب الیم کی وعید (ظالموں کے لئے) سورۃ الزخرف میں بھی کی گئی ہے (ترجمہ) "پس تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جنھوں نے ظلم کیا ایک دردناک دن کے عذاب سے۔" (۴۳:۶۵) اور سورۃ الشوریٰ میں بھی یہی بات اس طور سے بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "یقیناً ان ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (۴۲:۲۱) اور سورۃ الفرقان میں بھی

Marfat.com

ظالموں کے لئے سخت عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "اور جو بھی تم میں سے ظلم کرے اسے ہم سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے۔" (۲۵:۱۹)

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا ان کے ظلم کے باعث تباہی کا حال سورۃ النمل میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی اب دیکھ لو ان کی چال کا انجام کیا ہوا ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا ان کو اور ان کی پوری قوم کو وہ اور ان کے گھر خالی پڑے ہیں اس ظلم کی پاداش میں جو وہ کرتے تھے اس میں ایک نشان عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔" (۲۷:۵۰)

لوگوں کو برائی سے روکنے والے انسانوں کو اللہ تعالیٰ عذاب سے محفوظ رکھے گا جبکہ برائیوں میں مصروف لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اس بارے میں سورۃ الاعراف میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "آخر کار جب وہ ان ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو انہیں یاد کرائی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگ جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔" (۷:۱۶۵)

ذوالقرنین نے مفتوح قوم سے کہا کہ جو تم میں سے ظلم کرے گا اس کو یہاں بھی سزا ملے گی اور آخرت میں بھی سزا کا مستحق ہو گا۔ یہ امر سورۃ الکہف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اس نے کہا جو ان میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹایا جائے گا اور وہ اسے زیادہ سخت عذاب دے گا۔" (۱۸:۸۷)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔ یہ امر سورۃ آل عمران میں اس طرح بیان کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "جس وقت فیصلے کا وقت آ جائے گا اس وقت ہم ان سے کہیں گے لو اب جہنم کا مزا چکھو یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اللہ اپنے بندوں کے لئے ظالم نہیں ہے۔" (۳:۱۸۲)

قوم سبا نے زبان حال سے اپنی منزلوں کی مسافتیں لمبی کرنے اور آبادی کو کم کرنے یعنی دور دور کرنے کی تمنا کی جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہ عجلت پسندی کا شکار ہو کر منزلوں کی مسافتیں لمبی کرنا چاہتے تھے ان کا یہ طرز عمل خود ان کی اپنی ذات پر

ظلم تھا۔ اس بارے میں سورۃ السباء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''مگر انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہمارے سفر کی مسافتیں لمبی کر دے۔'' انہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا۔ (۳۴:۱۹) قریش مکہ مسلمانوں کے عمرہ اور حج میں مزاحم ہوتے تھے ان کو ظالم اور عذاب کا حقدار قرار دیا۔ سورۃ الحج میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''اس مسجد حرام میں جو بھی راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا اسے ہم دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔'' (۲۲:۲۵)

سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔'' (۴:۱۰)اور سورۃ العنکبوت میں اس طرح ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''ہم نے نوح کو اس قوم کی طرف بھیجا اور وہ پچاس کم ایک ہزار برس ان کے درمیان رہا۔ آخرکار ان لوگوں کو طوفان نے آگھیرا۔ اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔'' (۲۹:۱۴)

یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر بعض طیب چیزیں سزاً حرام کر دیں۔ اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''ہم نے بہت سی وہ چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں۔'' (۴:۱۶۰)

جب ظلم کے نتیجہ کے طور پر انسانوں کو سزا دی جائے گی تو اس وقت کوئی بھی ان کی مدد کو نہیں آئے گا۔ یہ بات سورۃ الشوریٰ میں اس طرح بیان کی گئی ہے (ترجمہ) ''تم دیکھو گے کہ یہ ظالم جب عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے اب پلٹنے کی بھی کوئی سبیل ہے۔'' (۴۲:۴۴)

نافرمانیوں اور ظلم کی سزا میں اللہ تعالیٰ آسمان سے بھی عذاب نازل فرماتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''مگر جو بات ان سے کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر دیا۔ آخرکار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا یہ سزا تھی ان نافرمانیوں کی جو وہ کر رہے تھے۔'' (۲:۵۹)

اگر کوئی شخص اپنے نفس پر ظلم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کو درگزر کرنے والا پائے گا۔ سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ)

Marfat.com

"اگر کوئی شخص برا فعل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا رحیم پائے گا۔" (۴:۱۱۰)

لوگ جب ایک دفعہ عذاب آتا دیکھ لیں گے تو پھر نہ ان کو مہلت دی جائے گی اور نہ ہی ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔ اس بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ظالم لوگ جب ایک دفعہ عذاب دیکھ لیں گے تو اس کے بعد نہ ان کے عذاب میں کوئی تخفیف کی جائے گی اور نہ انہیں ایک لمحہ بھر مہلت دی جائے گی۔" (۱۶:۸۵)

ظالم کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام حضرت نوح علیہ السلام کے لئے فرمایا (ترجمہ) "اور دیکھو جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے حق میں مجھ سے کوئی سفارش نہ کرنا یہ سارے کے سارے اب ڈوبنے والے ہیں۔" (۱۱:۳۷)

اہل مدین کے ظلم کے بارے میں سورۃ ھود ہی میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "آخر کار جب ہمارے فیصلے کا وقت آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب اور اس کے ساتھی مومنوں کو بچا لیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت دھماکے نے ایسا پکڑا کہ وہ اپنی بستیوں میں بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے گویا وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔ سنو مدین والے بھی دور پھینک دیئے گئے جس طرح ثمود پھینکے گئے تھے۔" (۱۱:۹۵)

قوموں کا نام لے کر ان کے ظلموں اور ان کی پاداش میں دی گئی سزاؤں کے علاوہ نام لئے بغیر بھی چند اقوام اور بستیوں کے ظلم اور ان کی سزا کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے ایک بستی کے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنے نبی کو جھٹلا کر ظلم کیا جس کی پاداش میں ان کو مبتلائے عذاب کیا گیا اس بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ان کے پاس ان کی اپنی قوم میں سے ایک رسول آیا مگر انہوں نے اس کو جھٹلا دیا آخرکار عذاب نے ان کو آلیا جبکہ وہ ظالم ہو چکے تھے۔"

(۱۶:۱۱۳)

سابقہ اقوام اپنے مظالم کا نتیجہ بھگت چکی ہیں اور موجودہ لوگوں میں سے بھی جو

Marfat.com

ظالم ہیں وہ اپنے ظلم کے نتائج بھگتیں گے۔ یہ امر سورۃ الزمر کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "مگر وہ جو کچھ کماتے تھے وہ انکے کسی کام نہ آیا پھر اپنی کمائی کے برے نتائج انہوں نے بھگتے اور ان لوگوں میں سے بھی جو ظالم ہیں وہ عنقریب اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتیں گے۔" (۳۹:۵۰-۵۱)

اللہ تعالیٰ ظالموں کی رسی دراز کرتا ہے اور ان کی سزا کو ٹالتا رہتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آئیں۔ اس بارے میں سورہ ابراہیم میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اب یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اس سے غافل نہ سمجھو۔ اللہ تو انہیں ٹال رہا ہے اس دن کے لئے جب حال یہ ہو گا کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔" (۱۴:۴۲) (۱۶:۶۰) اور یہی امر سورۃ النحل کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اگر کہیں اللہ لوگوں کو ان کی زیادتی پر فوراً ہی پکڑ لیا کرتا تو روئے زمین پر کسی متنفس کو نہ چھوڑتا لیکن وہ سب کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے پھر جب وہ وقت آ جاتا ہے تو اس سے کوئی ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔" (۱۶:۶۱)

قیامت کے روز ظالموں کو ان کی کوئی معذرت فائدہ نہ دے گی اور ان کو معافی طلب کرنے کے لئے بھی نہیں کہا جائے گا۔ یہ امر سورۃ الروم کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) پس وہ دن وہ ہو گا جس میں ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہ دے گی اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لئے کہا جائے گا۔ (۳۰:۵۷) اور اسی بارے میں سورۃ المومن میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی ڈرا دو ان لوگوں کو اس دن سے جو قریب آ لگا ہے جب کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے اور لوگ چپ چاپ غم کے گھونٹ پیئے کھڑے ہوں گے۔ ظالموں کا نہ کوئی مشفق دوست ہو گا اور نہ کوئی شفیع جس کی بات مانی جائے۔" (۴۰:۱۸)

اللہ تعالیٰ کسی متنفس پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ یہ امر قرآن پاک میں مختلف مواقع پر ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ خدا کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ سورۃ التوبہ میں یہ بات اس طرح بیان فرمائی گئی ہے (ترجمہ) "ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ وہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔" (۹:۷۰) اور یہی بات سورۃ الروم

میں ایک دوسرے حوالے سے اس طرح بیان کی گئی ہے (ترجمہ) ''ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے پھر اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔'' (۹:۳۰)

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے فیصلے مبنی بر انصاف ہوں گے کسی پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔ یہ امر سورۃ البقرۃ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) ''ہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم ہرگز نہ ہو گا۔'' (۲:۸۱) اور اسی بارے میں سورۃ الزمر میں فرمایا گیا (ترجمہ) لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا ان پر کوئی ظلم نہ ہو گا اور ہر متنفس کو جو کچھ بھی اس نے عمل کیا تھا اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔'' (۳۹:۶۹)

اللہ تعالیٰ کسی بستی کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا۔ ان کی غلط روش سے ان کو آگاہ بھی کرتا ہے اور اصلاح احوال کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ امر قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر بیان ہوا ہے۔ شیطان کے نمائندہ گروہ جن و انس سے اللہ تعالیٰ ان کی بداعمالیوں کا جواب مانگے گا تو وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے۔ یہ امر سورۃ الانعام میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) ''وہ کہیں گے ہاں ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں۔ آج دنیا کی زندگی نے ان لوگوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے مگر اس وقت وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے یہ شہادت ان سے اس لئے لی جائے گی کہ یہ ثابت ہو جائے کہ تمہارا رب بستیوں کو ظلم کے ساتھ تباہ کرنے والا نہ تھا جب کہ ان کے باشندے حقیقت سے ناواقف ہوں۔'' (۶:۱۳۰-۱۳۱) اور سورۃ ھود میں فرمایا (ترجمہ) ''اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔'' (۱۱:۱۰۲) اسی بارے میں سورۃ ھود میں مزید ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو ناحق تباہ کر دے حالانکہ ان کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں۔'' (۱۱:۱۱۷)

یہود کو جو سزا اللہ تعالیٰ نے دی وہ ان پر کوئی ظلم نہ تھا بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا تھا۔ یہ امر بھی قرآن پاک میں کئی جگہوں پر بیان کیا گیا ہے اس بارے میں سورۃ البقرۃ مین ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا من و سلویٰ

Marfat.com

کی غذا تمہارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں کھاؤ (مگر تمہارے اسلاف نے جو کچھ کیا) وہ ان پر ہمارا ظلم نہ تھا بلکہ انہوں نے آپ اپنے ہی اوپر ظلم کیا۔" (۲:۵۷)

اہل دوزخ پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کر کے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔ یہ امر سورۃ الزخرف کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "رہے مجرمین تو وہ ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ کبھی ان کے عذاب مین کمی نہ ہو گی اور وہ اس میں مایوس پڑے ہوں گے۔ ان پر ہم نے ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے۔" (۴۳:۷۴۔۷۶)

کہ زمین اور اس پر نسل انسانی کی پیدائش کا ایک مقصد یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے اور کسی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلم نہ کیا جائے۔ اس بارے میں سورۃ الجاثیہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ نے تو آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے اور اس لئے کیا ہے کہ ہر متنفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے۔ لوگوں پر ظلم ہرگز نہ کیا جائے گا۔" (۴۵:۲۲)

دنیا میں اچھے عمل کرنے والوں کو قیامت کے روز ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ان کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہو گی۔ اس بارے میں سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اس وقت جن لوگوں کو ان کا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا گیا وہ اپنا کارنامہ پڑھیں گے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا۔" (۱۷:۷۱)

ظالم کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ ظالموں کو کامیابی عطا نہیں کرتا۔ یہ بات موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے اہل دربار کو فرمائی۔ سورۃ القصص میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "موسیٰ نے جواب دیا میرا رب اس شخص کے حال سے خوب واقف ہے جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ آخری انجام کس کا اچھا ہونا ہے حق یہ ہے کہ ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔" (۲۸:۳۷)

اللہ تعالیٰ ظالم شخص کو کامیابی عطا نہیں کرتا اور وہ نامراد رہتا ہے اس بارے میں سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "لوگوں کے سر اس حیّ و قیوم کے آگے جھک

جائیں گے نامراد ہو گا جو اس وقت کسی ظلم کا بار گناہ اٹھائے ہوئے ہو اور کسی ظلم یا حق تلفی کا خطرہ نہ ہو گا۔ اس شخص کو جو نیک عمل کرے اور اس کے ساتھ وہ مومن بھی ہو۔" (۲۰:۱۱۱)

اللہ تعالٰی ظالم قوم کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ الانعام میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس تھے اس طرح ان لوگوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی جنہوں نے ظلم کیا تھا۔" (۶:۴۴، ۴۵)

اللہ تعالٰی ظالموں کو ہرگز پسند نہیں کرتا یہ امر سورۃ آل عمران کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "اور جنہوں نے ایمان اور نیک عملی کا رویہ اختیار کیا انہیں ان کے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے اور (خوب جان لے) ظالموں سے اللہ ہرگز محبت نہیں کرتا۔" (۳:۵۷)

دوسروں پر ظلم کرنے والے ملامت کے مستحق ہیں۔ یہ امر سورۃ الشوریٰ میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "فرمایا اور جو لوگ ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیں ان کو ملامت نہیں کی جا سکتی ملامت کے مستحق تو وہ ہیں جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔" (۴۲:۴۰)

اللہ تعالٰی ایمان لانے والوں کو ثبات عطا کرتا ہے جبکہ ظالموں کو بھٹکا دیتا ہے یہ امر سورۃ ابراہیم کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے۔" (۱۴:۲۷)

اللہ تعالٰی ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا اور آیات اللہ کو جھٹلانے والے کامیابیوں سے ہمکنار نہیں ہوتے۔ یہ امر سورۃ البقرۃ کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "ابراہیم نے کہا اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا۔ یہ سن کر وہ منکر حق ششدر رہ گیا مگر اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔" (۲:۲۵۸)

Marfat.com

اسلام دشمن قوتوں کو اپنا رفیق بنانے والے مومنوں کو اللہ تعالیٰ انہی میں کا ایک فرد تصور کرتا ان کو ظالم قرار دیتا ہے اور اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ امر سورۃ المائدہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم میں کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔" (۵:۵۱)

جو شخص ہدایت ربانی کے بغیر خواہشات نفس کی پیروی کرے اس کو اللہ تعالیٰ سورۃ القصص میں ظالم قرار دیتا ہے فرمایا (ترجمہ) "اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا جو خدائی ہدایت کے بغیر بس اپنی خواہشات کی پیروی کرے؟ اللہ ایسے ظالموں کو ہر گز ہدایت نہیں بخشتا۔" (۲۸:۵۰)

اللہ کے احکامات کو نظرانداز کرنا اور اس کی نافرمانی کرنا بھی انسان کا اپنے اوپر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام و اماں حوا نے اللہ کی نافرمانی کو ظلم قرار دیتے ہوئے معافی طلب کی یہ واقعہ سورۃ الاعراف میں ان الفاظ میں مذکور ہے (ترجمہ) "دونوں بول اٹھے اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ستم کیا اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔" (۲۳-۲۲:۷)

بنی اسرائیل نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر زیادتی کی اس واقعہ کا اجمالاً ذکر سورۃ البقرہ میں اس طرح کیا گیا ہے (ترجمہ) "یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو چالیس شبانہ روز کی قرارداد پر بلایا تو اس کے پیچھے تم بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے اس وقت تم نے بڑی زیادتی کی تھی۔" (۲:۵۱) اور سورۃ الاعراف میں یہی بات اس طرح ارشاد فرمائی (ترجمہ) "کیا انہیں نظر نہ آتا تھا کہ وہ نہ ان سے بولتا ہے نہ کسی معاملہ میں ان کی رہنمائی کرتا ہے؟ مگر پھر بھی انہوں نے اسے معبود بنا لیا اور وہ سخت ظالم تھے۔" (۷:۱۴۸)

تباہ ہونے والی قومیں خود اپنے آپ پر ظلم کرتی ہیں اور پاک اور طیب غذاؤں کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیتی ہیں۔ یہ امر بھی سورۃ الاعراف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ان پر من و سلوا اتارا۔ کھاؤ وہ پاک

Marfat.com

چیزیں وہ جو ہم نے تمہیں بخشی ہیں۔ مگر اس کے بعد انہوں نے جو کچھ کیا تو ہم نے ظلم نہیں کیا بلکہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے رہے۔" (۷:۱۶۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غلطی سے قبطی کو مار ڈالا تو کہا میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اس بارے میں سورۃ القصص میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "موسیٰ نے اس کو ایک گھونسا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا (یہ حرکت سرزد ہوتے ہی) موسیٰ نے کہا یہ شیطان کی کارفرمائی ہے وہ سخت دشمن اور کھلا گمراہ کن ہے پھر وہ کہنے لگا اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا میری مغفرت فرما دے۔" (۲۸:۱۵-۱۶)

طلاق کے موقع پر اللہ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرنے والے ظالم ہیں۔ یہ امر سورۃ طلاق میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا۔" (۶۵:۱)

اتنا عرصہ کفر پر قائم رہنے پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے روبرو ملکہ سبا کا اعتراف کہ وہ اتنا عرصہ اپنے نفس پر ظلم کرتی رہی اس کا یہ اعتراف سورۃ النمل میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "سلیمان نے کہا یہ شیشے کا چکنا فرش ہے اس پر وہ پکار اٹھی اے میرے رب (آج تک) میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی۔" (۲۷:۴۴) مندرجہ بالا تمام حوالہ جات ہماری رہنمائی کر رہے ہیں کہ دنیا میں ظلم اور ظالموں کے طریقے مختلف ہیں مگر اللہ تعالیٰ ہر ظالم کو اس کے ظلم کی سزا ضرور دیتا ہے۔

۵۔ منافق / منافقت کی سزا

منافقت سے مراد دوغلہ طرز عمل ہے جن لوگوں کے ظاہر و باطن میں اختلاف ہے ان کی زبان، ان کے دل اور ذہن کا ساتھ نہیں دیتی۔ مدینۃ النبی میں کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کے بے پابند تھے لیکن وہ مسلمانوں کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے تھے اور دل سے ان کے مخالف تھے۔ دشمنوں کے مقابلہ میں ایسے لوگ مسلمانوں کے لئے زیادہ خطرناک تھے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے نقصان سے بچنے کے لئے ہوشیار اور چوکنا رہنا پڑتا تھا۔ ایسے لوگوں کے لئے قرآن پاک میں سخت وعید ہے۔

منافقین بالاخر داخل جنہم ہوں گے اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "یقین جانو کہ منافق جنہم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔" (۴:۱۴۵) اور ان ہی لوگوں کے بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "ان منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کے لئے اللہ نے آتش دوزخ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہی ان کے لئے موزوں ہے ان پر اللہ کے پھٹکار ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے۔" (۹:۶۸)

منافقین مرد و عورت اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کے مستحق ہیں۔ اس بارے میں سورۃ الفتح میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور ان منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دے جو اللہ کے متعلق برے گمان رکھتے ہیں۔ برائی کے پھیر میں وہ خود ہی آگئے اللہ کا غضب ان پر ہوا اور اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لئے جنہم مہیا کر دی جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔" (۶۸:۶) انہی منافقین کے بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ دردناک سزا کے مستحق ہیں فرمایا (ترجمہ) "اب اگر یہ اپنی روش سے باز آئیں تو انہیں کے لئے بہتر ہے اور اگر یہ باز نہ آئے تو اللہ ان کو نہایت دردناک سزا دے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور زمین میں کوئی نہیں جو ان کا حمائتی اور مددگار ہو۔" (۹:۷۴) منافقین کا مال اور ان کی اولاد' دنیا اور آخرت میں ان کی تباہی کا باعث ہے۔ اس بارے میں سورۃ التوبہ ہی میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ان کی مالداری اور ان کی کثرت اولاد تم کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ اللہ نے تو ارادہ کرلیا ہے کہ اس مال و اولاد کے ذریعہ سے ان کو اسی دنیا میں سزا دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔" (۹:۸۵)

منافقین کے حق میں اللہ تعالیٰ کو نبی کی سفارش بھی قبول نہیں اس بارے میں سورۃ التوبہ ہی میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) اے نبی تم خواہ ایسے لوگوں کے لئے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو اگر تم ستر مرتبہ بھی انہیں معاف کر دینے کی درخواست کرو گے تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہ کرے گا۔" (۹:۸۰)

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں منافقین کی سزا کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ان کو

Marfat.com

دوست نہ بنایا جائے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دے دو؟ یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔" (۴:۱۴۴۔۱۴۵)

سورۃ النساء ہی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ بازی کرتے ہیں لیکن درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈالا ہوا ہے (ترجمہ) "منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔" (۴:۱۴۲)

اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ میں فرماتا ہے کہ جب وہ مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح بخشے گا تو منافقین اپنے تعلق پر نادم ہوں گے (ترجمہ) "تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انہی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں مگر بعید نہیں کہ جب اللہ تمہیں فیصلہ کن فتح بخشے گا یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اپنے نفاق پر جسے یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں گے۔" (۵:۵۲)

ظاہر دشمنوں کے مقابلہ میں چھپے دشمن (منافق) مسلمانوں کے لئے زیادہ بڑا خطرہ ہیں جو رسولکریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تو نہیں لیکن درپردہ مخالفت کرتے ہیں۔ انکے نفاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "تمہارے گردوپیش جو بدوی رہتے ہیں ان میں بہت سے منافق ہیں اور اس طرح خود مدینہ کے باشندوں میں بھی منافق موجود ہیں جو نفاق میں طاق ہو گئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔" (۹:۱۰۱) (۲۴:۵۳) (۲۹:۱۱) (۵۹:۱۱۔۱۲) (۶۳:۱) (۶۳:۷) (۳:۱۶۷)

منافقت کا ایک انجام یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ اپنے سے دور کر دیتا اور بھلا دیتا ہے چنانچہ اس بارے میں سورہ التوبہ میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے ترجمہ "منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہمرنگ ہیں برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں یہ اللہ کو بھول گئے تو

Marfat.com

اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا" (۹:۶۷) پس معلوم ہوا کہ اللہ منافقین کو سخت سزا دینے والا ہے

سورہ التوبہ میں اللہ تعالی ایک اور جگہ اہل ایمان کے بارے میں ہنسی مذاق اور دل لگی کرنے والے منافقوں کے متعلق اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) اگر ان سے پوچھو کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے ان سے کہہ دو کیا تمہاری ہنسی ' دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھی اب عذر مت تراشو تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیا تو دوسرے گروہ کو تو ہم ضرور سزا دیں گے کہ وہ مجرم ہے" (۹:۵۶)

ان منافقین سے جو مسلمانوں کے دشمن ہیں اور ان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں جنگ کی جائے اس بارے میں اللہ تعالی سورۃ التحریم میں ارشاد فرماتا ہے(ترجمہ) "اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے" (۶۶:۹) اور اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا(ترجمہ) "وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اس طرح تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ تم اور وہ سب یکساں ہو جائیں۔ لہٰذا ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نہ آ جائیں اور اگر وہ ہجرت سے باز رہیں تو جہاں پاؤ انہیں پکڑو اور قتل کرو۔ اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ البتہ وہ منافق اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو تمہارے پاس آتے ہیں اور لڑائی سے دل برداشتہ ہیں نہ تم سے لڑنا چاہتے ہیں نہ اپنی قوم سے۔ اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا وہ بھی تم سے لڑتے لہٰذا اگر وہ تم سے کنارہ کش ہو جائیں اور لڑنے سے باز رہیں اور تمہاری طرف صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھائیں تواللہ نے تمہارے لئے ان پر دست درازی کی کوئی سبیل نہیں رکھی ہے ایک اور قسم کے منافق تمہیں ایسے ملیں گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی مگر جب کبھی فتنہ کا موقع پائیں گے اس میں کود پڑیں گے ایسے لوگ اگر تمہارے مقابلے سے باز نہ رہیں اور صلح و سلامتی تمہارے آگے پیش نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں اور جہاں وہ ملیں

Marfat.com

انہیں پکڑو اور مارو ان پر ہاتھ اٹھانے کے لئے ہم نے تمہیں کھلی حجت دے دی ہے' (۹۱-۸۹:۴) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو سخت سزا دینے والا ہے

۶۔ منافقت کی سزا

وہ انسانی کیفیت جس میں انسان کی زبان اس کے دل کا ساتھ نہ دے منافقت کہلاتی ہے۔ منافقت بزدلوں کا شیوہ ہے یعنی ایسے لوگ جو اپنے خیالات کا کھل کر اظہار نہیں کر سکتے۔ وہ نہ صرف علم بلکہ خود انسان کی ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ایک منافق انسان اپنے گروہ' جماعت' قبیلہ' ملک' قوم اور پورے معاشرے کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ مخالف کی مخالفت چونکہ کھلی اور عام ہوتی ہے لہٰذا انسان اس کی طرف سے احتیاطی تدابیر اختیار کر سکتا ہے لیکن منافق کی مخالفت خفیہ ہوتی ہے اس لئے انسان اس کے خلاف احتیاطی تدابیر اختیار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسلام کے خلاف کفار کے مقابلہ میں منافقین کو زیادہ بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔ سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہمرنگ ہیں۔ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کو بھول گئے ہیں تو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا ہے یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں۔ ان منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کے لئے اللہ نے آتش دوزخ کا وعدہ کیا ہے۔" (۶۸-۶۷:۹)

جھوٹ کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں نفاق بٹھا دیتا ہے جو قیامت کے دن تک ان کا پیچھا کرے گا اور جو ان کے لئے دردناک عذاب کا سبب ہوگا۔ چنانچہ سورۃ التوبہ میں ایک جگہ ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "ان کی اس بدعہدی کی وجہ سے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کی اور اس جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بولتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا ہے جو اس کے حضور ان کی پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔" (۷۶:۹)

منافق کا نفاق لوگوں سے چھپا رہتا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ دوہرا عذاب اسی دنیا میں دے گا اور قیامت کے دن کا عذاب اس دنیاوی عذاب کے علاوہ ہے جیسا کہ اس سورۃ میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "تمہارے گردوپیش جو بدوی رہتے ہیں ان میں بہت سے منافق ہیں اور اس طرح خود مدینہ کے باشندوں

میں بھی منافق موجود ہیں۔ جو نفاق میں طاق ہو گئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔ قریب ہے وہ وقت جب ہم ان کو دوہری سزا دیں گے پھر وہ بڑی سزا کے لئے واپس لائے جائیں گے۔" (۹:۱۰۱)(پس معلوم ہوا کہ منافقت علم کے منافی رویہ ہے۔ جو کہ سزا کا حقدار ہے)

نبیوں کی تکذیب کی سزا

نبیوں کی تکذیب کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور سخت سزا دیتا ہے۔

اولاد آدم نے بالعموم نبیوں کو جھٹلایا ان کی مخالفت کی اور ایذا رسانی کا ہر طریقہ آزمایا۔ آغاز تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ اے بنی آدم اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں تو ان کا حکم بجا لانا جو لوگ انبیاء کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اس بارے میں سورۃ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے بنی آدم یاد رکھو اگر تمہارے پاس خود تم میں سے ایسے رسول آئیں جو تمہیں میری آیات سنا رہے ہوں تو جو کوئی نافرمانی سے بچے گا اور اپنے رویہ کی اصلاح کرے گا اس کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلے میں سرکشی برتیں گے وہی اہل دوزخ ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔" (۷:۳۵-۳۶)

اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیوں اور دعوت حق کو رد کرنے کو بھی سورۃ الاعراف میں ظلم قرار دیا گیا ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کے پاس بھیجا مگر انہوں نے بھی ہماری نشانیوں کے ساتھ ظلم کیا پس دیکھ لو ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔" (۷:۱۰۳) اور مختلف انبیاء علیہم السلام کے ان کی قوموں کی طرف سے جھٹلائے جانے کا ذکر سورۃ ص میں اس طرح کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والا فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور ایکہ والے جھٹلا چکے ہیں جتھے وہ تھے ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور میری عقوبت کا فیصلہ اس پر چسپاں ہو کر رہا۔" (۳۸:۱۲-۱۴)

(۲۷:۱۴)

اللہ تعالیٰ کفار کو ناکام ہی نہیں کرے گا بلکہ ان کو ذلیل بھی کرے گا۔ سورۃ الحج میں اقوام عالم میں سے اپنے پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کو عذاب دیئے جانے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا (ترجمہ) "اے نبی اگر وہ (یعنی کفار) تمہیں جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیم اور قوم لوط اور اہل مدین بھی جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ بھی جھٹلائے جا چکے ہیں ان سب منکرین حق کو میں نے پہلے مہلت دی پھر پکڑ لیا اب دیکھ لو کہ میری عقوبت کیسی تھی۔" (۴۴-۴۲:۲۲)

فرعون اور اس کی قوم نے معجزات دیکھ لینے اور دل سے یقین کر لینے کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا ان کے اس رویہ کو بھی قرآن پاک میں ظلم کہا گیا ہے سورۃ النمل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "مگر جب ہماری کھلی کھلی نشانیاں ان لوگوں کے سامنے آئیں تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ دل سے ان کے قائل ہو چکے تھے اب دیکھ لو کہ ان مفسدوں کا انجام کیا ہوا۔" (۲۷:۱۴)

قوم نوح کو بھی ان کے ظلموں کی پاداش میں غرقاب کیا گیا۔ اس امر کا ذکر سورۃ الفرقان میں اس طرح کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "یہی حال قوم نوح کا ہوا جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی ہم نے ان کو غرق کر دیا اور دنیا بھر کے لوگوں کے لئے ایک نشان عبرت بنا دیا اور ان ظالموں کے لئے ایک دردناک عذاب ہم نے مہیا کر رکھا ہے۔" (۲۵:۳۷) "ہم نے نوح کو اس قوم کی طرف بھیجا اور وہ پچاس کم ایک ہزار برس ان کے درمیان رہا آخرکار ان لوگوں کو طوفان نے آگھیرا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔" (۲۹:۱۴)

لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا اور لوط علیہ السلام کو شہر بدر کرنے کی دھمکی دی اور اس ظلم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ایک طوفانی بارش سے انہیں ہلاک کر دیا۔ سورۃ الشعراء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا یاد کرو جب کہ ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا تھا کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ

Marfat.com

ہے۔" (۲۶:۶۰-۶۴)

اصحاب الایکہ نے اپنے رسول شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا اور ایک خوفناک دن کے عذاب نے ان کو آ لیا۔ اس کا قصہ بھی اللہ تعالیٰ سورۃ الشعراء میں بیان کرتا ہے (ترجمہ) "شعیب نے کہا میرا رب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ آخرکار چھتری والے دن کا عذاب ان پر آگیا اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا۔" (۲۶:۱۸۸-۱۸۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے والے انکے (عیسیٰ علیہ السلام) پیروکاروں سے قیامت تک مغلوب رہیں گے اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "وہ اللہ کی خفیہ تدبیر ہی تھی جب اس نے کہا اے عیسیٰ اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے ان سے (یعنی ان کی معیت سے اور ان کے گندے ماحول اور ان کے ساتھ رہنے سے) تجھے پاک کر دوں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک ان لوگوں پر بالادست رکھوں گا جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے پھر تم سب کو آخرکار میرے پاس آنا ہے۔" (۳:۵۵)

وہ کفار جو اللہ کے احکامات کو ماننے سے انکار کریں اور اپنے پیغمبروں کو ناحق قتل کریں ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جاتے ہیں اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ اللہ کے احکام اور ہدایت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اللہ کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں جو خلق خدا سے عدل وراستی کا حکم دینے کے لئے اٹھیں ان کو دردناک سزا کی خوشخبری سنا دو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو گئے اور ان کا مددگار کوئی نہیں ہے۔" (۳:۲۱-۲۲) اور سورۃ الصفت میں حضرت الیاس علیہ السلام کے جھٹلانے والوں کے بارے میں فرمایا اور الیاس بھی یقیناً مرسلین میں سے تھا یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم لوگ ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو اس اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے پچھلے آباؤاجداد کا رب ہے؟ مگر انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ سو اب یقیناً وہ

سزا کے لئے پیش کئے جانے والے ہیں۔" (۲۷۔۳۳:۳۷) اور سورۃ ق میں متعدد پیغمبروں کا نام بنام ذکر کر کے ان کو جھٹلانے والوں کو عذاب کی وعید ان الفاظ میں دی (ترجمہ) "ان سے پہلے نوح کی قوم اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی اور ایکہ والے اور تبع کی قوم کے لوگ جھٹلا چکے ہیں۔ ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور آخرکار میری وعید ان پر چسپاں ہو گئی۔" (۱۴-۱۲:۵۰)

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی اپنے نبی کو جھٹلایا۔ سورۃ یونس میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "انہوں نے اسے جھٹلایا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اسے اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا اور انہی کو زمین میں جانشین بنایا اور ان سب لوگوں کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا پس دیکھ لو کہ جنہیں متنبہ کیا گیا تھا (اور پھر بھی انہوں نے مان کر نہ دیا) ان کا کیا انجام ہوا۔" (۷۳:۱۰) اور سورۃ ھود میں فرمایا (ترجمہ) "آخر کار ان لوگوں نے کہا "اے نوح تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کر لیا اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو۔ اگر سچے ہو۔" (۳۲:۱۱) اور اسی سورہ ھود میں مزید فرمایا (ترجمہ) "نوح کشتی بنا رہا تھا اور اس کی قوم کے سرداروں میں سے جو کوئی اس کے پاس سے گزرتا وہ اس کا مذاق اڑاتا تھا۔ اس نے کہا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنس رہے ہیں۔ عنقریب تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر وہ بلا ٹوٹ پڑتی ہے جو ٹالے نہ ٹلے گی۔" (۳۹-۳۸:۱۱)

آل فرعون سمندر میں غرق کر دیئے گئے اس بارے میں سورہ الاعراف میں فرمایا (ترجمہ) "تب ہم نے ان سے انتقام لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا کیونکہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا اور ان سے بے پرواہ ہو گئے تھے۔" (۱۳۶:۷) اور سورۃ سبا میں آیات اللہ کو جھٹلانے والوں کو بدترین عذاب کی وعید ان الفاظ میں دی گئی ہے (ترجمہ) "اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو نیچا دکھانے کے لئے زور لگایا ہے ان کے لئے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔" (۳۴:۵)

اسی سورہ میں آگے چل کر فرمایا (ترجمہ) "یہ ہیں عاد اپنے رب کی آیات سے انہوں نے انکار کیا اس کے رسولوں کی بات نہ مانی اور ہر جبار دشمن حق کی پیروی

Marfat.com

کرتے رہے آخرکار اس دنیا میں بھی ان پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے روز بھی سنو عاد نے اپنے رب سے کفر کیا سنو دور پھینک دیئے گئے عاد ھود کی قوم کے لوگ۔" (۶۰۔۵۹:۱۱) سورۃ القمر میں ارشاد ہوا (ترجمہ) "لوط کی قوم نے تنبیہات کو جھٹلایا اور ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا اس پر بھیج دی صرف لوط کے گھر والے اس سے محفوظ رہے۔" (۳۴۔۳۳:۵۴)

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو جھٹلایا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی منکرین و مشرکین نے جھٹلایا جس کا ذکر سورۃ آل عمران میں اس طرح کیا گیا ہے (ترجمہ) "پس اے نبی جن لوگوں نے تمہاری دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے ان سے کہہ دو قریب ہے وہ وقت جب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور جہنم بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔" (۳:۱۲)

قوم عاد نے بھی اپنے پیغمبر ھود علیہ السلام کو جھٹلایا جس کی بنا پر وہ مبتلائے عذاب ہوئی۔ سورۃ الشعراء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔" (۲۶:۱۲۳) اور سورۃ القمر میں یہی امر اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "عاد نے جھٹلایا تو دیکھ لو کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھی میری تنبیہات۔" (۵۴:۱۸) (۶۰،۵۹:۱۱)

عاد کی قوم نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور بڑے بن بیٹھے اور اللہ کی آیات کا انکار ہی کرتے رہے اور آخرکار سخت طوفانی ہوا کے عذاب کا شکار ہوئے اس بارے میں سورہ حم سجدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "عاد کا حال یہ تھا کہ وہ زمین میں کسی حق کے بغیر بڑے بن بیٹھے اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور آور ان کو یہ نہ سوجھا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے زیادہ زور آور ہے؟ وہ ہماری آیات کا انکار ہی کرتے رہے۔ آخر ہم نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی تاکہ انہیں دنیا کی زندگی میں ذلت اور رسوائی کے عذاب کا مزا چکھا دیں۔" (۱۶۔۴۱:۱۵، ۲۱۔۵۴:۱۸، ۱۲۸۔ ۲۶:۱۲۳)(۳:۱۲) حضرت نوح کی قوم نے ان کو جھٹلایا اور اس ظلم کی پاداش میں غرق ہوئی سورۃ القمر میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اس سے پہلے نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بری طرح جھڑکا گیا۔ آخرکار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔" (۱۰۔۵۴:۹) مزید ملاحظہ ہو ۲۵:۳۷، ۷:۶۴،

Marfat.com

۱۰:۷۳، ۷۷-۲۱:۷۶، ۲۳:۲۶، ۲۶:۱۰۵، ۲۶:۱۱۷)

قوم ثمود نے بھی اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ یہ تو ہم جیسا ہی آدمی ہے ہم اس کے پیچھے کیوں چلیں۔ سورۃ القمر ہی میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ثمود نے تنبیہات کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ ایک اکیلا آدمی جو ہم ہی میں سے ہے کیا اب ہم اس کے پیچھے چلیں؟ اس کا اتباع قبول کرلیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بہک گئے ہیں اور ہماری عقل ماری گئی ہے۔" (۲۵-۵۴:۲۴، مزید ملاحظہ ہو ۶۹:۴، ۴۹-۲۹:۴۸، ۱۵-۹۱:۱۱، ۲۶:۱۴۱-۱۴۴)

لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی ان کو جھٹلایا ور اس ظلم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دی جس نے ان کو لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو چھوڑتے ہوئے تہس نہس کر کے رکھ دیا جیسا کہ سورۃ القمر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "لوط کی قوم نے تنبیہات کو جھٹلایا اور ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا اس پر بھیج دی صرف لوط کے گھر والے اس سے محفوظ رہے۔" (۳۴-۵۴:۳۳، ۲۶:۱۶۰)

اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کو موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون کو جھٹلانے کی سزا دی۔ سورۃ القمر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور آل فرعون کے پاس بھی تنبیہات آئی تھیں مگر انہوں نے ہماری ساری نشانیوں کو جھٹلا دیا آخر کو ہم نے انہیں پکڑا جس طرح کوئی زبردست قدرت والا پکڑا کرتا ہے۔" (۴۲-۵۴:۴۱، ۲۶-۷۹:۲۰، ۲۵:۳۶، ۳۶-۷:۱۳۵، ۵۸-۲۰:۵۷، ۲۳:۴۸)

اصحاب الایکہ نے بھی اپنے رسول شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا اور داخل عذاب ہوئے۔ سورۃ الشعراء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اصحاب الایکہ نے رسولوں کو جھٹلایا۔ یاد کرو جب کہ شعیب نے ان سے کہا تھا کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہاری طرف ایک امانت دار رسول ہوں۔" (۱۷۷-۲۶:۱۷۶) اور سورۃ الاعراف میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے مٹے گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ شعیب کے جھٹلانے والے ہی آخر کار برباد ہو کر رہے۔" (۷:۹۲)

Marfat.com

۸۔ شیطان کی پیروی کی سزا

شیطان انسان کا ازلی و ابدی دشمن ہے۔ سخت دھوکہ باز ہے۔ وہ لوگوں کو جرم /گناہ پر اکساتا ہے۔ ان کو جھوٹی امیدیں دلاتا ہے۔ خوشنما باغ دکھاتا ہے۔ لوگوں کو مال و اولاد کے نقصان سے ڈراتا ہے۔ پس جس کسی نے بھی اس کو (شیطان) اپنا ولی/دوست بنایا اس کے کہے کے مطابق عمل کیا وہ اللہ کی طرف سے سخت سزا کا مستحق ہو گیا۔ یہ مضمون پورے کلام پاک میں جگہ جگہ پھیلا ہوا ہے کہ شیطان دھوکہ باز اور دغاباز ہے۔ لوگوں کو خوشنما باغ دکھا کر آخر میں ان کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ انفال میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔" (۸:۴۸)

اللہ کی بجائے جس نے شیطان کو اپنا ولی و سرپرست بنالیا اور اس کے حکم پر چلنے لگا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔ یہ بات سورۃ النساء میں اس طرح بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے (وہ اس شیطان کی اطاعت کر رہے ہیں) جس نے اللہ سے کہا تھا کہ "میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا۔ میں انہیں بہکاؤں گا' میں انہیں آرزوؤں میں الجھاؤں گا' میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور " میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے۔ اس شیطان کو جس نے اللہ کی بجائے اپنا ولی و سرپرست بنا لیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔" (۴:۱۱۷-۱۱۹)

شیطان انسان کو جھوٹی امیدیں دلا کر فریب دیتا ہے اس کے کئے ہوئے وعدے فریب کے علاوہ کچھ نہیں ہیں اور شیطان کے فریب میں آنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "وہ ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے خلاصی کی کوئی صورت یہ نہ پائیں گے۔" (۴:۱۲۰-۱۲۱)

Marfat.com

ابلیس (شیطان) کے لشکر سب جہنم میں اوپر تلے دھکیل دیئے جائیں گے جہاں وہ آپس میں جھگڑا کریں گے یہ امر سورۃ الشعراء میں اس طرح بیان ہوا ہے۔ (ترجمہ) "پھر وہ معبود اور یہ بہکے ہوئے لوگ اور ابلیس کے لشکر سب کے سب اس میں اوپر تلے دھکیل دیئے جائیں گے وہاں یہ سب آپس میں جھگڑیں گے اور یہ بہکے ہوئے لوگ (اپنے معبودوں سے) کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔" (۲۶:۹۴-۹۷) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شیطان کی پیروی کرنیوالوں کو سخت سزا دیتا ہے۔

۹۔ بدی کے کاموں میں تعاون کی سزا

بدی کے کاموں میں تعاون بدی میں حصہ لینے کے مترادف ہے۔ بدی کے کاموں میں تعاون سے معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور معاشرتی بگاڑ سے علمی ترقی متاثر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بدی میں حصہ لینا یا بدی کے کاموں میں تعاون کرنا غیر اخلاقی حرکت ہے۔ سورۃ المائدہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو بدی کے کاموں میں تعاون کرنے سے روکتا ہے (ترجمہ) "جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اس کی سزا بہت سخت ہے۔" (۵:۲)

بدی/برائی ایک ایسی قبیح انسانی حرکت ہے جس سے دوسرے انسانوں' اداروں' قوموں اور ملکوں کو نقصان پہنچانا مقصود ہو۔ اللہ تعالیٰ حق و انصاف کی بنیاد پر لوگوں میں امن چین دیکھنا چاہتا ہے اسی لئے وہ انسان کے ہاتھوں انسان کے لئے کوئی بھی بدی / برائی دیکھنا نہیں چاہتا۔ قرآن پاک میں متعدد جگہوں میں بدی/برائی کی مخالفت کی گئی اور سزا بیان کی گئی ہے۔ اگرچہ وہ (اللہ) سزا ایک ظالم شخص/گروہ کو دوسرے شخص/گروہ کے ذریعہ ہٹاتا رہتا ہے۔

یہود کہتے تھے کہ انہیں دوزخ کی آگ ماسوائے چند روز نہیں چھوئے گی ان کی اس خام خیالی کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "آخر تمہیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی؟ جو بھی بدی کمائے گا اور اپنی خطا کاری کے چکر میں پڑا رہے گا وہ دوزخی ہے اور دوزخ ہی میں وہ ہمیشہ رہے گا۔" (۲:۸۱)

Marfat.com

ہر شخص اپنی برائی کے مطابق سزا پائے گا یہ امر سورۃ یونس میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) ”اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں ان کی برائی جیسی ہے ویسا ہی وہ بدلہ پائیں گے ذلت ان پر مسلط ہو گی کوئی ان کو بچانے والا نہ ہو گا ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی ہو گی جیسے رات کے سیاہ پردے وہ دوزخ کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“ (۱۰:۲۷)

جس شخص کو اس کا اپنا برا عمل بھلا نظر آئے اللہ تعالٰی اسے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اس بارے میں سورۃ فاطر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”بھلا کچھ ٹھکانہ ہے اس شخص کی گمراہی کا جس کے لئے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہو اور وہ اسے اچھا سمجھ رہا ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے۔“ (۳۵:۸)

ہر شخص اپنی برائی کے نتائج خود بھگتے گا یہ بات سورۃ الزمر میں اس طرح بیان کی گئی ہے (ترجمہ) ”یہی بات ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی کہہ چکے ہیں مگر جو کچھ وہ کماتے تھے وہ ان کے کسی کام نہ آیا پھر اپنی کمائی کے برے نتائج انہوں نے بھگتے اور ان لوگوں میں سے بھی جو ظالم ہیں وہ عنقریب اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتیں گے یہ ہمیں عاجز کر دینے والے نہیں ہیں۔“ (۳۹:۵۰-۵۱) مندرجہ بالا حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے روز بدی کی سخت سزا ملے گی۔

اللہ تعالٰی کی ناراضگی کی سزا

جو شخص بھی خالق ارض و سما کا بتایا ہوا زندگی کا راستہ اختیار نہیں کرتا اس کی دنیا کامیاب ہے اور نہ ہی آخرت جو اللہ تعالٰی کے بتائے ہوئے درست راستہ کو چھوڑتا ہے اور اس کو ناراض کرتا ہے۔ اس کے سب اعمال ضائع ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالٰی سورۃ محمد میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ”پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے؟ یہ اسی لئے تو ہو گا کہ انہوں نے اس طریقہ کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی رضا کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا اسی بنا پر اس نے ان کے سب اعمال ضائع کر دیئے۔“ (۴۷:۲۷-۲۸) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کی ناراضگی کی بنا پر قیامت کے روز انسان کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

Marfat.com

۱۱۔ فسق/ نافرمانی کی سزا

فسق کے بنیادی معنی نافرمانی کے ہیں۔ شریعت حقہ کی انسان جہاں جہاں اور جس جس صورت میں نافرمانی کرتا ہے وہ سب اقوال اعمال و افعال فسق کے زمرہ میں شامل ہیں۔ فسق کا مرتکب فاسق کہلاتا ہے۔ فسق کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اور نافرمانی کے اعتبار سے اس کی سزا بھی مختلف ہے

اللہ تعالیٰ سورۃ طٰہٰ میں کفار مکہ کو جو حق کی مخالفت میں پیش پیش اور بہت سخت تھے فرماتا ہے کہ کیا تمہیں تاریخ کے اس سبق سے کوئی ہدایت نہیں ملی کہ ہم نافرمانی کی پاداش میں کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں (ترجمہ) "پھر کیا ان لوگوں کو (تاریخ کے اس سبق سے) کوئی ہدایت نہ ملی کہ ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کی (برباد شدہ) بستیوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں درحقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سلیم رکھتے ہیں۔" (۲۰:۱۲۸)

یہی بات سورۃ الاحقاف میں اس طرح بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "تم اپنے حصے کی نعمتیں اپنی دنیا کی زندگی میں ختم کر چکے اور ان کا لطف تم نے اٹھا لیا۔ اب جو تکبر تم زمین میں کسی حق کے بغیر کرتے رہے اور جو نافرمانیاں تم نے کیں ان کی پاداش میں آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔" (۴۶:۲۰)

تکذیب آیات الٰہی بھی فسق ہے۔ اس بارے میں سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) جو ہماری آیات کو جھٹلائیں وہ اپنی نافرمانیوں کی پاداش میں سزا بھگت کر رہیں گے۔" (۶:۴۹) اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو بھی قران پاک میں فسق قرار دیا گیا ہے اس بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "مگر جو بات ان سے کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ کا کچھ کر دیا آخرکار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا۔ یہ سزا تھی ان نافرمانیوں کی جو وہ کر رہے تھے۔" (۲:۵۹)

قوم ثمود بھی فاسق تھی اس بارے میں سورۃ الذاریات میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تمہارے لئے نشان ہے ثمود میں جب ان سے کہا گیا تھا کہ ایک خاص وقت

تک مزے کرلو مگر اس تنبیہ پر بھی انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی آخر کار ان کے دیکھتے دیکھتے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب نے ان کو آلیا۔"
(۵۱:۴۳-۴۴)

یوم سبت کو منع کرنے کے باوجود حیلہ سازی سے مچھلیاں پکڑنے اور اس سلسلہ میں احکام شریعت اور پندوموعظت کو نظرانداز کرنے والوں کو بھی سورۃ الاعراف میں فاسق قرار دیا فرمایا (ترجمہ) "آخرکار جب وہ ان ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو انہیں یاد کرائی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔" (۷:۱۶۵)

دین حق کے مخالفین کو بھی فاسق قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ الاحقاف میں ارشاد ربانی ہے "جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا انہیں خوف دلایا جا رہا ہے تو انہیں یوں معلوم ہو گا جیسے دنیا میں دن کی ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے تھے۔ بات پہنچا دی گئی اب کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہو گا۔" (۴۶:۳۵) اور قابل سزا ہیں۔ اللہ اور رسول کی معصیت یعنی حدوداللہ سے تجاوز کرنے والے لوگ جہنمی ہیں۔ اس بارے میں سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کر جائے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن سزا ہے۔" (۴:۱۴) اور اسی بارے میں سورۃ الجن میں اس طرح ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اب بھی جو اللہ اور اس کے رسول کی بات نہ مانے گا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے اور ایسے لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔" (۷۲:۲۳)

قوم نوح نے بھی اپنے رسول کی معصیت کی جس کی پاداش میں وہ غرق کر دیئے گئے اس امر کا ذکر سورۃ نوح کے ان آیات میں کیا گیا ہے (ترجمہ) "نوح نے کہا میرے رب انہوں نے میری بات رد کر دی اور ان رئیسوں کی پیروی کی جو مال اور اولاد پا کر زیادہ نامراد ہو گئے ہیں اور ان لوگوں نے بڑا بھاری مکر کا جال پھیلا رکھا ہے۔"
(۷۱:۲۱-۲۲)

بنی اسرائیل پر ذلت و مسکنت کا عذاب طاری ہوا کیونکہ وہ معصیت اور عدوان

Marfat.com

کے مرتکب ہوئے۔ بعض آیات میں معصیت اور عدوان دونوں کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے۔ فرعون نے جب رسول کی معصیت کی تو وہ سخت عذاب میں پکڑا گیا اس بارے میں سورۃ الحاقہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اسی خطائے عظیم کا ارتکاب فرعون اور اس سے پہلے کے لوگوں نے اور تل پٹ ہو جائے والی بستیوں نے کیا ان سب نے اپنے رب کے رسول کی بات نہ مانی تو اس نے ان کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑا۔" (۶۹:۹-۱۰) اور یہی مضمون سورۃ المزمل میں اس طرح بیان فرمایا (ترجمہ) "تم لوگوں کے پاس ہم نے اسی طرح ایک رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا (پھر دیکھ لو جب) فرعون نے اس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا۔" (۷۳:۱۵-۱۶)

اگر خود رسول بھی خدا کی معصیت اختیار کرے تو وہ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ یہ امر سورۃ الانعام کی اس آیت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے فرمایا ترجمہ کہہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو (ڈرتا) ہوں کہ ایک بڑے (خوفناک) دن مجھے سزا بھگتنی پڑے گی۔ اس دن جو سزا سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔" (۶:۱۵-۱۶) مندرجہ بالا تمام حوالہ جات سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ کی معصیت وفسق/گناہ/نافرمانی/اللہ کے نزدیک سخت سزا کی مستحق ہیں۔

۱۴۔ تکبر/خود پسندی/بڑائی/گھمنڈ کی سزا

انسان کی پیدائش ایک قطرہ ناپاک سے ہوئی ہے اس لئے اس کو تکبر زیب نہیں دیتا۔ متکبر لوگوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ تکبر ہی کی بنا پر شیطان کو جنت سے نکالا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے تکبر کا قصہ سورۃ ص میں اس طرح بیان کیا ہے (ترجمہ) "جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں مٹی سے بشر بنانے والا ہوں پھر جب میں اسے پوری طرح بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جاؤ۔ اس حکم کے مطابق سب کے سب سجدے میں گر گئے مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ رب نے فرمایا اے ابلیس تجھ کو کیا چیز اس کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟ تو بڑا بن رہا ہے یا تو ہے ہی کچھ اونچے درجے کی ہستیوں میں سے۔ اس نے جواب دیا میں

Marfat.com

اس سے بہتر ہوں۔ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔ فرمایا اچھا تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہے اور تیرے اوپر یوم الجزا تک میری لعنت ہے۔" (۳۸:۷۱-۷۸) (۲:۳۴) (۷:۱۲'۱۳) اور سورۃ النحل میں متکبر لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا "اسی طرح کی ڈھٹائی ان سے پہلے بہت سے لوگ کر چکے ہیں پھر جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ ان پر اللہ کا ظلم نہ تھا بلکہ ان کا اپنا ظلم تھا جو انہوں نے خود اپنے اوپر کیا ان کے کرتوتوں کی خرابیاں آخرکار ان کی دامنگیر ہو گئیں اور وہی چیز ان پر مسلط ہو کر رہی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔" (۱۶:۳۳-۳۴)

اسی طرح سورۃ المومنون میں ارشاد ہوا "پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور کھلی سند کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کی طرف بھیجا مگر انہوں نے تکبر کیا اور بڑی دون کی کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری بندی ہے پس انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا اور ہلاک ہونے والوں میں جا ملے۔" (۲۳:۴۵-۴۸)

سورۃ الاعراف میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "انہوں نے موسیٰ سے کہا تو ہمیں مسحور کرنے کے لئے خواہ کوئی نشانی لے آئے ہم تو تیری بات ماننے والے نہیں ہیں آخر کار ہم نے ان پر طوفان بھیجا ٹڈی دل چھوڑے سرسریاں پھیلائیں' مینڈک نکالے اور خون برسایا۔ یہ سب نشانیاں الگ الگ کر کے دکھائیں مگر وہ سرکشی کئے چلے گئے اور وہ بڑے ہی مجرم لوگ تھے۔" (۷:۱۳۲-۱۳۳)

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے مقابلہ میں فرعون اور اس کے ساتھیوں نے گھمنڈ کیا اور غرقابی کی سزا پائی۔ سورۃ یونس میں یوں ارشاد ہوتا ہے (ترجمہ) "پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا مگر انہوں نے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور وہ مجرم لوگ تھے پس جب ہمارے پاس سے حق ان کے سامنے آیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے" (۱۰:۷۵-۷۶) مزید ملاحظہ ہو۔ (۴۰:۳۶-۳۷) (۲۸:۳۹) (۵۱:۳۹) (۲۹:۳۹)

لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرے اور

Marfat.com

زمین میں اکڑ کر نہ چلے کیونکہ خودپسند انسان اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ (ترجمہ) "اللہ تعالیٰ سورۃ لقمان میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "بیٹا نماز قائم کر' نیکی کا حکم دے' بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی بہت تاکید کی گئی ہے اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات کرنا' زمین پر اکڑ کر چلنا اللہ کسی خودپسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔" (۳۱:۱۷۔۱۸)

جن لوگوں نے قرآن پاک کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کیا اور گھمنڈ اور تکبر اختیار کیا اللہ تعالیٰ ان سابقہ قوموں کی ہلاکت کا قصہ سورۃ ص میں بیان کرتا ہے تاکہ وہ ضد سے باز آئیں اور قرآن کے مقابلہ میں گھمنڈ اور تکبر اختیار نہ کریں (ترجمہ) "ص قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی بلکہ یہی لوگ جنہوں نے ماننے سے انکار کیا ہے' سخت تکبر اور ضد میں مبتلا ہیں ان سے پہلے ہم ایسی کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔" (۳۸:۱۔۳)' (۲۳:۶۶۔۶۸)' (۳۷:۳۵)' (۴۰:۵۶)' (۴۶:۴)

تکبر جیسی اخلاقی برائی کے قابل سزا ہونے کے بارے میں قرآن پاک میں متعدد آیات ملتی ہیں۔ چنانچہ سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے (ترجمہ) "اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لئے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو ایک وقت آئے گا جب اللہ تعالیٰ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔" (۴:۱۔۲) (۴۵:۳۱) (۲۵:۲۱) (۲۸:۷۶) اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) "اور جن لوگوں نے بندگی کو عار سمجھا اور تکبر کیا ہے ان کو اللہ دردناک سزا دے گا۔" (۴:۱۷۳) (۲۵:۲۱) (۴۱:۳۸) (۴۱:۵۱) (۷۶:۷۱۔۷۳) (۳۱:۶) (۳۷:۳۸)

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگوں یعنی اہل مدین نے گھمنڈ کیا اور شعیب علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں سے کہا یا تو تم ہماری ملت میں واپس آؤ ورنہ ہم تم کو بستی سے نکال باہر کریں گے۔ یہ قصہ سورۃ الاعراف میں یوں بیان ہوا ہے (ترجمہ) "اس کی قوم کے سرداروں نے جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مبتلا تھے اس سے کہا کہ اے شعیب ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے ورنہ تم لوگوں کو ہماری ملت میں واپس آنا ہو گا۔" (۷:۸۸)' ۷:۷۶۔۷' ۴۱:۱۵' ۲۵۔ ۳۴:۲۳۔۵۴' ۶۳:۶) مندرجہ بالا حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ

Marfat.com

تکبر/گھمنڈ اللہ کے سوا اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی زیب نہیں دیتا اسی لئے تکبر کی سزا بھی بہت سخت ہے۔

۱۳۔ بخل / کنجوسی کی سزا

اخلاقی اور معاشرتی برائیوں میں بخل / کنجوسی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ بخیل / کنجوس انسان کی دولت عقل و اختیارات میں سے کچھ بھی معاشرہ کی بھلائی کے لئے صرف نہیں ہوتا اس کی اپنی ذات اور دوسرے سب ہی محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دولت انسانی رویوں کا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان اپنی تگ و دو سے جو بھی دولت کمائے اپنی جائز ضروریات کی تکمیل کے بعد حسب مراتب و ضرورت دیگر ضرورت مندوں میں تقسیم کر دے تاکہ معاشرے کے تمام افراد کی جائز ضروریات پوری ہو سکیں۔ ڈھیروں دولت جمع کرنا خواہ وہ گھر پر رکھی جائے یا بینک میں دولت کو قید کرنے کے مترادف ہے جس سے گردش زر پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور لوگوں کی جائز ضروریات پوری نہیں ہوتیں پس اس کی قرآن پاک سختی سے مخالفت کرتا ہے۔

دولت قیامت کے روز انسان کے گلے کا طوق بن جائے گی۔ بخیل آدمی کی دولت ہی نہیں بلکہ اس کا علم و ہنر، منصب و مرتبہ بھی دوسروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا وہ معاشرہ کی بھلائی اور ترقی کے راستہ کی رکاوٹ بن جاتا ہے ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے (ترجمہ) "جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔ نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے۔ جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔"
(۳:۱۸۰) (۷۷-۷۵:۹) (۵۷:۲۴) (۲۱-۷۰:۱۴) (۴:۳۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ علم کے پھیلانے میں بخل سے کام نہ لو جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ التکویر میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اور (اے اہل مکہ) تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے اور اس نے اس پیغامبر کو روشن افق پر دیکھا ہے اور وہ غیب (کے اس علم کو لوگوں کو پہنچانے) کے معاملہ میں بخیل نہیں ہے اور یہ کسی شیطان مردود کا قول

Marfat.com

نہیں ہے پھر تم لوگ ادھر چلے جا رہے ہو۔" (۲۶-۲۲:۸۱)

اور سورۃ الحشر میں بیان کیا گیا ہے کہ کامیاب وہی لوگ ہیں جو دل کی تنگی سے بچا لئے گئے ہیں۔ فرمایا "حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لئے گئے ہیں وہی فلاح پانے والے ہیں۔" (۵۹:۹) اور سورۃ الیل میں اسی مضمون کو ایک جدا انداز میں اس طرح پیش کیا گیا ہے (ترجمہ) "اور جس نے بخل کیا اور (اپنے خدا سے) بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا اس کو ہم سخت راستے کے لئے سہولت دیں گے اور اس کا مال آخر اس کے کس کام آئے گا جبکہ وہ ہلاک ہو جائے۔" (۱۱-۸:۹۲)

اور سورۃ بنی اسرائیل کے آخر میں فرمایا کہ انسان بہت تنگ دل ہے' رقم خرچ ہو جانے کے خوف سے جائز اخراجات کرنے سے گریز کرتا یعنی کنجوسی برتتا ہے فرمایا (ترجمہ) "اے نبی ان سے کہو اگر کہیں میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے قبضہ میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے اندیشے سے ضرور ان کو روک رکھتے واقعی انسان بڑا تنگ دل واقع ہوا ہے۔" (۱۷:۱۰۰) پس کنجوسی انسان کی ایک منفی ذہنی کیفیت/ رویہ ہے۔ علم کا تقاضہ ہے کہ اس منفی رویہ سے پرہیز کیا جائے جو علم کے راستے کی بڑی رکاوٹ ہے۔ کنجوسی ایسی قبیح عادت قومی ترقی کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہے اور معاشرہ اور علم کی ترقی پر منفی اثرات کی حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس قبیح حرکت سے سورۃ آل عمران میں ان الفاظ میں روکتا ہے (ترجمہ) "جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔ نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔" (۳:۱۸۰) (۴:۳۷)

سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں دردناک سزا کی خوشخبری دو ان کو جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اس سے ان

Marfat.com

لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔" (۳۵۔۳۴:۹) ان حوالہ جات سے بخل/ کنجوسی ایسی قبیح عادت کی برائی بخوبی واضح ہوتی ہے

بدکاری/ لواطت/ زنا کی سزا

۱۴۔ زمانہ گواہ ہے کہ بلا روک ٹوک جنسی اختلاط سے قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ بدکار معاشروں کو عبرتناک سزا دیتا ہے مادر پدر آزاد معاشرے ایڈز ایسی مہلک اور ناقابل علاج بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں ہم جنسیت اور لواطت بھی بدکاری ہی کے زمرہ میں شامل ہیں اللہ تعالیٰ اس قبیل کے جرائم کی سخت سزا دیتا ہے) سورۃ المومنوں میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) وہ اپنے یہ کرتوت کئے چلے جائیں گے یہاں تک کہ جب ہم ان کے عیاشوں کو عذاب میں

پکڑلیں گے تو پھر وہ ڈکرانا شروع کر دیں گے (۶۴:۲۳) اور لواطت (اغلام بازی) کے بارے میں سورہ النحل میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور لوط کو ہم نے بھیجا" یاد کرو وہ وقت جب اس نے اپنی قوم سے کہا "کیا تم آنکھوں دیکھے بدکاری کرتے ہو؟ کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے جاتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم سخت جہالت کا کام کرتے ہو" مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا نکال دو لوط کے گھروالوں کو اپنی بستی سے یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں" آخرکار ہم نے بچالیا اس کو اور اس کے گھروالوں کو بجز اس کی بیوی کو جس کا پیچھے رہنا ہم نے طے کر دیا تھا اور برسائی ان لوگوں پر ایک برسات بہت ہی بری برسات تھی وہ ان لوگوں کے حق میں جو متنبہ کئے جا چکے تھے" (۵۸۔۵۴:۲۷) مزید ملاحظہ ہو۔ (۷۸:۱۱) (۳۳:۱۲)

(عریانی، فحاشی، زنا اور لواطت جیسے اعمال قوم کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ انسان کو زنا سے روکتا ہے کیونکہ وہ بہت بڑی بداخلاقی اور بہت ہی برا راستہ ہے۔ جس پر چل کر انسان ملامت زدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ عادت فساد اور لڑائی جھگڑے کا سبب بھی بنتی ہے اور فساد اور بدامنی علم کے راستہ کی بہت بڑی رکاوٹ ہے

Marfat.com

جس سے بہرصورت پرہیز لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت برا فعل اور بڑا ہی برا راستہ۔" (۱۷:۳۲) مومنوں میں فحش پھیلانے والے دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں اس بارے میں اسی سورۃ النور میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔" (۲۴:۱۹) (ر۷۸۔ ۲۰۹)

زانی مرد اور عورت کی سزا سورۃ النور میں مقرر کی گئی ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "زانی عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملہ میں تم کو دامن گیر نہ ہو۔" (۲۴:۲) (ر۳: ۲۴)

اللہ تعالیٰ قوم لوط کے فعل بد کو بھی ظلم قرار دیتا ہے کیونکہ یہ فعل راہ حق سے ہٹا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ قوم لوط کا یہ قصہ سورۃ النمل میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "اب دیکھ لو ان کی چال کا انجام کیا ہوا ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا ان کو اور ان کی پوری قوم کو۔ ان کے گھر خالی پڑے ہوئے ہیں اس ظلم کی پاداش میں جو وہ کرتے تھے اس میں ایک نشان عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔" (۲۷:۵۱۔۵۲)

اور اسی امر کا ذکر بڑے بلیغ انداز میں سورۃ الحجر میں اس طرح کیا ہے (ترجمہ) "تیری جان کی قسم اے نبی اس وقت ان پر ایک نشہ سا چڑھا ہوا تھا جس میں وہ آپے سے باہر ہوئے جاتے تھے۔ آخر کار پو پھٹتے ہی ان کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر کے رکھ دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش کر دی۔" (۱۵:۷۲۔۷۴) (ر۲۵۔۳۳: ۵۴)

قوم لوط علیہ السلام کے ظلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرستادوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مطلع کیا اور ظلم کی پاداش میں بستی والوں کو ہلاک کئے جانے کی اطلاع دی۔ اس بارے میں سورۃ العنکبوت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور جب ہمارے فرستادے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر پہنچے تو انہوں نے اس سے کہا ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اس کے لوگ سخت ظالم ہو چکے ہیں۔"

(۲۹:۳۱) آیات مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شہوت پرستی زنا اور لواطت جیسے اعمال مومنوں کی تباہی کا باعث اور قابل سزا ہیں۔

۱۵۔ اللہ سے پختہ وعدہ/عہد کو توڑنے کی سزا

اللہ تعالیٰ سورۃ الرعد میں فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ کے عہد کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں وہ دنیا میں اور آخرت میں اللہ کے عذاب کے حقدار ہیں۔ (ترجمہ) "رہے وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں جو ان رابطوں کو کاٹتے ہیں جنہیں اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ لعنت کے مستحق ہیں اور ان کے لئے آخرت میں بہت برا ٹھکانہ ہے۔" (۱۳:۲۵) اور سورۃ النحل میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو۔ اللہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے۔" (۱۶:۹۱) اور تین آیات کے وقفے سے اسی سورۃ میں اسی بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اللہ کے عہد کو تھوڑے سے فائدے کے بدلے نہ بیچ ڈالو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ خرچ ہو جانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے۔" (۱۶:۹۵-۹۶) پس معلوم ہوا کہ اللہ سے وعدہ خلافی/عہد شکنی کرنے والے لعنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے سخت سزا کے مستحق ہیں۔

۱۶۔ کفران نعمت/ناشکری کی سزا

اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا انکار کرنا ناشکری یا کفران نعمت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور کفران نعمت کرنے والوں کو ان کے ظلم کی پاداش میں جہنم میں ڈالا جائے گا جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ العنکبوت میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ اللہ کی دی ہوئی نجات پر اس کا

Marfat.com

کفران نعمت کریں اور (حیات دنیا) کے مزے لوٹیں۔ اچھا عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔" (۶۶-۶۵:۲۹) اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ "صدقات کو نشوونما دیتا اور سود کا منٹھ مارتا ہے اور وہ کسی ناشکرے انسان کو پسند نہیں کرتا (ترجمہ) "اللہ سود کا منٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدعمل انسان کو پسند نہیں کرتا۔" (۲:۲۷۶)

کفران نعمت کا نتیجہ بھوک اور خوف ہے۔ اس بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفراغت رزق پہنچ رہا تھا تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزا چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں۔" (۱۶:۱۱۲) پس معلوم ہوا کہ کفران نعمت ایک ایسا منفی رویہ ہے جو ہر دور میں علم کے راستے کی ایک بڑی رکاوٹ رہا ہے اور جس کی سزا بھی سخت ہے۔

تجارت یعنی بیع اور ربو یعنی سود دونوں ایک برابر نہیں ہیں بیع میں محنت کا معاوضہ لیا جاتا ہے جو کہ جائز ہے جبکہ ربو میں سرمایہ پر معاوضہ لیا جاتا ہے جو کہ حرام ہے اور جس کا نتیجہ ہمیشگی کی جہنم کی زندگی ہے۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باولا کر دیا ہو اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لئے وہ سودخوری سے باز آجائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا سو کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو اس حکم کے بعد بھی اس حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔" (۲:۲۷۵)

ظالمانہ شرحوں پر بڑھتا چڑھتا سود لینا کفر کی روش ہے اور کافروں کے لئے اللہ نے آگ تیار کر رکھی ہے اس بارے میں سورۃ آل عمران میں فرمایا (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو امید ہے کہ فلاح پاؤ گے اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے۔" (۱۳۱-۳:۱۳۰)

Marfat.com

سودی کاروبار یعنی سود لینے اور دینے کو سورۃ البقرۃ میں ظلم قرار دیا گیا ہے ایسے لوگوں کے خلاف اللہ اور اس کے رسول کا اعلان جنگ ہے۔ اس اہم ترین اسلامی معاشی اصول کو نظرانداز کرنے والے نہ صرف ظالم ہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے لوگوں کے خلاف کھلی جنگ ہے۔ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو اور

جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے اب بھی توبہ کر لو (اور سود چھوڑ دو) تو اپنا اصل سرمایہ لینے کے تم حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔" (٢:٢٧٨-٢٧٩)

۱۴۔ طعنہ زنی، غیبت کی سزا

سورۃ الھمزہ میں طعنہ زنی، غیبت اور بخل ایسی برائیوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو منہ در منہ لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا ہرگز نہیں وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔" (١٠٤:١-٤)

منافقین مومنوں کو طعن تشنیع اور ہنسی مذاق کا نشانہ بناتے تھے اس امر کا ذکر سورۃ التوبہ کی اس آیت میں کیا گیا ہے فرمایا (ترجمہ) "وہ خوب جانتا ہے (ان کنجوس دولت مندوں کو) جو برضا و رغبت دینے والے اہل ایمان کی مالی قربانیوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کے پاس (راہ خدا میں دینے کے لئے) اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو وہ اپنے اوپر مشقت برداشت کر کے دیتے ہیں اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لئے دردناک سزا ہے۔" (٩:٧٩)

۱۵۔ بزدلی / ڈر / خوف کی سزا

منافقین ڈرپوک ہیں ان کے ڈر کا حال سورۃ المنافقون کی ابتدائی آیات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "انہیں دیکھو تو ان کے جثے تمہیں بڑے شاندار نظر

Marfat.com

آئیں، بولیں تو تم ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ، مگر اصل میں یہ گویا لکڑی کے کندے ہیں جو دیوار کے ساتھ چن کر رکھ دیئے گئے ہیں۔ ہر زور کی آواز کو یہ اپنے خلاف سمجھتے ہیں یہ پکے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہو اللہ کی مار ان پر یہ کدھر الٹے پھرے جا رہے ہیں۔" (۶۳:۴) اور انہی کے بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ان میں سے کوئی ہے جو کہتا ہے مجھے رخصت دے دیجئے اور مجھ کو فتنے میں نہ ڈالیے۔ سن رکھو فتنے میں ہی ہیں تو یہ لوگ پڑے ہوئے ہیں اور جہنم نے ان کافروں کو گھیر رکھا ہے۔" (۹:۴۹)

سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جنگ میں پیٹھ پھیرنے سے منع فرماتا ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم ایک لشکر کی صورت میں کفار سے دوچار ہو تو ان کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیرو جس نے ایسے موقع پر پیٹھ پھیری الا یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا کسی دوسری فوج سے جا ملنے کے لئے تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہے۔" (۸:۱۵-۱۶) ان مثالوں سے بزدلی و کم ہمتی کی برائی ثابت ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

۱۶۔ تضحیک / مذاق اڑانے کی سزا

جب کسی شخص کو حقیر سمجھا جائے یا جب اس کی پیش کردہ تجویز یا بات عجب / نامعقول معلوم ہو تو ایسے شخص کا مذاق اڑایا جاتا ہے اگر مذاق کثرت سے باربار اڑایا جائے تو وہ شخص صرف آزردہ خاطر ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں پر بھی منفی اثرات پڑتے ہیں۔ آزدگی تحصیل علم میں مانع ہوتی ہے اس لئے کسی بھی شخص کو نشانہ تضحیک نہیں بنانا چاہئے۔ اہل ایمان کا مذاق اڑانے والوں کو اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ میں دردناک عذاب سے ڈراتا ہے (ترجمہ) "وہ خوب جانتا ہے ان کنجوس دولتمندوں کو جو برضاو رغبت دینے والے اہل ایمان کی مالی قربانیوں پر باتیں چھانٹتے ہیں اور ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جنکے پاس (راہ خدا میں دینے کے لئے) اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو وہ اپنے اوپر مشقت برداشت کرکے دیتے ہیں۔ اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا

Marfat.com

مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لئے دردناک سزا ہے۔" (۹:۷۹) (۱۰:۶)

۱۷۔جھوٹا وقار

جھوٹا وقار انسان کو اپنی بات کی پچ کی خاطر گناہ پر اکساتا اور آمادہ فساد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی بجائے جھوٹا وقار اس کو گناہ پر جما دیتا ہے جو کہ معاشرہ کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ جھوٹے وقار کی خاطر ایسا انسان حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور ترویج علم کے راستہ میں رکاوٹ بنتا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم قرار دیتا ہے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے (ترجمہ) "اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اپنے وقار کا خیال اس کو گناہ پر جما دیتا ہے ایسے شخص کے لئے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔" (۲:۲۰۶)

۱۸۔چوری کی سزا

چوری ایک گھناؤنا جرم ہے۔ جو متعدد معاشرتی برائیوں کا سبب ہے قران پاک میں چوری کی سزا قطع ید قرار دی گئی ہے تاکہ سزا کے خوف سے لوگ چوری سے اجتناب کریں اس بارے مین سورہ المائدۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور چور خواہ عورت ہو یا مرد دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا" (۵:۳۸) (۶۰:۱۲)

۱۹۔ڈکیتی کی سزا

ڈکیتی چوری سے بھی زیادہ بڑا گھناؤنا جرم ہے جس سے معاشرہ کا امن چین و سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے اسی لئے قران پاک میں اسکے لئے سزا بھی بہت سخت رکھی گئی ہے اس بارہ میں سورہ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و دو کرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ جلا وطن کر دیئے جائیں یہ ذلت و رسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے اس سے بڑی سزا ہے" (۵:۳۳)

Marfat.com

۲۰۔ قذف / زنا کی تہمت کی سزا

پرہیزگار عورتوں پر بدکاری کا عیب لگانے والوں کے لئے بھی قرآن پاک میں سخت سزا تجویز کی گئی ہے اس بارے میں سورہ النور میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی کوڑے مارو۔ اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو وہ خود ہی فاسق ہیں" (۲۴:۴)

۲۱۔ مسلمان کے بے گناہ عمداً یا سہواً قتل کی سزا

قرآن کے مطابق ہر انسان لائق تکریم ہے اس کو بے گناہ قتل نہیں کیا جا سکتا مسلمان بدرجہ اتم اس امر کے مستحق ہیں کہ دوسرے مسلمان ان کے جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کریں بالخصوص یہ کہ کسی بے گناہ شخص کو قتل نہ کیا جائے اس بارے میں سورہ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کسی مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ دوسرے مومن کو قتل کرے الا یہ کہ اس سے چوک ہو جائے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مومن کو غلامی سے آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے" (۴:۹۲) اگلی آیت میں قتل عمد کی سزا جہنم قرار دی گئی ہے ترجمہ "رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا" (۴:۹۳)

۲۲۔ اللہ اور رسول کی نافرمانی کی سزا

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بوجھ کر نافرمانی کی سزا ہمیشہ کی دوزخ ہے اس بارے میں سورہ النساء میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کر جائے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن سزا ہے" (۴:۱۴) اور اسی بارے میں سورہ الجن میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "اب جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی بات نہ مانے گا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے اور ایسے لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے" (۷۲:۲۳) مزید ملاحظہ ہو (۴:۱۱۵) (۹:۶۳۰) (۳۳:۳۶) (۵۸:۸،۹)

Marfat.com

۲۳۔ اللہ اور رسول کے مقابلہ پر آنا/ سرکشی کی سزا

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر آنے والے اسلام کے باغی ہیں اور سزاً جہنم کے حقدار ہیں اس بارے میں سورہ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا یہ بہت بڑی رسوائی ہے" (۹:۶۳) (۹:۶۱) اور اسی سرکشی کے بارے میں سورہ ص میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "یہ تو ہے متقیوں کا انجام اور سرکشوں کے لئے بدترین ٹھکانہ ہے جہنم جس میں وہ جھلسے جائیں گے بہت ہی بری قیام گاہ ہے ان کے لئے پس وہ سزا چکھیں' کھولتے ہوئے پانی اور پیپ لہو اور اسی قسم کی دوسری تلخیوں کا" (۳۸:۵۴-۵۷)

۲۴۔ اللہ پر جھوٹ گھڑنے کی سزا

اللہ پر الزام تراشی کرنا یا جھوٹ گھڑنا یا خلاف حقیقت بات اس (اللہ) سے منسوب کرنا اللہ پر جھوٹ گھڑنے کے زمرہ میں شامل ہے اللہ تعالیٰ ایسے اشخاص کو لعنتی یعنی اللہ کی رحمت سے دور قرار دیتا ہے اس بارے میں سورہ ہود میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے ایسے لوگ اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے اور گواہ شہادت دیں گے کہ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ گھڑا تھا سنو خدا کی لعنت ہے ظالموں پر" (۱۱:۱۸) (۶:۹۳) (۱۶:۱۱۶)

اس بارے میں سورہ طہٰ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "موسیٰ نے عین موقع پر گروہ مخالف کو مخاطب کر کے) کہا اور شامت کے مارو نہ جھوٹی تہمتیں باندھو اللہ پر ورنہ وہ ایک سخت عذاب سے تمہارا ستیاناس کر دے گا جھوٹ جس نے بھی گھڑا وہ نامراد ہوا"

(۲۰:۶۱) (۳۹:۳۲)

۲۵۔ الہامی کتابوں کو جھٹلانے / شک کرنے کی سزا

الہامی کتابوں کا ماخذ ام الکتاب ہے پیغام بھیجنے والا خود اللہ ہے اور پیغام لانے والا ملائکہ کا سردار جبریل امین ہے پس الہامی کتابیں کائنات بشمول دنیا کی معتبر ترین کتب ہیں بالخصوص قرآن پاک جس کی حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ تعالیٰ ہے اس کی صحت پر ادنیٰ

سے شبہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے قرآن کو چھوڑتے ہوئے دیگر الہامی کتب میں تحریف ہو چکی ہے جو کہ تاریخی طور پر بھی ثابت ہے تاہم یہ جملہ الہامی کتب اپنی صورت میں بھی بڑی حد تک بھروسہ کے لائق ہیں قرآن پاک کے بارے میں سورہ فاطر میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا ہو اب اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل اور صحیفے اور روشن ہدایات دینے والی کتاب لے کر آئے تھے پھر جن لوگوں نے نہ مانا ان کو میں نے پکڑ لیا اور دیکھ لو میری سزا کیسی سخت تھی" (۳۵:۲۵،۲۶) مزید ملاحظہ ہو (۱۸:۲۹)

آیات اللہ کا مذاق اڑانے کی سزا

۲۶۔

اللہ تعالیٰ اپنی آیات کا مذاق اڑانے والوں کو دوزخ کے عذاب کا مژدہ سناتا ہے سورہ الجاثیہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "ہماری آیات میں سے جب کوئی بات اس کے علم میں آتی ہے تو وہ ان کا مذاق بنا لیتا ہے ایسے سب لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے ان کے آگے جہنم ہے جو کچھ بھی انہوں نے اس دنیا میں کمایا ہے ان میں سے کوئی چیز ان کے کسی کام نہ آئے گی" (۴۵:۹،۱۰) (۴۵:۳۵) (۱۶:۳۴) (۱۸:۵۶) (۱۹:۱۰۶) (۲۶:۶) (۳۰:۱۰)

آیات اللہ کو جھٹلانے کی سزا

۲۷۔

آیات اللہ کی صحت سے انکار کرنے اور انہیں جھٹلانے والوں کے لئے بھی دوزخ کا عذاب ہو گا اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے کسی رنج اور خوف کا موقع نہ ہو گا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے" (۲:۳۸،۳۹) (۵:۱۵) (۵:۸۶) (۶:۱۵۰) (۶:۱۵۷) (۷:۳۶) (۷:۴۰) (۷:۱۷۶) (۷:۱۷۷) (۶:۳۹) (۲:۳۹) (۸:۵۲) ۳۶:۱۳-۱۵ ، ۴۰:۷۰-۷۳، ۴۳:۲۴-۲۵، ۵۰:۵، ۵۰:۱۲-۱۴، ۶۷:۸-۱۰، ۶۷:۱۸، ۹۲:۹-۱۰، ۹۲:۱۶-۱۸، ۲:۲۱۱، ۴:۱۵۵، ۵:۷۰، ۱۰:۷۴، ۲۳:۳۷-۳۸، ۲۳:۴۴، ۳۰:۱۰،

Marfat.com

(۱۵:۸۰-۸۴)

۲۸۔ رسولوں کا مذاق اڑانے کی سزا

رسولوں کا مذاق اڑانے والے لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت سزا کے مستحق میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ان کی قوم کو جو عذاب دیا گیا اس کے متعلق سورہ ہود میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "نوح کشتی بنا رہا تھا اور اس کی قوم کے سرداروں میں سے جو کوئی اس کے پاس سے گزرتا تھا وہ اس کا مذاق اڑاتا تھا اس نے کہا "اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنس رہے ہیں عنقریب تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر وہ بلا ٹوٹ پڑتی ہے جو ٹالے نہ ٹلے گی" (۱۱:۳۸،۳۹) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں یوں ارشاد ہوا ترجمہ "تم سے پہلے بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے مگر میں نے ہمیشہ منکرین کو ڈھیل دی اور آخر کار ان کو پکڑ لیا پھر دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی" (۱۳:۳۲) مزید ملاحظہ ہو (۲۰:۴۰،۴۱) (۲۵:۹) (۳۱:۳۶) (۴۰:۸۳) (۹:۷۹)

(۱۳:۳۲) ر ۱۰ : ۶)

۲۹۔ الہامی کتب کی ہدایات کو چھپانے کی سزا

الہامی کتب کی ہدایات کو چھپانے والے لوگوں پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں درآں حالیکہ ہم انہیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لئے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں" (۲:۱۵۹) مزید ملاحظہ ہو (۷:۱۷۰) (۲:۱۷۴) (۲:۱۷۶)

۳۰۔ شریعت میں ردوبدل کرنے کی سزا

تھوڑے سے مالی منافع کی خاطر شریعت کے جھوٹے نوشتے لکھنے والوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ

Marfat.com

حاصل کرلیں" (۲:۷۹)

۴۱۔ کھلی نشانیوں کو جھٹلانے کی سزا

قوم عاد و ثمود حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی اقوام کے لوگ اور دیگر بہت سی قومیں اور بستیاں جنہوں نے اللہ کی کھلی کھلی نشانیوں کو جھٹلایا اور اپنے نبی کی ہدایت پر عمل نہ کیا ان بستیوں کو اللہ کی نشانیوں کو جھٹلانے کی پاداش میں الٹ دیا گیا اس بارے میں سورہ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "کیا ان لوگوں کو اپنے پیش روؤں کی تاریخ نہیں پہنچی؟ نوح کی قوم عاد و ثمود ابراہیم کی قوم مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے" (۹:۷۰) (۲:۲۱۱)

۴۲۔ ظالم بستیوں کی سزا

اللہ کی نگاہ میں ہر وہ چیز امر یا بات جو خلاف عدل ہو ظلم ہے شرک کو انہی معنوں میں ظلم عظیم کہا گیا ہے پس ظلم کی کوئی شکل بھی اللہ کو پسند نہیں ہے ظلم کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی سزا بھی مختلف صورتوں میں مختلف ہے سورہ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ ظالم بستیوں کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے ترجمہ "کتنی ہی ظالم بستیاں ہیں جن کو ہم نے پیس کر رکھ دیا اور ان کے بعد دوسری کسی قوم کو اٹھایا جب ان کو ہمارا عذاب آتا محسوس ہوا تو لگے وہاں سے بھاگنے (کہا گیا) بھاگو نہیں جاؤ اپنے انہی گھروں اور عیش کے سامانوں میں جن کے اندر تم چین کر رہے تھے شاید کہ تم سے پوچھا جائے کہنے لگے ہائے ہماری کم بختی بیشک ہم خطاوار تھے یہاں تک کہ ہم نے ان کو کھلیان کر دیا۔ زندگی کا ایک شرارہ تک باقی نہ رہا (۲۱:۱۱-۱۵) (۹۵:۷۵) (۱۱:۱۱۳) (۱۶:۱۱۳)

۴۳۔ رسولوں پر ظلم کرنے کی سزا

اپنے رسولوں پر ظلم کرنے والی قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا اس بارے میں سورہ ابراہیم میں ارشاد ربانی اس طرح ہے ترجمہ "آخر منکرین نے اپنے رسولوں سے کہہ دیا کہ یا تو تمہیں ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا ورنہ ہم تمہیں اپنے ملک سے

نکال دیں گے" تب ان کے رب نے ان پر وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور ان کے بعد تمہیں زمین پر آباد کریں گے(۱۴:۱۳'۱۴)

۲۴۔ قبول حق سے انکار کرنے کی سزا

اللہ کے پیغمبروں اور ان کی لائی ہوئی الہامی کتابوں اور شریعتوں کو ماننے سے انکار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے افعال کی بنا پر راہ حق سے بھٹکا دیا ہے اور ان کے لئے سخت تباہ کن سزا ہے اس بارے میں سورہ ابراہیم میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور سخت تباہ کن سزا ہے قبول حق سے انکار کرنے والوں کے لئے جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں جو اللہ کے راستے سے لوگوں کو روک رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ راستہ ان کی خواہشات کے مطابق ٹیڑھا ہو جائے یہ لوگ گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں" (۱۴:۲'۳)

۲۵۔ فساد/ فسادی کی سزا

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں فساد اور فسادی لوگوں کو پسند نہیں کرتا اور فسادی افراد/ اقوام کو سخت سزا دیتا یا دلاتا ہے اس بارے میں سورہ بنی اسرائیل میں بنی اسرائیل کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ترجمہ "پھر ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اس بات پر بھی متنبہ کر دیا تھا کہ تم دو مرتبہ زمین میں فساد عظیم برپا کرو گے اور بڑی سرکشی دکھاؤ گے آخر جب ان میں سے پہلی سرکشی کا موقع پیش آیا تو اے بنی اسرائیل ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے اٹھائے جو نہایت زور آور تھے اور وہ تمہارے ملک میں گھس کر ہر طرف پھیل گئے" (۱۷:۴۵) (۱۷:۶'۷) (۲:۲۰۶) (۲:۲۷)

۲۶۔ ضد/ ہٹ دھرمی کی سزا

محض ضد کی بنا پر حقائق کا انکار کرنے والوں کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے کہ ان کے لئے سخت اور ذلت امیز سزا مقرر ہے فرمایا (ترجمہ) "اور اب جو ایک کتاب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہے اس کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ

Marfat.com

ہے؟ باوجود یکہ وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھی باوجودیکہ اس کے آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے مگر جب وہ چیز آگئی جسے وہ پہچان بھی گئے تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ خدا کی لعنت ان منکرین پر کیسا برا ذریعہ ہے جس سے یہ اپنے نفس کی تسلی حاصل کرتے ہیں کہ جو ہدایت اللہ نے نازل کی ہے اس کو قبول کرنے سے صرف اس ضد کی بنا پر انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل (وحی و رسالت) اپنے جس بندے کو خود چاہا نواز دیا لہٰذا اب یہ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے ہیں اور ایسے کافروں کے لئے سخت ذلت امیز سزا مقرر ہے۔" (۲:۸۹'۹۰)

۳۷۔ رابطوں کو کاٹنے / قربتداری کو توڑنے کی سزا

اللہ تعالیٰ قربتداروں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور ان سے قطع تعلق کرنے کو بہت بری حرکت قرار دیتا ہے اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اس طرح اللہ ایک ہی بات سے بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کہ راہ راست دکھا دیتا ہے اور اس سے گمراہی میں وہ انہی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں اللہ کے عہد کو باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں" (۲:۲۶'۲۷) (۱۳:۲۵)۔

۳۸۔ آنکھ' کان اور دل سے کام نہ لینے والوں کی سزا

قرآن پاک میں جگہ بجگہ انسانوں کو آنکھوں سے دیکھنے کانوں سے سننے اور دل سے سوچ بچار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ وہ اپنے گردوپیش پر نگاہ ڈال کر جو کچھ دیکھیں اور سنیں اس پر خوب سوچ و بچار کر کے عمل کا فیصلہ کریں جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جانوروں سے بھی بدتر ہیں اس بارے میں سورہ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ "اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں

جن کو ہم نے جہنم ہی کے لئے پیدا کیا ہے ان کے پاس دل میں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں" (۱۷۹: ۷)

طالبان دنیا کی سزا
۳۹۔

اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا کوئی بری بات نہیں بلکہ یہ ایک طرح اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے تاہم آخرت کو بھول کر دنیاوی نعمتوں میں اپنے آپ کو غرق کر لینا سخت گھاٹے کا سودا ہے انسان کو دین اور دنیا دونوں کی یکساں فکر کرنی چاہئے اس بارے میں سورہ ھود میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوشیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے" (۱۶'۱۵: ۱۱)

ناپ تول میں کمی کی سزا
۴۰۔

بعض انسانی معاشروں میں ناپ تول میں کمی روزمرہ کا معمول بن گیا ہے اس بدعادت میں مبتلا لوگ ناپ تول میں کمی کو برا نہیں. سمجھتے ایسے لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اس بری عادت میں مبتلا تھی اس بارے میں سورہ ھود میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور مدین والوں کی طرف سے ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو آج میں تم کو اچھے

حال میں دیکھ رہا ہوں مگر مجھے ڈر ہے کہ کل تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب سب کو گھیر لے گا اور اے برادران قوم ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرو" (۸۵'۸۴: ۱۱)

روزجزا/ قیامت کے انکار کی سزا
۴۱۔

اجزائے ایمان میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دینے

Marfat.com

کے بعد جو اہم ترین امر ہے وہ یوم آخرت پر پختہ یقین کا ہونا ہے جس کے بغیر انسان نیکی کا کوئی کام کر ہی نہیں سکتا اس کی تمام تر توجہ دنیاوی عیش و آرام کے حصول تک محدود رہتی ہے اس بارے میں سورہ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے۔ ہماری نشانیوں کو جس کسی نے جھٹلایا اور آخرت کی پیشی کا انکار کیا اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے"
(۷:۱۴۶،۱۴۷) (۱۰:۴۵،۴۶) (۱۱:۱۹،۲۰) (۲۵:۱۱) (۲۵:۳۸-۴۰) (۲۷:۴) (۳۴:۴۲)

اسی بارے میں سورہ الکہف میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا اس لئے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے ان کی جزا جہنم ہے اس کفر کے بدلے جو انہوں نے کیا" (۱۸:۱۰۵،۱۰۶)

قرآن سے منہ موڑنے والے سخت بار گناہ اٹھائیں گے اور اس کے وبال میں گرفتار رہیں گے قیامت کی سزا اس کے علاوہ ہو گی اس بارے میں سورہ طٰہٰ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "اور ہم نے خاص اپنے یہاں سے تم کو ایک ذکر (درس اور نصیحت) عطا کیا ہے جو کوئی اس سے منہ موڑے گا وہ قیامت کے روز سخت بار گناہ اٹھائے گا اور ایسے سب لوگ ہمیشہ اس کے وبال میں گرفتار رہیں گے اور قیامت کے دن ان کے لئے اس جرم کی ذمہ داری کو بوجھ بڑا تکلیف دہ ہو گا" (۲۰:۱۰۰،۱۰۱)

دھوکہ بازی کی سزا

۴۲۔

دھوکہ باز شخص معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور دھوکہ ثابت ہونے پر سزا کا مستحق ہوتا ہے اس بارے میں سورہ البقرہ کے شروع میں ہی ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے" ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا ہے اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اس کی پاداش میں ان کے لئے دردناک سزا ہے" (۲:۹،۱۰)

قانون شکنی کی سزا

۴۳۔

قانون خواہ ملکی ہو معاشرتی ہو یا شرعی اس کو توڑنے والوں کو معاشرہ اچھی نگاہ

سے نہیں دیکھتا اور بسا اوقات ان کو سزا بھی دیتا ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بارے میں سورہ البقرہ میں یوں ارشاد فرماتا ہے ترجمہ "پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا ہم نے انہیں کہہ دیا بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پڑے اس طرح ہم نے ان کے انجام کو اس زمانے کے لوگوں اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لئے عبرت اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بنا کر چھوڑا" (۲:۶۵-۶۶)

اذیت پسندی کی سزا

۴۴۔ اذیت کے معنی تکلیف کے ہیں یعنی لوگوں کو بلاوجہ تکلیف پہنچانا۔ لوگوں کو تکلیف پہنچانے والا شخص لوگوں کی دشمنیاں مول لیتا ہے اور دشمنی لڑائی جھگڑے اور فساد کا سبب بنتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر گز پسند نہیں ہے۔ دنگہ فساد' تحصیل و ترویج علم میں بھی رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب میں اذیت دینے کے بارے میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بے قصور اذیت دیتے ہیں انہوں نے ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا ہے۔" (۳۳:۵۷-۵۸)

حج بیت اللہ سے روکنے کی سزا

۴۵۔ پوری دنیا سے آنے والے حاجیوں کو حج عمرہ و طواف کعبہ سے روکنا اللہ کی نگاہ میں انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے اس بیت مکرم میں باہر سے آنے والوں اور مقامی لوگوں کے حقوق برابر ہیں حج بیت اللہ اور عمرہ وغیرہ سے روکنے والوں کو اللہ دردناک عذاب کا مزا چکھانے گا اس بارے میں سورہ الحج میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "جن لوگوں نے کفر کیا اور جو (آج اللہ کے راستے سے روک رہے ہیں اور اس مسجد حرام کی زیارت میں مانع ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے بنایا ہے جس میں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق برابر ہیں (ان کی روش یقیناً سزا کی مستحق ہے) اور (مسجد حرام) میں جو بھی راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کر یگا) اسے ہم دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے" (۲۲:۲۵)

Marfat.com

زر پرستی / مال دولت کی حرص کی سزا

۴۶
اپنے اور اپنے زیر کفالت لوگوں کے لئے جائز ذرائع سے جائز ضروریات کی تکمیل کے لئے دولت کمانا اسلام میں دوسرے مذاہب کے برعکس معیوب فعل ہونے کی بجائے ایک پسندیدہ فعل ہے تاہم بلاضرورت دولت کے انبار اکٹھے کرنا اور رقم کو روک کر رکھنا اللہ کے نزدیک ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور قابل سزا ہے اس بارے میں سورہ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "دردناک سزا کی خوشخبری دو ان کو جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کو پیشانیوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو" (۹:۳۴،۳۵)

ارتداد مرتد ہونے کی سزا

۴۷
برضا ورغبت خود دین اسلام کو قبول کر کے اور اس پر عمل کرنے کے بعد کسی ظاہریا وجہ سے دین اسلام ترک کر کے کسی دوسرے مذہب یا دین میں داخل ہو جانے والے کو مرتد کیا جاتا ہے اس بارے میں سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "(اور یہ خوف سمجھ لو کہ) تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے" (۲:۲۱۷)

جھوٹ کی سزا

۴۸
اکثر اخلاقی برائیوں کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے اگر انسان سچ بولے تو بہت سے گناہوں اور اخلاقی برائیوں سے بچ سکتا ہے اللہ تعالیٰ جھوٹے شخص کو ہدایت نہیں دیتا اس بارے میں سورہ الزمر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں اللہ

Marfat.com

یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو" (۳۹:۳) (۴۰:۲۸)

۴۹۔ خیانت کی سزا

اللہ تعالیٰ امانت میں خیانت کرنے والے بندوں کو پسند نہیں کرتا اس بارے میں سورۃ الحج میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "یقیناً اللہ مدافعت کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں یقیناً اللہ کسی خائن کافر نعمت کو پسند نہیں کرتا" (۲۲:۳۸) (۸:۵۸)

۵۰۔ فرقہ بندی کی سزا

فرقہ بندی قوموں کی تباہ و برباد کرنے والی ایک بڑی برائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت سزا کی مستحق ہے اس بارے میں سورہ ال عمران میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ "کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے جنھوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے جبکہ کچھ لوگ سرخرو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہو گا"

(۳:۱۰۵)

۵۱۔ غفلت کی سزا

کسی قول امر یا فعل کی انجام دہی میں سستی اختیار کرنا یا لیت و لعل کرنا یا بھول جانا غفلت کہلاتا اپنے احکام (الٰہی) کی بجا آوری سے غفلت برتنے والوں کو اللہ تعالیٰ سورہ یونس میں جہنم کی بشارت ان الفاظ میں دیتا ہے (ترجمہ) "حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہو گا ان برائیوں کی پاداش میں جن کا اکتساب وہ (اپنے اس غلط عقیدے اور غلط طرز عمل کی وجہ سے کرتے رہے" (۱۰:۷،۸) (۲۱:۱)

۵۲۔ قتل اولاد کی سزا

اپنی حقیقی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل کرنا اللہ کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ فعل ہے اور قابل سزا ہے اس بارے میں سورہ بنی سرائیل میں ارشاد ربانی ہے ترجمہ

Marfat.com

"اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی در حقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے" (۱۷:۳۱)

ہدایات کی پیروی نہ کرنے کی سزا

۵۴۔ اللہ کی ہدایات کی پیروی نہ کرنا ایک بڑی کوتاہی ہے اللہ تعالیٰ کوتاہی کرنے والوں کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور آخرت میں بھی سزا دے گا۔ سزا کا یہ اصول ایک فطری اصول ہے جو دنیا والوں پر بھی لاگو ہوتا ہے سزا کے خوف سے انسان غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچا رہتا ہے اس لئے مناسب سزا کا ہونا ضروری ہے اسی اصول کی بنا پر تحصیل علم میں کوتاہی پر مناسب سزا کا دیا جانا ضروری ہے اللہ تعالیٰ اپنی ہدایات کی نافرمانی کرنے والے افراد اور قوموں کو سخت سزا دیتا ہے اپنی نشانی اونٹنی کو ہلاک کرنے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قوم صالح کو سخت عذاب سے دوچار کیا جیسا کہ سورہ ھود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) "آخر کار جب ہمارے فیصلے کا وقت آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے ان کو محفوظ رکھا بیشک تیرا رب ہی دراصل طاقتور اور بالا دست ہے رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھرلیا' اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے" (۱۱:۶۶'۶۸) (۱۱:۸۱'۸۲) (۱۱:۹۴'۹۵) (۱۱:۱۰۲) (۱۱:۵۹'۶۰) (۱۱:۴۲'۴۳) (۱۵:۶۱-۶۵) (۱۵:۵۷-۶۰) (۱۵:۷۲-۷۴) (۳۹:۳۱'۳۲)

Marfat.com

باب اٹھارہ

کھیل کود، تفریح تربیت جسمانی و تعلیمی سیر

انسان جسم و روح دو چیزوں کا مرکب ہے۔ پس کسی بھی تعلیمی نظام میں جسم و روح ہر دو کی اعلیٰ تربیت کا انتظام و انصرام ضروری ہے۔ انسانی دماغ و روح کی علمی و روحانی پرورش و تربیت کے لئے ہم تعلیم کا بندوبست کرتے ہیں، بَہلہ جسمانی تربیت کے لئے حفظان صحت کے اصولوں پر عمل کرنے کے علاوہ کھیل کود تفریحات ورزش اور سیر کا اہتمام کرتے ہیں کیونکہ عام مشاہدہ یہی ہے کہ ایک صحت مند جسم میں ہی ایک صحت مند دماغ کی پرورش ہو سکتی ہے۔ پس اس باب میں صحت مند جسم کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ دماغی و جسمانی اہلیت

کاروبار زندگی کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے عمدہ دماغی و جسمانی اہلیت اظہر من الشمس ہے۔ دماغی اہلیت کے بارے میں دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ کمزور و بیمار جسم اور دماغ کے ساتھ دنیا کا کوئی کام بھی احسن طریقہ سے انجام نہیں دیا جا سکتا۔ دماغی اہلیت کے بارے میں سورۃ الانعام میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "دیکھو ہم نے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔" (۶:۹۷) اور دماغی صلاحیت کی سلبی حالت کے بارے میں سورۃ یونس میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ ان پر گندگی ڈال دیتا ہے۔" (۱۰:۱۰۰) اور ایجابی پہلو کے بارے میں سورۃ النحل میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔" (۱۶:۱۱) اور اسی بارے میں سورۃ الانبیاء میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "لوگو ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔" (۲۱:۱۰) اور موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرمایا (ترجمہ) "مشرق و مغرب اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کا رب اگر آپ کچھ عقل رکھتے

ہیں۔" (۲۶:۲۸)

انسان میں دنیا کا کوئی بھی کام انجام دینے کے لئے دماغی و جسمانی اہلیت کا ہونا ضروری ہے اور بڑے کاموں کے لئے دماغی و جسمانی اہلیت بھی بڑی درکار ہوتی ہے۔ فرمانروائی کا حق اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا ہے جس کی دماغی و جسمانی اہلیت دوسروں کے مقابلہ میں بڑھی ہوئی ہو اسی طرح حصول علم میں کسی بھی فن یا علم میں مہارت حاصل کرنے کے لئے مضبوط جسم اور اعلیٰ دماغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل کے لئے بادشاہ کے انتخاب کے موقع پر ان کے نبی نے فرمایا۔(ترجمہ) "نبی نے جواب دیا اللہ نے تمہارے مقابلہ میں اسی کو منتخب کیا اور اس کو دماغی و جسمانی دونوں قسم کی اہلیتیں فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی ہیں اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے۔" (۲:۲۴۷) موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد مدین پہنچنے پر دو عورتوں کے ریوڑ کو کنویں سے نکال کر پانی پلایا جس پر ان دو عورتوں میں سے ایک نے اپنے والد کو جن الفاظ میں موسیٰ علیہ السلام کے کردار کی تعریف کی وہ سورۃ القصص میں اس طرح بیان کئے گئے ہیں (ترجمہ) "ابا جان اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور ایماندار ہو۔" (۲۸:۲۶) پس معلوم ہوا کہ شخصیت کی تعمیر میں دماغی اہلیت کے ساتھ مضبوط جسم بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔

۲۔کھیل کود

صحت برقرار رکھنے اور دل بہلانے کے لئے کھیل کود ضروری ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف علیہ السلام

کو ان کے (بھائیوں) ساتھ بھیج دیا جائے تاکہ وہ بھی کچھ کھائے پئے اور کھیل سے اپنا دل بہلائے۔ اللہ تعالیٰ یہ واقعہ سورۃ یوسف میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "ابا جان کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے معاملہ میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے سچے خیر خواہ ہیں کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کچھ چر چگ لے گا اور کھیل کود سے بھی دل بہلائے گا ہم اس کی حفاظت کو موجود ہیں۔" (۱۲:۱۱'۱۲) چند آیات کے

Marfat.com

وقفہ سے اسی سورۃ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یوں عرض کیا (ترجمہ) "ابا جان ہم دوڑ کا مقابلہ کرنے میں لگ گے تھے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا کہ اتنے میں بھیڑیا آکر اسے کھا گیا۔" (۱۲:۱۷) ان ہر دو حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کھیل کود انسانی صحت برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

۳۔ہنسی مذاق

متانت اور سنجیدگی انسان کی بڑائی اور بزرگی کی علامت ہے جس کا الٹ غیر سنجیدہ حرکات اور ہنسی مذاق کا رویہ ہے حق وانصاف کی بات کا جواب دلیل سے دینے کی بجائے اس بات کو مذاق میں اڑا دینا ایک طفلانہ اور غیر سنجیدہ حرکت ہے اللہ تعالیٰ سورۃ لقمان کے شروع میں ایک ایسے شخص کا قصہ بیان فرماتا ہے جو قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق کو تسلیم کرنے کی بجائے لوگوں کو راہ راست سے بھٹکانے کی خاطر اور قرآن پاک سے توجہ ہٹانے کی خاطر ان کو قصہ گوئی کے کام میں الجھانا چاہتا تھا اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "اور انسانوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلام دلفریب خرید کر لاتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکا دے اور اس راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے ایسے لوگوں کے لئے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے" (۳۱:۶) اگرچہ کبھی کبھی ہنسی مذاق بھی انسانی زندگی میں اہمیت رکھتا ہے جس کے بغیر انسانی زندگی بے کیف ہو کر رہ جاتی ہے تاہم سنجیدہ امور اور گفتگو کو ہنسی مذاق کی نذر کر دینا درست نہیں یہ ہنسی مذاق اور کھیل کود کا سلبی پہلو ہے جس سے احتراز لازمی ہے۔

۴۔سفر و تعلیمی سیر / سیروفی الارض

سفر وسیلہ ظفر ہے کیونکہ سفر سے انسان کے علم اور تجربہ میں بہت اضافہ ہوتا ہے حصول علم کے لئے سفر اختیار کرنا تعلیمی سیر کہلاتی ہے جس کی مدد سے انسان اپنے علم اور تجربہ میں بے پناہ اضافہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر انسانوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ دنیا میں چل پھر کر معلوم کریں کہ ظالم قوموں کے ساتھ

اللہ تعالیٰ نے کیا برتاؤ کیا نیز اللہ تعالیٰ کی نیرنگیوں کا ملاحظہ بھی کریں تاکہ وہ حقیقی علم حاصل کر سکیں سورۃ الروم میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے انہوں نے زمین کو خوب ادھیڑا تھا اور اسے اتنا آباد کیا تھا جتنا انہوں نے نہیں کیا ہے۔" (۳۰:۹) (۱۲:۱۰۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کے ہمراہ ایک اور سرزمین (فلسطین) کی طرف ہجرت یا سفر اختیار کیا جس کا ذکر سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔ (ترجمہ) "ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم پر وہ چاہتے تھے کہ ابراہیم کے ساتھ برائی کریں مگر ہم نے ان کو بری طرح ناکام کر دیا اور ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس سرزمین کی طرف نکال لے گئے جس میں ہم نے دنیا والوں کے لئے برکتیں رکھی ہیں۔" (۲۱:۶۹-۷۱)

جو شخص اللہ کا کلام جاننے کے لئے سفر اختیار کرے اسکو بحفاظت واپس کیا جائے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ کا کلام سنانے کے بعد ان کو بحفاظت واپس پہنچادیا جائے (ترجمہ) "اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص پناہ مانگ کر تمہارے پاس آنا چاہے (تاکہ اللہ کا کلام سنے) تو اسے پناہ دے دو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کے مامن تک پہنچا دو یہ اس لئے کرنا چاہئے کہ یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔" (۹:۶)

اور زمین میں چل پھر کر دیکھنے ہی کے بارے میں سورۃ آل عمران میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جنھوں نے (اللہ کے احکام و ہدایت کو جھٹلایا۔" (۳:۱۳) اور اسی تعلیمی سیر کے حوالے سے ایک مختلف بات سورۃ العنکبوت میں یوں ارشاد فرمائی (ترجمہ) "اس سے کہو زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلق کی ابتدا کی ہے۔" (۲۹:۲۰) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو اپنی (اللہ تعالیٰ) تخلیقات پر غور و فکر کی دعوت دے رہا ہے اور اس بارے میں زمین کا سفر اختیار کرنے کے لئے کہہ رہا ہے اور اسی بارے میں سورۃ سبا میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "چلو پھرو ان راستوں میں رات دن

پورے امن کے ساتھ۔" (۱۸:۳۴)

تعلیمی سیر سے تحصیل علم کی منزل آسان ہو جاتی ہے جن چیزوں کا مشاہدہ انسان اپنی آنکھ سے کر لیتا ہے اسے دیر تک نہیں بھولتا۔ تاریخ کے طالبعلم کو کسی علاقے کی ویرانی اور بربادی کا جو حال تاریخ کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ مفصل معلومات انسان بچشم خود اس علاقہ کا ملاحظہ کر کے حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نافرمانی کی پاداش میں برباد شدہ قوموں کی برباد بستیوں کے حالات زمین میں چل پھر کر معلوم کرنے کی ہدایت کرتا ہے تاکہ انسانیت نافرمانی کے عذاب سے آگاہ ہو سکے۔ (ترجمہ) "پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔" (۱۶:۳۶) (۲۱:۴۰) ایک اور جگہ فرماتا ہے "کتنی ہی خطاکار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں، کتنے ہی کنویں بیکار اور کتنے ہی قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں کیا یہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے" (۴۶۔۲۲:۴۴) سورۃ القریش میں اللہ تعالیٰ سفر کو وسیلہ ظفر قرار دیتا ہے (ترجمہ) "چونکہ قریش مانوس ہوئے (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس لہٰذا ان کو چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن دیا۔" (۴۔۱۰۶:۱)

امم سابقہ کے انجام و عواقب پر غور و فکر کا ایک ذریعہ تو کتب تاریخ و تحریری نوشتے ہیں جبکہ دوسرا قابل اعتماد اور موثر ذریعہ ان تباہ شدہ اقوام کی برباد شدہ بستیوں کا موقع پر معائنہ اور مطالعہ ہے جسے آثاریات یا آثار قدیمہ کہا جاتا ہے یعنی بستیوں کے قدیم آثار کے مطالعہ کا علم۔ قرآن کریم اپنے پیش کردہ قوانین کی صداقت کے ثبوت میں ان تباہ شدہ بستیوں کو پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو ان اقوام کا ان قوانین کی خلاف ورزی پر کیا انجام ہوا۔ اگر تم اس قسم کے انجام سے بچنا چاہتے ہو تو پھر تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم قوانین الہیہ کا احترام کرو وگرنہ تم بھی اسی انجام کے سزا وار ہو جاؤ گے۔ مطالعہ تاریخ کے اس اہم ماخذ کو قرآن پاک نے چودہ سو سال قبل لوگوں کے سامنے پیش کیا اور ان کو تاکیداً ایسا کرنے کے لئے کہا اور متعدد جگہوں پر سیر و فی الارض کا حکم دیا اور ان برباد بستیوں کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا کیونکہ موجودہ زمانے

میں ان برباد شدہ بستیوں کے سابقہ آثار ہی سابقہ اقوام عالم کے معاشی معاشرتی سیاسی جغرافیائی اور ثقافتی حالات پر روشنی ڈالنے کا مستند ترین ذریعہ ہیں۔ امم سابقہ کی اجڑی' بگڑی بستیوں کے یہ آثار عبرت کی دردناک داستانیں ہیں جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس بارے میں قرآن پاک میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تم سے پہلے بہت سے دور گزر چکے ہیں زمین میں چل پھر کر دیکھو لو کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جنھوں نے (اللہ کے حکم و ہدایت کو) جھٹلایا۔" (۳:۱۳۷) اور اسی بارے میں سورۃ الانعام میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ہے۔" (۶:۱۱) (۱۶:۳۶) اور یہی حقیقت انہی الفاظ میں سورۃ النحل میں یوں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔" (۱۶:۳۶) اور یہی بات ذرا مختلف انداز میں مجرم قوموں کے بارے میں یوں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان قوموں کا انجام انہیں نظر نہ آیا جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں۔ (۱۲:۱۰۹) مزید ملاحظہ ہو۔ (۲۷:۱۳) (۲۲:۴۶) (۳:۲۱) (۳۵:۴۴) (۳۰:۴۲) (۲۷:۶۹) (۲۹:۳۸) (۲۹:۳۵) اور سورۃ المومن میں فرمایا کہ سابقہ اقوام ان لوگوں سے نہ صرف تعداد میں زیادہ تھیں بلکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور بھی تھیں۔ اور آثار بھی ان کے مقابلے میں بہتر چھوڑ گئی ہیں لیکن یہ اقوام بھی ظلم اور نافرمانی کی بنا پر فنا کے گھاٹ اتر گئیں۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پھر کیا یہ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کو ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے تعداد میں زیادہ تھے ان سے بڑھ کر طاقتور تھے اور زمین میں ان سے زیادہ شاندار آثار چھوڑ گئے ہیں۔" (۴۰:۸۲) اور اسی بارے میں سورۃ السجدہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور کیا ان لوگوں کو (ان تاریخی واقعات میں) کوئی ہدایت نہیں ملی کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کی جگہوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں اس میں بڑی نشانیاں ہیں کیا یہ سنتے نہیں ہیں۔" (۳۲:۲۶) ان تمام مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن پاک کے نزدیک تعلیمی دوروں (سیر) کی بڑی اہمیت ہے جن کو کبھی اور کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

Marfat.com

باب انیس

تحقیق و تفتیش

۱۔ تحقیق و تفتیش کی اہمیت

کسی بھی فیصلہ / نتیجہ پر پہنچنے سے پیشتر زیر تحقیق مسئلہ کا پوری طرح جائزہ لینے بغور مشاہدہ کرنے اور تنقید کو نظرانداز کرتے ہوئے کمال صداقت دیانت و امانت سے افراط تفریط سے پرہیز کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے مستقل مزاجی و بردباری کے ساتھ کسی نتیجہ پر پہنچنے کو عرف عام میں تحقیق و تفتیش (Research) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے پختگی علم کے علاوہ صبر استقلال' مضبوط ارادہ اور راست روی بھی درکار ہوتی ہے وگرنہ تحقیق کے نتائج کو بھروسہ کے لائق نہیں سمجھا جاتا اور اس بارے میں کی گئی تمام کوشش و کاوش بیکار ثابت ہوتی ہے موجودہ دور میں دیگر امور کے علاوہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے موضوعات پر تحقیق و تفتیش کا بطور خاص انتظام کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے بغیر متنازعہ امور کے بارے میں نہ ہی ہم کسی صحیح فیصلہ پر پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی علم سائنس و ٹیکنالوجی ترقی کے منازل طے کر سکتے ہیں۔ پس تحصیل علم' فروغ علم اور علم پر عملدرآمد کے شعبوں میں تحقیق و تفتیش کی بطور خاص اہمیت ہے جس کو کسی بھی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

کسی بھی کام کے شروع کرنے سے پیشتر زیر بحث مسئلہ کی تحقیق و تفتیش کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح میدان جنگ میں کسی شخص کو دشمن یا کافر قرار دے کر قتل کرنے سے پیشتر اس امر کی تحقیق ضروری ہے کہ آیا وہ شخص حقیتاً" دشمن ہے بھی یا نہیں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو۔ جو تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے۔ اگر تم

Marfat.com

دنیاوی فائدہ چاہتے ہو تو اللہ کے پاس تمہارے لئے بہت سے اموال غنیمت ہیں آخر اسی حالت میں تم خود بھی تو اس سے پہلے مبتلا رہ چکے ہو پھر اللہ نے تم پر احسان کیا لہٰذا تحقیق سے کام لو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔" (۴:۹۴)

جو چیز اپنے علم میں نہ ہو اس کے لئے دوسرے سے پوچھنا اور راہنمائی حاصل کرنا بھی کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں مومنوں کو ہدایت فرماتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھیں کہ انعام پانے کے بعد اگر کوئی قوم کفر اور ظلم اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے کتنی سخت سزا دیتا ہے (ترجمہ) "بنی اسرائیل سے پوچھو کیسی کھلی کھلی نشانیاں ہم نے انہیں دکھائی ہیں (اور پھر یہ بھی انہی سے پوچھ لو کہ) اللہ کی نعمت پانے کے بعد جو قوم اس کو شقاوت سے بدلتی ہے اسے اللہ کیسی سخت سزا دیتا ہے۔" (۲:۲۱۱) یہ دریافت کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ بنی اسرائیل اس کڑے امتحان اور تجربہ سے گزر چکے ہیں کسی مشاہدہ اور دلیل کو اس کا پورا علمی جائزہ لئے بغیر رد کر دینا گمراہی ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ النمل میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اور ذرا تصور کرو اس دن کا جب ہم ہر امت میں سے ایک فوج کی فوج ان لوگوں کی گھیر لائیں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے تھے پھر ان کو ان کی اقسام کے لحاظ سے درجہ بدرجہ مرتب کیا جائے گا یہاں تک کہ جب سب آجائیں گے تو (ان کا رب ان سے) پوچھے گا تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا حالانکہ تم نے ان کا علمی احاطہ نہیں کیا تھا؟ اگر یہ نہیں تو اور تم کیا کر رہے تھے۔" (۸۴۔۸۳:۲۷) پس معلوم ہوا کہ کسی فیصلہ پر پہنچنے سے بیشتر متعلقہ امور کا علمی احاطہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان میں موجود اس کے (اللہ تعالیٰ) مظاہر فطرت و قدرت کو بغور دیکھنے اور اس مشاہدہ سے صحیح نتائج مرتب کرنے کی ہدایت سورۃ یونس میں اس طرح فرماتا ہے (ترجمہ) "ان سے کہو زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو اور جو لوگ ایمان ہی نہیں لانا چاہتے ان کے لئے نشانیاں اور تنبیہیں آخر کیا مفید ہو سکتی ہیں۔" (۱۰:۱۰۱) تحقیق و تفتیش کے کام میں گہرے مشاہدہ کی جس قدر ضرورت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے اور اس کے بغیر تحقیق لایعنی اور محض بیکار ہے۔

Marfat.com

(مزید ملاحظہ ہو (۷:۵۷) (۳:۱۳) (۷:۸۶) (۲۲:۶۳) (۲۹:۱۹) (۲۹:۳۵) (۲۹:۳۸) ان امثلہ جات سے تعلیم کے میدان میں تحقیق و تفتیش کی اہمیت عیاں ہے۔

۲۔شہادت

تحصیل علم کا ایک بڑا ذریعہ شہادت ہے یعنی گواہی شہادت مختلف قسم کی ہو سکتی ہے یعنی چشم دید گواہی' کتاب کی گواہی' دستاویز کی گواہی' زمانہ کی گواہی' تاریخ کی گواہی' انسانی اعضا کی گواہی وغیرہ۔ ان تمام قسم کی گواہیوں سے انسان علم حاصل کرتا ہے۔ ان تمام گواہیوں سے بڑھ کر خود اللہ تعالیٰ کی اور اس کے نبیوں اور فرشتوں کی گواہی ہے۔ حصول علم کے لئے ان تمام قسم کی گواہیوں کا ذکر کلام پاک میں موجود ہے۔

دستاویزی گواہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرماتا ہے کہ قرض کے لین دین کے لئے دستاویز تیار کی جائے اور لکھنے والا دستاویز انصاف کے ساتھ تحریر کرے۔ (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کسی مقرر مدت کے لئے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ ایک شخص دستاویز تحریر کرے۔" (۲:۲۸۲)

اللہ تعالیٰ حق کی گواہی کے بارے میں سختی سے تاکید فرماتا ہے کہ گواہی انصاف کے ساتھ دی جائے۔ کسی فریق کے ساتھ دوستی یا دشمنی' عزیزداری یا بھائی چارہ گواہی میں حائل نہ ہونا چاہئے۔ اگر ضرورت پڑے تو اپنی ذات کے خلاف بھی سچی گواہی دی جائے۔ معاشرتی امن برقرار رکھنے کے لئے عدل و انصاف ضروری ہے اور عدل و انصاف سچی گواہی پر منحصر ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین یا رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب اللہ تم سے زیادہ ان کا خیرخواہ ہے۔ لٰہذا خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔" (۴:۱۳۵) (۲:۶۵) (۸:۴)

گواہوں میں سب سے معتبر گواہی خود اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے۔ روز جزا کو

Marfat.com

جھٹلانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سورۃ یونس میں خوفناک نتائج کی گواہی دے رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کس کی گواہی ہو سکتی ہے سورہ یونس میں ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ) ''رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا اور ہرگز وہ راہ راست پر نہ تھے جن برے نتائج سے ہم انہیں ڈرا رہے ہیں ان کا کوئی حصہ ہم تیرے جیتے جی دکھا دیں یا اس سے پہلے ہی تجھے اٹھالیں بہرحال انہیں آنا ہماری طرف ہی ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس پر اللہ گواہ ہے۔'' (۱۰:۴۵۔۴۶)

آفاق و انفس کی متعدد شہادتیں خالق کائنات کی شناخت کے لئے کافی ہیں پھر اس کی تائید میں الہامی کتابیں مثلاً قرآن و انجیل توریت زبور موجود ہیں اور سب سے اخیر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تائیدی شہادت بھی موجود ہے اس کے باوجود اگر کوئی اللہ تعالیٰ یا روزجزا کا انکاری ہے تو اس کا آخری ٹھکانہ دوزخ ہو گا۔ اس سلسلہ میں سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''بھلا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک صاف شہادت رکھتا تھا اس کے علاوہ ایک گواہ بھی پروردگار کی طرف سے (اس شہادت کی تائید میں) آگیا اور پہلے موسیٰ کی کتاب رہنمائی اور رحمت کے طور پر آئی ہوئی موجود تھی کیا وہ بھی دنیا پرستوں کی طرح اس سے انکار کر سکتا ہے؟ ایسے لوگ تو اس پر ایمان ہی لائیں گے اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لئے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔'' (۱۱:۱۷)

واقعاتی یا قرینہ کی شہادت بھی شہادت کی ایک قسم ہے۔ سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ کس طرح عزیز مصر کی بیوی زلیخا کے ایک عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھ کر شہادت دی کہ زلیخا اپنے بیان میں جھوٹی اور یوسف علیہ السلام سچے ہیں۔ اللہ سورہ یوسف میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''اس عورت کے اپنے کنبہ والوں میں سے ایک شخص نے (قرینہ کی) شہادت پیش کی کہ اگر یوسف کا قمیض آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا اور اگر اس کا قمیض پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی اور یہ سچا۔'' (۱۲:۲۶۔۲۷) (۱۳:۸۲)

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کو اپنی اپنی امتوں پر گواہی دینے کے لئے اٹھا کھڑا کرے گا اور ان نبیوں پر شہادت دینے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

موجود ہوں گے۔ سورۃ النحل میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) ''اے نبی انہیں اس دن سے خبردار کر دو) جبکہ ہم ہر امت میں خود اسی کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو اس کے مقابلہ میں شہادت دے گا اور ان لوگوں کے مقابلہ میں شہادت دینے کے لئے ہم تمہیں لائیں گے۔'' (۱۶:۸۹) (۲۲:۷۸) (۲۸:۷۵) (۳۹:۶۹) (۴:۴۱) (۷۳:۱۵)

سائنس کی ترقی کے اس دور میں جب کہ سمعی و بصری سیلولائڈ کے فیتے (کیسٹس کی شکل میں)انسان کی تمام آوازیں اور معمولی سے معمولی جنبش بھی ریکارڈ کر سکتے ہیں تو زبان ہاتھ پاؤں وغیرہ کی شہادتیں عام آدمی کی عقل میں آسانی سے آسکتی ہیں۔ ان شہادتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جب کہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔'' (۲۴:۲۴)

دین اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے ثبوت میں صرف یہ امر ہی شہادت کے لئے کافی ہے کہ ایک ایسا نبی جو امی ہے یعنی جس نے کسی مکتب میں تعلیم حاصل نہیں کی اور جس کا کوئی استاد نہیں ہے وہ کائنات کی اٹل حقیقتوں پر مشتمل کتاب جس میں سابقہ قوموں کی تاریخ مسلمہ جات اور پیشنگوئیاں بھی شامل ہے کلام الہٰی کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ سورۃ العنکبوت میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''اے نبی تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ سکتے تھے دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں ان لوگوں کے دلوں میں جنہیں علم بخشا گیا ہے اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر وہ لوگ جو ظالم ہیں۔'' (۲۹:۴۸۔۴۹)

اللہ تعالیٰ کے دو فرشتے (کراماً کاتبین) انسان کے دائیں اور بائیں جانب سے اس کی ہر آواز ہر حرکت اور ہر عمل کو ریکارڈ کر رہے ہیں۔ اس شہادت کو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیں گے اور اس کا یہی اعمال نامہ اس کے حق میں اور اس کے خلاف قوی شہادت مہیا کرے گا۔ اس بارے میں سورۃ ق میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''اور ہمارے اس براہ راست علم کے علاوہ دو کاتب اس

Marfat.com

کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو۔" (۵۰:۱۷-۱۸)

انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات ان کی حقانیت کی واضح شہادتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی خاص عنایت سے ان کے کام کو آسان بنانے کے لئے ان کو عطا فرماتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ ہود میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "صالح نے کہا اے برادران قوم تم نے کچھ اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے صاف شہادت رکھتا تھا اور پھر اس نے اپنی رحمت سے مجھ کو نوازا دیا تو اس کے بعد اللہ کی پکڑ سے مجھے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں۔" (۱۱:۶۳) (۱۱:۵۴)

تحقیق و تفتیش کسی بھی علم میں ترقی کرنے اور مہارت و وسعت حاصل کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں جگہ جگہ لوگوں کو غور و فکر اور تحقیق و تفتیش کی دعوت دیتا ہے (ترجمہ) "کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے وہ سب کچھ تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے اور اس نے کشتی کو قاعدہ کا پابند بنایا ہے کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی رہے اور وہی آسمانوں کو اس طرح تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر نہیں گر سکتا۔" (۲۲:۶۵) (۲۲:۶۳'۶۴)

اللہ تعالیٰ لوگوں کو سورۃ العنکبوت میں خلق (پیدائش) کی ابتدا اور پھر اس کے اعادے کے مختلف طریقوں پر غور کرنے اور اس سے نتائج اخذ کرنے کی دعوت دیتا ہے (ترجمہ) "کیا ان لوگوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے کہ کس طرح اللہ خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے یقیناً یہ (اعادہ) اللہ کے لئے آسان تر ہے۔ ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلق کی ابتداء کی ہے پھر اللہ باردگر بھی زندگی بخشے گا یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (۲۹:۱۹-۲۰) (۳۰:۱۱)

اللہ تعالیٰ انسان کے مٹی کے ڈھیر سے پیدا ہونے کو اور اعادہ خلق کی بنا پر زمین میں پھیل جانے کو، رات کو بجلی کی چمک اور بارش کو، زمین و آسمان میں توازن کو اور مرد اور عورت کے ہم جنس ہونے کے باجود ان میں باہمی کشش کو، آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو انسان کی زبانوں اور رنگوں کے اختلاف کو سورۃ الروم میں اپنی نشانیاں قرار دیتا ہے اور دانشمند لوگوں کو ان تمام امور پر غور و فکر کی اور تحقیق و جستجو کی دعوت

Marfat.com

دیتا ہے (ترجمہ) ''اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے یقیناً اس میں بہت سے نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کے لئے۔'' (۳۰:۲۲) مزید ملاحظہ ہو(۳۰:۱۹) (۳۶:۲۰) (۳۰:۲۱) (۳۰:۲۳) (۳۰:۲۴) (۳۰:۲۵)

۳۔مضبوط ارادہ

کسی بھی کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے اور کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مضبوط ارادہ شرط اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ مضبوط ارادہ کے بغیر کسی بھی کام میں کامیابی امر محال ہے۔ یہی حال تحصیل علم کا بھی ہے حصول علم کے لئے مضبوط ارادہ کا ہونا کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ الروم میں فرماتا ہے ''پس (اے نبی) اپنا رخ مضبوطی کے ساتھ جما دو اس دین راست کی سمت میں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے ٹل جانے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔'' (۳۰:۴۳) پس معلوم ہوا کہ مضبوط ارادہ تحقیق و تفتیش کے لئے ضروری ہے۔

۴۔قوت عمل

مضبوط ارادہ کے ساتھ ساتھ کسی بھی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے قوت عمل کا ہونا ضروری ہے۔ یہی حال تحصیل علم اور تحقیق و تفتیش کا بھی ہے۔ مضبوط ارادہ کو قوت عمل کے ذریعہ ہی کامیابی سے ہمکنار کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ انبیا کی قوت عمل کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے (ترجمہ) ''اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کا ذکر کرو۔ بڑی قوت عمل رکھنے والے اور دیدہ ور لوگ تھے۔'' (۳۸:۴۵)

۵۔مقابلہ

قوت عمل کو تیز سے تیز تر کرنے کے لئے کھلے مقابلہ کا اہتمام بھی ضروری ہوتا ہے۔ تحصیل علم اور تحقیق و تفتیش میں بھی قوت عمل کو تیز سے تیز تر کرنے کے لئے کھلے مقابلہ کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں کھلے مقابلے کی اہمیت کو

Marfat.com

موسیٰ اور جادوگروں کے قصے میں ان الفاظ میں بیان کرتا ہے (ترجمہ) ”موسیٰ نے کہا پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔ انہوں نے فوراً اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب رہیں گے۔ پھر موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو یکایک وہ ان کے جھوٹے کرشموں کو ہڑپ کرتا چلا جا رہا تھا اس پر سارے جادوگر بے اختیار سجدے میں گے پڑے اور بول اٹھے کہ مان گئے ہم رب العالمین کو۔ موسیٰ اور ہارون کے رب کو۔“ (۲۶:۴۳-۴۶) ان مثالوں سے تحقیق و تفتیش کے عمل میں قوت عمل اور مقابلہ کی اہمیت واضح ہے۔

۶۔ مہلت عمل

تحصیل علم میں قوت عمل کے ساتھ ساتھ مہلت عمل کا بھی ایک مقام ہے۔ مہلت عمل جس قدر زیادہ ہو گی تحصیل علم بھی اس قدر زیادہ ہو گا۔ انسان کے لئے مہلت عمل پیدائش سے لے کر موت تک ہے۔ موت کے ساتھ ہی انسان کی مہلت عمل ختم ہو جاتی ہے اور جزا و سزا کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں شروع ہو جاتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورہ فاطر میں ان الفاظ میں کیا ہے (ترجمہ) ”اگر کہیں وہ لوگوں کو اپنے کئے کرتوتوں پر پکڑتا تو زمین پر کسی متنفس کو جیتا نہ چھوڑتا مگر وہ انہیں ایک مقررہ وقت کے لئے مہلت دے رہا ہے۔“ (۳۵:۴۵) مزید ملاحظہ ہو ۳۱:۲۴، ۳۷:۱۷۸، ۳۷:۱۷۴-۱۷۸) ان مثالوں سے تحقیق و تفتیش میں مہلت عمل کی اہمیت واضح ہے

۷۔ تحریف/ خیانت علمی/ حق میں باطل کی امیزش

خیانت امانت کی ضد کے طور پر پہچانی جاتی ہے اور خیانت خواہ کسی رنگ میں بھی ہو اللہ کو ہرگز پسند نہیں ہے بلکہ مالی خیانت کے مقابلہ میں خیانت علمی کہیں زیادہ خطرناک ہوتی ہے اور اس کے اثرات بھی وسیع تر ہوتے ہیں۔ حقیقت میں باطل کی امیزش خواہ وہ کسی نیت سے اور کسی بھی رنگ میں کی جائے اصل حقیقت کو داغدار کرنے اور اس کو بے اثر کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ تحریری مواد خواہ وہ کسی شکل میں ہو اس کو بدنیتی سے تبدیل کرنے اور علمی و سائنسی تحقیقات کے نتائج میں

Marfat.com

حقیقت کو چھپانا اس کو کمزور تر کرنا یا اس میں باطل کی امیزش کرنا سب خیانت علمی کے زمرے میں شمار ہونے کے لائق ہیں۔ خیانت علمی سے تحقیق کی وقعت ختم اور افادیت ختم یا کم ہو جاتی ہے جس طرح ایک بالٹی بھرے دودھ میں ایک قطرہ پیشاب کی آمیزش اس کو ناپاک اور ناقابل استعمال بنا دیتی ہے اسی طرح خیانت علمی سے علمی نتائج غیر دقیع اور ناقابل اعتماد بن جاتے ہیں۔ کوئی دوسرا انسانی رویہ علم کی افادیت اور نتائج کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جس قدر نقصان خیانت علمی سے علم اور علمی نتائج کو پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں بنی اسرائیل کی بہت سی علمی خیانتوں کا ذکر کرتا ہے جس کی مدد سے انہوں نے بزعم خود اللہ تعالیٰ کے کلام کو تھوڑے سے مالی مفاد کی خاطر داغدار کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں بنی اسرائیل کی تحریف یعنی خیانت علمی کا حال اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) ”اے مسلمانو! اب کیا تم ان لوگوں سے یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ تمہاری دعوت پر ایمان لا آئیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ اللہ کا کلام سنا اور پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی۔“ (۲:۷۵) (۱۳:۵۰) (۵:۴۱)

مشاہدات یا ضبط تحریر میں لائے گئے کسی مواد میں بدنیتی سے کوئی ردوبدل کرنا بھی تحریف کہلاتا ہے۔ یہ تحریف یا علمی خیانت ایک واضح دھوکہ دہی ہے اور دھوکہ باز انسان کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ تحریف عداوت کو جنم دیتی ہے اور عداوت لڑائی جھگڑے، دنگہ فساد کا سبب بنتی ہے۔ ان حالات میں علم کی ترقی کی رفتار ست پڑ جاتی ہے اور خیانت علمی تحریری و مشاہداتی ریکارڈ اور علمی تحقیقی نتائج کو بے وقعت بنا دیتی ہے علمی لحاظ سے یہ بات نامناسب ہی نہیں سخت نقصان دہ بھی ہے۔

یہودی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نعوذ باللہ خیانت علمی کا الزام عائد کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے کہ کسی نبی کا یہ کام نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ کے کلام میں خیانت کر جائے اگر خیانت کرے گا تو قیامت کے روز اپنی خیانت سمیت حاضر کیا جائے گا چنانچہ سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”کسی نبی کا یہ کام نہیں ہو سکتا کہ وہ خیانت کر جائے اور جو کوئی خیانت کرے تو وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہو جائے گا پھر ہر متنفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ مل

Marfat.com

جائے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہو گا۔" (۳:۱۶۱)

اسی قوم کے بارے میں اسی سورۃ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ) "مگر جو بات ان سے کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ کا کچھ کر دیا اور آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا۔" (۲:۵۹)

مالی مفاد کی خاطر بھی تحریف کی جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے ربیوں کا حال سورۃ البقرۃ میں بیان کرتا ہے کہ کس طرح تھوڑے مالی فائدہ کی خاطر وہ اپنے ہاتھ سے شرع کا نوشتہ لکھ کر اس کو غلط طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ان کی یہ کمائی موجب ہلاکت ہے (ترجمہ) "ان میں ایک دوسرا گروہ امیوں کا ہے جو کتاب کا علم رکھتے نہیں بس اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوؤں کو لیے بیٹھے ہیں اور محض وہم و گمان پر چلے جا رہے ہیں۔ پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضہ میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں۔" (۲:۷۸-۷۹)

اور اسی بارے میں اس سورہ میں مزید ارشاد ربانی ہے۔ یہودی اور منافقین ہر دو اسلام کے سخت مخالف تھے وہ کتاب اللہ کے الفاظ کے معنی متعین ہونے کے بعد الفاظ کو ان کے صحیح معنوں سے پھیرتے تھے۔ سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں سخت سزا ہے (ترجمہ) "اے پیغمبر تمہارے لئے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی تیز گامی دکھا رہے ہیں خواہ وہ ان میں سے ہوں جو منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے مگر دل ان کے ایمان نہیں لائے یا ان میں جو یہودی ہیں جن کا حال یہ ہے جھوٹ کے لئے کان لگاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی خاطر جو تمہارے پاس کبھی نہیں آئے ہیں سُن گن لیتے پھرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مانو نہیں تو نہ مانو جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لئے تم کچھ نہیں کر سکتے۔" (۵:۴۱)

ان مثالوں سے تحقیق تفتیش کے نتائج میں خیانت علمی کے اثرات بالکل واضح ہیں۔ کہ ایسا کرنے سے تحقیق و تفتیش کے نتائج غیر معتبر ہو کر بے کار ہو جاتے ہیں اور تمام

Marfat.com

محنت اکارت جاتی ہے

۸۔غور و فکر

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر لوگوں کو آیات الٰہی پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ تحقیق و تفتیش غور و فکر کے بغیر ممکن نہیں۔ مظاہر فطرت آفاق و انفس بحرو بر اور فضائے بسیط میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ سورۃ الرعد میں اللہ تعالیٰ ان مظاہر فطرت میں غور و فکر سے کام لینے کی ہدایت ان الفاظ میں دیتا ہے (ترجمہ) "اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلا رکھی ہے۔ اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کئے ہیں اور وہی دن پر رات طاری کرتا ہے۔ ان ساری چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔" (۱۳:۳) اور اگلی ہی آیات میں اسی بارے میں مزید یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں۔ انگور کے باغ ہیں کھیتیاں ہیں' کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے۔ سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر۔ ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔" (۱۳:۴) غور و فکر ہی کے بارے میں سورۃ الروم میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا۔ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت مقررہ ہی کے لئے پیدا کیا ہے.

مگر بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں

اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔" (۳۰:۸۔۹)

زندگی اور موت دو اٹل حقیقتیں ہیں۔ سائنسدان موت کی حقیقت کے بارے میں ابھی تک کسی حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزمر میں اس مسئلہ

Marfat.com

کو غور و فکر کرنیوالوں کیلئے اس طرح سے حل کیا ہے فرمایا (ترجمہ) وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لئے واپس بھیج دیتا ہے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔" (۳۹:۴۲) انسان کی زندگی (پیدائش) کے بارے میں سورۃ الوقعہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کبھی تم نے غور کیا یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو اس سے بچہ تم بناتے ہو یا اس کے بنانے والے ہم ہیں۔" (۵۶:۵۸۔۵۹) اور اسی سورۃ میں چند آیات کے وقفہ سے مزید ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم بوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں۔" (۵۶:۶۳۔۶۴) اور اسی سورۃ میں اسی بارے میں دو آیات کے وقفے مزید ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں۔ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے۔" (۵۶:۶۸۔۶۹) اور اس سے اگلی آیت میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کبھی تم نے خیال کیا ہے یہ آگ جو تم سلگاتے ہو اسکا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں۔" (۵۶:۷۰۔۷۱) ان مثالوں سے تحقیق و تفتیش میں غور و فکر کی اہمیت واضح ہے

۹۔ تصدیق و تائید

کسی امر یا واقعہ کو درست قرار دینا اس وقوعہ کی تصدیق ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا یا اس کے حق میں گواہی پیش کرنا اس کی تائید ہے۔ کسی امر و قوعہ یا حقیقت کی تائید کرنے سے اس وقوعہ یا حقیقت کو درست تسلیم کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ کسی حقیقت کے بارے میں شکوک و شبہات کے ازالہ سے اور اس حقیقت کو درست تسلیم کرنے سے علم کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ سابقہ الہامی کتب کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی اس طرح ہے (ترجمہ) "ان سے کہو جو جبریل

سے عداوت رکھتا ہو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ جبریل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے۔" (۲:۹۷)

اللہ تعالیٰ سورۃ الاحقاف میں قرآن پاک کو توریت کا مصدق بدیں الفاظ قرار دیتا ہے (ترجمہ) "چونکہ انہوں نے اس سے ہدایت نہ پائی اس لئے اب یہ ضرور کہیں گے کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے حالانکہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت بن کر آ چکی ہے اور یہ کتاب اس کی تصدیق کرنے والی زبان عربی میں آئی ہے تاکہ ظالموں کو متنبہ کر دے اور نیک روش اختیار کرن والوں کو بشارت دے دے۔" (۱۲۔۱۱:۴۶) (۱۱:۱۷)

۱۰۔قیاس و گمان

جس شخص کی کوئی بات یا فعل مبنی بر علم نہ ہو یا اس کا عمل علم کے مطابق نہ ہو یا حد اعتدال سے ہٹا ہوا ہو یا جو شخص علم کی بجائے گمان اور قیاس سے کام لے تو اس شخص کی اس کیفیت کو جہالت کا نام دیا جاتا ہے۔ بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کا رویہ بھی جاہلوں کا سا ہوتا ہے۔ ایسا رویہ حصول علم میں زبردست رکاوٹ ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے اس جاہلانہ رویہ کے بارے میں سورۃ الذریت میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "مارے گئے قیاس و گمان سے حکم لگانے والے جو جہالت میں غرق اور غفلت میں مدہوش ہیں۔" (۱۱۔۱۰:۵۱) پس معلوم ہوا کہ قیاس و گمان سے فیصلہ کرنے والے یا حکم کرنے والے لوگوں کا رویہ تحقیق و تفتیش کے اصولوں کے منافی اور غیر نفع بخش اور تحقیقی نتائج کو بے اعتبار کر دیتا ہے جس سے اجتناب لازم ہے

۱۱۔ استقامت / مستقل مزاجی / ثابت قدمی / پامردی

استقامت / مستقل مزاجی یا ثابت قدمی وہ خوبی یا خصوصیت ہے جس کا ہونا ان لوگوں میں ضروری ہے جو تحقیق و تفتیش کے کام میں مصروف ہیں۔ یہ تفتیش و تحقیق دینی و دنیاوی علمی و عملی ہر قسم کے کام کے لئے ضروری ہے۔ بسا اوقات اس قسم کے کام ایک لمبے عرصے تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ درمیان میں بے شمار مشکل مقامات آتے ہیں۔ کامیابی میں تاخیر، بعض اوقات انسان کو دل برداشتہ ہو کر تحقیق و تفتیش کا

Marfat.com

کام (ادھورا) چھوڑنے پر مجبور کرتی ہے۔ ان حالات سے مقابلے کے لئے انسان میں پامردی، مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ ذرا سی لغزش یا کوتاہی سے بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے اور برسوں کی محنت پر پانی پھر جاتا ہے۔ مستقل مزاجی/ ثابت قدمی کا درس قرآن پاک میں مختلف مقامات پر دیا گیا ہے جس میں سے چند مقامات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر سے کام لو باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ۔ حق کی خدمت کے لئے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔" (۳:۲۰۰) (۴۱:۳۰) اور سورۃ یونس میں اللہ تعالیٰ موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کی دعا کے جواب میں یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا "تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کے طریقے کی ہرگز پیروی نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔" (۱۰:۸۹) اور ثابت قدمی ہی کے بارے میں سورۃ ہود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "پس اے نبی تم اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر و بغاوت سے ایمان و اطاعت کی طرف) پلٹ آئے ہیں ٹھیک ٹھیک راہ پر ثابت قدم رہو جیساکہ تمہیں حکم دیا گیا ہے۔" (۱۱:۱۱۲) اور اسی بارے میں سورۃ الشوریٰ میں یوں بھی ارشاد فرمایا (ترجمہ) "(چونکہ یہ حالت پیدا ہو چکی ہے) اس لئے اے محمدؐ اب تم اس دین کی طرف دعوت دو اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ۔" (۴۲:۱۵) اور سورۃ الزخرف میں بھی اسی بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "تم بہرحال اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو جو وحی کے ذریعے سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔" (۴۳:۴۳) اور سورۃ الاحقاف میں مشرکین مکہ کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے کی تلقین ان الفاظ میں فرمائی (ترجمہ) "پس اے نبی صبر کرو جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے اور ان کے معاملہ میں جلدی نہ کرو۔" (۴۶:۳۵) اور اہل ایمان کو سورۃ آل عمران میں اللہ کا دامن مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی (ترجمہ) "جو اللہ کا دامن مضبوطی سے تھامے گا وہ ضرور راہ راست پالے گا۔" (۳:۱۰۱) اور سورۃ الانفال میں لوگوں کو ثابت قدم رہنے کے بارے

Marfat.com

میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو گی۔" (۸:۴۵) اور یہی بات سورۃ القصص میں یوں ارشاد فرمائی (ترجمہ) "یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دو بار دیا جائے گا اس ثابت قدمی کے بدلے جو انہوں نے دکھائی۔" (۲۸:۵۴) پس معلوم ہوا کہ استقامت / ثابت قدمی تحقیق و تفتیش کے عمل کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر یہ عمل ممکن نہیں ہے۔ وہ اہم امور جن کا علمی و تعلیمی تحقیق و تفتیش میں خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۲۔ بلاخوف و خطر اعلان حق

تحقیق کے نتائج کو پوری دلجمعی اور دیانت کے ساتھ بلاخوف و خطر لوگوں تک پہنچانا اشد ضروری ہوتا ہے تاکہ تحقیق کے مبنی برحق نتائج سے لوگ پوری طرح فائدہ اٹھا سکیں۔ تحقیق و تفتیش کے نتائج کو بلاخوف خطر لوگوں تک پہنچانا جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ الحجر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "پس اے نبی جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پرواہ نہ کرو۔" (۱۵:۹۴) (۱۱:۱۲) (۴۳:۱۵) (۴۵:۱۸) (۴۷:۲۱،۲۲)

۱۳۔ افراط و تفریط سے پرہیز

تحقیق و تفتیش کے اہم کام میں اعتدال کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ افراط و تفریط سے پرہیز کے بارے میں سورۃ الکہف میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے۔" (۱۸:۲۸) (۳۹:۵۵-۵۶) اس حوالہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ افراط و تفریط سے پرہیز تحقیق و تفتیش کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ پس یہ ہیں

۱۴۔ غلو

کسی قول یا بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا یا کسی قول یا فعل کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا غلو کہلاتا ہے۔ غلو ایک معاشرتی خرابی ہے۔ معاشرتی بگاڑ پیدا کرنے کے علاوہ یہ عادت علمی و تحقیقاتی نتائج کو بھی داغدار کرتی ہے اور نتائج کو ناقابل اعتماد ٹھہراتی ہے

Marfat.com

اس طرح علم کی ترقی میں غلو ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ وہ اپنے دین میں غلو نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا گمراہی ہے (ترجمہ) "کہو اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کے تخیلات کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سواء السبیل سے بھٹک گئے۔" (۵-۷۷) پس معلوم ہوا کہ غلو علم کا ایک منفی رویہ ہے۔ پا نتائج کی صحت کے لئے اس سے احتراز واجب ہے۔

۱۵۔ سچائی سے نفرت

نفرت بھی منجملہ دیگر جذبوں کے ایک انسانی جذبہ ہے جو اس کی حفاظت اور بقا کے لئے ضروری ہے اور اس میں (انسان) ظلم و زیادتی اور ناانصافی کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہونا ایک فطری امر ہے جو کہ معاشرہ کو حداعتدال پر قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ تاہم اس کا (نفرت) حد اعتدال سے ہٹا ہوا استعمال ایک معاشرتی برائی بھی ہے اور یہی برائی حق و انصاف کے منافی باعث شر موجب فتنہ و فساد اور فروغ علم کے راستہ کی زبردست رکاوٹ ہے ہم کسی شخص' گروہ' قبیلہ' قوم و ملک کی نفرت کے سبب اس کے پیش کردہ فکر' علمی نظریات اور تعلیمی و تحقیقی نتائج سے بھی نفرت کرنے لگتے ہیں اور درست علمی نظریات اور درست علمی و تحقیقی نتائج سے بھی اغماض برتنے لگتے ہیں بعض اوقات یہ اغماض نفرت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس طرح انسانی معاشرہ میں علم کی بجائے جہل پھیلنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس انسانی کیفیت کو قرآن پاک کی سورۃ الفرقان میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "ان لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمان کیا ہوتا ہے؟ کیا بس جسے تو کہہ دے اسی کو ہم سجدہ کرتے پھریں؟ یہ دعوت ان کی نفرت میں الٹا اور اضافہ کر دیتی ہے۔" (۲۵:۶۰) انتقام کی مانند نفرت بھی ایک فطری جذبہ ہے ظالم سے نفرت فطری امر ہے تاہم علم حق و انصاف اور ان کو پھیلانے والوں کے خلاف نفرت علم کے راستہ میں ایک بڑی رکاوٹ جس سے احتراز کرنا لازمی ہے کیونکہ یہ علمی تحقیق کے نتائج کو داغدار کر دیتی ہے۔

Marfat.com

بیسواں باب

آزمائش / امتحانات

آزمائش/امتحان کی اہمیت و ضرورت و کیفیت

آزمائش تربیت کے دوران اور تربیت کے اختتام پر تربیت کا ایک لازمی اور ضروری جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی آزمائش کرتا ہے۔ نیک لوگوں اور انبیاء کی آزمائش بھی ان کے مرتبے کے مطابق سخت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بھی آزمائش کے بغیر نہیں چھوڑتا تاکہ بدلے کے روز (قیامت) نیک کو بد سے اور سچے کو جھوٹے سے علیحدہ کر سکے۔ غرضیکہ امتحانی نظام نہ صرف تربیت کا ایک لازمی جزو ہے۔ بلکہ حیات انسانی کا ایک ضروری حصہ ہے جس سے فرار ممکن نہیں۔ سورۃ العنکبوت میں اس طرح ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ کو تو ضرور دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔" (۲۹:۲-۳) پس معلوم ہوا کہ آزمائش تعلیم و تربیت کا لازمی حصہ ہے جس کے بغیر تربیت کا عمل مکمل نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اچھے برے حالات میں ڈال کر لوگوں کی آزمائش کرتا ہے اس بارے میں سورۃ الانبیاء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے اور ہم اچھے برے حالات میں ڈال کر سب کی آزمائش کر رہے ہیں آخر کار تمہیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے۔" (۲۱:۳۵) اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کا امتحان لیتا ہے اور آزمائش کرتا ہے۔ پیغمبروں کے رتبے چونکہ بلند ہیں اس لئے ان کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے ان امتحانات میں پورا اترنے پر ہی کسی فرد گروہ یا قوم کو اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے۔

Marfat.com

بنی اسرائیل کی آزمائش دو فرشتے ہاروت و ماروت بھیج کر کی جو ان کو متنبہ کرنے کے بعد جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ اس بارے میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کفر کے مرتکب تو شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے اور پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ دیکھو ہم محض ایک آزمائش ہیں تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔" (۲:۱۰۲)

اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے ذریعہ بعض دوسرے لوگوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے اس بارے میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "دراصل ہم نے اس طرح ان لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈالا ہے۔" (۶:۵۳) سورۃ انفال میں اموال و اولاد کو بھی امتحان یعنی آزمائش قرار دیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کون شخص اموال و اولاد میں پھنس کر اللہ کو بھول جاتا ہے اور کون یاد رکھتا ہے۔ ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد حقیقت میں سامان آزمائش ہیں۔" (۸:۲۸) (۱۶:۹۱) (۶:۵۲) (۶۴:۱۵) (۲۵:۲۰) (۴۷:۴)
یہ جو کچھ ابھی ہم نے تمہیں دکھایا ہے اس کو اور اس درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے ہم نے ان لوگوں کے لئے بس ایک فتنہ بنا کر رکھ دیا ہے۔" (۱۷:۶۰)
ان کو تنبیہ پر تنبیہ کئے جا رہے ہیں بلکہ ہر تنبیہ ان کی سرکشی میں اضافہ کئے جاتی ہے" (۱۵:۶۰) (۳۷:۶۳)

اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن کی قرارداد پر کوہ طور طلب کیا تو پیچھے سے ان کی قوم کا امتحان لیا اور ان کو بچھڑے کی پرستش کے فتنہ میں مبتلا کر دیا یہ امر سورۃ طٰہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "فرمایا اچھا تو سنو ہم نے تمہارے پیچھے تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر ڈالا۔" (۲۰:۸۵)
مزید ملاحظہ ہو (۲۰:۹۰) (۲:۴۹) (۳:۱۴) (۳:۱۵۲) (۳:۱۵۴) (۷:۱۵۵) (۷:۱۶۳) (۲۷:۴۷) (۲۳:۳۰) (۱۴:۶) (۷:۱۶۸) (۴۷:۳۱) (۴۴:۱۷)

جو لوگ یوم آخرت اور جزا اور سزا پر یقین نہیں رکھتے ان کے لئے قیامت کو ایک آزمائش بنا دیا گیا ہے جس کا ذکر سورۃ الانبیاء کے آخر میں اس طرح کیا گیا ہے

Marfat.com

(ترجمہ) ''اب میں یہ نہیں جانتا کہ وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے قریب ہے یا دور اللہ وہ باتیں بھی جانتا ہے جو باواز بلند کہی جاتی ہیں اور وہ بھی جانتا ہے جو تم چھپا کر کرتے ہو میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ شاید یہ (دیر) تمہارے لئے ایک فتنہ ہے۔'' (۲۱:۱۰۹-۱۱۱) رسول کا بلانا بھی لوگوں کے لئے ایک آزمائش ہے اس بارے میں سورۃ النور میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ''اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لیتے ہوئے چپکے سے سٹک جاتے ہیں۔ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں۔'' (۲۴:۶۳)

شیطان انسان کے خیالات/تمناؤں میں خلل اندازی کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خلل اندازی کو منافق لوگوں کے لئے ایک فتنہ/آزمائش بنا دیتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ الحج میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) ''(وہ اس لئے ایسا ہونے دیتا ہے) تاکہ شیطان کی ڈالی ہوئی خرابی کو فتنہ بنا دے ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا ہے اور جن کے دل کھوٹے ہیں۔'' (۲۲:۵۳)

حضرت داؤد علیہ السلام کی کوئی خطا تھی جو دنبیوں والے مقدمے سے جس کا فیصلہ وہ کر رہے تھے کوئی نہ کوئی مشابہت رکھتی تھی جس پر وہ سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی ایک آزمائش ہے اور انہوں نے اللہ سے رجوع کیا اور معافی طلب کی اس بارے میں سورۃ ص میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''یہ بات کہتے کہتے داؤد سمجھ گیا کہ یہ تو ہم نے دراصل اس کی آزمائش کی ہے چنانچہ اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر گیا اور رجوع کر لیا۔'' (۳۸:۲۴)

جب قوم ثمود نے اللہ کی تنبیہات کو جھٹلایا اور اپنے نبی کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک اونٹنی کو قوم ثمود کے لئے ایک فتنہ/آزمائش بنا کر بھیجا جس کے اور عام لوگوں کے درمیان پانی تقسیم کیا جاتا تھا قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور اس طرح وہ اللہ کے عذاب کی مستحق ہو گئی۔ اس بارے میں سورۃ القمر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ''(ہم نے اپنے پیغمبر سے کہا) کل ہی انہیں معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون پرلے درجے کا جھوٹا اور بر خود غلط ہے ہم اونٹنی کو ان کے لئے فتنہ بنا کر بھیج رہے ہیں اب ذرا صبر کے ساتھ دیکھ کہ ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔'' (۵۴:۲۷)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دوزخ کے نگران کارکن بنایا ہے اور ان کی تعداد کو کافروں کے لئے ایک آزمائش / فتنہ بنا چھوڑا ہے جبکہ مومنوں کے لئے یہ تعدد ان کے ایمان میں اضافہ کا سبب ہے۔ اس بارے میں سورۃ المدثر میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ’’انیس کارکن اس پر مقرر ہیں۔ ہم نے دوزخ کے یہ کارکن فرشتے بنائے ہیں اور ان کی تعداد کو کافروں کے لئے فتنہ بنا دیا ہے۔‘‘ (۳۱-۳۰:۷۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب آل فرعون کے ایک شخص کو قتل کرنے کے بعد مصر سے مدین پہنچے اور وہاں شادی کے بعد واپسی کا سفر اختیار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس دوران مختلف آزمائشوں سے گزارا۔ اس بارے میں سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ’’اور (یہ بھی یاد کر کہ) تو نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا ہم نے تجھے اس پھندے سے نکالا اور تجھے مختلف آزمائشوں سے گزار اور تو مدین کے لوگوں میں کئی سال ٹھہرا رہا۔‘‘ (۲۰:۴۰) مزید ملاحظہ ہو ۲:۱۵۵، ۲:۲۱۴، ۳:۱۸۶، ۶:۱۶۵، ۹:۱۲۶، ۸۶-۱۰:۸۵، ۱۸:۷، ۲۰:۱۳۱، ۳۹:۴۹، ۳-۶۷:۱، ۱۶-۸۹:۱۵، ۲:۱۲۴، ۲۰:۴۰، ۲۴:۲۷، ۲۷:۴۰، ۳۷:۱۰۶، ۳۸:۳۴

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی مانند اہل کفر کی بھی آزمائش کرتا ہے اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ’’(اے پیغمبر) جو لوگ آج کفر کی راہ میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں ان کی سرگرمیاں تمہیں آزردہ نہ کریں۔ یہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔‘‘ (۳:۱۷۵) چند ہی آیات کے بعد انہی لوگوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) ’’یہ ڈھیل جو ہم انہیں دیئے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں ہم تو انہیں اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب بار گناہ سمیٹ لیں۔‘‘ (۳:۱۷۸) کفار کی طرح اللہ تعالیٰ مومنوں کو بھی آزمائش کے بغیر نہیں چھوڑتا اس بارے میں سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ’’مسلمانو تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں پیش آکر رہیں گی اور تم اہل کتاب سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔‘‘ (۳:۱۸۶) مزید ملاحظہ ہو (۸:۱۷) (۹:۱۶) (۱۶:۱۱۰) (۳۳:۱۱)

اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ مال دولت عزت و جاہ اولاد

Marfat.com

و حکومت عطا کر کے ان کی آزمائش کرتا ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دیئے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ (۶:۱۶۵) مومنین اور کفار کے علاوہ اللہ تعالیٰ منافقین کی بھی آزمائش کرتا ہے اس بارے میں سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "البتہ جن لوگوں کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا تھا ان کی سابق نجاست پر (ہر نئی سورۃ نے) ایک اور نجاست کا اضافہ کر دیا اور وہ مرتے دم تک کفر ہی میں مبتلا رہے کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں مگر اس پر بھی نہ توبہ کرتے ہیں نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔" (۹:۱۲۶) (۳۳:۶۴)

مندرجہ بالا تمام حوالہ جات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آزمائش/امتحان نہ صرف تربیت کا ایک ضروری حصہ ہے بلکہ تربیت کی تکمیل کا نشان بھی ہے اور تربیت کے بعد اس امر کا جائزہ بھی کہ انسان نے تربیت سے کس قدر فائدہ حاصل کیا ہے۔

جائزہ / جانچ پڑتال

جب بھی کسی کے ذمہ کوئی فرض عائد کیا جاتا ہے یا کسی امر کے بارے میں اس کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے تو پھر فرض عائد کرنے والے کا یہ حق ہوتا ہے کہ وہ جانچ پڑتال یا جائزہ لے کر یہ معلوم کرے کہ فرائض منصبی کو کس حد تک پورا کیا گیا ہے۔ سلیمان علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر ہونے کے علاوہ ایک عظیم المرتبت شہنشاہ بھی تھے جن کی ماتحتی میں نہ صرف انسان بلکہ جن پرندے اور ہوا بھی دی گئی تھی جب انہوں نے دربار سے ہد ہد (پرندہ) کو غیر حاضر پایا تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا بعد ازاں ہد ہد نے دربار میں آ کر ملکہ سبا اور اس کے ملک کے بارے میں چند معلومات سلیمان علیہ السلام کو بہم پہنچائیں۔ جس پر انہوں نے اس کا جھوٹ سچ معلوم کرنے کے لئے جو حکم دیا وہ سورۃ النمل میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "سلیمان نے کہا ابھی ہم دیکھے لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور اسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ کیا رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔" (۲۸-۲۷:۲۷)

ہجرت کر کے مدینہ تشریف آنے والی عورتوں کی جانچ پڑتال اور ان کے ایمان کی

تصدیق کئے جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ الممتحنہ میں یوں ارشاد فرماتا ہے کہ (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو (ان کے مومن ہونے کی) جانچ پڑتال کر لو اور ان کے ایمان کی حقیقت تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔" (۶۰:۱۰) جب بستیوں والوں نے اپنے رب اور رسولوں کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور سزا دی اس کا حال سورۃ طلاق میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے سخت محاسبہ کیا اور ان کی بری طرح سزا دی۔" (۶۵:۸) پس معلوم ہوا کہ فرائض کی بجا آوری کا جائزہ لینا ایک ضروری امر ہے جس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔

نگرانی

کسی بھی قسم کے امتحان یا جائزہ کے موقع پر زیر امتحان لوگوں کی نگرانی اہمیت کی حامل ہوتی ہے تاکہ ناجائز ذرائع کے استعمال کو نتیجہ پر اثرانداز ہونے کو روکا جا سکے۔ اس بارے میں سورۃ الرعد میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لئے سب یکساں ہیں ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کئے ہوئے نگران لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔" (۱۳:۱۰-۱۱)

جو مکالمہ روز قیامت /یوم جزا اللہ تعالیٰ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہو گا وہ سورۃ المائدہ میں یوں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری چیزوں پر نگران ہیں۔" (۵:۱۱۷) پس معلوم ہوا کہ نگرانی ضروری ہے تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ کسی شخص/قوم نے اپنے فرائض منصبی کو کس قدر عمدگی کے ساتھ پورا کیا ہے۔ بغیر نگرانی امتحانی جائزہ تعلیم و تربیت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔

Marfat.com

اکیسواں باب

ماحول و معاشرہ کے تعلیم پر اثرات

معاشرتی حالات امن امان

اللہ تعالیٰ معاشرہ کی اصلاح کی طرف نہ صرف خود بہت توجہ دیتا ہے بلکہ لوگوں کو بھی معاشرتی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ نبیوں کا مبعوث کیا جانا اور الہامی کتابوں کا نازل کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی معاشرہ کی ہی اصلاح کے اقدامات ہیں۔ معاشرتی بگاڑ انسان کی نوعی ترقی پر منفی اثرات ڈالتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو اپنے ایک منصوبہ کے تحت آہستہ آہستہ درجہ کمال کو پہنچا رہا ہے تاکہ وہ بتدریج صحیح طور پر خلیفہ فی الارض کے فرائض بحسن و خوبی انجام دینے کے قابل ہو سکے۔ انسانی عقل اور علم ہی وہ دو ہتھیار ہیں جن کو کام میں لا کر انسان کائنات کی مختلف قوتوں اشیاء کو تسخیر کر سکتا ہے۔ عمدہ معاشرتی حالات تحصیل علم اور فروغ علم میں معاون ہوتے ہیں جبکہ معاشرتی بگاڑ علم کی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

معاشرتی ترقی کے لئے پرامن ماحول کا ہونا انتہائی ضروری ہے اسی لئے کسی بھی حکومت کی بنیادی ذمہ داری معاشرہ میں امن و امان قائم رکھنا ہے جو حکومت اپنے علاقہ میں امن و امان قائم نہ رکھ سکے وہ صرف نام کی حکومت ہے۔ حقیقی معنوں میں حکومت کہلانے کی مستحق نہیں۔ معاشرہ کی ہمہ جہتی ترقی یعنی سیاسی معاشی، تمدنی و علمی وغیرہ کا انحصار بہت بڑی حد تک امن امان پر ہی ہے۔ بدامنی کے ماحول میں معاشرہ کی علمی ترقی رک جاتی ہے یا بڑی حد تک کمزور پڑ جاتی ہے۔ جب پورے ملک عرب میں

Marfat.com

ایک بڑے لمبے عرصے تک لوٹ مار، قتل و غارت اور بدامنی کا دور دورہ تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانی کے طور پر اپنے سب سے پہلے گھر کعبۃ اللہ کو جائے امن بنا دیا جہاں ہر شخص محفوظ و مامون تھا، بے آب و گیاہ پہاڑی علاقہ میں پھل سبزیوں اور سامان زیست کی فراوانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس احسان کا ذکر سورۃ القصص میں اس طرح فرمایا ہے (ترجمہ) "کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے ایک پرامن حرم کو ان کے لئے جائے قیام بنا دیا جس کی طرف ہر طرح کے ثمرات کھچے چلے آتے ہیں۔ ہماری طرف سے رزق کے طور پر مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔" (۲۸:۵۷) مزید ملاحظہ ہو ۲۹:۶۷، ۳-۱۰۶:۱) پس معلوم ہوا کہ انسانی معاشرہ میں امن و امان کا ماحول پیدا کرنا علم کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

سکون/اطمینان قلب

اطمینان قلب انسان کی اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے جب کہ کسی بھی جانب سے اس کو کوئی خطرہ پریشانی یا کوئی اندیشہ لاحق نہ ہو۔ ایسی صورت میں جو بھی کام انجام دیا جائے اس کی کامیابی کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ اطمینان قلب کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والوں کا خاصہ ہے اور اس کیفیت سے اللہ تعالیٰ اپنے ایسے دوستوں کو سرفراز کرتا ہے جن کا مقصد وحید اعلائے کلمۃ اللہ ہوتا ہے اور جو اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنا باعث صد افتخار جانتے ہیں اور دنیا کی کوئی پریشانی اور کوئی غم ان کا راستہ نہیں روک سکتا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ میں ہجرت کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "تم نے اگر نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پروا نہیں اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا۔ جب وہ دو میں کا صرف دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا۔ اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے۔" (۹:۴۰)

جنگ احد کے موقع پر جب کہ مسلمانوں پر دو اطراف سے اچانک بیک وقت حملہ ہوا تو کچھ لوگ مدینہ کی طرف بھاگ نکلے اور کچھ اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور رسول کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیچھے میدان جنگ سے پکارتے رہے (ترجمہ) "اس وقت تمہاری اس روش کا بدلہ اللہ نے تمہیں یہ دیا کہ تم کو رنج پر رنج دیئے تاکہ آئندہ کے لئے تمہیں یہ سبق ملے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جائے یا جو مصیبت تم پر نازل ہو اس پر ملول نہ ہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ اس غم کے بعد پھر اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں پر ایسی اطمینان کی سے حالت طاری کر دی کہ وہ اونگھنے لگے۔" (۳:۱۵۳-۱۵۴) پس معلوم ہوا کہ سکون اور اطمینان انسان کی اہم ضرورت ہے کیونکہ ذات معاشرہ اور ماحول سنوارنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور صحتمند ماحول سے تحصیل علم و ترویج علم کا گہرا تعلق ہے۔ اور صحت مند ماحول سے تحصیل عالم و ترویج علم کا گہرا تعلق ہے۔

شیطان کی پارٹی

کاروبار زندگی میں دو متضاد رویے اور ان متضاد رویوں کو اپنانے والی جو پارٹیاں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں ان میں سے ایک پارٹی حزب اللہ یعنی اللہ والوں کا گروہ اور دوسری حزب الشیطٰن یعنی شیطان صفت لوگوں کی پارٹی ہے۔ ایک مقام پر کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے قرار دیا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی ہدایات کے مطابق بسر کرتے ہیں دائیں ہاتھ والوں کی پارٹی ہے اور شیطان صفت گناہگار لوگوں کی پارٹی بائیں ہاتھ والوں کی پارٹی ہے جو کہ بالاخر خسارے میں رہنے والی ہے۔ شیطانی پارٹی کے لوگوں کا رویہ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود جاہلانہ ہوتا ہے وہ عقل رکھتے ہوئے بھی عقل سے کام نہیں لیتے۔ حق کی بات سننے اور بھلے کام کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور قبول حق سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا حال سورۃ المجادلہ میں اس طور پر بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "خوب جان لو وہ پرلے درجہ کے جھوٹے ہیں۔ شیطان ان پر مسلط ہو چکا ہے اور اس نے خدا کی یاد ان کے دل سے بھلا دی ہے۔ وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو۔ شیطان کے پارٹی والے ہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔" (۵۹:۱۹) پس معلوم ہوا کہ رحمان پارٹی اور شیطانی پارٹی ہر دو قوم اور اس کے ماحول کو بنانے اور بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتی اور حصول علم پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

Marfat.com

فسادی لیڈر

لیڈر کا کام تمام اہم مسائل میں قوم یا قوم کے کسی ایک گروہ کی راہنمائی کرنا ہے۔ اگر لیڈر مخلص، محنتی، دیانتدار اور ان ہدایات کی خود پیروی کرنے والے ہوں جو وہ اپنے گروہ یا پوری قوم کو دے رہے ہیں تو ایسے لیڈر زبردست کامیابیاں بھی حاصل کرتے ہیں اور قوم کی ہر قسم کی ترقی میں معاون و مددگار بھی ہوتے ہیں لیکن یہی لیڈر اگر ناقابل اعتماد، لالچی، غیر سنجیدہ، جھگڑالو اور فساد پھیلانے والے ہوں تو وہ قوم کے اعتماد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ایسے لیڈر ذاتی لالچ، بڑائی اور حصول اقتدار کی کوشش میں اپنے گروہ یا قوم کو نقصان پہنچانے کا سبب بنتے ہیں۔ اسی دوسری قسم کے لیڈروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ النمل میں قوم ثمود کے لیڈروں کا بیان اس طرح فرماتا ہے (ترجمہ) ''اس شہر میں نوجتھہ دار تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں کہا خدا کی قسم کھا کر عہد کر لو کہ ہم صالح اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے اور پھر اس کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے۔ ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔ یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی۔ اب دیکھ لو کہ ان کی چال کا انجام کیا ہوا۔ ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا ان کو اور ان کی پوری قوم کو۔'' (۵۱-۴۹:۲۷) پس معلوم ہوا کہ دونوں قسم کے لیڈر قوم اور ماحول کے بنانے اور بگاڑنے میں خاص اہمیت کے حامل ہیں اور ماحول حصول علم پر اثر انداز ہوتا ہے۔

ظالموں کی طرف داری

ظالموں کی طرف داری کا مطلب ظلم میں تعاون کرنے اور اس میں حصہ دار بننے کے ہیں۔ ظلم عدل کے ضد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص یعنی دوست دشمن، اپنا، پرایا، امیر، غریب سب کے ساتھ ہر حال میں عدل کا حکم دیتا ہے اور ظلم سے روکتا ہے۔ ظلم کی بنا پر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا اور وہ توڑ پھوڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں تحصیل علم اور فروغ علم کا کام مشکل ہو جاتا ہے۔ معاشرہ ظلم اور اس کے ردعمل میں جوابی کارروائی میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ ظلم، ظالموں اور ظالموں

کی طرفداری کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ سورۃ ھود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اس طرح ارشاد فرمایا گیا (ترجمہ) "پس اے نبی تم اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر و بغاوت سے ایمان و اطاعت کی طرف) پلٹ آئے ہیں ٹھیک راہ پر ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے اور بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرو جو کچھ تم کر رہے ہو اس پر تمہارا رب نگاہ رکھتا ہے اور ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے اور تمہیں کوئی ایسا ولی اور سرپرست نہ ملے گا جو خدا سے تمہیں بچا سکے اور کہیں سے تم کو مدد نہ پہنچے گی۔" (۱۱:۱۱۲-۱۱۳) پس معلوم ہوا کہ ظالموں کی طرف داری عدل و انصاف کا خون کرنے اور ماحول اور معاشرہ کی تباہی کا باعث ہے ظلم حصول علم میں بھی مانع ہے جس سے احتراز لازم ہے۔

بدی کے کاموں میں تعاون

اللہ تعالیٰ نیکی کے کاموں میں ہر کسی سے تعاون کرنے اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں کسی سے بھی تعاون نہ کرنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ بدی اور گناہ کے کام میں تعاون اس بدی اور گناہ میں حصہ دار بننے کے مترادف ہے۔ بدی اور گناہ کے کام معاشرہ میں بدامنی' عدم استحکام اور بے چینی پیدا کرتے ہیں یہ خراب معاشرتی حالات علم کے راستہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسا کرنے سے روکتا ہے چنانچہ سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور دیکھو ایک گروہ نے جو تمہارے لئے مسجد حرام کا راستہ بند کر دیا ہے تو اس پر تمہارا غصہ تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم بھی ان کے مقابلہ میں ناروا زیادتیاں کرنے لگو۔ نہیں جو کام نیکی اور خداترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اس کی سزا بہت سخت ہے۔" (۵:۲) پس معلوم ہوا کہ بدی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون منشائے الٰہی کے خلاف ہے اور ماحول اور معاشرہ کے بگاڑ کا سبب ہے جس سے پرہیز لازم ہے کیونکہ یہ حصول علم کے مواقع کو کم کرتا ہے۔

حق کے راستے سے لوگوں کو روکنا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سورۃ ابراہیم میں قبول حق سے انکار کرنے والوں اور دوسرے لوگوں کو قبول حق سے روکنے والوں کو سخت بتاہ کن سزا سے ڈراتا ہے۔ بین حقیقتوں کا انکار کرنا اور دوسروں کو اس کے قبول کرنے سے روکنا' علم کے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور سخت تباہ کن سزا ہے قبول حق سے انکار کرنے والوں کے لئے جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں جو اللہ کے راستے سے لوگوں کو روک رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ راستہ (ان کی خواہشات کے مطابق) ٹیڑھا ہو جائے یہ لوگ گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں۔" (۱۴:۳) پس معلوم ہوا کہ حق کے راستے سے لوگوں کو روکنا ماحول اور معاشرہ کو بگاڑنے کا سبب ہے اور حصول تعلیم پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔

ظلم کی خاطر جتھ بندی

اللہ تعالیٰ ظلم اور زیادتی کی خاطر جتھ بندی کرنے والوں کو دنیا میں ذلت و خواری اور آخرت میں دردناک عذاب سے ڈراتا ہے۔ جتھ بندی کر کے حق کے راستہ کو روکنے سے علم کی تحصیل اور ترویج متاثر ہوتی ہے۔ معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "مگر آج وہی تم ہو کہ اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو۔ اپنی برادری کے کچھ لوگوں کو بے خانماں کر دیتے ہو' ظلم اور زیادتی کے ساتھ ان کے خلاف جتھے بندیاں کرتے ہو اور جب وہ لڑائی میں پکڑے ہوئے تمہارے پاس آتے ہیں تو ان کی رہائی کے لئے فدیہ کا لین دین کرتے ہو حالانکہ انہیں ان کے گھروں سے نکالنا ہی سرے سے تم پر حرام تھا۔ تو کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصہ کے ساتھ کفر کرتے ہو۔" (۲:۸۵) پس معلوم ہوا کہ ظلم کے کاموں کے لئے جتھ بندی معاشرتی بگاڑ کا سبب ہے۔ تحصیل علم پر منفی اثرات رکھتا ہے۔

قانون شکنی

کسی بھی انسانی معاشرہ کے لئے قانون کا احترام ضروری ہے۔ قانون شکنی معاشرتی بگاڑ کا بیرومیٹر ہے۔ قانون کا احترام نہ کرنے والا معاشرہ خودسر لوگوں کی ایک ایسی بھیڑ

Marfat.com

ہے جو نہ ہی کوئی مفید کام انجام دے سکتی ہے اور نہ ہی معاشرہ میں نظم و نسق اور امن و امان برقرار رکھ سکتی۔ ایسی صورت میں علم کی ترقی رک جاتی ہے۔ بنی اسرائیل نے سبت کا قانون توڑا اللہ کی طرف سے دھتکارے گئے اور وہ بندر بن گئے اور آنے والے لوگوں کے لئے نشان عبرت ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کا ذکر سورۃ البقرۃ میں اس طرح کرتا ہے (ترجمہ) "پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا۔ ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پڑے۔ اس طرح ہم نے ان کے انجام کو اس زمانے کے لوگوں اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لئے عبرت اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بنا کر چھوڑا۔" (۲:۶۵-۶۶) پس معلوم ہوا کہ قانون شکنی امن و امان کے قیام اور حصول علم میں مانع ہے جس سے احتراز لازم ہے۔

افواہ طرازی

افواہ طرازی معاشرہ کی ایک بہت بڑی خرابی ہے کیونکہ اس سے معاشرہ کا سکون تباہ و برباد ہوتا ہے لوگ ہیجان' نفرت' ڈر اور خوف کا شکار ہوتے ہیں اور یہ تمام امور تحصیل علم اور فروغ علم میں حارج ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں افواہ طرازی سے روکتا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جوان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔ (۴:۸۳) ذرائع ابلاغ کی ترقی اور افواہ طرازی کو باقاعدہ ایک فن کی صورت دینے کے ساتھ ساتھ اکثر اوقات افواہ طرازی کے ذریعے دشمن بے بنیاد یا مبالغہ امیز خبریں پھیلا کر قوم کے سکون کو غارت کرتا اور خوف و ہراس پھیلا کر مطلب براری کرتا ہے اور کبھی مبالغہ امیز یا جھوٹی خبر دے کر قوم کو اس کے استحکام سے غافل کرنے کا کام لیتا ہے یہ دونوں صورتیں قومی زندگی کے لئے نقصان دہ ہیں ان سے پرہیز لازم ہے یہ حالات تحصیل علم میں بھی رکاوٹ ہیں۔

Marfat.com

سنی سنائی بات بلا تحقیق آگے بیان کر دینا

اللہ تعالیٰ سنی سنائی بات کو بلا تحقیق آگے بیان کر دینے سے منع فرماتا ہے اور اس فعل کو شیطانی حرکت قرار دیتا ہے کیونکہ یہ فعل افواہ طرازی کا موجب بنتا ہے جو صحت مند معاشرہ کے بقا اور استحکام کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ سورۃ الشعراء میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ) "لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جعلساز بدکار پر اترا کرتے ہیں سنی سنائی باتیں کانوں میں پھونکتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔" (۲۲۱تا۲۲۳-۲۶) پس معلوم ہوا کہ سنی سنائی بات کو بلا تحقیق آگے بیان کر دینا ایک غیر پسندیدہ اور جاہلانہ حرکت ہے جس سے افواہ طرازی کے خطرات لاحق ہوتے ہیں جو ماحول اور معاشرہ کی پراگندگی کا باعث ہوتے ہیں اور تحصیل علم میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

گناہ کی خوشنمائی

انسان کو درست راہ پر گامزن رکھنے اور اس کو ظلم اور گناہ سے محفوظ رکھنے کے لئے عقیدہ توحید و رسالت کے بعد سب سے اہم عقیدہ ایمان بالآخرۃ ہے۔ توحید، رسالت پر یقین رکھنے کے باوجود اگر کوئی شخص آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ نہ ہی نیک عمل کی طرف راغب ہو سکتا ہے اور نہ ہی ظلم اور گناہ سے بچ سکتا ہے۔ صرف قیامت کے روز جوابدہی کا احساس ہی اسے گناہ سے محفوظ رکھتا ہے ورنہ وہ عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے اور جوابدہی سے بے پرواہ ہو کر ظلم و تعدی پر اتر آتا ہے۔ شیطان گناہ کو اس کی نظروں میں خوشنما بنا دیتا ہے ایسا شخص گناہوں میں پڑ کر آخرت میں سخت خسارے میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النمل میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کے لئے ہم نے ان کے کرتوتوں کو خوشنما بنا دیا ہے اس لئے وہ بھٹکتے پھرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے بری سزا ہے اور آخرت میں یہی سب سے زیادہ خسارے میں رہنے والے ہیں۔" (۵-۴:۲۷) گناہ اپنی خوشنمائی کے باوجود ماحول اور معاشرہ کی تباہی کا باعث بنتا ہے جس سے احتراز لازمی ہے گناہ آلود زندگی تحصیل علم میں بھی زبردست رکاوٹ ہے۔

Marfat.com

تفرقہ/فرقہ بندی/پھوٹ

قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق باہمی اختلاف اور تفرقہ یعنی فرقوں میں بٹ جانا قوموں کی زندگی اور ترقی کے لئے سم قاتل ہے۔ قوم فرقوں میں بٹ کر کمزور ہو جاتی ہے۔ ہر فرقہ دوسرے فرقوں کی ٹانگ کھینچتا اور ان کو کسی نہ کسی صورت نیچا دکھانے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ ہمیں یہی کچھ بتاتا ہے چنانچہ یہی تفرقہ عباسیوں کی تباہی اور سقوط بغداد کا سبب بنا۔ جو قوم بھی احکام الٰہی سے روگردانی کرے گی اس کی سزا پائے گی یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جسے ہم ہر علاقہ اور ہر زمانہ میں جاری و ساری دیکھتے ہیں۔ سب کچھ دیکھنے اور جاننے کے باجود اگر ہم بحیثیت قوم تفرقہ بازی کا شکار ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ وہ ایک قوم سے دوسری بدعنوان اور ظالم قوم کو مٹانے کا کام ہمیشہ سے لیتا چلا آیا ہے۔ آج پوری دنیائے اسلام تفرقہ بازی کا شکار ہے۔ ہر فرقہ دوسرے فرقوں کی ٹانگ کھینچ رہا ہے۔ ایک ملک دوسرے ملک کے خلاف سازشوں کا جال بن رہا ہے۔ بعض مسلم ممالک آپس ہی میں دست و گریباں ہیں۔ ہم نے قرآنی تعلیمات کو نظرانداز کر دیا ہے اور تاریخ کے سبق کو یکسر بھلا دیا ہے۔ باہمی تفرقہ تعلیمی نظام میں بھی در آتا ہے دینی تعلیم اکثرو بیشتر سمٹ سمٹا کہ فرقہ بندی کی تعلیم بن کر رہ گئی ہے یہ امر افسوسناک ہے اور تعلیمی ترقی اور اس کی پھیلاوٹ میں مانع ہے۔ تفرقہ کے باعث تعلیمی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ ہدایت پر لگائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ بیّن حقیقت (تفرقہ کے نقصانات) کلام پاک کی سورۃ آل عمران میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) ”کہیں تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے جنھوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے جب کہ کچھ لوگ سرخرو ہوں گے اور کچھ کا منہ کالا ہو گا۔“ (۳:۱۰۵-۱۰۶) (مزید مطالعہ کے لئے ۹۸:۴، ۱۰:۹۳، ۲۳:۵۳)

تفرقہ یا پھوٹ اس قدر بڑا فتنہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد اور بنی اسرائیل کے سامری کے بہکانے سکھانے سے گوسالہ پرستی جیسے بڑے شرک میں مبتلا ہونے کے باوجود قوم کو اس شرک سے اس

لئے سختی سے نہ روکا کہ موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں قوم کے تفرقہ بازی کا شکار ہو جانے کا ڈر تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ شرک کو عظیم ظلم قرار دیتا ہے تو تفرقہ اور پھوٹ میں مبتلا ہونے سے بھی سختی سے منع کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا یہ قصہ سورۃ طٰہٰ میں اس طرح بیان کرتا ہے (ترجمہ) "موسیٰ (قوم کو ڈانٹنے کے بعد ہارون کی طرف پلٹا اور) بولا ہارون تم نے جب دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو رہے ہیں تو کس چیز نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا کہ میرے طریقہ پر عمل نہ کرو۔ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔ ہارون نے جواب دیا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی نہ پکڑ نہ میرے سر کے بال کھینچ۔ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ تو آکر کہے گا تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا۔" (۲۰:۹۲-۹۴) قرآن پاک ہم کو سختی کے ساتھ فرقہ بندی تفرقہ اور پھوٹ سے روکتا ہے کیونکہ وہ ماحول کو پرسکون نہیں رہنے دیتا اور اکثر معاشرہ کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے جو ترویج علم میں مانع ہے اور جس سے پرہیز لازم ہے۔

خفیہ سرگوشیاں

خفیہ سرگوشیاں اکثر و بیشتر برائی کے کاموں کے لئے ہوتی ہیں کیونکہ اپنی تدبیر کو لوگوں سے چھپانا پڑتا ہے جبکہ بھلائی کا کام اعلانیہ کیا جا سکتا ہے (ماسوائے خصوصی حالات کے) اس کے لئے خفیہ سرگوشیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ برائی کے کاموں سے دنیا کا آرام و سکون غارت ہوتا ہے اور سکون کا برباد ہونا تحصیل علم پر منفی اثرات ڈالتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ بھلائی کے کاموں کے لئے خفیہ سرگوشیوں کی اجازت دیتا ہے جبکہ برائی کے کاموں کے لئے خفیہ سرگوشیوں سے روکتا ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر و بیشتر کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ و خیرات کی تلقین کرے یا کسی نیک کام کے لئے لوگوں کے معاملات میں اصلاح کرنے کے لئے کسی سے کچھ کہے تو یہ البتہ بھلی بات ہے۔" (۴:۱۱۶) پس معلوم ہوا کہ خفیہ سرگوشیاں اکثر و بیشتر برے کاموں کے لئے ہوتی ہیں اور منفی اثرات رکھتی ہیں۔ جن سے پرہیز لازم ہے۔

Marfat.com

بدامنی / فساد

ظلم کا ایک طریقہ اللہ کی زمین پر فساد پھیلانا ہے۔ فساد سے امن و امان تباہ ہوتا ہے اور علم کی ترویج رک جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا چنانچہ سورۃ النمل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) ”اس شہر میں نو جتھودار تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں کہا خدا کی قسم کھا کر عہد کر لو کہ ہم صالح اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے اور پھر اس کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے۔ ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔ یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی۔ اب دیکھ لو ان کی چال کا انجام کیا ہوا۔ ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا ان کو اور ان کی پوری قوم کو۔“ (۲۷:۴۸-۵۱)

فرعون اللہ کی زمین میں فساد پھیلانے والوں میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جرم کے سزا میں اس کو غرقاب کیا چنانچہ سورۃ یونس میں ارشاد ربانی اس طرح ہے (ترجمہ) ”اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لئے نشان عبرت بنے۔“ (۱۰:۹۱-۹۲) حضرت موسیٰ کی قوم کے ایک شخص قارون نے بھی زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی ہلاک کر چھوڑا کیونکہ وہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ سورۃ القصص میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) ”احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر۔ اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔“ (۲۸:۷۷)

قرآن پاک کو اٹکل پچو جھٹلا دینے والے کفار کو اللہ تعالیٰ مفسد قرار دیتا ہے۔ چنانچہ سورۃ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) ”اصل یہ ہے کہ جو چیز ان کے علم کی گرفت میں نہیں آئی اور جس کا مآل بھی ان کے سامنے نہیں آیا اس کو انہوں نے (خواہ مخواہ جھٹلا دیا۔ اسی طرح تو ان سے پہلے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں۔ پھر دیکھ لو ان ظالموں کا کیا انجام ہوا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایمان لائیں گے اور کچھ نہیں لائیں گے۔ تیرا رب ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔“ (۱۰:۳۹-۴۰)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو سخت ناپسند کرتا ہے جو اس کی زمین پر فساد پھیلا کر اس کے بندوں کو مبتلائے عذاب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے پیار ہے لہٰذا وہ ہر گز یہ نہیں چاہتا کہ دنیا میں فساد پھیلایا جائے۔ کچھ لوگ اصلاح کے بہانے دنیا میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں ان کے دل بیمار ہیں اور وہ جھوٹے لوگ ہیں۔ فساد سے دنیا کا امن چین برباد ہوتا ہے۔ دنیا مبتلائے عذاب ہوتی ہے اور علم کی ترقی رک جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فسادی لوگوں کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور بڑھا دیا ہے اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اس کی پاداش میں ان کے لئے دردناک سزا ہے۔ جب کبھی ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار حقیقت میں یہی لوگ مفسد ہیں مگر انہیں شعور نہیں ہے۔'' (۲:۱۰-۱۲)

اسی طرح سورۃ البقرۃ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی زمین میں فساد پھیلانے والے ہی درحقیقت نقصان اٹھانے والے ہیں (ترجمہ) ''اس طرح اللہ ایک ہی بات سے بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہ راست دکھا دیتا ہے اور اس سے گمراہی میں انہی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں۔ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔ اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔'' (۲:۲۶-۲۷)

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو توریت کے ذریعہ ہدایت کی تھی کہ وہ زمین میں فساد نہ پھیلائیں۔ قران پاک کی سورۃ البقرۃ میں یہودیوں کے بارے میں ارشاد ربانی اس طرح ہے (ترجمہ) ''اس وقت یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔'' (۲:۶۰) سورۃ بنی اسرائیل میں بھی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دی گئی تنبیہ کا ذکر کیا ہے کہ تم دو مرتبہ زمین میں فساد عظیم برپا کرو گے فرمایا (ترجمہ) ''پھر ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اس بات پر بھی متنبہ کر دیا تھا تم دو مرتبہ زمین میں فساد عظیم برپا کرو گے اور بڑی سرکشی دکھاؤ گے۔'' (۱۷:۴) معاشرہ میں فساد کو اللہ تعالیٰ ہر گز پسند نہیں کرتا کیونکہ فساد قومی اور بین الاقوامی سطح پر

Marfat.com

منفی اثرات ڈالتا ہے اور امن و سکون تباہ و برباد کرنے کا باعث بنتا ہے تحصیل علم و ترویج میں مانع ہے جس سے پرہیز لازم ہے۔

گروہی اختلافات

گروہی اختلافات قوم کو تباہی کی طرف لے جاتے ہیں اور قوم متحد رہنے کی بجائے فرقوں اور گروہوں میں بٹ کر انتشار کا شکار ہو جاتی ہے اور آپس کے اختلافات کے باعث کمزور ہو کر دشمن قوتوں کا آسان شکار بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ گروہی اختلافات پیدا کرنے والوں کو خواہ وہ اختلاف مذہب دین کے سلسلہ میں ہو یا کسی اور مسئلہ میں سخت ناپسند کرتا ہے۔ دنیاوی نقصانات کے علاوہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک دردناک (قیامت) دن کے عذاب سے وڑاتا ہے۔ گروہی اختلافات کے سبب امن و امان کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے جس کے حصول تعلیم اور فروغ تعلیم پر روزمرہ کے مشاہدے کے مطابق منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کے گروہی اختلافات کا ذکر سورۃ الزخرف میں اس طرح کرتا ہے (ترجمہ) ”مگر (اس کی اس صاف تعلیم کے باوجود) گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا پس تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا۔ ایک دردناک دن کے عذاب سے۔“ (۴۳:۶۵) گروہی اختلاف اکثر بیشتر فتنہ کا باعث بنتا ہے جس سے معاشرتی سکون کی خاطر پرہیز لازم ہے نیز گروھی اختلافات ترویج علم میں بھی رکاوٹ بنتے ہیں۔

جھگڑالو ہونا / جھگڑا کرنا

اللہ تعالیٰ ناحق جھگڑا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ سورۃ النحل کے شروع میں انسان کے بارے میں فرماتا ہے کہ ایک ناپاک بوند سے پیدا ہونے والا اپنی ہستی کو بھول کر خالق کائنات سے جھگڑا کرنے لگا ہے جو بمنزلہ کفر کے ہے۔ انسان کو اپنی اصل حقیقت (قطرہ ناپاک) کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) ”اس نے انسان کو ایک ذرا سی بوند سے پیدا کیا اور دیکھتے دیکھتے صریحاً“ وہ ایک جھگڑالو ہستی بن گیا۔“ (۱۶:۴) (۱۸:۵۴)

Marfat.com

صاحب اقتدار آدمی جھگڑالو بن جاتا ہے اور حق بات کو تسلیم کرنے کی بجائے اقتدار کے زعم میں غلط بات یا غلط خیالات پر اڑ جاتا ہے یہ امر حق کے منافی ہے اور فتنہ و فساد کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں ابراہیم علیہ السلام سے نمرود کے جھگڑے کا ذکر اس طرح کرتا ہے (ترجمہ) "کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا۔ جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے اور اس بنا پر اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی۔ (۲:۲۵۸)

ناحق جھگڑا کرنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا اور آپ جھگڑا کر کے کسی سے اپنا نقطہ نظر نہیں منوا سکتے۔ جھگڑا کرنے کی بجائے اگر علمی دلیل راستی اور متانت کے ساتھ دی جائے تو وہ زیادہ موثر ہوتی ہے۔ جھگڑا قبول حق میں مانع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اب اگر اے نبی یہ لوگ تم سے جھگڑا کریں تو ان سے کہو میں نے اور میرے پیروں نے تو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب دونوں سے پوچھو کیا تم نے بھی اس کی اطاعت و بندگی قبول کی۔ اگر کی تو وہ راست راست پا گئے اور اگر اس سے منہ موڑا تو تم پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی۔" (۳:۲۰)

اگر ایک معاشرے میں ایسے افراد موجود ہوں جو کہ نہ صرف یہ کہ خود نیکی نہ کریں بلکہ یہ بھی کہ وہ دوسروں کو نیکی کرنے سے روکیں تو ایسا معاشرہ جلد ہی راہ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے۔ معاشرتی صحت کے لئے ضروری ہے کہ ہر معاشرہ میں ایک ایسی مضبوط جماعت ہر وقت موجود رہے جو لوگوں کو بدی سے روکے اور حق بات اور نیکی کی تلقین کرے۔ اگر معاشرہ کا کوئی فرد یا افراد گروہ یا جماعت نیکی کرنے سے روکتی ہے تو ایسا معاشرہ جلد ہی اخلاقی گراوٹ، بدنظمی، ظلم و تعدی کا شکار ہو کر فتنہ و فساد کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ ایسا معاشرتی ماحول نہ ہی طالبان علم کو راس آتا ہے اور نہ ہی علم کی ترویج میں ممد و معاون ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکی سے روکنے والے سرکش لوگوں کے بارے میں سورۃ العلق میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "تم نے دیکھا اس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جب کہ وہ نماز پڑھتا ہو تمہارا کیا خیال ہے اگر (وہ بندہ) راہ راست پر ہو یا پرہیز گاری کی تلقین کرتا ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ منع

کرنے والا (شخص حق کو) جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ ہرگز نہیں اگر یہ باز نہیں آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے۔" (۵۔ ۹۶:۱۴) پس معلوم ہوا کہ جھگڑا کرنا اور لوگوں کو نیکی سے روکنا تباہی و بربادی کا موجب ہے جس سے پرہیز لازم ہے۔

بغض و عناد

کسی شخص سے بلا وجہ دشمنی رکھنا اور اس کا برا چاہنا بغض و عناد کہلاتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی اخلاقی کمزوری اور معاشرتی برائی ہے۔ بغض و عناد رکھنے والا شخص دوسروں کی نگاہوں میں گر جاتا ہے۔ ہر شخص اس کو برا سمجھتا ہے۔ یہ انسانی کیفیت حصول علم کی راہ میں بھی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف فرقوں کے درمیان بغض و عناد کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے (ترجمہ) "اس طرح ہم نے ان لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا تھا جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں مگر ان کو بھی جو سبق یاد کرایا گیا تھا اس کا ایک بڑا مقصد انہوں نے فراموش کر دیا۔ آخر کار ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لئے دشمنی اور آپس کے بغض و عناد کا بیج بو دیا اور ضرور ایک وقت آئے گا جب اللہ انہیں بتائے گا کہ وہ دنیا میں کیا بناتے رہے ہیں۔" (۵:۱۴)

شراب کے استعمال اور جوئے سے آپس میں بغض و عناد اور دشمنی پیدا ہوتی ہے اور باہمی دشمنی بغض و عناد لڑائی جھگڑے اور دنگہ فساد کا سبب بنتی ہے اور تحصیل علم و فروغ علم میں مانع ہوتی ہے۔ پس المائدۃ میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد سے روک دے۔" (۵:۹۱) بغض و عناد لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد کا باعث بنتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے یہ ایک معاشرتی برائی ہے جو ماحول پر برا اثر ڈالتی ہے لہٰذا اس سے پرہیز لازم ہے۔

فحاشی/بدکاری/شہوت پرستی

جس معاشرہ میں شہوت پرستی عام ہو جائے اور لوگ فحش حرکات و اعمال اعلانیہ کرنے لگیں تو ایسا معاشرہ بہت جلد تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ جنسی جذبہ بقائے انسانی کے

Marfat.com

لئے حد درجہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی انسانی جذبہ بیکار پیدا نہیں کیا جس طرح کسی بھی جذبہ کا غیر ضروری، غلط موقع پر یا کثرت سے استعمال خود انسان اور انسانی معاشرہ کے لئے سخت نقصان دہ ہے اسی طرح شہوت پرستی، انسانی معاشرہ کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے تباہ کن ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ لوگوں کو شہوت رانی سے روکتا ہے۔ سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور محفوظ عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں خواہ وہ اہل ایمان کے گروہ سے ہو یا ان قوموں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کر کے ان کے محافظ ہو نہ یہ کہ شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو اور جس کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہو گا۔" (۵:۵)

جذبہ شہوت کے غلط استعمال کو ہم فحاشی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں فحش کو نہ پھیلنے دیں وگرنہ وہ یوم حساب جہنم کے مستحق ہوں گے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" (۲۴:۱۹)

فحش معاشرہ میں بداخلاقی، بے راہ روی اور بگاڑ پیدا کرتا ہے اور ایسے حالات تحصیل و ترویج علم میں حارج ہوتے ہیں۔ شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے اس کو فحش کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بارے میں سورۃ البقرۃ میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "لوگو زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے رستوں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے۔" (۲:۱۶۸) (۵۵ - ۲۷:۵۴) پس معلوم ہوا کہ فحاشی شہوت پرستی اور بدکاری وہ معاشرتی برائیاں ہیں جو معاشرتی ترقی کی راہ کا سنگ گراں ہیں۔

بے حیائی

جب انسان فحش اور نامناسب حرکات علی الاعلان کرتا ہے تو وہ بے حیائی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سورۃ النحل میں بے حیائی سے روکتا ہے (ترجمہ)

Marfat.com

"اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔" (۱۶:۹۰) پس معلوم ہوا کہ بے حیائی قومی تباہی کا باعث ہے جس سے بہرصورت پرہیز لازم ہے۔

خفیہ عہد و پیماں/خفیہ سازش

خفیہ عہد و پیمان ایک اخلاقی برائی ہے۔ باہمی قول و قرار دنیا والوں سے چھپ کر نہیں بلکہ ان کے سامنے ہونے چاہئیں تاکہ وہ قول و قرار کے گواہ بھی بنیں نیز قول و قرار میں کوئی گناہ یا جرم کا پہلو باقی نہ رہے۔ بعض اوقات خفیہ قول و قرار کے نتائج نہایت خوناک ہوتے ہیں۔ عقد نکاح باندھنے کا فیصلہ بالغ مرد و عورت اپنی آزادانہ رائے سے کرسکتے ہیں لیکن اس کے لئے معروف طریقے استعمال کرنے چاہیں اور خفیہ قول قرار سے پرہیز کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس امر کی ہدایت سورۃ البقرۃ میں اس طرح فرماتا ہے (ترجمہ) "زمانہ عدت میں خواہ تم ان بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنایہ میں ظاہر کردو خواہ دل میں چھپائے رکھو دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ ان کا خیال تو تمہارے دل میں آئے گا ہی مگر دیکھو خفیہ عہد و پیمان نہ کرنا اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف طریقے سے کرو۔" (۲:۲۳۵)

غلط اقدامات پر حکومت کی مخالفت اگر مقصود ہے تو معروف طریقہ پر اعلانیہ کی جائے۔ حکومت کے خلاف خفیہ سازش کسی بھی علاقہ اور کسی بھی زمانے میں پسندیدہ فعل قرار نہیں دیا گیا کیونکہ اس کی کوکھ سے بدامنی اور قتل غارت اور قوم و مملکت سے غداری جنم لیتی ہے۔ اس لئے ہر زمانہ میں ایسے لوگ قابل گردن زدنی قرار دیئے گئے ہیں۔ بدامنی اور فساد جہاں معاشرہ کے لئے تباہ کن ہے وہاں فروغ علم و تحصیل علم کی راہ میں بھی زبردست رکاوٹ ہے۔ فرعون جادوگروں کے اچانک موسیٰ کے خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کو جادوگروں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی مملکت کے خلاف خفیہ سازش قرار دیتا ہے اور اس سزا کا اعلان کرتا ہے جو مملکت کے باغیوں کے لئے مخصوص تھی۔ اللہ تعالیٰ یہ قصہ سورۃ الاعراف میں اس طرح بیان کرتا ہے (ترجمہ) "فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دارالسلطنت میں کی تاکہ اس کے مالکوں

Marfat.com

کو اقتدار سے بے دخل کر دو اچھا تو اس کا نتیجہ اب تمہیں معلوم ہو جاتا میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دوں گا اور اس کے بعد تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا۔" (۷:۱۲۳-۱۲۴) اگرچہ عہد و پیماں کو خفیہ رکھنے میں بظاہر کوئی برائی نظر نہیں آتی لیکن معاشرتی آداب کے خلاف ہے اور بعض صورتوں میں شکوک و شبہات کے باعث معاشرتی بگاڑ کا اور معاشرتی ماحول کی خرابی کا باعث بنتی ہے۔ جس سے پرہیز لازمی ہے۔

شیطان نما انسانوں اور شیطان نما جنوں کی مخالفت حق

جنوں اور انسانوں ہر دو میں سے شیاطین کے گروہ حق و انصاف اور علم و صداقت کے ہمیشہ سے مخالف رہتے چلے آئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ حق و صداقت کے نشان یعنی انبیائے کرام کے بھی ہمیشہ سے دشمن رہے ہیں۔ ان کی تمام کدو کاوش اور افتراپردازیوں کا مقصد حق و صداقت کے نشان یعنی انبیائے کرام کو ناکام بنانا ہوتا ہے۔ حق کا راستہ روک کر در حقیقت حق و انصاف اور علم کو نقصان پہنچانے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "اور ہم نے تو اس طرح ہمیشہ شیطان نما انسانوں اور شیطان نما جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے جو ایک دوسرے پر خوش آئند باتیں دھوکے اور فریب کے طور پر القا کرتے رہے ہیں اگر تمہارے رب کی مشیت یہ ہوتی کہ وہ ایسا نہ کریں تو وہ کبھی نہ کرتے پس تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ اپنی افتراپردازیاں کرتے رہیں۔" (۶:۱۱۲) پس معلوم ہوا کہ شیطان نما انسان اور شیطان نما جن ہر دو معاشرہ میں فساد پھیلا کر ماحول کو پراگندہ کرتے ہیں جن کا تدارک ضروری ہے۔

شور/ خلل اندازی حق

تبلیغ حق کو روکنے کے لئے قریش مکہ نے قرآن سنائے جاتے وقت شور کرنے کا سلسلہ شروع کیا تاکہ پیغام حق لوگوں تک ٹھیک طور پر نہ پہنچ سکے۔ بیجا شور و غل دیگر امور کی طرح تحصیل علم و ترویج علم میں بھی رکاوٹ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ حم السجدہ میں ان شور مچانے والوں کو سخت عذاب کی وعید دیتا ہے۔ (ترجمہ) "یہ منکرین حق کہتے

Marfat.com

ہیں اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید کہ اس طرح تم غالب آ جاؤ۔ ان کافروں کو ہم سخت عذاب کا مزا چکھا کر رہیں گے۔" (۴۱:۲۶۔۲۷) حق کی آواز کو شور مچا کر دبانے کی ہر زمانے اور ہر معاشرہ میں کوشش کی جاتی رہی ہے تاہم باطل کے مقابلہ میں ہمیشہ ہی حق غالب رہتا ہے۔ باطل صرف وقتی طور پر غالب آ سکتا ہے اس روش کا تدارک ضروری ہے۔

ظالموں کی صحبت سے پرہیز

جو لوگ خدا کی ذات اور اس کی آیات پر نکتہ چینی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔ ظالموں کی صحبت انسان کو ظلم پر اکساتی ہے اور ظلم و تعدی معاشرتی بگاڑ پیدا کرتا ہے اور معاشرتی بگاڑ تعلیم و ترقی میں حارج ہوتا ہے۔ (ترجمہ) "اور اے نبی جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیات پر نکتہ چیںیاں کر رہے ہیں تو ان کے پاس سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں بھلاوے میں ڈال دے تو جس وقت تمہیں اس غلطی کا احساس ہو جائے اس کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے حساب میں سے کسی چیز کی ذمہ داری پرہیز گار لوگوں پر نہیں ہے۔ (۷۰:۳۰۱) ظالم اور بدقماش لوگ معاشرتی ماحول کی پراگندگی کا باعث بنتے ہیں۔ معاشرتی صحت اور معاشرتی اصلاح کے لئے ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز لازم ہے۔

نسل/نسب

شخصیت سازی/کردار سازی ایک انتہائی اہم معاشرتی عمل ہے۔ اس عمل میں لوگوں کا معاشرہ اور انسان کا خاندانی اور گھریلو ماحول اس پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح بعض علمی خاندان کے افراد اپنے باپ دادا سے علم و ہدایت کی تڑپ اور عملی ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔ نسل انسانی کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کے منصوبہ اور مصلحت کو صرف وہی (اللہ تعالیٰ) بہتر طور پر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو سورۃ

Marfat.com

آل عمران میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر (اپنی رسالت کے لئے) منتخب کیا تھا۔ یہ ایک ایسے سلسلے کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔" (۳۴۔۳۳:۳)

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت اسحق اور حضرت اسمٰعیل اور پھر ان کی نسل سے حضرت داؤد' حضرت سلیمان' حضرت ایوب' حضرت یوسف' حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کو ہدایت بخشنے کا ذکر کرتا ہے اور پھر اسی خاندان سے حضرت اسماعیل' حضرت الیسع' حضرت یونس اور حضرت لوط علیہم السلام کو ہدایت کیے جانے کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے (ترجمہ) "پھر ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست جو) اس سے پہلے نوح کو دکھائی تھی اور کے نسل سے ہم نے داود' سلیمان' ایوب' یوسف' موسیٰ اور ہارون کو ہدایت بخشی اس طرح ہم نیکو کاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں۔ (اسی کی اولاد سے) زکریا' یحییٰ عیسیٰ اور الیاس کو (راہ یاب کیا) ہر ایک ان میں سے صالح تھا (اس کے خاندان سے) اسمٰعیل' الیسع اور یونس اور لوط کو (راستہ دکھایا) ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا۔ انہیں اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور سیدھے راستہ کی طرف ان کی راہنمائی کی۔"
(۶:۸۴۔۸۷) (۳۔۲:۱۷) (۲۷:۲۹) (۲۶:۵۷)

نیکو کاروں کی نیک خصلت نسل کے ذکر کے علاوہ اللہ تعالیٰ کافروں کی نسل کا بھی ذکر کرتا ہے کہ کس طرح نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کافروں میں سے کسی کو بھی جیتا نہ چھوڑ دے کیونکہ ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہو گا بدکار اور کافر ہی ہو گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا اللہ تعالیٰ سورۃ نوح میں اس طرح بیان فرماتا ہے (ترجمہ) "اور نوح نے کہا میرے رب ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہو گا بدکار اور سخت کافر ہی ہو گا۔" (۷۱:۲۶۔۲۷) پس

Marfat.com

ہیں یہ ایک انتہائی مختصر حال ماحول و معاشرہ کے تعلیم پر اثرات کا ہے۔ اس میں اضافہ کی کافی گنجائش موجود ہے۔

حفاظت علم کے لئے کتب

حصول علم اور حفاظت علم کے لئے کتاب کی اہمیت اظہر من الشمس ہے کسی بھی محفوظ شدہ تحریر کو موجودہ زمانہ میں ہم کتاب (تحریر) کے زمرہ میں شمار کر سکتے ہیں گتے' تختیاں' کاغذ کپڑا' جھلیوں' وغیرہ پر محفوظ تحریریں نیز مقناطیسی طاقت کی مدد سے تیار کردہ مقناطیسی فیتے (ٹیپس) پر محفوظ تصویریں' آوازیں وغیرہ ان سب کو آج کل محفوظ شدہ تحریر (کتاب) کا درجہ دیا سکتا ہے۔ ان میں سے کچھ اشیاء بطور ریکارڈ بہت بڑے پیمانہ پر استعمال کی جا رہی ہیں جبکہ باقیوں کا استعمال متروک ہو چلا ہے۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد نے اس ضمن میں انسان کی بہت سی مشکلات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس دور کی نئی ایجادات آواز اشکال اور اعمال کی لہروں کو مقناطیسی فیتے (ٹیپ) پر بصورت آواز و تصویر محفوظ کر لیتی ہیں یہ ریکارڈ نہ صرف کتاب کی طرح بار بار استعمال ہو سکتا ہے بلکہ واقعاتی شہادت کے طور پر پیش بھی کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں مختلف قسم کی تحریروں یعنی کتب سماوی و تختیوں وغیرہ کا ذکر کیا ہے چنانچہ تختیوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "پھر جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اس نے وہ تختیاں اٹھالیں جن کی تحریر میں ہدایت و رحمت تھی۔" (۱۵:۴۷) کتاب کی اہمیت کا ذکر کلام پاک میں اس طرح مذکور ہے "اے پیغمبر! اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب بھی اتار دیتے اور لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی جنھوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ یہی کہتے یہ تو صریح جادو ہے۔ (۶:۷) ایک اور جگہ کتاب (تحریر) کی اہمیت کو یوں واضح کیا گیا ہے (ترجمہ) "(اگر یہ نہیں بتا سکتے تو ان سے پوچھو) کیا ہم نے انہیں کوئی تحریر لکھ کر دی ہے جس کی بنا پر یہ (اپنے اس شرک کے لئے) کوئی صاف سند رکھتے ہوں۔" (۳۵:۴۰)

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی کھلی کتاب کی شہادت پیش کی ہے جو ایک رقیق جلد میں لکھی ہوئی ہے یہ رقیق جلد زمیں کے گرد پھیلا برقی مقناطیسی میدان بھی

Marfat.com

ہو سکتا ہے اور سطح آب بھی ہو سکتی ہے۔اس کتاب شہادت کی اصل حقیقت سے تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی واقف ہے لیکن اس نے انسان کو کاغذ پر محفوظ کتاب کے علاوہ ایک نئی قسم کی تحریر (کتاب) سے آگاہ کیا ہے ترقی کے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ مقناطیسی لہروں کو مقناطیسی فیتوں پر ریکارڈ کرلے اس کا حوالہ قرآن پاک میں اس طرح سے ہے (ترجمہ) "قسم ہے طور کی اور ایک ایسی کھلی کتاب کی جو رقیق جلد میں لکھی ہوئی ہے اور آباد گھر کی اور اونچی چھت کی اور موجزن سمندر کی تیرے رب کا عذاب ضرور نازل ہونے والا ہے۔" (۵۲:۱'۷) اس آیت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اونچی چھت سے پیدا ہونے والی گونج اور سطح سمندر کو بھی زمین پر گزرنے اور انسان پر بیتے واقعات کا ریکاڈر رکھنے کے لئے استمال کرتا ہے۔انسان کی ہر چھوٹی بڑی بات لکھے ہونے کی شہادت اللہ تعالیٰ خود دیتا ہے یہ ضروری نہیں کہ تمام چھوٹے بڑے انسانی اعمال کا کچا چٹھا کاغذ پر سیاہی سے ہی قلمبند کیا گیا ہو اب تو خود انسان بھی اتنی ترقی کر گیا ہے کہ ہر چھوٹے بڑے وقوعہ کو مقناطیسی فیتوں میں تصویر اور آواز کی صورت قلمبند کر سکتا ہے جو کہ بوقت ضرورت گواہی کے طور پر بھی پیش کی جا سکتی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کا نظام انسانی نظام سے بہتر ہی ہو گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) "جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ سب دفتروں میں درج ہے اور ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی موجود ہے۔" (۵۳-۵۲:۵۴) اللہ تعالیٰ اس تحریر کو روز قیامت بندوں کے حق میں اور ان کے خلاف بطور شہادت پیش کرے گا یہ واقعاتی شہادت اللہ تعالیٰ زمین و آسمان میں کسی صورت محفوظ کر رہا ہے اگر انسان تحقیق و جستجو کرے تو وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے اس ریکارڈ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی اور بے شمار نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح جس طرح بہت سے انسان ایک تحریر (کتاب) سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں یہ خیال اس ضمن میں ہماری جستجو کے لئے مہمیز ثابت ہو سکتا ہے ہمت مرداں مدد خدا۔سائنسدانوں کو اس طرف توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔کتاب الٰہی کی اہمیت کو ایک جگہ یوں واضح کیا گیا ہے (ترجمہ) "اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے۔ (وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ اس کے پاس دلیل روشن نہ آ جائے۔ (یعنی) اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاک

Marfat.com

صفحے پڑھ کر سنائے جن میں بالکل درست اور درست تحریریں لکھی ہوئی ہوں۔" پس معلوم ہوا کہ کتب تحریری مواد واقعات کو بطور ریکارڈ محفوظ کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں (۳۔۹۸:۱) ان تمام حوالہ جات سے علم کی حفاظت کیلئے کتب کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

تحریر / دستاویز

زبانی بات جلد ذہن سے اتر جاتی ہے اور کسی بات کی جزئیات کا ذہن سے اتر جانے کا احتمال اور بھی زیادہ ہے۔ انسان شروع ہی سے حافظے کی امداد کے لئے تحریر کا طریقہ استعمال کرتا چلا آیا ہے لیکن زمانے کے ساتھ ساتھ اور علاقہ کے اختلاف سے حروف تہجی کی شکلیں بدلتی رہی ہیں۔ پیغامات معاہدے' ہدایات واقعات اور تجربات شروع ہی سے لکھے جاتے رہے ہیں۔ آج کے زمانے میں بھی علم کی حفاظت اور اس کے حصول کے دو بڑے ذرائع پڑھنا اور لکھنا ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں معاہدہ کی دستاویز لکھ لینے کی ہدایت ان الفاظ میں دیتا ہے (ترجمہ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کسی مقررہ مدت کے لئے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ ایک شخص دستاویز تحریر کرے جسے اللہ تعالیٰ نے لکھنے پڑھنے کی قابلیت بخشی ہو اسے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے۔" (۲:۲۸۲)

اسی آیت کے آخری حصہ میں دستاویز لکھوا لینے میں تساہل نہ کرنے کا حکم ان الفاظ میں موجود ہے (ترجمہ) "معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا میعاد کے تعین کے ساتھ دستاویز لکھوا لینے میں تساہل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ طریقہ تمہارے لئے زیادہ مبنی برانصاف ہے۔" (۲:۲۸۲' ۲:۲۸۳)

کچھ لوگوں نے اللہ کے فرشتوں کو عورتیں قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ الزخرف میں فرماتا ہے ان کا یہ قول (گواہی) لکھ لی جائے گی اور انہیں اس کی جواب دہی کرنا ہو گی۔ (ترجمہ) "انہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے دیا۔ کیا ان کے جسم کی ساخت انہوں نے دیکھی ہے۔ ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور انہیں اس کی جواب دہی کرنی ہو گی۔" (۴۳:۱۹) ان تمام حوالہ جات سے دستاویز اور بطور ریکارڈ اس کی حفاظت کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔

Marfat.com

باب بائیسواں

لائبریری

فروغ تعلیم میں لائبریری کی اہمیت کے بارے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ موجودہ دور میں لائبریری کی اہمیت پہلے کے مقابلہ میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کتابوں کی قیمتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ طلباء و طالبات اور علم کے پیکر حضرات حسب پسند کتابیں خرید نہیں سکتے لہٰذا یہ امر مجبوری ان کو لائبریری سے استفادہ کرنا پڑتا ہے موجودہ دور کی لائبریریوں میں روایتی کتابوں کے علاوہ سمعی و بصری اعانات بمعہ کیٹس بھی موجود ہوتی ہیں

کتاب

ہر اس تحریر کو جو خواہ کسی بھی زمانہ میں تحریر کی گئی ہو۔ کسی بھی شخص یا کارکنان قضا و قدر نے کسی بھی شی مثلاً درختوں کی چھال جانوروں کی کھال اور جھلیوں پتھر اور مٹی کی چپٹی تختی مقناطیسی میدان کمپیوٹر اور مقناطیسی فیتوں پر کوئی بھی آلہ استعمال کر کسی بھی زبان اشکال یا اشارات کی شکل میں تحریر کی ہو کو کتاب کا نام دیا جا سکتا ہے کرہ ارض کے چاروں طرف پھیلا برقی مقناطیس میدان بھی مناسب تحقیق و تفتیش کے بعد ذریعہ (سامان) تحریر کے طور پر استعمال ہو سکتا ہے لائبریری عام اقسام کی کتب خواہ وہ تاریخ کے کسی بھی دور میں کسی بھی ذریعہ تحریر کی مدد سے کسی بھی شئی پر تحریر کی گئی ہوں کا مجموعہ ہے تاریخ انسانی میں لائبریری کا استعمال کافی پرانا ہے لیکن ان مجموعہ کتب (لائبریری) سے صرف گنتی کے چند خوش قسمت تعلیم یافتہ دانشور حضرات ہی فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن موجودہ دور میں فروغ تعلیم کے لئے ہر قسم کی کتب اور لائبریریوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کتب حصول علم کا ایک بڑا اہم ذریعہ ہیں انسانی زندگی کے مختلف ادوار میں اس کے صدیوں کے افکار و تجربات کا نچوڑ (ریکارڈ) ان کتب

میں محفوظ ہے۔ ہر نسل اپنے بعد آنے والی نسل کو اپنا علم کتب و لائبریری کے ذریعہ ہی منتقل کرتی ہے۔ کتب کی تعداد میں ہر آن اضافہ ہو رہا ہے بے شمار نسلیں ان سے فائدہ حاصل کر چکی ہیں موجودہ نسل فائدہ حاصل کر رہی ہے اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان سے انشاء اللہ کماحقہ فائدہ حاصل کریں گی۔ اللہ تعالیٰ بھی انسانوں کے جملہ امور کا ریکارڈ کتب کی صورت میں اپنے کارندوں کی معرفت محفوظ کر رہا ہے جو بوقت ضرورت (بروز قیامت) وہ پیش کریں گے لیکن یہ بات ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت انسانی اعمال کا تیار ہونے والا ریکارڈ کس قسم کا ہے۔ آج کی دنیا میں انسانی ریکارڈ بھی صرف کاغذوں پر لکھی گئی کتابوں پر مشتمل نہیں ہے بلکہ انسانی آوازوں کو قابل سماعت اور رونما ہونے والے ہر واقعہ کو آئندہ دیکھے جانے والے مقناطیسی فیتوں کی شکل میں محفوظ کیا جاتا ہے جو کہ آوازوں اور دنیا میں رونما ہونے والی ہر چھوٹی بڑی حرکات کا صحیح صحیح نقشہ پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا موجودہ دور کا انسان فرشتوں کے انسانی اقوال و اعمال اور نیتوں کو ریکارڈ کرنے کے عمل کو باسانی ذہن میں لا سکتا ہے جبکہ ایک صدی قبل کا عام انسان فرشتوں کے تیار کئے جانے والے ریکارڈ (نامہ اعمال) کے بارے میں شک و شبہ ہی میں گرفتار تھا۔ انسانی نامہ اعمال (کتاب) کے علاوہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں چند اور اقسام کی کتابوں کا بھی تذکرہ فرماتا ہے مثلاً نیک اعمال لوگوں کا رجسٹرید اعمال لوگوں اور قیدیوں کے رجسٹر نیز ام الکتاب جو کہ تمام الہامی کتابوں کا منبع وماخذ ہے علاوہ ازیں انسانی نوشتہ تقدیر بھی اللہ تعالیٰ کے پاس بصورت کتاب محفوظ ہے لائبیریری میں سب سے اہم کاغذ پر تحریر کردہ کتب ہیں صوتی اور بصری مقناطیسی فیتے بھی اس زمرہ میں شمار کئے جا سکتے ہیں کتابوں کے علاوہ بھی متعدد سمعی و بصری معاونات ہیں جن کو موجودہ ترقی یافتہ دور میں درس و تدریس کے کام میں لایا جاتا ہے۔

Marfat.com

انسان اپنی زندگی میں بے شمار اقوال و افعال کے علاوہ بہت سے معاہدے کرتا ہے جس کی تفصیلات کو لکھنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے اس بارے میں دماغ پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہمارا دماغ معاہدہ کی بعض دفعات کو فراموش کر دیتا ہے جبکہ بعض دفعات کو من و عن محفوظ نہیں رکھتا۔ ایسی صورت میں فریقین کے درمیان لفظی تکرار اور لڑائی جھگڑے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے نیز معاہدہ کی پابندی نہ کرنا' عدل و انصاف کے بھی منافی ہے یہی وجہ ہے کہ قران کریم ہمیں معاہدوں کو ضبط تحریر میں لانے کا حکم دیتا ہے اور گواہی کو چھپائے نہ جائے کا حکم دیتا ہے تاکہ لوگوں کے حقوق کا تحفظ اور عدل و انصاف ہو سکے۔ چھاپہ خانہ اور کاغذ کی ایجاد سے پیشتر مسودات (تحریروں) اور کتابوں کی تعداد بہت کم تھی جو کہ بعد میں بڑھکر انسانی شمار سے باہر ہو گئی پہلے صرف چند خواص کے پاس کتابیں موجود ہوتی تھیں۔ موجودہ دور میں بیشتر حضرات کے پاس کم یا بیش تعداد میں کتابیں موجود ہیں جن سے وہ بوقت ضرورت استفادہ کرتے ہیں۔ تاریخ میں سب سے پہلے مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار میں کتب خانوں اور کتابوں کے استعمال کو عام کیا کیونکہ پہلی ہی وحی میں اللہ تعالیٰ نے سامان تحریر قلم کا ذکر کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی وساطت سے پوری امت مسلمہ کو قلم اور علم کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ کرہ ارض کے چاروں طرف پھیلا برقی مقناطیسی میدان بھی مناسب تحقیق و تفتیش کے بعد (سامان) تحریر کے طور پر استعمال ہو سکتا ہے لائبریری تمام اقسام کی کتب خواہ وہ تاریخ کے کسی بھی دور میں کسی بھی تحریر کی مدد سے کسی بھی شی پر تحریر کی گئی ہو کا مجموعہ ہے۔ تاریخ انسانی میں لائبریری کا استعمال کافی پرانا ہے لیکن ان مجموعہ کتب (لائبریری) سے صرف گنتی کے چند تعلیم یافتہ دانشور حضرات ہی فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن موجودہ دور میں اس مقصد کے لئے کاغذ کا استعمال بہت عام ہے۔ ماضی

Marfat.com

قریب میں ذریعہ تحریر کے طور پر الیکٹرانک ذرائع مثلاً کمپیوٹر کا استعمال بھی ایک عام سی بات ہے زیر نظر کتاب بھی اسی ذریعہ تحریر یعنی کمپیوٹر کی مدد سے تحریر کی گئی ہے لفظ کتب کا استعمال قرآن پاک میں عام ہے چنانچہ لفظ کتب یا کتاب اور اس کے مشتقات کی تعداد کلام پاک میں سو سے زائد ہے۔ قرآن پاک بھی دیگر الہامی کتب کی طرح ایک الہامی کتاب ہے۔ کتابیں انسان کی تہذیبی' اخلاقی' سیاسی' سماجی' تمدنی' سائنسی' تاریخی اور جمالیاتی زندگی اور اللہ تعالیٰ اور کائنات کے بارے میں اس کے خیالات تجربات مشاہدات کا نچوڑ پیش کرتی ہیں۔ کتابوں کے بغیر انسان کی محیر العقول ترقی ممکن نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کتابوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے روز ہر انسان کی زندگی کا صحیح ریکارڈ پیش کریں گی نیز یہ بھی کہ کائنات میں پیش آنے والے تمام واقعات اور امور اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب میں درج کر رکھے ہیں۔ گناہ گاروں اور نیکو کاروں کے حالات پر مشتمل کتابیں جدا جدا ہیں ہر شخص کا نوشتہ تقدیر ایک کتاب میں لکھا ہوا محفوظ ہے۔ (۶:۵۹) (۱۳:۳۸-۳۹) الہامی کتابوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ان سب کا اصل سرچشمہ ام الکتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے ہر دور کے لئے ایک جدا کتاب ہے اللہ تعالیٰ بعض الہامی کتب میں سے جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ (۱۳:۳۹) یہ کتابیں لوگوں کے لئے ہدایات راہنمائی اور رحمت کا ذریعہ ہیں سابقہ الہامی کتب کی مصدق ہیں بابرکت ہیں نیکو کاروں کے لئے بشارت اور گناہ گاروں کے لئے تنبیہ ہیں۔ نجات کا راستہ بتاتی ہیں اور تقویٰ و طہارت کا سبب ہیں الہامی کتب کی تعلیمات کو چھپایا نہ جائے اور نہ ہی اس میں کوئی کمی بیشی کی جائے۔ قرآن پاک کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ سابقہ الہامی کتب کا مصدق ہے اور لوگوں کے اختلافی امور کا فیصلہ کرنے والا ہے اللہ کی نشانی ہے وضاحت کرنے والا یعنی کھول کھول

Marfat.com

کر بیان کرنے والا ہے اس کی تلاوت کی جائے اور اس کو صرف پاکی کی حالت میں چھوا جائے نیز یہ کہ قرآن پاک ٹھیک ٹھیک اور سیدھی بات کرنے والا ہے اہل کتاب (لوگوں) کو چاہئے کہ وہ اس کتاب (قرآن) کو سچا مان لیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔

خیالات کو محفوظ کرنے والی بے شمار دنیاوی کتابوں کے علاوہ چند الہامی کتابیں بھی دنیا میں موجود ہیں جو کسی انسان کی کاوش یا کلام نہیں بلکہ ان کا نازل کرنے والا خود خالق کائنات ہے جس نے انسان کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے مختلف زمانوں میں مختلف پیغمبروں پر ان کی امتوں کے افراد کے لئے لائحہ عمل کے طور پر ایک مجموعہ کلام حضرت جبریل علیہ السلام کی معرفت نازل فرمایا جن کو ہم الہامی کتابوں کے طور پر جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اشاعت علوم کے لئے ہر دو اقسام کی یعنی الہامی و غیر الہامی کتابیں درکار ہیں۔ الہامی کتابوں میں سب سے اہم غیر محرف و غیر مبدل جس کی قیامت تک حفاظت کا خود خالق کائنات نے ذمہ اٹھایا ہوا ہے وہ القرآن یعنی قرآن پاک ہے جو تیئس سال کے عرصہ نبوت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ملائکہ کے سردار جبریل امین کے معرفت نازل ہوا۔ سورۃ یوسف کی پہلی ہی آیت میں قرآن پاک کو کتاب مبین کہا گیا ہے یعنی ایسی کتاب جس کا مطلب نہایت واضح ہے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ اس کتاب کی آیات ہیں جو اپنا مدعا صاف صاف بیان کرتی ہیں۔" (۱۲:۱) مزید ملاحظہ ہو۔ (۱۵:۵) (۲۶:۲)(۲۷:۱) (۲۸:۲) (۱:۱۵) (۹۹:۲) یہی الفاظ متعدد سورتوں کے آغاز میں دہرائے گئے ہیں اور سورۃ الزخرف اور سورۃ الدخان کے شروع میں اس واضح کتاب اور اس کے مطالب کی قسم اٹھائی گئی ہے یعنی کہ انہیں شہادت میں پیش کیا گیا ہے۔ سورۃ الزخرف میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "قسم ہے اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم لوگ اسے سمجھو۔" (۴۳:۲-۳) (۴۴:۲-۳) اور قرآن پاک کے بالکل آغاز یعنی البقرۃ کے شروع میں قرآن پاک کو شک و شبہ سے پاک کتاب قرار دیا ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لئے۔" (۲:۲) اور سورۃ النساء میں

Marfat.com

اس کتاب (قرآن) کو اختلافات سے پاک قرار دیا ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف بیانی پائی جاتی۔" (۴:۸۲)

سورۃ بروج کے آخر میں قرآن پاک کا لوح محفوظ میں ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اس بارے ارشاد ہے (ترجمہ) "مگر جنہوں نے کفر کیا ہے ▪ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ اللہ نے ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے (ان کے جھٹلانے سے اس قرآن کا کچھ نہیں بگڑتا) بلکہ یہ قرآن بلند پایہ ہے اس لوح میں (نقش ہے) جو محفوظ ہے۔" (۸۵:۲۲) اور اسی بارے میں سورۃ الواقعہ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے اور ایک محفوظ کتاب میں ثبت ہے مطہرین کے سوا کوئی نہیں چھو سکتا یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔" (۸۰-۷۷:۵۶) سورۃ دھر میں ارشاد فرمایا گیا کہ قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اے نبی ہم ہی نے تم پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔" (۷۶:۲۳) اور سورۃ القمر میں بیان کیا گیا کہ قرآن پاک کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنایا گیا ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے۔ اب ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔" (۵۴:۳۲) (۵۴:۲۲)

قرآن پاک کے بارے میں سورۃ ھود کے شروع میں بیان کیا گیا کہ اس کی آیتیں پختہ اور مفصل ہیں۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "ا ل ر فرمان ہے جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ہیں۔ ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے۔" (۱۱:۱) مزید ملاحظہ ہو (۴۶:۲)(۴۵:۲) (۵۲:۷)(۱۳:۱)(۲۹:۳۸) (۲۳:۴۱)(۲:۴۹)(۱۴:۱)(۱۳:۱)(۷:۱)

اور سورۃ آل عمران کے شروع میں بتایا گیا کہ فتنہ پرور لوگ محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ ارشاد ہوا (ترجمہ) "اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ

Marfat.com

کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" (۳:۷) اور سورۃ النساء میں ارشاد ہوا کہ (ترجمہ) "اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور تم کو وہ کچھ بتایا جو تمہیں معلوم نہ تھا اور اس کا فضل تم پر بہت ہے۔" (۴:۱۱۳) نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے کتاب و حکمت عطا کی۔

سورۃ البقرۃ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے) تب اللہ نے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کجروی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ کتاب بر حق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے ان کا فیصلہ کرے۔" (۲:۲۱۳)(۲:۵۲)

اور سورۃ الصّٰفّٰت میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو واضح کتاب عطا کرنے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے "(ترجمہ)" ان کو نہایت واضح کتاب عطا کی انہیں راہ راست دکھائی اور بعد کی نسلوں میں انکا ذکرِ خیر باقی رکھا"۔ (۳۷:۱۱۷۔۱۱۸) اور سورۃ البقرۃ میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے آخر کار عیسیٰ ابن مریم کو روشن نشانیاں دے کر بھیجا اور روح پاک سے اس کی مدد کی۔" (۲:۸۷) مزید ملاحظہ ہو ۳:۴۸

ان تمام حوالہ جات سے کتب لائبریری کی حصول علم میں اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

Marfat.com

تتمہ ۱

انتخاب احادیث مبارکہ متعلقہ علم و تعلیم

از جامع ترمذی موءہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب احادیث کی تعداد بے حد و حساب ہے جہاں روایت اور درایت کے اعتبار سے درست احادیث کا ذخیرہ کچھ کم نہیں وہیں موضوع غلط آمیزش شدہ ذخیرہ احادیث تو شمار سے باہر ہے جو روایت اور درایت کے ادنیٰ ترین معیار پر بھی پورا نہیں اترتا تاریخ و روایت کے علاوہ خود مستند احادیث سے بھی یہ بات ناقابل تردید ہے کہ نزول قرآن کے زمانہ میں جس کا عرصہ ۲۳ سال کے قریب بنتا ہے قرآنی آیات کی حفاظت کی غرض سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو کتابت حدیث سے منع فرما دیا تھا جس پر آپ کے دنیا سے پردہ کر لینے کے بعد تقریباً ڈیڑھ صدی تک عمل ہوتا رہا تاہم اس رکاوٹ کے باوجود چند صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث تحریر فرمائیں نیز چند خاص مواقع پر یا چند صحابہ کی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو احکامات / احادیث لکھ کر دینے کی ہدایت فرمائی ان کی مجموعی تعداد چند ہزار سے زائد نہیں۔

یوں تو صحاح ستہ میں علم و تعلیم کے بارے میں کافی ذخیرہ احادیث موجود ہے لیکن ان میں سے بیشتر احادیث ایک جیسے موضوعات ہی کے بارے میں ہیں۔ اس ذخیرہ احادیث کے اس کتاب میں جامع ترمذی سے بیشتر انتخاب کی اہم وجہ یہ ہے کہ اس ذخیرہ کی تقریباً ہر حدیث کی قسم کے بارے میں آگاہ کر دیا گیا ہے تاکہ قاری حدیث متعلقہ کی صحت

Marfat.com

کے معیار کے بارے میں حدیث شریف کی آخیر میں اسناد کے اعتبار سے حدیث کے بارے میں خود اندازہ کر سکے۔ اس ذخیرہ کا آغاز احادیث کی اقسام کے بیان سے ہی کیا گیا ہے۔ جامع ترمذی جلد اول' دوئم مطبوعہ مقبول اکیڈمی لاہور میں حدیث متعلقہ کا نمبر شمار حدیث کے ساتھ درج کر دیا گیا ہے تاکہ تلاش میں آسانی ہو کچھ احادیث سنن ابی داؤد سے بھی نمبر شمار کے حوالہ سے درج کی گئی ہیں۔

اگر کسی حدیث شریف کے بارے میں کسی شخص کو یہ پختہ یقین ہو کہ یہ حدیث واقعتاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا قول و فعل ہے تو اتباع رسول کے قرآنی حکم کے مطابق کہ جو کچھ رسول دے لے لو اور جس چیز سے روکے رک جاؤ (۵۹:۷) تو اس پر عملدرآمد لازم آتا ہے کیونکہ رسول کا فرمان حقیقتاً اللہ ہی کا فرمان ہے (۴:۸۰)

اقسام حدیث

صحیح وہ حدیث ہے جس کی سند راوی سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ کوئی راوی نہ چھوٹ گیا ہو اور اس کے سب راوی سچے اور حافظے کے مضبوط اور عادل و متقی ہوں

حسن وہ حدیث ہے جس کے راویوں میں کسی پر جھوٹ کی تہمت نہ ہو نہ روایت کے خلاف ہو اس کا رتبہ صحیح کے رتبہ سے کم ہے

مرفوع وہ حدیث ہے جو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل یا مقرر کردہ ہو

متصل وہ حدیث ہے جس کی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چھوٹ نہ گیا ہو۔

مسند وہ حدیث ہے جس کے راویوں کے نام مذکور ہوں

مشہور وہ حدیث ہے جس کو ہر زمانہ میں بہت سے راویوں نے روایت کیا ہو

ضعیف وہ حدیث ہے جس کے راویوں میں سے کوئی دروغ گو یا فاسق یا کسی اور طرح سے مطعون ہو

موقوف وہ قول و فعل ہے جو کسی صحابی سے روایت کیا جائے

Marfat.com

مرسل وہ حدیث ہے جو تابعی رسول اللہ صلعم سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا کیا یا ایسا کہا یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے

منقطع وہ حدیث ہے جس کے اسناد برابر ملے ہوئے نہ ہوں۔ ابتداء میں سے یا درمیان میں سے یا کہیں سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر یہ اصطلاح اکثر اس روایت پر استعمال کی جاتی ہے جو تبع تابعی کسی صحابی سے روایت کرے اور تابعی کا ذکر نہ کرے

معضل وہ حدیث ہے جس کی سند میں دو یا زائد راوی چھوٹے ہوں

مضطرب وہ حدیث ہے جس میں راویت مختلف ہوں کوئی کسی طرح روایت کرے اور کوئی دوسری طرح

غریب وہ حدیث صحیح ہے جس کی روایت میں کسی جگہ ایک راوی اکیلا ہو اور اگر ہر زمانہ میں اکیلا ہو گا تو وہ فرد کہلاتی ہے اور اگر راوی ہر جگہ دو ہوں تو اس کو عزیز کہتے ہیں

متواتر وہ حدیث ہے جس کے راوی کثرت سے ہر زمانہ میں ہوں کہ ان کا اتفاق جھوٹ پر عادتاً محال ہو

منکر یا شاذ اس حدیث کو کہتے ہیں جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگوں کی روایت کے خلاف بیان کرے

معلق اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے اسناد کے شروع میں ایک یا زیادہ راوی چھوڑ دیئے جائیں اور اس فعل کو تعلیق کہتے ہیں

تدلیس اس فعل کو کہتے ہیں کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اس سے ملاقات کی ہو یا وہ اس کا ہم عصر ہو مگر اس سے اس روایت کو سنا نہ ہو اور ایسے لفظوں میں بیان کی جائے جس سے یہ وہم ہو کہ سنی سنائی کہتا ہے

معلل وہ حدیث ہے کہ ظاہر میں تو عیوب سے پاک معلوم ہوتی ہو مگر اس میں طعن کے پوشیدہ اسباب پائے جاتے ہوں

مدرج وہ حدیث ہے جس میں راوی کا کلام درج ہو جائے اور یہ گمان ہو کہ یہ کلام بھی حدیث ہی ہے یا دو متن جو دو اسنادوں سے مروی ہوں ان کو ایک اسناد سے روایت کیا جائے

موضوع وہ حدیث ہے جو کسی نے خود بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کی طرف منسوب کر دی ہو۔

ابواب العلم والتعلیم

باب اول ماہیت علم

۱۔ حکمت/ عقل/ دانائی

(۵۴۶) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا عقل و دانائی کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے اس لئے مومن اسے جہاں پائے وہی اس کا مستحق ہے۔(یہ حدیث غریب ہے)

۲۔ سمجھ بوجھ

(۵.۵) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی فقہ (یعنی سمجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے اس باب میں حضرت عمرؓ حضرت ابوہریرہ اور حضرت امیر معاویہ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب دوم فضیلت علم و علما

(۵۴۴) حضرت ابو امامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں دو شخصوں کا ذکر ہوا۔ ایک عابد تھا اور ایک عالم۔ رسول اللہ نے فرمایا عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت ہے جیسی میری فضیلت تم میں سب سے معمولی آدمی پر پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ، اس کے فرشتے، آسمان والے اور زمینوں والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس پر درود بھیجتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے (یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے) میں نے ابو عمار کی زبانی حضرت فضیل بن عیاض کو کہتے سنا ہے کہ عالم باعمل کو جو لوگوں کو تعلیم دیتا ہے آسمان کی ملکوت میں کبیر (یعنی بڑا) کہہ کر پکارا جاتا ہے (یعنی بڑائی بیان کی جاتی ہے)

(۵۴۱) حضرت ابوداؤد نے حضرت قیس بن کثیر کو یوں ارشاد فرمایا (ابوداؤد) نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ جو علم کی تلاش میں کوئی راستہ طے کرے گا۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اس کو ایسے راستہ پر لے چلے گا جو بہشت کو جاتا ہے۔ اور فرشتے علم طلب کرنے والے کے لئے اپنے بازو بچھاتے ہیں اور عالم کی ہستی ایسی ہے کہ آسمان و زمین میں جتنے ہیں سب ہی اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی فضیلت باقی ستاروں پر علما پیغمبروں کے وارث ہیں اور پیغمبروں نے ترکہ میں نہ دینا چھوڑی اور نہ درہم۔ انہوں نے تو صرف علم کو اپنے ترکہ میں چھوڑا۔ سو جس نے یہ لیا۔ اس نے بڑا حصہ لیا (یہ ایک طریق سے غریب اور ایک طریق سے صحیح ہے) حدیث نمبر (۵۰۷)(۵۰۸)

باب پنجم ذرائع علوم

رسول اللہ کی پیشن گوئیاں

(۱۰۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں مریم کے بیٹے (حضرت عیسی علیہ السلام) فیصلہ کرنے والے اور منصف بن کر آئیں گے وہ نازل ہو کر صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اور مال (کی نہریں) بہا دیں گے۔ اس قدر کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا۔ (یہ حدیث صحیح ہے)۔

(۱۷) حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فتنہ کے بارے میں فرمایا کہ اس میں (یعنی) جب مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہو جائے تو اپنی کمانیں بالکل توڑ دینا۔ کمانوں کے دھاگوں (چلوں) کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھ جانا (مطلب یہ ہے کہ اس وقت باہمی جدال و قتال میں حصہ نہ لینا۔ بلکہ گوشہ نشین ہو جانا) اور ان کے لئے آدمؑ کے بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جانا (یہ حدیث حسن غریب ہے)

(۱۰۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا یہود تم سے کشت و خون کریں گے نتیجہ یہ ہو گا کہ تم ان پر غالب آؤ گے۔ یہاں تک کہ پتھر یہ کہیں گے کہ اے مسلم یہ یہودی میرے پیچھے ہے اسے پکڑلے اور قتل کر (مطلب یہ

Marfat.com

ہے کہ یہودیوں کو کہیں جائے پناہ نہ ملے گی اور وہ کہیں بھی سر نہ چھپا سکیں گے) (یہ حدیث صحیح ہے)

(۵۰۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ اور نصرانی بھی اسی طرح لیکن میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ اس باب میں حضرت سعدؓ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عوف بن مالکؓ سے بھی روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۰۱) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ بلاشک و شبہ جو کچھ نبی اسرائیل پر گزرا وہی میری امت پر بھی گزرے گا۔ ٹھیک جس طرح جوتیوں کا جوڑا کہ ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہوتی ہے چھوٹی بڑی نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ ان میں سے اگر کوئی ایسا ہو گا جس نے نعوذ باللہ اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا ہو گا (مطلب یہ ہے کہ جو گمراہیاں' خرابیاں اور معصیت شعاریاں یہودیوں میں رونما ہوئیں وہی میری امت میں بھی رونما ہوں گی۔ اور مسلمان ان کے قدم بقدم چلیں گے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ جو خرابیاں یہودیوں میں تھیں وہی سب مسلمانوں میں موجود ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ اور نبی اسرائیل کے بہتر مذہب ہو گئے لیکن میری امت کے لوگ تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ان میں سے ایک فرقہ کے سوا باقی سب فرقے والے دوزخ میں ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ (ناجی) کونسا ہے آپ نے فرمایا وہی جس پر میں ہوں اور میرے ساتھی ہیں۔ (یہ حدیث حسن غریب مسند ہیں)

(۴۹) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے ہم لوگوں کو بالا خانے سے دیکھا۔ ہم لوگ اس وقت قیامت کاذکر کر رہے تھے۔ حضور نے فرمایا جب تک دس نشانیاں نہ دیکھ لو تب تک قیامت قائم نہ ہو گی۔ (۱) سورج کا مغرب سے نکلنا (۲) یاجوج وماجوج (۳) دابتہ (الارض) (۴) تین خسف (زمین کا دھنس جانا) ایک خسف مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں (۵) آگ جو عدن کی گہرائی سے نکلے گی جو لوگوں کو ہانکے گی یا فرمایا جمع کرے گی جہاں یہ لوگ رات گزاریں' وہیں وہ رات گزارے گی۔ جہاں یہ لوگ دن کو آرام کریں گے وہیں یہ آگ

Marfat.com

بھی آرام کرے گی۔ بعض روایت میں دھوئیں کا ذکر بھی ہے ۔ دابہ جس کو دابتہ الارض بھی کہتے ہیں کوہ صفا کے پھٹنے سے رات کے وقت نکلے گا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہو گا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہو گی۔ یہ حدیث اسی کی مانند دوسرے طریقہ اسناد سے بھی مروی ہے بعض روایات میں دجال اور دھوئیں کا ذکر بھی آیا ہے بعض روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ دسویں نشانی وہ ہوا ہے جو لوگوں کو سمندر کی طرف لے جائے گی یا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا ہے۔ اس باب میں حضرت علیؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت صفیہ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۴۷) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت سے پہلے پہلے درندے انسان سے کلام کریں گے۔ اور آدمی کے چابک کاڈور اور اس کی جوتی کا تسمہ (بھی) کلام کرے گا۔ اور اس کی ران اس کو ان نئی باتوں کی خبردے دے گی جو اس کے بعد اس کے گھروالوں کی ہوں گی۔ اور جب تک یہ چیزیں واقع نہ ہولیں گی تب تک قیامت قائم نہ ہو گی۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے) مزید پیشن گوئیاں ملاحظہ ہوں (۴۸) (۴۳) تا (۴۶) (۵۳،۵۴،۵۷) (۶۲،۶۴،۶۷،۴۹) (۷۵،۷۷،۷۸،۷۹) (۸۱ تا ۸۹) (۹۲،۹۶،۹۷،۹۹) (۱۰۰،۱۰۲،۱۰۳،۱۰۴،۱۰۷) (۱۱۱،۱۱۴،۱۱۵،۱۲۷،۱۳۵،۱۳۶)

باب ششم علم کی قسمیں

جادو

(۱۹۲۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو شخص آئے اور دونوں نے ایسی تقریریں کیں کہ لوگ ان کی باتوں میں تعجب میں رہ گئے (یعنی ان کی تقریریں سن کر دنگ رہ گئے) رسول اللہ نے ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ بعض بیان بالکل جادو ہوتا ہے یا بعض بعض کلام اور تقریر جادو جیسا اثر کرتی ہے۔ اس باب میں حضرت عمارؓ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عبد اللہ بن شخیرؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب ہفتم فوائد علم

حقیقت شناسی

(۲۵۱) حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالت ماب صلعم سے نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا۔ نیکی خوش خلقی (کا نام) ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور جس پر لوگوں کی آگاہی کو تو ناپسند کرے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

افادیت علم

حضرت معاذ بن جبلؓ نے حضور صلی اللہ علیہ والیہ وسلم سے علم کے بارے میں ایک مفصل حدیث نقل کی ہے، جس سے علم کی ضرورت، اور افادیت پر تفصیلی روشنی پڑتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"علم حاصل کرو۔ اللہ کے لئے علم حاصل کرنا نیکی ہے علم کی طلب عبادت ہے اس میں مصروف رہنا تسبیح اور بحث و مباحثہ کرنا جہاد ہے علم سکھاؤ تو صدقہ ہے علم تنہائی کا ساتھی فراخی اور تنگدستی میں رہنما غم خوار دوست، اور بہترین ہم نشین ہے علم جنت کا راستہ بتاتا ہے اللہ تعالیٰ علم ہی کے ذریعے قوموں کو سربلندی عطا فرماتا ہے لوگ علماء کے نقش قدم پر چلتے ہیں دنیا کی ہر چیز ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ کیونکہ علم دلوں کی زندگی ہے اور اندھوں کے لئے بینائی۔ علم جسم کی توانائی اور قوت ہے علم کے ذریعے انسان فرشتوں کے اعلیٰ درجات تک پہنچتا ہے علم میں غور و خوض کرنا روزے کے برابر ہے اور اس میں مشغول رہنا نماز کے برابر ہے علم ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی صحیح اطاعت اور عبادت کی جاتی ہے۔ علم سے انسان معرفت خداوندی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی بدولت انسان اللہ ار اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے علم ایک پیش رو اور رہبر ہے اور عمل اس کا تابع ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علم حاصل کرتے ہیں اور بد قسمت اس سعادت سے محروم رہتے ہیں" یہ حدیث صحیحہ میں سے ہے۔

(۵۰۶) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا جو حصول علم کی تلاش میں کوئی رستہ چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا ایک راستہ آسان کر دیتا ہے۔

Marfat.com

(یہ حدیث حسن ہے)

باب ہشتم علم کے تقاضے

دعا (۱۳۴۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار روزانہ بلاناغہ نچلے آسمان پر نزول فرماتا ہے جبکہ رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے۔ وہ فرماتا ہے کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں۔ کون مجھ سے معافی چاہتا ہے کہ میں اسے معاف کر دوں (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اس باب میں حضرت علیؓ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت ابو سعیدؓ حضرت جبیر بن مطعمؓ حضرت رفاعہ جہنیؓ حضرت ابو الدرداءؓ اور حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے بھی روایت ہے

(۱۳۴۹) حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کونسی دعا سب سے زیادہ سنی جاتی اور مقبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد (مانگی ہوئی دعا) (یہ حدیث حسن ہے) حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی رسول اللہ سے روایت ہے کہ رات کے آخری حصہ میں مانگی ہوئی دعا سب سے افضل ہوتی ہے اور اس کے مقبول ہونے کی سب سے زیادہ امید ہے۔

(۱۲۲۵) حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعا بھی عبادت ہی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وقال ربکم دعونی استجب لکم ان الذین تستکبرون عن عبادتی سید خلون جھنم داخرین (اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۱۲۲۶) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوتا ہے دوسرے طریقہ اسناد سے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے اسی کی مانند روایت ہے

(۱۲۲۷) حضرت عبداللہ بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کی مشروع کی ہوئی باتیں ہم پر بہت سی ہو گئی ہیں (ہم کن کن باتوں

Marfat.com

پر عمل کریں) مجھے تو کوئی ایسی چیز بتا دیجئے۔ جسے میں مضبوط پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا (اگر تو ایسی جامع و مانع عبادت و سعادت کا طالب ہے تو) ہمیشہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (یہ حدیث حسن غریب ہے)

(۱۳۷۶) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشکل کام پیش آتا یا کوئی بات بےچین کرتی تو فرماتے۔

یا حی یاقیوم حمتک استغیث اے زندہ اور قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت سے (آس لگا کر) فریاد کرتا ہوں۔

اسی اسناد سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ تم لوگ یا ذاالجلال والاکرام کو لازم پکڑ لو (یہ حدیث غریب ہے)

(۱۳۳۵) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب ذکروں میں بہتر اور اچھا ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے اچھی دعا الحمد اللہ ہے (یہ حدیث حسن غریب ہے)

(۱۳۳۶) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ان اور ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے (یہ حدیث حسن غریب ہے)

(۱۳۴۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کے وقت یہ فرماتے سنا۔ اللہم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

چھوٹوں پر شفقت اور بزرگوں کی تعظیم

(۱۸۱۸) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا شخص آیا اس کا مقصد رسول اللہ صلعم سے ملنا تھا۔ لوگوں نے اس کو جگہ دینے میں دیر کی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا "جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کی تعظیم و توقیر نہ کی" ہم میں سے نہیں۔ (یعنی وہ مسلمانوں میں سے نہیں) اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت بن عباسؓ اور حضرت ابوامامہؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث غریب ہے۔

Marfat.com

قناعت

(۲۷۵) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو تم سے نیچے ہے اور ادنیٰ درجہ کا ہے اس کی طرف دیکھا کرو۔ اس کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہے ایسا کرنا اس لئے ہے کہ اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کو اپنے اوپر حقیر نہ سمجھو گے (یہ حدیث صحیح ہے)

توبہ و استغفار

(۱۳۸۵) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک وہ (موت کے وقت) غرغرہ نہ کرے (یہ حدیث حسن غریب ہے)

(۱۳۸۶) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے کوئی اپنی گمشدہ اونٹنی کو پاکر خوش ہوتا ہے" اس باب میں حضرت ابن مسعود حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت انس سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس طریقہ سے غریب ہے۔

(۱۴۲۶) حضرت زیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص یہ پڑھے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور قائم ہے اور میں اسی کی طرف روجوع کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اگرچہ وہ بھاگ گیا ہو۔ (یہ حدیث غریب ہے)

(۵۰۴) حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جبریل نے آکر مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہیں کیا تو وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگر چوری کی ہو۔ فرمایا ہاں (اگرچہ ایسا ہی کیوں نہ کیا ہو) جب کہ اس سے توبہ اور تلافی کر چکا ہو۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اس باب میں حضرت ابودرداءؓ سے بھی روایت ہے

Marfat.com

خیر خواہی

(۱۸۲۴) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ دین خیر خواہی (کا نام) ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا اللہ کی اور اللہ کی کتاب کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور عام مسلمانوں کی یہ حدیث حسن ہے اس باب میں حضرت ابن عمرؓ حضرت تمیم داریؓ حضرت جریرؓ حضرت ابویزیدؓ اور حضرت ثوبانؓ سے بھی روایت ہے۔

(۱۸۲۵) حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے نماز کو اچھی طرح قائم کرنے زکواۃ اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کے وعدے پر بیعت کی یہ حدیث حسن صحیح ہے

صبرو استقلال

(۱۹۲۱) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ سے (کچھ) مانگا۔ آپ نے ان کو دیدیا ان لوگوں نے پھر مانگا۔ آپ نے دوبارہ دیدیا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے پاس جو کچھ مال ہو گا اس میں ہرگز ایسا نہ ہو گا کہ میں تم لوگوں کو تو نہ دوں اور خود جمع کر کے رکھوں اور جو بے نیاز بننا چاہئے گا اور جو صبر کرنا چاہئے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا اور صبر سے زیادہ اچھی اور کشادہ چیز کسی کو نہیں ملی۔ اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توکل / قناعت

(۲۰۶) حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر تم لوگ اللہ پر توکل کرتے جیسا کرنا چاہئے تو تم لوگوں کو یقیناً روزی دی جاتی جس طرح پرندوں کو دی جاتی ہے کہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں (یہ حدیث حسن صحیح ہے) ہم اس کو اسی طریقہ سے جانتے ہیں

(۲۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو مسلمان ہوا اور اس کو بقدر ضرورت روزی دی گئی اور اس کو اللہ نے صبر و قناعت کرنے کی توفیق دی تو ایسا شخص کامیاب ہوا (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

احسان

Marfat.com

(۱۹۰۳) حضرت ابو الا حوص کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کسی آدمی کے پاس سے گزرتا ہوں تو نہ تو وہ مجھے کھانے پینے کی چیز دیتا ہے نہ مہمان رکھتا ہے اور پھر وہ بھی میرے پاس سے گزرتا ہے تو کیا میں اسے (اس بے رخی اور بے پرواہی کا بدلہ دوں (میں بھی اس سے ایسی ہی بے مروتی برتوں) آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے میں نے عرض کر دیا مجھے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عطا کیا ہے اونٹ اور بکریاں بھی دی ہیں آپ نے فرمایا تو اس کا اثر تم پر نمایاں ہونا چاہئے (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تم کو سب کچھ دیا ہے تو اس کا اثر بھی ظاہر ہونا چاہئے اس طرح کہ اچھا کھاؤ اور اچھا پہنو بھی یہ نہیں کہ سرمایہ سینت سینت کر رکھے رہو اور کپڑے پھٹے پرانے لگائے رکھو) اس باب میں حضرت عائشہؓ حضرت جابرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۸۵۹) حضرت اسمار بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ زبیرؓ کا دیا ہوا ہے اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں۔ کیا میں اس میں سے بھی کچھ دیا کروں؟ فرمایا ہاں اس میں سے بھی دیا کرو) باندھ کر اور بند کر کے نہ روک رکھو۔ ورنہ تجھ پر بھی باندھ کر روک رکھا جائے گا۔ اس باب میں حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۸۶۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخی اللہ سے قریب ہے اور جنت سے نزدیک ہے لوگوں سے بھی نزدیک ہے اور دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ تعالیٰ سے جنت سے اور لوگوں سے دور اور دوزخ سے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے یہ حدیث غریب ہے۔

حمد/ثناء/تسبیح/ذکر

(۱۳۸۱) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ جس کے پتے سوکھ گئے تھے۔ آپ نے اس پر اپنی لاٹھی ماری تو پتے جھڑ پڑے۔ حضور نے فرمایا الحمد لله سبحان الله لا الا الا الله اور الله اکبر بندے کے گناہ کو اسی طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح اس

Marfat.com

لاٹھی نے درخت کے پتے جھاڑ دیئے (یہ حدیث غریب ہے)

(۱۳۱۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سبحان اللہ و بحمدہ سو بار کہے گا۔ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۱۳۱۵) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ تو اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگایا جاتا ہے (یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے)

(۱۴۳۰) حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا تھا تاکہ میں آپ کی خدمت کروں (ایک مرتبہ) میرے پاس سے رسول اللہ گزرے۔ میں (اس وقت) نماز پڑھ چکا تھا۔ آپ نے مجھے اپنے پاؤں سے دبا کر فرمایا۔ کیا میں تجھے جنت کا ایک دروازہ نہ بتا دوں۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں (ضرور بتایئے) فرمایا (وہ لاحول ولا قو الا بااللہ ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اور اس طریقہ سے غریب ہے

بزرگوں کی عزت و احترام

(۱۹۱۹) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جس جو ان نے کسی بوڑھے کی اس کے سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے تعظیم و توقیر اور خاطر و مدارات کی۔ اللہ تعالیٰ اس جوان کے لئے کسی کو مقرر کر دے گا جو اس کے بڑھاپے کے زمانہ میں اس کی تعظیم و توقیر اور خاطر و مدارات کرے گا۔ یہ حدیث غریب ہے

اللہ سے حسن ظن

(۲۵۰) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہوں۔ اور میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

محسن کا شکریہ / تعریف

(۱۹۳۲) حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جس کے ساتھ بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے کہا جزاک اللہ خیر (اللہ

Marfat.com

تجھے اچھا بدلہ دے) اس نے بھرپور تعریف کی۔ یہ حدیث حسن مسند غریب ہے

ہدیہ و تحفہ

(۱۹۱۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ پر ہوا۔ اتنا رسول اللہ کی اور کسی بیوی پر نہیں ہوا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں (وہ مجھ سے پہلے وفات پا چکی تھی) اتنے رشک کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بہت یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب بکری ذبح کرتے تو اسے لے کر حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تلاش کرتے اور ان سب کو ہدیہ دیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

توبہ

(۵۰۴) حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ جبرئیل نے آکر مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہیں کیا تو وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگرچہ چوری کی ہو۔ فرمایا۔ ہاں (اگرچہ ایسا ہی کیوں نہ کیا ہو) جب کہ اس سے توبہ اور تلافی کر چکا ہو۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اس باب میں حضرت ابو درداءؓ سے بھی روایت ہے

نیکی کی سفارش

(۵۲۹) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سواری مانگی۔ حضورؐ کے پاس کوئی ایسا جانور نہ تھا (جو اس کو سواری کے لئے دیتے) حضورؐ نے اسے فرمایا کہ تم فلاں شخص کے پاس جاؤ اور اس سے سواری کا جانور مانگ لو) اس شخص نے اسے سواری کا جانور دے دیا۔ اب اس نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر اس بات کی خبر دی (کہ حضورؐ کے فرمان کے مطابق مجھے سواری کا جانور مل گیا ہے) رسول اللہ نے فرمایا۔ بھلائی کا پتہ دینے والا ایسا ہے جیسا بھلائی کرنے والا۔ یعنی جس نے کسی مسلمان کی دوسرے مسلمان سے کہہ کر مدد کرا دی وہ ایسا ہے جیسے خود مدد کی) اس باب میں حضرت ابو مسعودؓ اور حضرت بریدؓ سے بھی روایت ہے اس طریقہ سے حضرت انسؓ کی

Marfat.com

حدیث غریب ہے۔

(۵۳۱) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ تم لوگ سفارش کرو۔ اور ماجور ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلعم کی زبان سے جو چاہتا ہے فیصل کراتا ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

بدزبانی سے پرہیز

(۲۷۰) حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نجات کیا ہے؟ (یعنی نجات حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے ؟) آپ نے فرمایا اپنی زبان روک لو۔ اور تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع و کشادہ ہو۔ اور اپنے گناہ پر رویا کرو۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

باب ۱۴ علم کے منافی رویے

شرک

(۵۰۳) حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ بندے صرف اسی کی عبادت و بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔

جھوٹ/ کذب/ تکذیب

(۵۱۸) حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ کہا اسے اپنی جگہ دوزخ میں بنا لینی چاہئے (یعنی اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے)

(۵۱۹) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا مجھ پر جھوٹ مت لگاؤ (یعنی بلا سوچے سمجھے اور ٹھیک کئے کسی قول و فعل کو میری طرف منسوب نہ کرو اس لئے کہ جس نے مجھ پر جھوٹ کہا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اس باب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعید ابن زیدؓ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ حضرت انسؓ حضرت انس حضرت جابرؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابوسعیدؓ حضرت عمرو بن عبسہؓ حضرت عقبہ بن عامرؓ حضرت امیر معاویہ حضرت بریدہؓ

حضرت ابو موسیؓ حضرت ابوداؤد حضرت عبداللہ بن عمر حضرت منقع اور حضرت اوس سے کی روایت ہے۔ حضرت علی کی حسن صحیح ہے

ظلم / ناانصافی

(۱۹۱۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا مظلوم کی پکار سے ڈرو۔ کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا یہ حدیث حسن صحیح ہے اس باب میں حضرت انسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو سعیدؓ سے بھی روایت ہے۔

(۱۹۲۷) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے ظلمات (اندھیرے) ہوں گے اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابو موسیؓ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت جابر سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ریاکاری / منافقت

(۱۹۳۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جس کو کچھ دیا گیا اور پھر وہ امیر ہو گیا تو اسے اس کا بدلہ دینا چاہئے۔ اور جو امیر نہ ہو اسے اس کی تعریف کرنی چاہئے۔ کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی اور جس نے ایسے لباس سے اپنے آپ کی آراستہ کیا جو اس کو نہیں دیا گیا وہ ایسا ہے جیسے مکرو فریب کا لباس پہننے والا اس باب میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۲۴۵) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا "غم کے کنوئیں سے اللہ کی پناہ مانگو" لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ غم کا کنواں کیا چیز ہے (اس سے آپ کی کیا مراد ہے) آپ نے فرمایا یہ دوزخ میں ایک وادی ہے اس سے دوزخ بھی دن میں سو بار پناہ مانگتی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس میں کون لوگ داخل ہوں گے آپ نے فرمایا وہ جو ریاکارانہ طور پر قرآن پڑھتے ہیں (یہ حدیث غریب ہے)

(۱۹۲۲) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قیامت کے دن

Marfat.com

اللہ کے نزدیک جو لوگ سب سے برے ہیں انہی سے دو رخے (یعنی وہ لوگ جو اس کے منہ پر اس کی اور اس کے منہ پر اس کی کہنے والے) ہیں۔ اس باب میں حضرت عمارؓ اور حضرت انس سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۸۳۳) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کی خدمت میں اقدس میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ غیبت کیا ہوتی ہے ؟ آپ نے فرمایا (غیبت) یہ ہے کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی کا ذکر ایسی صفات سے کرو جو اسے ناپسند ہوں اس نے کہا اگرچہ جو کچھ میں کہوں وہ اس میں موجود ہوں (تب بھی یہ غیبت ہے مه آپ نے فرمایا جو تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہو تب تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں موجود نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان باندھا اس باب میں حضرت ابوبر زہؓ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بخل

(۱۸۶۱) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دو خصلتیں کسی مومن میں جمع نہ ہوں گی بخل اور بداخلاقی ایمان کے منافی ہیں جس قلب میں ایمان ہو گا وہاں یہ دو خصلتیں نہیں رہ سکتیں) اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۸۳۴) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ آپس میں نہ ایک دوسرے سے رشتہ و دوستی کے تعلق منقطع کرو نہ کوئی ایک دوسرے سے بھاگو نہ آپس میں بغض رکھو اور نہ حسد رکھو (بلکہ) سب کے سب آپس میں اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنجاؤ اور مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے ملاقات و گفتگو کرنا تین دن سے زیادہ چھوڑ دے یہ حدیث حسن صحیح ہے اس باب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے

زر پرستی

(۲۳۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ دینار درہم کے بندے (یعنی دولت کے پجاری) پر لعنت کی گئی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور

Marfat.com

اس طریقہ سے غریب ہے یہی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ایک اور طریق سے پوری اور اس سے لمبی روایت کی گئی ہے۔

(۲۳۸) حضرت کعب بن مالک انصاریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ دو بھوکے بھیڑیئے جو کہ بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں وہ بکریوں کو اس سے زیادہ تباہ و برباد نہ کریں گے جتنا انسان کے مال و جاہ کا لالچ اس کے دین کو تباہ و برباد کرتا ہے (یہ حدیث حسن ہے) اس باب میں حضرت ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے لیکن اس کی اسناد صحیح نہیں

(۲۰۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت سے جوان ہوتا ہے (وہ دو چیزیں یہ ہیں) عمر کی درازی اور مال کی کثرت (بوڑھا مالدار جوں جوں بوڑھا ہوتا جاتا ہے اس کی حرص کی رسی زیادہ دراز ہوتی جاتی ہے) اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

غصہ

(۲۰۱) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے لیکن اس کی دو چیزیں جوان ہوتی ہیں ایک تو عمر کی حرص اور دوسرے مال کی لالچ۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۱۹۱۷) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ہے ایک بات بتایئے میں چاہتا ہوں کہ اسے یاد کرلوں (اور اس پر عمل کرتا رہوں) زیادہ نہ بتایئے آپ نے فرمایا۔ غصہ مت ہو غصہ مت کر اس کو آپ نے اس کے بار بار سوال کرنے پر بار بار فرمایا (غصہ کو اپنے قابو میں کرلے) اس ات میں حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت سلیمان بن صردؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس طریقہ سے غریب ہے

(۱۹۱۸) حضرت معاذ بن انس جہنیؓ سے بھی روایت ہے کہ حضور اکرم صلعم فرمایا جو غصہ پر عمل کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اس کے باوجود وہ اسے پی جائے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے بلائے گا اور بلا کر اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہئے پسند کرلے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

Marfat.com

چاپلوس

(۲۶۹) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں نے کچھ ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جن کی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہے اور ان کا دل ایلوے سے بھی زیادہ کڑوا ہے پس میں نے اپنی قسم کھائی ہے کہ ان کے لئے ایسا فتنہ مقدر کروں گا۔ جو ان کے حلیم (الطبع) اور بردبار لوگوں کو بھی حیران کر دے گا۔ کیا یہ لوگ مجھ سے دغابازی اور فریب کرتے ہیں۔ یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔

غوروفکر سے اعراض / علم بغیر عمل

(۵۴) حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا ''آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہو گی کم عمر نوجوان، کمینہ خصلت اور ناقص عقل والی۔ یہ لوگ قرآن (خوب) پڑھیں گے مگر قرآن ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں جائے گا دین سے وہ ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے اس باب میں حضرت علیؓ حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت ابوزرؓ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اس قوم کے بارے میں حضور صلعم سے کئی احادیث میں ذکر آیا ہے کہ یہ لوگ قرآن تو خوب پڑھیں گے لیکن وہ ان کے نرخروں سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر (پار ہو کر) نکل جاتا ہے۔ امام ترمزی فرماتے ہیں کہ ان احادیث سے حرور یہ وغیرہ کے خارجی مراد ہیں)

لعن طعن

(۱۹۱۶) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن بہت لعنت کرنے والا نہیں ہوتا (یعنی مومن زیادہ لعنت نہیں کرتا) اس باب میں حضرت ابن مسعودؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن غریب ہے بعض لوگوں نے یہی حدیث ان ہی اسناد سے اس طرح روایت کی ہے کہ مومن کے یہ شایان شان نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

ہنسی مذاق

(۱۸۸۷) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملتے

جلتے تھے حتی کہ آپ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے۔ اے ابو عمیر! (تمہارا) نغیر چھوٹا لال کیا ہوا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فحش گوئی / اخلاق / ذیلہ

(۱۹۱۵) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تم میں سے جو لوگ منتخب ہیں جن سے مجھے زیادہ محبت ہے اور جو قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب بیٹھنے والے ہیں انہی میں سے وہ لوگ ہیں جو سب سے اچھے اخلاق والے ہیں اور تم لوگوں میں سے وہ لوگ جن سے مجھے زیادہ نفرت ہے اور جو قیامت کے دن مجھ سے بہت زیادہ دور ہیں ان ہی میں سے وہ لوگ ہیں جو بہت زیادہ بولنے والے لوگوں نے زبان درازی اور فحش گوئی کرنے والے اور متفیہقین (چھلکنے والے) ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ثرثارین (باتونی بکی جھکی) اور متشدقین (منہ پھٹ' زبان دراز) کو تو ہم جانتے ہیں (کہ کون ہوتے ہیں) لیکن یہ متفیہقین (چھلکنے والے) کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا "غرور و تکبر کرنے والے" اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

قطع رحمی

(۱۹۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دونوں دنوں میں وہ بخشے جاتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے (یعنی مغفرت کی شرط یہ ہے کہ وہ شرک کرنے والے نہ ہوں) مگر ایسے دو شخص جنہوں نے آپس میں جدائی کر لی ہو۔ وہ فرماتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ آپس میں صلح کریں دو جدائی کرنے والوں سے مراد وہ ہیں جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیں (اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت و عداوت رکھیں) یہ روایت اسی طرح کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے (یعنی اس سے بات کرنا اور ملنا چھوڑے)

چغلخوری

(۱۹۲۳) حضرت حمامؒ بن حارثؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت حذیفہ بن یمانؓ

کے پاس سے گزرا ان سے کہا گیا کہ یہ شخص لوگوں کی باتیں حاکموں تک پہنچاتا ہے اس پر حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ چغلی کھانے والا بہشت میں داخل نہ ہو گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب دہم موافقات علم

فقر

(۲۳۴) حضرت سماک بن حربؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت نعمان بن بشیر کو فرماتے سنا کہ کیا تم لوگوں کے پاس کھانے پینے کا سامان نہیں جو چاہتے ہو کھاتے ہو اور جتنا چاہتے ہو پیتے ہو (حالانکہ) میں نے تمہارے نبیؐ کو دیکھا کہ آپ ردی اور سوکھے چھوہارے بھی اتنی مقدار میں نہ پاتے تھے کہ پیٹ بھر سکیں (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۲۱۹) حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے کبھی مسلسل دو روز جو کی روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ آخر اسی حالت میں عمر گزار دی اور آپ کا وصال ہو گیا اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۲۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ اور آپ کے اہل و عیال نے مسلسل کبھی تین دن گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۲۲۱) حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کے گھر کبھی جو کی روٹیاں بھی فاضل نہ بچتی تھیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس طریقہ سے غریب ہے۔

(۲۲۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم مسلسل کئی راتیں سخت بھوک کی حالت میں گزار دیتے اور آپ کے گھر والوں کو شام کا کھانا بھی نہیں ملتا تھا۔ اور عموماً آپ کی روٹیاں جو کی ہوتی تھیں (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۲۲۳) حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول خدا صلعم کی خدمت اقدس میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ سے کپڑے اٹھا کر ایک ایک پتھر دکھایا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے شکم مبارک سے بھی کپڑے اٹھا کر دو پتھر دکھائے (یہ حدیث غریب ہے)

Marfat.com

طالب علم

(۵۰۷) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتماب صلعم نے فرمایا کہ جو علم کی طلب میں نکلا وہ واپس ہونے تک اللہ کے لئے (جہاد میں) ہے۔ (یہ حدیث حسن غریب ہے)

(۵۰۸) حضرت سنجرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ "جس نے علم کو طلب کیا تو وہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہو گیا" (اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں)

کم گفتاری

(۱۹۲۴) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ شرم اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش کلامی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کی دو شاخیں ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے راوی کہتے ہیں۔ کہ "عی" کے معنی کم کلام کرنے کے ہیں۔ اور بذی کے معنی بری باتیں کرنا اور بیان کے معنی کثرت کلام اور زیادہ باتیں بنانا۔ جیسے ان مقررین کی حالت ہے کہ بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں مضمون کو بہت بڑھا دیتے ہیں۔ اور لوگوں کی ایسی تعریفیں کرتے ہیں جن سے خدا خوش نہیں ہوتا۔

راز داری

(۱۸۵۸) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی شخص (رازدارانہ) بات چیت کرے اور پھر چلا جائے۔ تو یہ بات امانت ہے (یعنی اگر کوئی شخص کسی کو اپنا راز دار بنائے۔ تو وہ راز اس کے پاس امانت ہے اسے کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ ورنہ خیانت کا مرتکب ہو گا) یہ حدیث حسن ہے ہم اسے صرف ابن ابی ذئب کی حدیث سے جانتے ہیں

تونگری

(۲۳۵) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا امیری مال و دولت کی زیادتی کا نام نہیں بلکہ اصل امیری دل کی امیری ہے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

باب گیارہواں موانعات علم

منافقت

(۵۴۳) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ دو خصلتیں ہیں جو منافق میں جمع نہ ہوں گی (اول) اچھا چلن (یعنی پاکیزہ سیرت) (دوئم) دین کی سمجھ بوجھ (یہ حدیث غریب ہے)

گمراہی / بدعت

(۵۴۶) حضرت کثیر بن عبداللہؓ کے دادا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے ہلال بن حارث سے فرمایا تجھے جان لینا چاہئے۔ حضرت بلال بن حارث نے فرمایا۔ حضور میں جاننے کے لئے تیار ہوں (ارشاد فرمایئے) حضور نے فرمایا جس نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مر گئی تھی تو اس کو اتنا ثواب ہو گا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ہو گا۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم کیا جائے اور جس نے گمراہی کی بدعت نکالی جس نے اللہ اور اس کے رسول راضی نہیں تو اس بدعت کے ایجاد کرنے والے پر اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے برابر عذاب ہو گا بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی کی جائے۔ (یہ حدیث حسن ہے)

مال کا فتنہ

(۱۹۸) حضرت کعب بن عیاضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ ہر امت کے لئے ایک ایک فتنہ ہوتا ہے چنانچہ میری امت کا فتنہ مال و دولت ہے۔ (یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)

(۱۹۹) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہئے گا کہ ایک وادی اس کے لئے اور ہو اور اس کا منہ صرف مٹی ہی بھرتی ہے اور توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اس باب میں حضرت ابی بن کعبؓ حضرت ابو سعیدؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابن زبیرؓ حضرت ابو واقدؓ حضرت جابرؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس طریقہ سے غریب ہے)۔

فتنہ پروری

(۴۳) حضرت ام مالک بہزیہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک) فتنہ کا ذکر کیا اور اس کو نزدیک بتلایا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول

Marfat.com

اللہ! اس فتنہ میں جتنے لوگ ہوں گے ان میں سب سے اچھا کون ہے آپ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے چوپایوں (کے چرانے) میں (مشغول) ہو گا۔ ان کا حق ادا کرے گا (یعنی زکواۃ دیتا رہے گا اور اپنے پروردگار کی عبادت و بندگی کرے گا۔ اور وہ شخص جو اپنے گھوڑے کا سر پکوڑے ہو گا (یعنی لگام تھامے ہو گا) دشمن کو ڈرائے گا اور دشمن اس کو ڈرائیں گے (یعنی جہاد کرے گا) اس باب میں حضرت امام مبشرؓ حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث اس طریقہ سے غریب ہے)

(۴۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کچھ مدت بعد ایک ایسا) فتنہ برپا ہو گا جو تمام عرب کو صاف کروی گا۔ اس میں قتل ہونے والے دوزخ میں جائیں گے اس میں زبان تلوار سے زیادہ سخت ہو گی۔ یہ حدیث غریب ہے)

(۶۲) حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ اندھیری رات کے تاریک حصہ کی طرح فتنے برپا ہونے سے پہلے پہلے جلدی سے نیک اعمال کرلو (اور اپنی آخرت کو سنوار لو) اس زمانہ میں انسان صبح کو مسلمان ہو گا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر شام کے وقت مسلمان ہو گا تو صبح کے وقت کافر ہو جائے گا بہت سے لوگ دنیا کی عزت خریدنے کے لئے اپنے دین کو بیچ دیں گے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۶۳) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلعم رات کو سو کر اٹھے تو فرمایا سبحان اللہ آج کی رات کتنے فتنے اترے کتنے خزانے اترے کوئی ہے جو ان حجروں (میں سونے) والیوں کو جگا دے۔ دنیا میں کپڑے پہننے والی عورتوں میں سے بہت سی عورتیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

ظلم / ستم

(۱۸۴۷) حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی ابو مسعود معلوم ہونا چاہئے میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اللہ صلعم فرما رہے ہیں آپ نے اس کے بعد فرمایا۔ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قابو حاصل ہے جیسا تجھ کو اس پر حاصل ہے حضرت ابو مسعودؓ فرماتے

ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنے کسی غلام کو نہیں مارا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ جو جان بھی ظلم سے ماری جاتی ہے اس کے خون (کے گناہ) کا ایک حصہ آدم کے بیٹے (قابیل) جس نے دنیا میں سب سے پہلے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا تھا) پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سب سے پہلا شخص جس نے قتل کی سنت جاری کی وہی ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

زنا کاری/ بدکاری

(۲۶۷) حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا جو مرتا ہے نادم ہوتا ہے۔ لوگوں کو عرض کیا یا رسول اللہ! ندامت کیسی؟ آپ نے فرمایا اگر وہ احسان (یعنی اچھے عمل والا ہے تو اس لئے پچھتائے گا کہ کیوں زیادہ نہ کیا (افسوس میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ اچھے عمل کیوں نہ کئے) اور اگر وہ بدکار ہو گا تو اس لئے پچھتائے گا کہ میں برائیوں سے کیوں نہ بچا۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی طریقہ سے جانتے ہیں۔

(۲۷۳) حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس چیز کو برائی سے بچالے جو اس کو دونوں ڈاڑھوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کو برائی سے جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

کثرت کلام

(۲۷۴) حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی بات بتلا دیجئے جسے میں مضبوط پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا کہو۔ میرا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر سدا قائم رہو (یعنی توحید پر اعتقادا و عملاً قائم ہو جاؤ) میں نے عرض کیا (اب یہ بھی) بتلا دیجئے کہ میرے لئے سب سب زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ ڈر کی چیز کونسی ہے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا کہ یہ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۲۷۵) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ کے سوا

Marfat.com

کسی کلام کی کثرت نہ کرو۔ کیونکہ اللہ کے ذکر کے سوا کلام کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے اور اللہ سے زیادہ دور وہ ہے جو سخت دل ہے (یہ حدیث غریب ہے

(۲۷۶) ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ انسانی کی گفتگو اس کے لئے نقصان دہ ہے فائدہ مند نہیں۔ مگر بھلائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔ یا اللہ کا ذکر (نقصان دہ نہیں) (یہ حدیث حسن غریب ہے)

قطع رحمی

(۳۷۳) حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلعم نے فرمایا۔ سرکشی کرنے اور آپس کے تعلقات منقطع کرنے سے بڑھ کر کوئی گناہ اس بات کا مستحق نہیں کہ اللہ تعالیٰ جلدی اس کے مرتکب کو دنیا ہی میں سزا دیدے۔ اور آخرت میں بھی اس کی سزا محفوظ رکھے۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

تہمت

(۱۸۴۶) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی ۔ اور واقعہ یہ ہو کہ وہ اس عیب سے پاک ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس تہمت لگانے والے پر حد قائم کرے گا لیکن اگر اس نے سچ کہا ہو تو پھر مالک کو قیامت کے دن یہ سزا نہ ہو گی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اس باب میں حضرت سوید بن مقرنؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابن ابی النعمؓ سے بھی روایت

جاہل سردار

(۵۱۲) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہ اٹھائے گا (کے دلوں) سے علم کو نکال لے۔ بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ وہ (سچے و باعمل) علماء کو اٹھائے گا آخر جب کوئی عالم (ربانی) نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا رئیس و سردار اور لیڈر و مرشد بنا لیں گے۔ اور ان لوگوں سے لوگ (اپنی زندگی اور دین کے) مسائل پوچھیں گے۔ وہ علم کے بغیر فتوی دیں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت زیاد بن بلیدؓ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

بارہواں باب ابلاغ / اشاعت علوم

دعوت حق

(۵۳۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "جس نے ہدایت کی طرف کسی کو بلایا۔ اس کو اس کی پیروی کرنے والے کے برابر ثواب ہوتا ہے۔ اور پیروی کرنے والوں کا ثواب بھی کم نہیں ہوتا اور جس نے کسی کو گمراہی کا پیغام دیا (یعنی کسی بری بات کی ترغیب دی) اس کے لئے اس پیغام کے قبول کرنے والوں کے برابر گناہ ہوتا ہے اور ان لوگوں کے گناہوں میں سے بھی کچھ کم نہیں ہوتا۔ (مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی گناہ کے کام کی دوسروں کو ترغیب دے اور وہ اس گناہ کے مرتکب ہو جائیں تو اس ترغیب دلانے والے کو انہی گناہ گاروں کے برابر گناہ ہوتا ہے" یہ حدیث حسن صحیح ہے)

عمدہ حافظہ

(۵۱۷) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ "اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاد کرم و کامیاب رکھے گا جس نے ہم سے حدیث سن کر یاد کر لی پھر جس طرح اسے سنا تھا اسی طرح اس کو دوسروں تک پہنچا دیا (اپنی طرف سے نہ اس کے معنوں میں کوئی تبدیلی کی اور نہ اس کے لفظوں میں کوئی تغیر کیا) کیونکہ بہت سے لوگ جن کے پاس (حدیث) پہنچائی جاتی ہے وہ پہنچانے والے سے بہتر ظرف اور سمجھ والے ہوتے ہیں" (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

روایت حدیث/تحریر

(۵۲۷) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم کی حدیثوں کے راویوں میں حضورؐ کے صحابہ میں سے عبداللہ بن عمروؓ کے سوا کوئی بھی مجھ سے زیادہ نہیں (یعنی صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے سوا سب سے زیادہ میں نے حدیثیں روایت کی ہیں) اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا (زبانی یاد رکھتا تھا) یہ حدیث حسن صحیح ہیں

تیرہواں باب استاد کے اوصاف حُسنِ سلوک/ اخلاق

(۵۱۰) حضرت ابو ہارونؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابو سعیدؓ کے پاس آتے تو

Marfat.com

وہ فرماتے۔ رسول اللہ کی وصیت پر مرحبا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ سب لوگ تمہارے تابع ہیں اور بہت سے لوگ زمین کے چاروں طرف سے دین کی سمجھ حاصل کرنے تم لوگوں کے پاس آئیں گے سوجب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے حق میں نیکی و بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ (یعنی میں تم لوگوں کو طالب علموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ان کی امداد کرنے کی وصیت کرتا ہوں) اس حدیث کے راوی ابو ہارون کو شعبہ ضعیف بتاتے ہیں)

(۵۱۱) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ تم لوگوں کے پاس مشرق سے بہت سے لوگ علم کی تلاش میں آئیں گے۔ سوجب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے بارے میں نیکی کی وصیت قبول کرو "یعنی ان سے نیک سلوک کرو" ابو ہارون کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید کی عادت تھی کہ جب ہم کو دیکھتے تو کہتے رسول اللہ کی وصیت تم کو مبارک ہو

بے خوفی

(۲۰۸) حضرت عبداللہ بن محصن خطمیؓ سے روایت ہے (اور ان کو رسول اللہ کی صحبت حاصل تھی) وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ جس نے صبح یوں کی کہ دل بے خوف ہے جسم تندرست ہے اور اس کے پاس دن بھر کا کھانا ہے تو گویا اس کے لئے دنیا جمع کردیں گئی (یہ حدیث حسن غریب ہے)

معافی و درگزر

(۹۱۳) حضرت ابوعبداللہ جدلیؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے نبی کریم کے اخلاق کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلعم میں نہ فحش جبلی تھا نہ کوئی اور نہ آپ بازار و میں شور کرتے تھے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معاف کرتے تھے اور درگذر کرتے تھے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۸۴۸) حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی اپنے غلام کو مارے اور پھر وہ اللہ کا نام لے (یعنی اس کے نام کی سفارش کرے اور اس کا واسطہ دے تو اس سے ہاتھ اٹھا لینا چاہئے اس کے راوی

ابوہارون عبدی کا نام عمارہ بن جوشن ہے یحییٰ بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ شعبہ نے ابو ہارون عبدی کو ضعیف بتایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ابن عون مرتے دم تک ہمیشہ ابو ہارون سے روایت کرتے رہے۔

(۱۸۴۹) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں خادم کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں؟ حضورؐ خاموش رہے کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ یہی پوچھا کہ خادم کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں؟ حضورؐ پھر خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ س نے سہ بارہ یہی پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ ہر روز ستر بار یہ حدیث حسن غریب ہے۔

صبرو استقلال

(۱۹۲۱) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ سے (کچھ) مانگا۔ آپ نے ان کو دیدیا ان لوگوں نے پھر مانگا۔ آپ نے دوبارہ دیدیا۔ پھر آپ نے فرمایا "میرے پاس جو کچھ مال ہو گا اس میں ہرگز ایسا نہ ہو گا کہ میں تم لوگوں کو تو نہ دوں اور خود جمع کر کے رکھوں اور جو بے نیاز بننا چاہئے گا اور جو صبر کرنا چاہئے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا اور صبر سے زیادہ اچھی اور کشادہ چیز کسی کو نہیں ملی۔" اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

احسان

(۱۹۰۳) حضرت ابو الاحوص کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کسی آدمی کے پاس سے گزرتا ہوں تو نہ تو وہ مجھے کھانے پینے کی چیز دیتا ہے نہ مہمان رکھتا ہے اور پھر وہ بھی میرے پاس سے گزرتا ہے تو کیا میں اسے (اس بے رخی اور بے پرواہی کا بدلہ دوں (میں بھی اس سے ایسی ہی بے مروتی برتوں) آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے۔میں نے عرض کر دیا مجھے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عطا کیا ہے اونٹ اور بکریاں بھی دی ہیں آپ نے فرمایا تو اس کا اثر تم پر نمایاں ہونا چاہئے (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تم کو سب کچھ دیا ہے تو اس کا اثر بھی ظاہر ہونا چاہئے اس طرح کہ اچھا کھاؤ اور اچھا پہنو بھی یہ نہیں کہ سرمایہ سینت سینت کر رکھے رہو اور کپڑے پھٹے پرانے لگائے رکھو) اس باب میں حضرت عائشہؓ حضرت جابرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے

Marfat.com

بھی روایت ہے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۸۵۹) حضرت اسمار بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ زبیرؓ کا دیا ہوا ہے اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ۔ کیا میں اس میں سے بھی کچھ دیا کروں؟ فرمایا ہاں اس میں سے بھی دیا کرو) باندھ کر اور بند کر کے نہ روک رکھو۔ ورنہ تجھ پر بھی باندھ کر روک رکھا جائے گا۔ اس باب میں حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۸۶۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخی اللہ سے قریب ہے اور جنت سے نزدیک ہے لوگوں سے بھی نزدیک ہے اور دوزخ سے دور ہے ۔ اور بخیل اللہ تعالیٰ سے جنت سے اور لوگوں سے دور اور دوزخ سے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے یہ حدیث غریب ہے۔

اللہ سے حسن ظن

(۲۵۰) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہوں۔ اور میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

ہدیہ و تحفہ

(۱۹۱۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ پر ہوا۔ اتنا رسول اللہ کی اور کسی بیوی پر نہیں ہوا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں (وہ مجھ سے پہلے وفات پا چکی تھی) اتنے رشک کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بہت یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب بکری ذبح کرتے تو اسے لے کر حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تلاش کرتے اور ان سب کو ہدیہ دیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

قناعت

(۲۱۱) حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا اس شخص کے کیا کہنے ہیں جس کو اسلام کا راستہ دکھایا گیا اور اس کی زندگی

Marfat.com

کفایت والی گزری (خوشحال) اور اس نے قناعت سے کام لیا۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

خوش اخلاقی

(۱۹۱۲) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ صلعم کی دس سال خدمت کی ہے (اتنے طویل عرصہ میں) آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ تم نے اسے کیوں نہیں کیا اور رسول اللہ کے اخلاق تمام لوگوں سے اچھے اور عمدہ تھے میں نے ریشم اور اون ملے ہوئے کپڑے بھی چھوئے اور خالص ریشمی کپڑے بھی ہاتھ میں لے کر دیکھے لیکن رسول اللہ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کسی کپڑے کو نہیں پایا۔ نیز میں نے مشک بھی سونگھا اور عطر بھی مگر رسول اللہ کے پسینہ سے زیادہ کسی کو خوشبو والا نہ پایا۔" اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت براء سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۹۰۰) حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "قیامت کے دن مومن کے ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ بھاری نہ ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ برے اخلاق والے فحش گو سے نفرت کرتا ہے" اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ اور حضرت اسامہ بن شریکؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۹۰۱) حضرت ابودرداؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "جتنی چیزیں ترازو میں رکھی جائیں گی ان میں سے ایک چیز بھی حسن اخلاق سے بھاری نہیں اور اچھے اخلاق والا اس کے ذریعہ روزہ داروں اور نمازی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے" یہ حدیث اس طریقہ سے غریب ہے۔

(۱۹۰۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کونسی چیزیں لوگوں کو جنت میں لے جائیں گی (یعنی ایسے اعمال کون کونسے ہیں جو مسلمانوں کو جنت میں لے جائیں گے) آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرنا اور حسن اخلاق۔ اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کونسی چیزیں لوگوں کو دوزخ میں داخل کریں گی؟ آپ نے فرمایا۔ منہ اور فرج (یعنی دوزخ میں لے جانے

والی چیز حرام کھانا۔ غیبت و چغلی کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ جھوٹی گواہی دینا اور زنا کرنا وغیرہ گناہ ہیں) یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

امام بن مبارکؒ حسن اخلاق کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ "حسن اخلاق چہرہ کو کھلتا ہوا رکھنے (یعنی کشادہ روئی بھلائی کو خوب کرنے اور برائی اور تکلیف دینے سے بچنے کا نام ہے"

حصول علم کی لگن

(۵۳۹) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ قریب ہے کہ لوگ اونٹوں کے جگر پر مار مار کر (یعنی بڑے ذوق و شوق سے دور دراز کے سفر طے کر کے علم طلب کریں گے۔ لیکن وہ کسی کو مدینہ کے عالم سے زیادہ علم والا نہ پائیں گے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

فقہ پر عبور

(۵۴۰) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ایک فقیہہ شیطان پر اس سے زیادہ سخت ہے جتنے کہ ہزار عابد (یعنی ایک فقیہہ ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے) یہ حدیث غریب ہے)

نرم مزاجی

(۱۹۱۰) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ "جس کو نرمی میں سے حصہ دیا گیا اسے گویا بھلائی میں سے حصہ دیا گیا۔ اور جسے نرمی کے حصہ سے محروم رکھا گیا اسے گویا بھلائی سے محروم رکھا گیا۔" اس باب میں حضرت جریر بن عبد اللہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حق گوئی

(۴۰) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ انصاف کی بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہہ دی جائے" اس باب میں حضرت ابو امامہؓ سے بھی روایت ہے۔ (یہ حدیث حسن ہے۔ اس طریقہ سے غریب ہے)

حیاداری

Marfat.com

(۴۷۶) حضرت سالمؓ کے والد روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حیا ایمان میں سے ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرتؐ نے ایک آدمی کو حیا کے بارے میں اپنے بھائی کو نصیحت کرتے سنا اس باب میں حضرت ابوہریرۃؓ سے بھی یہی روایت ہے۔

تواضع و انکساری

(۱۹۲۶) حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلعم نے فرمایا۔ "صدقہ نے کسی مال کو گھٹایا نہیں اور معاف کرنے سے اللہ نے عزت ہی بڑھائی۔ اور جس نے اللہ کے لئے تواضع و انکساری اختیار کی اسے اللہ نے بلند کیا" اس باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو کبشہ انماری سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب چودھواں مقاصد تعلیم

ادب و آداب

(۱۸۵۰) حضرت جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا "اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے" یہ حدیث غریب ہے اس کا ایک راوی ناصح بن علاؤ الکوفی محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے یہ حدیث صرف اسی طریقہ سے معلوم ہے ناصح نام کے ایک اور شیخ بھی ہیں جو بصری ہیں اور عمار بن ابی مارؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ اس سے ثقہ ہیں۔

اطاعت امیر

(۵۳۵) حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے ایک دن ہم لوگوں کو صبح کی نماز کے بعد وعظ فرمایا۔ اور نہایت بلیغ (و پر اثر وعظ فرمایا۔ جس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل لرز گئے اس پر ایک شخص نے عرض کیا یہ وعظ تو الوداع کہنے والے کا ہے (یعنی اس وعظ سے تو ایسا مترشح ہوتا ہے کہ اب حضور ہمیں داغ مفارقت دینے والے ہیں پھر آپ ہم سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا "میں تم لوگوں کو اللہ سے ڈرتے رہنے اور پرہیز گاری اختیار کرنے کی وصیت کرتا

ہوں۔ اور اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ (امیر کا حکم) سنو۔ اور فرمانبرداری کرو اگرچہ (وہ امیر) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف (فتنہ) دیکھے گا پس نئی باتوں (بدعتوں) سے بچتے رہنا کیونکہ یہ گمراہی ہیں سو تم میں سے جو شخص اس زمانہ کو پائے تو اسے میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ اور مہدی (ہدایت دینے والے) خلفائے کی سنت کو مضبوط پکڑ لینا چاہئے۔ لوگو! اس سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو (یہ حدیث صحیح ہے)

حق گوئی / بے باکی

(۳۸) حضرت طارق بن شہابؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلا شخص جس نے (عید کی) نماز سے پہلے خطبہ دینے کو جاری کیا وہ مروان ہے اس نے جب خطبہ کو مقدم کیا تو ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ تو نے (رسول اللہ کی) سنت کی مخالفت کی ہے مروان نے کہا جو وہاں ہوتا تھا اب چھوڑ دیا گیا ہے (یا یہ کہ اب یہاں کی بات دوری ہے) اس پر حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا۔ اس شخص نے تو اپنا فرض منصبی ادا کر دیا (ایک بادشاہ تک کو سنت کی مخالفت پر برسر مجلس ٹوک کر اپنا حق ادا کر دیا میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا ہے "جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہئے کہ (اگر قدرت رکھے تو) اسے ہاتھ سے بدلدے اور جس سے یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنی زبان ہی سے بدلہ لے۔ (یعنی اس کے خلاف کہے) اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے اپنے دل سے (ہی اسے برا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمتر درجہ ہے" (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

توکل / قناعت

(۲۰۶) حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اگر تم لوگ اللہ پر توکل کرتے جیسا کرنا چاہئے تو تم لوگوں کو یقیناً روزی دی جاتی جس طرح پرندوں کو دی جاتی ہے کہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں" (یہ حدیث حسن صحیح ہے) ہم اس کو اسی طریقہ سے جانتے ہیں

(۲۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو مسلمان ہوا اور اس کو بقدر ضرورت روزی دی گئی اور اس کو اللہ نے صبر و قناعت کرنے کی توفیق دی تو ایسا شخص کامیاب ہوا (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

Marfat.com

باب
پندرہواں نصاب تعلیم
قرآن کا علم اور اس کی تعلیم

(۷۶۶) حضرت ابو عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا تم لوگوں میں اچھا (مسلمان) وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔ ابو عبدالرحمن نے کہا کہ اسی نے تو مجھے وہاں بٹھایا ہے جہاں میں اب بیٹھا ہوں اور ابو عبدالرحمن نے حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ سے قرآن پڑھانا شروع کیا تھا۔ آخر حجاج بن یوسف کا وقت آگیا (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۷۶۷) حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ تم میں اچھایا (فرمایا) زیادہ فضیلت والا (مسلمان) وہ ہے جس نے قران سیکھا اور سیکھ کر دوسروں کو سکھایا (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اس باب میں علیؓ اور حضرت سعدؓ نے بھی روایت ہے۔

دین/فقہ کی تعلیم

(۶) حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہر بچہ مذہب حقہ پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی اور مشرک بنا دیتے ہیں" آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! جو لوگ اس سے (یعنی جوان ہونے سے) پہلے ہی مرجاتے ہیں ان کا کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ "اللہ زیادہ جانتا ہے کہ وہ لوگ کیا عمل کرتے۔"

(۵۴۰) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "ایک فقیہ شیطان پر اس سے زیادہ سخت ہے جتنے کہ ہزار عابد" (یعنی ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے) یہ حدیث غریب ہے)

(۷) حضرت ابوہریرۃؓ ہی سے ایک اور طریق سے اسی قسم کی روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ "ہر بچہ (صحیح) فطرت پر پیدا ہوتا ہے" یہی روایت حضرت ابوہریرۃؓ سے ایک اور طریقہ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

غیر ملکی زبانیں

(۵۷۴) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے مجھے حکم فرمایا کہ

"میرے لئے یہودیوں کی کتابوں میں سے چند کلمے سیکھو اور فرمایا خدا کی قسم مجھے یہودیوں پر اپنے خط کے متعلق اطمینان و بھروسہ نہیں" حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ نصف ماہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ میں نے اسے حضورؐ کے لئے سیکھ لیا جب میں نے سیکھ لیا تو جب کوئی خط یہودیوں کو حضورؐ بھیجتے تو میں ہی ان کو لکھتا۔ اور جب وہ لوگ حضورؐ کو لکھتے تو میں حضورؐ کو ان کا خط پڑھ کر سناتا (یہ حدیث حسن صحیح ہے) دوسری بروایت میں ہے کہ حضور نے مجھے حکم فرمایا کہ "سریانی زبان سیکھو"

علم الانساب

(۱۸۷۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا۔ "نسب کو اتنا ضرور سیکھو کہ اس کے ذریعہ اپنے خاندانی رشتہ داروں سے مل سکو اور ان کے ساتھ (حسب مراتب) سلوک کر سکو۔ کیونکہ قرابت داروں کے ساتھ ملنے جلنے اور سلوک کرنے سے اپنے لوگوں میں محبت (زیادہ) ہوتی ہے" دولت بڑھتی ہے اور عمر بھی زیادہ ہوتی ہے یہ حدیث اس طریقہ سے غریب ہے۔

شاعری

(۷۰۷) حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلعم تمثیلاً کچھ شعر بھی پڑھتے تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ "ہاں (موقع بموقع) ابن رواحہ کا شعر پڑھتے تھے اور فرماتے تھے ویاتیک بالاخبار من لم تزود" (جس کو تو نے توشہ نہیں دیا وہ تیرے پاس خبر لائے گا) اس باب میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۷۰۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اہل عرب نے جو شعر کہے ان میں سب سے عمدہ کلام یا سب سے سچا کلام لبید (شاعر) کا یہ قول ہے الا کل شی ماخلا اللہ باطل یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۷۰۹) حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ "میں سو بار سے زائد رسول اللہ صلعم کے ہمراہ بیٹھا ہوں۔ آپ کے اصحاب شعر پڑھا کرتے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت کی

Marfat.com

باتوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ اور حضور چپ رہتے تھے۔ لیکن بسا اوقات ان کے ساتھ مسکرا دیتے تھے۔" (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۷۰۳) حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "یقیناً بعض اشعار حکمت (سے پر ہوتے) ہیں" (یعنی بعض اشعار عقل و دانش اور علم و عرفان کی باتوں سے بھرپور ہوتے ہیں) یہ حدیث اس طریقہ اسناد سے غریب ہے اس باب میں حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت بریدہؓ اور کثیر بن عبد اللہ کے دادا سے بھی روایت ہے۔

(۷۰۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ "یقیناً شعروں میں بعض ایسے شعر بھی ہوتے ہیں۔ جو حکمت (کی باتوں) سے پر ہوتے ہیں" (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

سولھواں باب طریق تدریس

روایت / حدیث

(۵۲۸) حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ "مجھ سے (حدیث) سن کر دوسروں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی سہی۔ اور بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کہا اسے دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بنا لینا چاہیے" (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

دوسرے طریقہ سے حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے اسی کی مانند مروی ہے (اور وہ صحیح ہے)

پڑھنا (تلاوت)

(۷۲۴) حضرت ابو موسی اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جو مومن قران پڑھتا ہے اس کی مثال لیموں کی سی ہے کہ مہک بھی اچھی اور مزہ بھی اچھا۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا۔ اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو نہیں ہے لیکن مزہ میٹھا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحان کی سی ہے کہ مہک اچھی ہے لیکن مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قران نہیں پڑھتا۔ اس کی مثال اندرائن کے پھل کی سی ہے کہ بو بھی کڑوی۔ اور مزہ بھی کڑوا (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

Marfat.com

ثابت قدمی

(۷۲۵) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے کہ اس کو ہوائیں برابر ہلاتی رہتی ہیں اور اس کو ہمیشہ مصیبتیں رہتی ہیں (لیکن وہ اپنی جگہ قائم رہتا ہے) اور منافق کی مثال صنوبر کی درخت کی سی ہے کہ جب تک کاٹا نہ جائے ہل نہ سکے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

دوہرانا

(۵۸۲) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلعم جب سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے اور جب کوئی بات فرماتے تو اسے تین بار دہراتے۔" (یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے)

سترھواں باب جزا و سزا

جزا

(۵۲۵) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا بھلی بات سننے سے مومن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ وہ برابر سنتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی انتہا جنت ہو۔ (یہ حدیث حسن غریب ہے)

تقویٰ و پرہیزگاری کی جزا

(۲۵۳) حضرت ابوہریرہؓ یا حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے (شک راوی ہے) کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دے گا۔ اس دن جس دن کہ اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا وہ سات شخص یہ ہیں انصاف پسند امام وہ نوجوان جو جوانی کے عالم میں اللہ کی عبادت کری وہ شخص جس کا دل مسجد سے نکلتے وقت مسجد ہی میں لگا رہے کہ کب لوٹ کر آئے وہ دو آدمی جنھوں نے اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھی۔ اسی پر دونوں ملے۔ اور اسی پر جدا ہوئے۔ وہ شخص جس نے خلوت و تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی دونوں آنکھیں پر نم ہو گئیں یعنی اللہ کے خوف سے رو پڑا) اور وہ شخص جسے کسی صاحب حسب و نسب اور حسین و جمیل عورت نے (زنا کیلئے) بلایا لیکن اس نے جواب دیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں (خوف خدا نے اس کو اس فعل سے روک لیا) اور وہ شخص جس نے ایسی چھپا کر

Marfat.com

خیرات کی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

سزا

بہتان طرازی کی سزا

(۵۱۸) حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ کہا اسے اپنی جگہ دوزخ میں بنا لینی چاہئے۔ (یعنی اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے)

کثرت راگ ورنگ

(۷۹) حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ "اس امت میں زمین کے دھنسا دینے۔ صورت کے مسخ کر دینے اور پتھروں سے ہلاک کر دینے کا عذاب ہو گا۔ ایک مسلمان شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کب ہو گا آپ نے فرمایا جب رنڈیاں اور گانے بجانے کی چیزیں پھیل جائیں گی۔ اور شراب پی جائے گی" (یہ حدیث غریب ہے)

انیسواں باب تحقیق و تفتیش

نئی راہوں کی تلاش

(۵۳۴) حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ "جس نے کوئی اچھا طریقہ نکالا۔ اور اس کی پیروی کی گئی تو اس کے لئے اپنا ثواب بھی ہے اور اس کے ثواب بھی جو اس پر عمل کریں۔ بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثوابوں میں سے کچھ کم کیا جائے۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اسے اپنے اس عمل کا بھی گناہ ہوتا ہے۔ اور پیروی کرنے والوں کے گناہوں کے برابر بھی گناہ ہوتا ہے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی کی جائے" اس باب میں حضرت حذیفہؓ سے بھی روایت ہے (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

اغلاط کی درستگی

(۱۹۳۰) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ لغزش والا ہی حلیم (بردبار) ہوتا ہے۔ اور تجربہ والا ہی حکیم (ودانا) ہوتا ہے (یعنی عقلمند و فلسفی) یہ

Marfat.com

حدیث حسن غریب ہے۔

بیسواں باب امتحانات/جائزہ

آزمائش

(۲۶۲) حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخت کس کی آزمائش ہوتی ہے آپ نے فرمایا۔ "انبیاء (علیہم السلام) کی پھر وہ صالح لوگ جو ان کے بعد ہیں انسان اپنے دین کے مطابق آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں سخت ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہو گی اور اگر اپنے دین میں نرم ہے تو اپنے دین کے موافق ہی آزمائش میں مبتلا ہو گا غرض یہ کہ مصیبتیں بندہ کے ساتھ لگی رہتی ہیں یہاں تک کہ گناہوں کا کفارہ ہو کر اس کو چھوڑتی ہیں چنانچہ وہ زمین پر (بار مصیبت سے ہلکا ہو کر) چلنے پھرنے لگتا ہے (گویا) اس پر کوئی گناہ ہی نہیں" (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۲۶۳) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ مومن مرد و عورت کی جان اولاد اور مال پر برابر مصیبت و آزمائش آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت خدیفہ بن یمان کی بہن سے بھی روایت ہے۔

اکیسواں باب ماحول/معاشرہ کے تعلیم پر اثرات

مصافحہ

(۵۹۰) حضرت براء ابن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا "جو دو مسلمان آپس میں ملاقات کر کے مصافحہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو الگ ہونے سے پہلے بخش دیتا ہے۔" (یہ حدیث غریب ہے)

عالم دین

(۲۶۸) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے۔ منظر عام پر آئیں گے۔ جو مکروفریب سے دین کے ذریعہ دنیا کمائیں گے لوگوں کو اپنی نرمی دکھانے کے لئے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے (یعنی بظاہر بڑے نرم دل، شیریں زبان، اسلام کے ہمدرد، تبلیغ کے علمبردار، حق و صداقت کے

Marfat.com

مدعی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم لوگ میرے ساتھ دغا بازی اور فریب کرتے ہو۔ یا میرے سامنے اپنی سینہ زوری اور بہادری دکھاتے ہو۔ میں نے بھی اپنی ہی قسم کھائی ہے کہ ان لوگون میں انہیں میں سے فتنہ بھیجوں گا اور ایسا فتنہ جو ان میں سے ان کے باوقار اور بردبار کو بھی حیران کر دے گا۔ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔

قتل وخونریزی کی کثرت

(۶۷) حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پیچھے ایسا زمانہ ہے جس میں علم اٹھ جائے گا۔ اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہرج کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا قتل و خونریزی اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت معقل بن یسارؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے)

(۶۸) حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "(زمانہ) ہرج میں عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔" (یہ حدیث صحیح غریب ہے)

(۶۹) حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "جب میری امت میں تلوار رکھی جائے گی۔ (یعنی چلنے لگے گی) تو قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی۔" (یعنی قیامت تک چلتی ہی رہے گی) یہ حدیث صحیح ہے)

مسلم امہ کے لئے موجودہ دور میں تعلیمی لائحہ عمل

۱۔ تمہید

ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد مجموعی طور پر ایک سوا ارب سے کسی صورت کم نہیں جو کہ دنیا کی مجموعی آبادی کا تقریباً ۱/۵ حصہ ہے لیکن اس کثرت تعداد کے باوجود بحیثیت مجموع معاشرتی اعتبار سے پس ماندہ جغرافیائی اعتبار سے بکھرے ہوئے سیاسی لحاظ سے غیر منظم اور کمزور حکومتوں کے مالک اخلاقی لحاظ سے پس ماندہ اور ناقابل اعتبار فوجی قوت کے اعتبار سے کمزور اور دوسروں کے دست نگر اور معاشی لحاظ سے انتہائی پس ماندہ ہیں اور اب یہ پس ماندگی درجہ کمال کو پہنچ گئی ہے۔ ہر قابل ذکر لحاظ سے قوموں کی امامت کے اوج ثریا سے پس ماندگی کی انتہا تک کا یہ سفر کافی طویل ہے سقوط غرناطہ اور سقوط بغداد کے بعد مسلم امہ کی ہوا اکھڑ گئی قومی یکجہتی ، اتحاد میں دراڑیں پڑ گئیں اور فوجی قوت اس قابل نہ رہی کہ مسلم امہ کا دفاع کر سکے قعر مذلت میں گرنے کا یہ سفر تاحال جاری ہے معدودے چند اسلامی ممالک کو چھوڑ کر دنیائے اسلام کے باقی تمام ممالک اقوام عالم کے مقابلہ میں شرح خواندگی کے اعتبار سے انتہائی پست مقام پر ہیں۔ جسکو بہتر بلکہ بہترین بنانے کی فوری اور اشد ضرورت ہے

۲۔ علم کے معنی و مفہوم

علم کے لغوی معنی جاننے کے ہیں جب کوئی شخص کسی شے امر یا فرد کے بارے میں کچھ باتیں جان لیتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص اس بارے میں علم رکھتا ہے علم اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت میں سے اولاد آدم کو ایک معمولی سا حصہ عنایت فرمایا ہے انسان کا حقیقی علم وہ ہے جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اس کے اختیارات اس کی خالقیت ربوبیت اور کائنات میں پھیلے اس کے مظاہر فطرت نشانیوں اور قوت و قوانین کا حال معلوم ہو علم انسان کی ایسی وجہ افتخار ہے جس کی بنا پر اس کو ملائکہ پر فضیلت عطا کی گئی (۲:۳۰-۳۲) علم ایک روشنی آگاہی روشن دلیل اور نوشتہ الٰہی ہے اور فہم ادراک صراط مستقیم ہوشمندی یاد داشت سوجھ بوجھ قوت فیصلہ حکمت بصیرت دانائی اور قوت عمل کا نام ہے مزید ملاحظہ ہو (۴:۱۷۴) (۴:۱۴۷) (۲:۲۵۱) (۸۱/۳، ۲۸/۳، ۲۵/۲، ۱۲۵/۱۲، ۲۵/۱۰، ۳۰/۲، ۵۱/۲۱، ۱/

Marfat.com

۳۸، ۱۱-۱۰/۳۶، ۷۴/۲۱، ۲۲/۱۲، ۱۶-۱۵/۵، ۲/۱۲، ۱۵۹/۲) ان تمام آیات سے علم کے معنی و مفہوم اچھی طرح واضح ہو جاتے ہیں جبکہ لفظ تعلیم گرائمر کے اعتبار سے اسم مونث ہے جس کے معنی سکھانا علم سکھانا ترتیب تادیب تفہیم تلقین ہدایت اور وہ مختلف امور ہیں جو پیر یا استاد اپنے مریدوں یا شاگردوں کو بتائے اللہ تعالیٰ خالق و مالک کائنات ہے کائنات کی ہر جاندار یا غیر جاندار شے و قوت اسی کی تخلیق ہے اور وہ اپنی مخلوقات کا ہدایت دہندہ اور معلم اعلیٰ و اول ہے اس کی ذات ہمہ صفت موصوف ہے تمام اچھے نام اور کام اس کے ہیں۔ اس کی ذات صفات اور کاموں میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ سب سے اعلیٰ و ارفع اور ماوراء خیال انسانی ہے اس کی خوبیاں نہ ہی شمار اور نہ ہی بیان اور نہ ہی ضبط تحریر میں لائی جا سکتی ہیں وہ اپنی جملہ مخلوقات کا معلم اعلیٰ ہونے کے ناطے ان کی تعلیم و تربیت وترغیب مرئی و غیر مرئی دونوں طریقوں سے کرتا ہے وہ مچھلی کے بچے کو اس کی پیدائش سے پہلے تیرنا انسان اور حیوان کے بچے کو ماں کی پستان سے دودھ پینا اور کھلی ہوا میں سانس لینا سکھا دیتا ہے خالق ارض و سما ہونے کی بنا پر اپنی مخلوقات کی تعلیم و تربیت کا یہ کام اس (اللہ تعالیٰ) نے ازخود اپنے ذمہ لیا ہوا ہے انسانوں کی خصوصی راہنمائی ہدایت اور تعلیم و تربیت کے لئے وہ انبیائے کرام کو مبعوث کرتا ہے۔ اور نسل آدم کی ہدایت و تعلیم کے لئے صرف اسی ایک ذریعہ (نبوت) پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ ہر انسان میں اس کا ایک محاسب (ضمیر) بٹھا دیتا ہے جو ہر برے کام پر اس کو روکتا ٹوکتا ہے تاکہ وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے فیض تربیت سے محروم نہ رہیں جنہوں نے نہ ہی کسی نبی کا زمانہ پایا اور نہ ہی ان تک کسی نبی کی تعلیمات پہنچیں تعلیم و تربیت کا اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ازلی ابدی بھی ہے اور ہمہ گیر بھی جس سے وہ اپنی مخلوق کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر علم سے مراد حکمت و دانائی لی گئی ہے لفظ حکیم حکم سے مشتق ہے جس کے معنی دانائی ہیں اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم حکیم بھی ہے اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے جبکہ اس کی مخلوقات میں حکمت کی صفت عارضی متبدل اور اضافی ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت کا بیان کلام پاک میں مختلف مقامات پر کیا گیا ہے

Marfat.com

علم کا لفظ اپنی مختلف اشکال میں ستر سے زیادہ مرتبہ قران پاک میں استعمال ہوا ہے ۔ قران پاک میں اس سے مراد جیسا کے بعض لوگ خیال کرتے ہے۔ صرف علم دین یا شریعت کا علم نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ قران پاک میں وسیع تر معنوں میں استعمال ہوا ہے اس سے مراد ▪ تمام جانکاری علوم وفنون ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے بالخصوص وہ علوم جو ذاتی یا اجتماعی طور پر انسان کی بھلائی کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ معلم اول اعلیٰ(اللہ تعالیٰ) نے اپنے علم میں سے کچھ حصہ نسل آدم کو عطا فرمایا اس بارے میں سورۃ الفلق میں ارشاد ربانی ہے۔ (ترجمہ)" پڑھو کہ تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا ۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔ (۵: ۳: ۹۶) پلک جھپکتے منوں ٹنوں وزنی چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہچانے کا علم ان علوم میں سے ایک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو عطا فرمائے اس بارے سورۃ النمل میں ارشاد ربانی ہے۔ (ترجمہ)" جس شخص کے پاس کتاب کا ایک علم تھا۔ وہ بولا "میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں ۔ جونہی سلیمان نے ▪ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا وہ پکار اٹھا یہ میرے رب کا فضل ہے۔ تاکہ ▪ مجھے آزمائے (۲۷:۴۰) اس بارے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہواؤں پر کنٹرول پرندوں اور حشرات الارض کی بولیوں کا علم اور جنوں سے جسمانی مشقت لینے کے علم کی مثالیں بھی قران پاک سے پیش کی جاسکتی ہے۔ یہ تمام علوم بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ زرہ بکتر بنانے کا علم بھی دوؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اس قسم کی اور بہت سی مثالیں قران پاک سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ علوم کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ کوئی ایک انسان تمام علوم پر حاوی نہیں ہوسکتا وہ حسب ضرورت وپسند اپنے مضامین علوم کا انتخاب کرسکتا ہے اور اسبارے میں حکومت وقت قومی ضرورت کے پیش نظر مناسب فیصلے کرسکتی ہے۔

۲۔ تعلیم کا مفہوم

تعلیم کا قرانی تصور صرف معلومات کی فراہمی وحصول اور کتابوں تک محدود نہیں بلکہ وہ انسانی زندگی کے پورے نظام پر اس کے تمام ممکنہ شعبوں یعنی فکر ونظر مذہب و

Marfat.com

اخلاق عقیدہ و عمل تعلیم و تربیت سیرت و کردار تمدن و معاشرت تہذیب و ثقافت قانون و عدالت معیشت و سیاست صلح و جنگ اور بین الاقوامی تعلقات وغیرہ کو محیط ہے۔

بلا شبہ تعلیم اپنے وسیع مفہوم میں ان تمام طبیعی ، حیاتیاتی اخلاقی سماجی اثرات کا احاطہ کرتی ہے۔ جو فرد اور قوم کے طرز زندگی کی تشکیل کرتے ہیں۔ اور اپنے محدود مفہوم میں صرف ان اثرات کو ظاہر کرتی ہے۔ جو طلبہ کو ان کے اساتذہ سکولوں کالجوں اور دیگر درسگاہوں میں دیتے ہیں۔ یہ اثرات دائمی ہوتے ہے۔ اور انسان کی زندگی کا لازمی حصہ بن جاتے ہے۔

مفکرین تعلیم کو ایک ایسا عمل قرار دیتے ہیں جس کے ذریعہ معاشرہ اپنا اعتقادی علمی فکری اور ثقافتی سرمایہ نئی نسل کو بروقت اور بحفاظت منتقل کرتا اور ملک و ملت کی زمام کار نئی نسل کے حوالہ کر دیتا ہے پس علم و ہنر ایمانیات عبادات اقدار اور ثقافت کو مختلف ذرائع یعنی علماء اساتذہ کتب لائبریری اور دیگر ذرائع ابلاغ کی امداد سے دوسروں کو منتقل کرنے کے عمل کو تعلیم کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا مسلسل عمل ہے جس میں آبادی کے تمام حصوں سے کچھ لوگ نکل کر مفید علوم و ہنر ایمانیات دین کی سمجھ قومی ورثے اور ثقافت کو دوسروں تک بحفاظت منتقل کرنے کی اہمیت کی و ضرورت کے پیش نظر منتقلی کے فلسفہ' طریقہ کار تقاضوں موانعات و موافقات ذرائع و دیگر متعلقہ امور کی سمجھ بوجھ پیدا کر کے ایک جماعت (اساتذہ) تشکیل دیں۔ تاکہ دین علم ہنر و عمل کی منتقلی باسانی بعجلت کسی رکاوٹ کے بغیر کامیابی کے ساتھ انجام پائے ایسے لوگوں کی جماعت کے قیام کے لئے سورہ التوبہ کی یہ آیت ملاحظہ ہو (ترجمہ) اور کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل کھڑے ہوتے مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کر سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ غیر مسلمانہ روش سے پرہیز کرتے (۹:۱۲۲)

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ عمومی تعلیم جس کا عمومی حکم ۔ اس آیت مبارکہ (۹:۱۲۲) میں دیا گیا ہے اس کا اصل مقصد لوگوں کو صرف خواندہ بنانا نہیں بلکہ

Marfat.com

ان میں تفقہ فی الدین یعنی دین کی تفہیم کا شعور پیدا کرنا ہے۔ دین اسلام انسان کے مکمل دور زندگی یعنی دینی و دنیاوی و اخروی زندگی کا احاطہ کرتا ہے دنیاوی کاروبار زندگی کو اسلام کے دیئے گئے اصولوں۔ شریعہ کے مطابق گزارنے کی ہدایت کرتا ہے انسانی زندگی کا کوئی حصہ کوئی گوشہ اور کوئی لمحہ بھی دین کی ہدایت سے خالی نہیں ہے قرآن پاک بچے بوڑھے جوان مرد اور عورت ہر ایک فرد کے لئے حصول علم کو لازمی قرار دیتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آغاز وحی پر پہلا حکم ہی اقرا (پڑھ) کا دیا گیا۔ ایک مسلمان کے لئے حصول علم کا حکم خصوصی نہیں بلکہ عمومی ہے اور علم کے مفہوم میں دینی و دنیاوی تمام مفید انسانیت علوم شامل ہیں۔ لیکن یہ علم دین اسلام کی روح و مزاج کے تابع ہونا چاہیئے تاکہ انسان اس قابل ہو جائے کہ وہ دین و دنیا فکر و عمل یعنی علمی و عملی ہر شعبہ زندگی میں یہ جان سکے کہ اسکا کونسا طرز عمل روح دین اور منشاء خداوندی کے عین مطابق ہے اللہ اور اس کے رسول سے بیگانگی بروح اسلام اصول دین اور شریعہ سے ناواقفیت انسان کو اس کے درجہ (انسانیت) سے گرا کر حیوان کی سطح پرے آتی ہے کفرو شرک کی جانب راغب کرنے والی تعلیم و تربیت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت ہے اسلام ایسی تعلیم پر لعنت بھیجتا ہے ارضی و سماوی تمام اشیاء اور قوتوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مسخر کیا ہے۔ پس ان اشیاء اور قوتوں سے آگاہی سائنس و ٹیکنالوجی حاصل کرنے اور ان کو تسخیر ارضی و سماوی کے لئے استعمال کرنا انسانیت کا حق ہی نہیں فریضہ بھی ہے۔

۴۔ **قرآن کا پیش کردہ نظام تعلیم** قرآن پاک میں اسلام کا نظام تعلیم و تربیت واضح اور مکمل طور پر موجود ہے بایں ہمہ مسلم امہ اس میدان میں دیگر اقوام عالم سے بہت زیادہ پیچھے ہے پس اس کو چاہیئے کہ حصول مقصد کے لئے انسانی زندگی کے اس اہم ترین میدان میں قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کرے۔ بلاشک و شبہ امت مسلمہ چودہ سو سال سے انفرادی و اجتماعی طور پر قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کرتی رہی ہے۔ پر اسکے بارے میں کبھی قومی لحاظ سے شعوری طور پر جامع انداز میں ایسی کوئی کوشش نہیں کی گئی ہے حالانکہ قرآن پاک ایک مکمل اور جامع نظام تعلیم و تربیت بمعہ جملہ

Marfat.com

ضروری اور ناگزیر ہدایات وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہے قرآن پاک ایسے بحر ذخار میں تعلیم و تربیت کے موتی جگہ بجگہ بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں صرف ان کو قرآن میں غوطہ زن ہو کر تلاش کرنے پرکھنے اور روبہ عمل لانے کی ضرورت ہے مسلم امہ نزول قران کے آغاز ہی سے اس امر پر متفق اور متحد رہی ہے اور قرآن پاک کو انسانی زندگی کے جملہ امور میں کافی و شافی نیز قاضی تسلیم کرتی رہی ہے لیکن مقام حیرت ہے کہ اس متفقہ سوچ کے باوجود زندگی کے اہم ترین میدان (تعلیم و تربیت) میں قومی سطح پر رہنمائی حاصل کرنے کی کوئی شعوری کوشش نہیں کی گئی جبکہ مسلم امہ کے ابتر ترین تعلیمی حالات میں اصلاح احوال کے لئے ایسی فوری کوشش انتہائی ضروری معلوم ہوتی ہے اس بارے میں عالمان دین و دنیا اور محققین کو فوری طور پر متوجہ ہونا چاہئے انشا اللہ تلاش کرنے پر ان کو قرآن پاک سے مکمل رہنمائی حاصل ہو گی یہ کوشش اسی سلسلہ کی ابتدائی کڑی ہے جو دوسری کڑیوں کے ملنے سے انشاء اللہ ایک مضبوط زنجیر بن جائے گی اس بارے میں قران کریم کے علاوہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استنباط اس لئے ضروری ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قول کے مطابق رسول کریمؐ کی ذات مبارک مجسم قرآن تھی اور آپؐ کا اخلاق قرآن تھا یعنی کہ رسول مکرمؐ کی ذات گرامی اسلامی تعلیم و تربیت کا زندہ جاوید نمونہ تھی اور اسوہ کاملہ تھی آپ کے افکار اخلاق و اعمال اقوال و احکام سب کے سب امہ کی تعلیم و تربیت کے لئے وقف تھے پس اس اہم ترین موضوع پر امہ کو قرآن پاک کے علاوہ اسوہ حسنہ سے روشنی اور ہدایت طلب کرنے کی اہم ترین ضرورت ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسی نظام تعلیم و تربیت کو اپنا کر پچاس سال سے بھی کم عرصہ میں عرب کے ان پڑھ بدو علم کے میدان میں اقوام عالم کے امام ہی نہیں قوموں کے حکمران بھی بن گئے قرآن پاک کی تعلیمات ازلی و ابدی ہیں اور قیام قیامت تک دنیا کے ہر خطہ نسل قوم اور ملک نے اسی مینارہ نور سے رہنمائی اور روشنی حاصل کرنا ہے۔ پس مسلم امہ جو کہ قران کی تعلیمات و احکامات کی اصل و اولین مخاطب تھی سب سے زیادہ اس امر کی حقدار ہے کہ وہ قرآن کے لازوال نور سے استفادہ کرے یقیناً قران کا بیان کردہ نظام تعلیم و تربیت ایسا مکمل

اور جامع نظام ہے جو نفس انسانی کے تمام افکار و شعور کو اور اعمال انسانی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے اسی نظام تعلیم و تربیت نے عرب کے ریگزاروں سے ایک ان پڑھ اور غیر متمدن قوم کو مختصر ترین عرصہ میں دنیائے علم دفن اور ادب کا امام بنا دیا۔ گردش ایام نے امت مسلمہ کی تابانیوں اور تابناکیوں کو بڑی حد تک دھندلا دیا ہے اپنوں کی غفلت اور اغیار کی سازشوں کے تحت امت گم کردہ راہ ہو کر نظام تعلیم و تربیت کی اصل روح سے ہٹ کر اسکے صرف ظاہری مظاہر سے چمٹ کر رہ گئی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ گمشدہ راہ کو قرآن و سنت سے تلاش کر کے اس پر امہ کی سطح پر نئے عزم جوش اور ولولہ کے ساتھ مضبوطی سے گامزن ہوا جائے۔

۵۔ امہ کے نظام تعلیم کی خرابیاں

موجودہ دور علمی و مادی ترقی ' سائنس الیکٹرونکس اور تیز ترین ابلاغیات کا دور ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ مسلم دنیا میں بالعموم اس حقیقت کا شعور و ادراک قطعاً ناپید ہے ایک طرف دینی تعلیم و تربیت کے ادارے ہیں جو کہ جدید ترقی یافتہ متمدن دنیا سے بیگانہ بلا غور و فکر قرون وسطی کی روایات اور نصاب تعلیم کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں دنیا کی بجلی کی سی سرعت سے تیز رفتار ترقی سے نابلند اجتہاد سے لرزاں اور قدامت کے گرویدہ ہیں جبکہ دوسری جانب مغربی طرز کے نام نہاد جدید تعلیم کے ادارے ہیں جو اپنے فکر و عمل کے اعتبار سے بیسویں صدی کے آخری عشرہ میں بھی ساٹھ ستر کے عشرے آگے نہیں بڑھ پائے تعلیم میں جدید فکر کی بجائے بعض تعلیمی معاملات میں جدیدیت کی بس صرف پیوند کاری کی گئی ہے۔

تعلیم کا تغیر پذیر پہلو بلاشک و شبہ جہاں بہت اہم ہے وہاں اس کی بنیاد انسانی سرشت اس کے مقصد تخلیق اور رب کائنات کی غیر متبدل سنت انسانیت کی فلاح اور قرآن کے اوامر و نواہی کے احترام پر قائم ہے پوری مسلم دنیا مقاصد اور سمت سے عاری متلاطم سمندر میں ہچکولے کھاتی ایسی کشتی میں سوار ہے جو اسے کبھی بھی منزل پر نہیں پہنچا سکتی یہ خطرناک صورت حال مسلم امہ کی تعلیمی فکر میں انقلابی اقدامات کی متقاضی ہے دور حاضر کے مغرب زدہ جدید مسلم معاشرے میں پروان چڑھنے والے بچوں کو ایک ایسے جدید نصاب تعلیم اور تعلیمی و تربیتی لائحہ علم کی ضرورت ہے جو انہیں

Marfat.com

صاحب فراست مومن جدید سامان حرب اور بیباک قلم سے مسلح جری مجاہد و قلم کار اور جدید علوم کا ماہر دانشور بنا دے۔ ان تقاضوں کی تکمیل کے لئے امہ کو وہ تمام مفید انسانیت علوم پڑھائے جائیں جن کی ایک ترقی پذیر معاشرے کو ضرورت ہے۔

اگرچہ علم و ہنر اور سائنس کے میدان میں سات سو سال تک قوموں کی امامت کے درجہ پر فائز رہنے والی قوم پستیوں کی انتہا تک پہنچ گئی ہے تاہم مایوسی کفر ہے مایوس ہونے کی بجائے بین الاقوامی سطح پر قابل ذکر تیز رفتار ترقی کے پروگرام کے ذریعہ امہ کی نشاط ثانیہ وقت کا اہم تقاضہ ہے اس مقدس فریضہ کی انجام دہی میں تعلیمی پس ماندگی کے دور کرنے کو اہم ترین مقام حاصل ہے جس مقصد کے حصول کے لئے مضبوط ایمان پختہ ارادہ مقاصد و اہداف کا تعین وسائل کی فراہمی اور بہترین منصوبہ بندی کی ضرورت ہے یقیناً مسلم امہ میں ایسے باصلاحیت لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے جو تمام اجزائے ترکیبی کو مسلم امہ ہی سے اکٹھا کر کے ایک تحریک کی صورت میں منصوبہ کا آغاز کر سکیں۔یہ کوشش اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

مسلم ممالک بالخصوص پاکستان میں استعماری قوتیں جن طبقات کو حکومت کی باگ ڈور حوالہ کر کے گئیں وہ مالدار طبقہ یورپ کا تعلیم یافتہ مغربی تہذیب کا دلدادہ اور استعماری قوتوں کا پروردہ تھا آج تک بھی مسلم ممالک میں بالعموم وہی طبقات اقتدار پر قابض ہیں اور وسیع اختیارات و اثرات کے مالک ہیں اسلامی نظام حیات اور مغربی نظام تعلیم سے متعلق ان میں سے بیشتر کا ذہن صاف نہیں ہے مغربی افکار و تصورات نظام حیات اور اسلامی نظام تعلیم کی باریکیوں سے وہ بخوبی آگاہ ہی نہیں بلکہ اس پر پورے اطمینان قلب سے عمل پیرا بھی ہیں لیکن اسلامی نظام حیات ان کے لئے اجنبی اور ناقابل عمل ہے وہ اس نظام حیات (اسلامی) کی بنیادی باتوں سے بھی آگاہ نہیں ہیں اور یہی لاعلمی ان کی اسلامی نظام حیات سے بیزاری کا سبب ہے لیکن اس بیزاری کے باوجود خاندانی روایات اور معاشرتی اثرات کے تحت اسلام سے بھی ہنوز انکا لگاؤ باقی ہے یہی وہ طبقہ ہے جس نے اپنی دو دلی کے سبب مغربی نظام حیات میں اسلام کے بعض اجزا کی پیوند کاری کی ہے اور مزید پیوند کاری سے اسلام کا حلیہ بگاڑنا چاہتا ہے یہی مرعوب طبقہ اسلام کی بنیادی باتوں پر عمل پیرا ہونے کے باوجود مغرب کے خوف سے بنیاد پرست (

Marfat.com

فنڈا منٹلسٹ) کہلانا پسند نہیں کرتا حالانکہ بنیادی عقائد پر پختہ ایمان ہی اسلام کی بنیاد ہے جس سے انحراف کی صورت میں وہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے کہلوانے کے حق سے محروم کر لیتے ہیں مسلمانوں کے لئے اسلام باعث شرم نہیں بلکہ باعث افتخار ہے یہ وہ معروضی حالات ہیں جن کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہمیں قرآنی احکامات کے مطابق امہ کے لئے نظام تعلیم وضع کرنا ہے۔

۱۶۔ امہ کے لئے جدید نظام تعلیم کی ضرورت

مسلم امہ کا نظام تعلیم زبردست اور بنیادی تبدیلیوں کا متقاضی ہے محض چند امور کی کمی بیشی یا چند مضامین یا کتب کی ترویج و تنسیخ سے وہ نتائج ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے جو کسی قوم کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے بنیاد فراہم کرتے ہیں مسلم امہ کا نظام تعلیم من حیث المجموع اور پاکستان کا نظام تعلیم بالخصوص ان تقاضوں سے قطعاً ہم آہنگ نہیں ہے اس کے محرکات داعیات مطمع نظر اور اہداف قرآنی اغراض و مقاصد تعلیم سے اکثر صورتوں میں متعارض و متصادم ہیں مسلم امہ کے بیشتر ممالک کے لئے استعماری قوتوں سے آزادی حاصل کرنے (یعنی اس صدی کی چوتھی پانچویں دہائی) کے بعد استعماری قوتوں کے اپنے استعماری عزائم کی تکمیل کے لئے قائم کئے گئے نظام تعلیم سے چھٹکارا حاصل کرنا امہ کے لئے انتہائی ضروری تھا لیکن تقریباً تمام ہی نو آزاد مسلم ممالک میں انتقال اقتدار مغربی تہذیب و تمدن کے دلدادہ مغربی افکار سے پوری طرح ہم آہنگ اور مغرب کے پروردہ افراد و طبقات کو کیا گیا جو بیشتر ممالک میں آج بھی اقتدار پر قابض ہیں حصول آزادی کے بعد اولین ترجیح نظام تعلیم کی اصلاح کو حاصل ہونی چاہیئے تھی لیکن جن مختلف ممالک کے برسراقتدار طبقات نے اپنے اقتدار کو خطرہ محسوس کرتے ہوئے ایسا کرنے سے شعوری طور پر گریز کیا پاکستان ان ممالک کی صف اول میں شامل ہے۔ خود فراموشی کے ایک طویل دور کے بعد عالم اسلام کی پہلی تعلیمی کانفرنس مکہ نے نظام تعلیم کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے جو راہنما خطوط دیئے ▪ مسلم ممالک کی حکومتوں اور ان کے کارپردازان تعلیم کی نگاہوں سے ہرگز اوجھل نہیں ہیں لیکن برسراقتدار طبقات اور حکومتیں مغربی استعماری اقوام کے زیر اثر امہ کے دانشوروں کے مشترکہ و متفقہ فیصلوں پر عملدرآمد سے گریزاں ہیں مغربی لادینی و مخالف دینی افکار و مغربی

Marfat.com

تہذیب تمدن کے دلدادہ اور پروردہ عناصر سے عالم اسلام کی تعلیمی کانفرنس کے فیصلوں اور سفارشات پر عملدرآمد کی توقع ہی عبث ہے کلچر اور ثقافت کے نام پر بیشتر مسلم ممالک میں مغرب کے دباؤ کے تحت جانے بوجھے پروگرام کے مطابق امہ کے نوجوان طبقہ کو عریانی و فحاشی سے بھرپور پروگرام سرکاری• ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پیش کئے جا رہے ہیں جس کو عوام الناس ہرگز پسند نہیں کرتے اور جس کا توڑ کرانا امہ کے دانشوروں کا فرض منصبی ہے۔

۷۔ اسلامی نظام تعلیم کا مقابلہ وموازنہ

اسلامی نظام حیات کی وسعت اور گہرائی کا صحیح ادراک حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی نظریہ حیات اور فلسفہ حیات کے بنیادی نکات سے نہ صرف آگاہی حاصل کی جائے بلکہ انکا مقابلہ و موازنہ مغربی استعماری قوتوں اور لادینی یعنی ملحدانہ فلسفہ حیات سے کیا جائے اور اسلامی نظریہ حیات کی برتری ثابت کی جائے تاکہ ذہن ان تصورات کو باسانی شرح صدر کے ساتھ قبول کرسکیں۔ سارا مغربی نظام افکار و تصورات خواہ فلسفہ ہو یا سائنس علوم عمرانی ہوں یا ادب خدا شناسی کی بجائے خدا بیزاری پر مبنی ہے جس کی بنیادیں ڈارون ازم ایٹمی نظریہ، نظریہ ارتقاء، نظریہ فرائڈ اور نظریہ اضافت میں کچھ اس طرح پیوست ہیں کہ مغربی افکار کا ان سے چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن نہیں تو ناقابل بیان حد تک دشوار ضرور ہے ان سب نظریات میں نظریہ ارتقانے سب سے بڑھ کر انسانی تہذیب پر اثر ڈالا ہے اور ڈارون کے پیش کردہ نظریہ کا مغرب کے عوام نے بہت گہرا اثر قبول کیا ہے اور قطعی طور پر یہ باور کرلیا ہے کہ انسان واقعی حیوان ہے اور مذہب اخلاق اور روحانیت یہ سب فضول اور بیکار باتیں ہیں قومیت اور وطنیت کے نام پر انسانوں کی تقسیم بھی اس نظریہ کا کرشمہ ہے ان لادینی اور ملحدانہ نظریات کے برعکس اسلام کی بنیاد وحدانیت رسالت آخرت اور خدمت انسانیت کے نظریات پر ہے جو کہ پورے کلام پاک میں پھیلے ہوئے ہیں اول الذکر تینوں نظریات حساب کی زبان میں مذاہب عالم کا عاد اعظم (H.C.F.) بھی ہیں

مغربی نظام فکر کائنات کو مادہ کی ارتقائی شکل قرار دیتا ہے اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

تصرف کی بجائے اس پر صرف اور صرف طبیعی قوانین کی کارفرمائی تسلیم کرتا ہے عالم انسانیت میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر اخلاقی اور دینی ضابطوں کی مداخلت کو وہ غیر ضروری قرار دے کر رد کر چکا ہے۔ اس کی تمام تر کوششوں کا محور و مرکز یہ ہے کہ وہ طبیعی قوتوں کو مسخر کرے اور زیادہ سے زیادہ دنیاوی عیش حاصل کرے جبکہ اسلام کے نزدیک یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی قوت تخلیق کی مظہر ہے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی قوتوں کو انسان کے لئے مسخر کر دیا اور ان کو انسان کی خدمت کے کام میں لگا دیا ہے نیز ان کو ایک محدود عرصے کے لئے انسان کے تصرف میں دے دیا ہے یہ دنیا انسان کے لئے میدان عمل ہے اور امتحان گاہ ہے انسانی اعمال کی فصل دنیا کے خاتمہ پر آخرت میں کاٹی جائے گی۔

نظام تعلیم درحقیقت نظام حیات ہی کا ایک شعبہ ہے نظام حیات تصور خالق تصور کائنات اس کے آغاز و انجام تصور آخرت اور تصور انسان ایسے بنیادی امور سے متعلق افکار و نظریات کی بنیاد پر تعمیر ہوتا ہے یہ ایک بدیہی امر ہے کہ کسی قوم کا جیسا نظام ''تصورات ہوگا اسی قسم کے نظام تعلیم سے وہ عمل پیرا ہوگی اور ویسا ہی نظام تعلیم تشکیل پائے گا۔ یہ نظریات خواہ مثبت ہوں یا منفی عامیانہ یا فلسفیانہ ہوں یہی افکار و نظریات نظام حیات کے لئے اٹل بنیادیں فراہم کرتے ہیں

مغربی فلسفہ حیات کے مطابق انسان ایک ترقی یافتہ حیوان ہے جو کہ بالکل آزاد اور خود مختار ہے اور کسی بالاتر ہستی (اللہ تعالیٰ) کے سامنے جوابدہ نہیں ہے اس کی رہبری اور راہنمائی کے لئے اس کی اپنی عقل کافی ہے اس کے نزدیک کوئی بالاتر ہستی موجود نہیں ہے انسان کو عمل پر ابھارنے والا محرک فرائڈ کے نزدیک جذبہ شہوت ایڈلر کے نزدیک جذبہ خود پرستی میک ٹیگرٹ کے نزدیک انسانی جبلتیں اور کارل مارکس کے نزدیک خواہش شکم ہے جبکہ اسلام کے نزدیک انسان اللہ تعالیٰ کی خاص برگزیدہ مخلوق ہے جس کا درجہ حیوانیت سے بہت بلند ہے اور اس کا فریضہ حیات اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا۔ یعنی اس کے احکامات جو اس نے انبیائے کرام کے ذریعہ انسان کو بھیجے انکو بجا لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے انسان فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے جبکہ اللہ کی یاد سے اس کو سکون نصیب ہوتا ہے (۱۳:۲۸) اور اللہ سے غافل ہو کر وہ سکون قلب سے محروم ہو

Marfat.com

جاتا ہے عقل انسان کی بہترین رفیق اور رہنما ضرور ہے لیکن انسانی زندگی کے تمام پہلوں پر اس کی رہنمائی یکساں نہیں ہے اگر عالم طبیعات اور مادیات پر وہ بہترین راہنما ہے تو عالم انسانیت پر عقل کی رہنمائی کم تر درجہ کی ہے یہاں انسانی عقل بے لاگ فیصلہ کرنے سے قاصر ہے ماحول اور معاشرہ کے اثرات نسلی خاندانی گروہی وطنی عصبیت نیز جذبہ نفرت و محبت عقل کو ماؤف کر دیتے ہیں اور صحیح فیصلہ کرنے اور صحیح طرز عمل اختیار کرنے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اگر انفرادی عقل کبھی کوئی غلطی کرے تو اجتماعی عقل اس کی اصلاح کر دیتی ہے لیکن اجتماعی عقل بھی ماحول کے اثرات سے بالاتر ہو کر نہیں سوچ سکتی اسی لئے انسانی معاشروں کی غلطیاں صدیوں تک جاری رہتی ہیں ہندوؤں میں ستی کی رسم عیسائیت میں رہبانیت اور جاہل مسلمانوں میں قبرپرستی و انسان پرستی شادی بیاہ پیدائش و موت کی لغو رسومات نکاح بیوگان سے اغماض اس کی چند مثالیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا ہر زمانہ ہر علاقے ہر قوم و قبیلے اور ہر دور میں انبیاء اور رسول بھیجے جن کے پاس عقل سے بالاتر ایک اعلیٰ ترین ذریعہ علم یعنی وحی الٰہی موجود تھا وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہدایت پاتے تھے انکا درجہ عام انسانوں سے بہت بلند تھا اور دین کی حد تک ان کا علم کامل تھا وہ دوسرے انسانوں کے لئے راہنما اور نمونہ عمل تھے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ علوم بھی حاصل تھے جو عام انسانوں کی دسترس میں نہیں ہیں ان کی زندگی کا واحد مقصد رب کی رضا حاصل کرنا اور لوگوں کو جو اللہ کا کنبہ ہیں دنیاوی و اخروی کامیابی زندگی سے ہمکنار کرنا تھا۔

وحی الٰہی کی تعلیم کے مطابق انسان حیوان نہیں بلکہ ایک روحانی مخلوق ہے انسان جسم اور روح دو چیزوں سے مرکب ہے جسم انسانی فانی ہے جبکہ جسم کی کنٹرولر روح غیر فانی ہے موت کے وقت وہ عالم برزخ میں منتقل ہو جاتی ہے روح انسان کو شعور بخشتی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ قرین انصاف ہے کہ انسانی شعور روح کی کارفرمائی ہے اور نیند میں شعور سے محروم ہو کر انسان پر عارضی موت طاری ہو جاتی ہے (٦:٦٠؛ ٣٩:٤٢) اور بیداری کی حالت میں اس کو شعور یعنی روح واپس کر دی جاتی ہے۔ انسان پر انعامات الٰہی کی بارش کی وجہ یہ ہے کہ اشرف المخلوقات ہوئے کے ناطے اللہ کو اس دنیا میں اس کی رہنمائی مقصود ہے کہ وہ ان تمام نعائم اور دنیا میں مہیا آسائشوں کے بدلے تمام جسمانی روحانی

Marfat.com

اور طبیعی قوتوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی بھلائی کے کاموں میں وحی الٰہی کے مطابق صرف کرے تاکہ "درست طریقہ پر خالق کائنات کا حق نیابت ادا کر سکے۔ اور دنیا میں کامیاب و کامران ہونے کے علاوہ یوم الحساب یعنی آخرت میں بھی کامیاب ہو علمائے افرنگ کے مطابق انسان کا مقصود حیات عیش و کامرانی لذت" شادمانی اور ظاہری نمود نمائش ہے اس کی ساری انسانی تگ و دو انہی دو مقاصد کے گرد گھومتی نظر آتی ہے اس کے نزدیک مرنے کے بعد انسانی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور مرنے کے بعد کوئی حساب کتاب (یوم الجزا) نہیں اس لئے وہ کیوں اور کس لئے اپنے آرام و آسائش کو کم کر کے اپاہجوں محتاجوں یتامی اور وسائل رزق سے محروم لوگوں کی امداد و اعانت کرے اسلام کے نزدیک انسان کی دنیاوی آزمائش و ابتلا کا دور اس کی موت پر ختم ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی کے مختلف ادوار میں سے پہلا دور یعنی عالم برزخ شروع ہو جاتا ہے دنیا کی زندگی ایک کھیتی کی مانند ہے جو کچھ اعمال کی صورت میں انسان یہاں بوتا ہے یوم الجزاء اس کو کاٹ لیتا ہے نیکی کی فصل کا انجام بھی نیک ہے اور بدی' برائی اور ناانصافی کا انجام بھی برا ہے وہ جس نے اطاعت شعاری حسن اخلاق اور حسن عمل سے زندگی بسر کی بامراد ہوا اور جس شخص نے نفس پرستی میں وقت ضائع کر دیا وہ بدبخت کہلایا اور ناکامی و نامرادی سے دوچار ہوا اس تمام بحث کا مختصر ترین خلاصہ (صرف چھ الفاظ ہیں) یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح اہل مغرب کے تین بنیادی عقائد فطرت عقل اور دنیا ہیں اسی طرح اسلام کے بھی تین بنیادی عقائد توحید رسالت اور آخرت ہیں جو شخص بھی اسلامی نظام حیات اور مغربی نظام حیات کا تقابلی مقابلہ کرے گا۔ اس پر ان دونوں کا فرق واضح طور پر ظاہر ہو جائے گا۔ پس اسلامی نظام تعلیم مغربی نظام تعلیم سے سراسر مختلف جداگانہ اور ممتاز ہے اگر کوئی شخص اسلامی نظام حیات اور مغربی نظام حیات کے دو مختلف النسل اور مختلف خصوصیات کے حامل پودوں کے درمیان پیوند کاری یا قلم کاری کے ذریعہ اتحاد قائم کرنا چاہتا ہے تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو گا۔ وہ خود فریب خوردہ ہے اور دوسروں کو بھی کو بھی فریب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

Marfat.com

۸۔ فلسفہ تعلیم

کسی بھی ملکی و قومی نظام تعلیم کا جائزہ لینے سے پیشتر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کو ذہن میں رکھا جائے کہ نظام تعلیم خواہ کسی بھی ملک یا قوم کا کیوں نہ ہو ان سب کی بنیاد قوم کے نظریہ حیات پر ہوتی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ان بنیادی عناصر اور اصولوں کی نشان دہی کی جائے جن کے تحت کوئی نظام تعلیم تشکیل پاتا ہے جس پر غور خوض کرنے سے اسلامی/ قرآنی نظریہ تعلیم کا ایک خاکہ ہمارے ذہن نشین ہو سکے گا جس کی روشنی میں کسی بھی قوم اسلامی ملک کے تعلیمی نظریہ کی جانچ پڑتال کی جا سکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان عصری تقاضوں اور خطرات کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے جس کا آج کے دور میں امت مسلمہ کو سامنا ہے ان سب کی روشنی میں مسلم امہ کے لئے تعلیمی لائحہ عمل کی تشکیل ضروری ہے۔

کوئی بھی نظام تعلیم قومی ملکی و ملی اقدار سے خالی نہیں ہوتا بلکہ نظام تعلیم تو قومی ملی یا ملکی اقدار و روایات کو ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل کرنے ہی کا نام ہے منتقل کرنے کے پورے عمل کو نظام تعلیم کا نام دیا جاتا ہے جبکہ نظریہ حیات کچھ بھی ہو سکتا ہے اسلامی یونانی اشتراکی سرمایہ داری مغربی یا مشرقی ہنود و یہود اور کفر/ الحاد کا نظریہ حیات۔ اقدار سے خالی یا مجرد نظام تعلیم نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

اس امر کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ یہ نظریہ حیات/ فلسفہ حیات کس طرح معرض وجود میں آتا ہے اور اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں یہ زندگی کے متعلق چند اہم سوالات کے جواب کی شکل میں پیدا ہوتا ہے جو ہماری زندگی میں بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں یہ سوالات اس قسم کے ہوتے ہیں انسان کیا ہے اس کو کیوں وجود بخشا گیا کائنات اور خالق کائنات کی حقیقت کیا ہے کیا اجرام سماوی عالم برزخ عذاب و ثواب جنت و دوزخ نیکی و بدی کی حقیقت کیا یہ سب ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہوتی ہیں کیا انسان اپنے افعال و اعمال میں آزاد ہے کیا انسان بندروں کی اولاد ہے کیا موت ہماری زندگی کا خاتمہ کر دیتی ہے وغیرہ وغیرہ یہ ہیں وہ چند سوال جن کا ہر فرد کو اور قوم کو جواب دینا پڑتا ہے۔ یہ سوالات شعوری و غیر شعوری دونوں سطحوں پر ہو سکتے ہیں ہماری زندگی کے اطوار انہی سوالات کے جواب سے عبارت ہیں ہر شخص اور قوم کے لئے یہ فلسفہ

حیات ضروری ہے کیونکہ اگر ماحول سے انسان کو جانا پہچانا فلسفہ حیات نہ ملے تو پھر ہر شخص اپنی سوچ اور سمجھ کے مطابق اپنے لئے ایک فلسفہ حیات گھڑ لیتا ہے

فلسفہ تعلیم کا گہرا تعلق نظریہ حیات سے ہوتا ہے معاشرہ کا جو بھی اور جیسا بھی نظریہ حیات ہو گا اسی کے مطابق اس کا فلسفہ تعلیم اور نظام تعلیم بھی ہو گا اس وقت دنیا میں بنیادی طور پر تین فلسفہ ہائے حیات ہیں جو کہ یہ ہیں

۱۔ پہلا نظریہ حیات ایک ایسا نظریہ ہے جو خالق و مالک کے انکار پر مبنی ہے جزا و سزا کا کوئی تصور نہیں رکھتا ہے جس کے نزدیک موت کی آخری ہچکی پر انسانی زندگی اختتام پذیر ہو جاتی ہے وہ مادہ پرستی اور نفس پرستی کا قائل ہے

۲۔ دوسرا نظریہ حیات خدا پرستی پر مبنی ہے یہاں آخرت پر ایمان اور جزا و سزا کا تصور موجود ہے انسانی عزت شرف و عظمت کا قائل ہے انسانی عقل اور اختیار کو تسلیم کرتا ہے انسان سے خدا خوفی عدل و انصاف کی توقع کرتا ہے ذمہ دارانہ اور بااصول زندگی گزارنے کا قائل ہے

۳۔ تیسرا نظریہ حیات منافقانہ نظریہ حیات ہے جو زبانی کلامی تو ایک نظریہ حیات کا قائل ہو لیکن عملی زندگی کسی دوسرے نظریہ حیات کے مطابق گزارے یہ اسلامی نظریہ حیات کا علمبردار ہونے کے باوجود عملی طور پر ملحدانہ اور مشرکانہ زندگی گزارنا ہے پس یہ زندگی کے وہ اقدار ہیں جن کے زبانی و عملی۔ طور پر علمبردار ہونے کا ہم اقرار کرتے ہیں ان تین اقدار حیات کو ہم مختصراً مادی و ملحدانہ نظریہ حیات توحید پرستی کا نظریہ حیات اور منافقانہ نظریہ حیات کے نام سے جانتے اور پہنچانتے ہیں یہی وہ نظریہ ہائے حیات ہیں جو انسانی زندگی کے باقی تمام امور یعنی اقتصادی معاشی معاشرتی تعلیمی اور سیاسی کو متاثر کرتے ہیں

اسلامی نظام حیات کے تن آور و مضبوط درخت کی جڑ اسلام کی نظریاتی حکمت ہے اسی درخت سے حیات اسلامی کی مختلف شاخیں پھوٹتی اور برگ و بار لاتی ہیں اور یوں اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے اسلامی نظام تعلیم بھی اسی تن آور درخت کی ایک مضبوط اور توانا شاخ ہے اس اسلامی نظام تعلیم کا اولین تقاضہ یہ ہے کہ سب سے پہلے طلباء کو اسلام کی نظریاتی حکمت کی تعلیم دی جائے اور اس پر ان کا ایمان پختہ کیا جائے

Marfat.com

اسلام کی یہ نظریاتی حکمت دو اجزا پر مشتمل ہے پہلا اجزو یہ کہ زندگی کا اسلامی مفہوم کیا ہے دوسرے یہ کہ زندگی کا اسلامی مطلوب کیا ہے قرآن پاک میں ہر دو اہم سوالات کے جوابات پوری تفصیل سے دیئے گئے ہیں خوف طوالت سے انکا انتہائی مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

زندگی کا اسلامی مفہوم و مطلوب

۱۔ نوع انسان کی حیثیت دنیا میں اللہ کا بندہ اور اس کا خلیفہ فی الارض ہونے کی ہے ملاحظہ ہو ۶/۱۶۵، ۱۹/۹۳، ۱۰/۱۴

۲۔ ہرذی روح نے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے ہمیشہ قائم ہے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جو بھی زمین اور آسمانوں میں موجود ہے وہ سب خدائے رحمان کے روبرو بندہ کی حیثیت سے حاضر ہونے والا ہے۔ ملاحظہ ہو ۲۹/۵۷

۳۔ مہلت عمر مدت امتحان ہے اور وقت انسان کا اصل سرمایہ حیات ہے انسان کی آخری ہچکی کے ساتھ ہی زندگی کے امتحان کے وقت ختم ہو جاتا ہے جس کے بعد انسان عمل کے قابل نہیں رہتا ملاحظہ ہو ۱۰/ ۶۳، ۱۴/ ۱۰، ۴۸/ ۵

۴۔ انسان کی تخلیق کا مقصد اس کی آزمائش کرنا ہے۔ کیا وہ اللہ کا شکر گزار بندہ بن جاتا ہے عاجزی اختیار کرتا اور اللہ کی بندگی اختیار کرتا ہے یا پھر اللہ کا نافرمان بندہ بن جاتا ہے ملاحظہ ہو ۲/ ۷۶

۵۔ انسان کی راہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء رسول اور پیغمبر بھیجے ان میں نے بعض کے ساتھ الہامی کتب بھی بھیجیں جو ہدایت و رہنمائی کا خزینہ ہیں سرتاج انبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آخری الہامی کتاب قران پاک بھی بھیجی جو تمام اقوام عالم کے لئے قیامت تک راہ ہدایت اور راہ نجات ہے اس آخری ہدایت کے خلاف جو بھی طریقے دنیا میں رائج ہیں وہ سب ضلالت و گمراہی ہیں ملاحظہ ہو ۳۸/ ۲، ۲۱۳/ ۲، ۱۵۸/ ۷، ۱۹/ ۶، ۸۵/ ۳۶، ۳۶/ ۳۳

۹۔ قومی تعلیمی پالیسی / منصوبہ سازی کے رہنما اصول

قومی بقا اور تعمیر و ترقی کے حصول کے لئے قومی تعلیمی پالیسی کو قرانی تعلیمات اور اسلامی اصولوں پر استوار کرنا قومی بقا اور سلامتی کے لئے اشد ضروری ہے کیونکہ اس

Marfat.com

کے بغیر ہم نہ صرف مختلف الخیال لوگوں کا ایک منتشر گروہ رہیں گے اور ایک مربوط قوم کی شکل اختیار نہیں کر سکیں بلکہ قومی آزادی کی جنگ بھی بہترین فوج اور بہترین سامان جنگ کی موجودگی کے باوجود ہار جائیں گے ہمارے ازلی ابدی دشمن ہمیں ایک پراگندہ خیال مذہب سے عاری اپنی تہذیب و ثقافت سے نالاں اخوت و بھائی چارے سے عاری فرقہ واریت میں مبتلا مختلف الخیال منتشر لوگوں کی ایک بھیڑ بنانے کے سوچے سمجھے منصوبے پر نام نہاد مسلم دانشوروں اور پراگندہ خیال رہنماؤں کی امداد سے بڑی تیزی سے عمل پیرا ہیں۔ اس پروگرام کو آگے بڑھانے میں۔ تقریبا تمام غیر مسلم قوتیں کم و بیش متفق الخفہ ہیں ہمیں ان کے اس کھیل کو سمجھ کر جوابی کاروائی کا حق استعمال کرنا چاہیے۔ ہنود و یہود مغرب کا الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا اور دشمن کے ایجنٹ نام نہاد مسلم دانشور حکومتی اور غیر حکومتی ادارے سب ہی مسلم دشمنی میں ایک دوسرے کومات دینے کی فکر میں مبتلا ہیں مادر پدر آزادی کے قائل لوگوں پر مشتمل طاقتور ادارے افغانیوں کے خون کے طفیل اشتراکیت کے خطرہ سے نجات حاصل کرنے کے بعد بنیاد پرست مسلمانوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن تصور کرتے ہیں اسی خیال کا اظہار واشگاف الفاظ میں اپنی ایک کتاب میں سابق صدر امریکہ نکسن نے بھی کیا ہے ان کو شاید معلوم نہیں کہ ایمانیات پر پختہ یقین کے بغیر جو کہ مسلم معاشرہ کی بنیاد ہے کوئی بھی شخص یا گروہ دعوی اسلام نہیں کر سکتا۔ ایک مسلمان نہ صرف لازمی طور پر بنیاد پرست ہوتا ہے بلکہ بنیاد پرست (پختہ خیالات کا حامل انسان) کہلانے میں فخر بھی محسوس کرتا ہے۔ جس طرح مغربی معاشرہ تشکیک و الحاد نظریہ ارتقاء (ڈارون ازام) کے بنیادی اصولوں کا پرستار ہو کر بنیاد پرستی کا شکار ہے بالکل اسی طرح مسلم معاشرہ بھی وحدانیت رسالت قیامت عدل وانصاف اخوت مساوات کے زریں قرآنی اصولوں پر استوار ہے جس کو ترک کر کے وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے مسلم و غیر مسلم ہر دو معاشرے بنیاد پرست ہیں کیونکہ اسی میں ان کی علیحدہ قومی بقا اور ترقی کا راز پوشیدہ ہے قران انسانی گروہوں کو دو طبقوں یعنی مسلم و غیر مسلم میں تقسیم کرتا ہے ایک وہ جو اللہ کا فرمانبردار ہے دوسرا وہ طبقہ جو کہ اللہ کا باغی ہے اور جس کا مقصد حیات ہر قیمت پر دنیا کی آسائشوں کا حصول ہے کوئی بھی مسلمان خواہ وہ نام نہاد مسلمان ہی کیوں نہ ہو

Marfat.com

اور اسلامی اصولوں پر زندگی نہ گزارتا ہو وہ کبھی اور کسی بھی حالت میں اللہ کا باغی ہونا یا کہلایا پسند نہیں کرتا مغربی ممالک نے ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک دنیائے اسلام کو اپنا غلام بنائے رکھا اور اس دوران ان کے مذہب تہذیب و ثقافت علم و ہنر کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی جس کے ردعمل میں دنیائے اسلام کا نوجوان طبقہ سخت غم و غصہ کی حالت میں مغربی خیالات و اقدار سے نالاں و متنفر ہے یہ ردعمل قانون فطرت کے عین مطابق ہے اہل مغرب کو قوت کا نیوٹن کا تیسرا اصول پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اور تلافی مافات کی شعوری کوشش کرنا چاہئے تاکہ دونوں معاشرے ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ دوسروں کے خیالات کا احترام کریں اور پرسکون زندگی گزاریں

۱۰۔ تعلیم و تربیت کے مقاصد/طریق کار

قرآنی تعلیمات کے مطابق تعلیم کا بنیادی مقصد لوگوں کو اسلام کے بنیادی مشن اور مقصد کی تعلیم دینا ان میں دین کی سچی روح اور تڑپ پیدا کرنا ہے۔ اور انہیں مکمل صحت مند معتدل اور عادلانہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے تیار کرنا ہے۔ جس کے لئے طلباء میں ان کے دین اور نظریہ حیات کا فہم/آگہی پیدا کرنے اسلامی زندگی کا مفہوم و مقصد توحید و رسالت اور آخرت پر پختہ ایمان پیدا کرنا ہے ۔ تعلیمی اور تبلیغی اداروں کو اپنی قوت اور وسائل ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہیں کرنے چاہیں جو کہ بین القوامی طور پر دین اسلام کی بدنامی اور سبکی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ عیسائی مشنری ادارے جب تک ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہے۔ تبلیغی مساعی میں نمایاں کامیابی حاصل نہ کرسکے۔ لیکن ان کے مقامی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر متحد ہونے کے بعد وہ ایک زبردست قوت بن گئے ہیں۔ یہودی بھی اپنے تبلیغی مساعی میں متحد ہیں مختلف اسلامی فرقے جب تک ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہیں گے۔ اپنی مساعی میں ناکام رہیں گے۔ وسائل کو ضائع کریں گے۔ اور اسلام کی بدنامی کا باعث بنتے رہیں گے۔ ان کو ہر صورت متحد کرنے کی مساعی کا اب آغاز ہو جانا چاہیے پاکستان میں اس کی عمدہ ایک مثال قومی یکجہتی کونسل کا قیام ہے۔ دیگر ممالک میں بھی اسی قسم کی مساعی کا آغاز وقت کی اہم ضرورت ہے۔ آج مسلم معاشرہ بے شمار مسائل سے دوچار ہے۔ معاشی و معاشرتی ناہمواری بدیانتی رشوت حب الوطنی کا فقدان علاقائی

Marfat.com

اور لسانی تعصبات عدم تحفظ کا احساس بھائی چارے کے جذبہ کے فقدان مذہبی اور گروھی اختلافات ان گنت معاشرتی برائیاں ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھاکر ملکی معاشرتی اور معاشی ڈھانچہ کو تباہ و برباد کررہی ہیں۔ اس مفلوج معاشرے کی اصلاح کی طرف فوری توجہ نہ دی گئی تو قانون فطرت کے تحت یہ ظالم معاشرہ بھی زیادہ دیر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکے گا۔اس ضمن میں ایک اصلاحی تحریک کی ضرورت ہے۔ مخلص کارکنوں کی کوئی کمی نہیں کسی مخلص ایماندار اور قومی اعتماد کے حامل شخص کو تحریک کا آغاز کرنا چاہیے۔ اپنی تمام تر خرابیوں کے باوجود مسلم معاشرہ میں اصلاح کی سکت باقی ہے۔ ہمیں ہر اساں یا ناامید ہونے کی بجائے ان جملہ معاشرتی خرابیوں کو مضبوط ارادے کے ساتھ مسلم معاشرہ سے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا چاہیے جس کے بعد ہی ہم منزل کی طرف رواں دواں ہوکر اقوام عالم میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

تعلیم و تربیت کے ضمن میں ہمیں سب سے پہلے وہ مقاصد طے کرنا ہوں گے کہ جن کے حصول کی کوشش کرنا مقصود ہے تو دوسرے درجہ پر اس کے لئے امہ کے موجودہ وسائل وذرائع کا بغور جائزہ لینا ہوگااور ساتھ ہی بگاڑ کی موجودہ کیفیت کے اسباب و علل کا جائزہ بھی لینا ہو گا تاکہ اس کی روشنی میں اصلاح احوال کی درست راہ اپنائی جا سکے۔

مسلم امہ کا بگاڑ ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہے تاہم اس موقع پر ہمیں صرف تعلیم و تربیت کے میدان میں بگاڑ کی صورت حال اور اس کی وسعت کا جائزہ لینا ہے۔ یہ امر ڈھکا چھپا نہیں بلکہ پوری دنیا کو معلوم ہے کہ اسلامی ممالک تعلیم کے میدان میں اقوام عالم میں سب سے پیچھے ہیں جس کی توضیح تشریح و تفصیل یونیسکو کی متعدد تصانیف اور رپورٹوں سے احسن طریقہ سے ہو جاتی ہے بگاڑ کی وسعت کے بعد اس امر کا جائزہ لینا مناسب ہو گا کہ بگاڑ کے اسباب تلاش کئے جائیں اور ان کی واضح نشان دہی کی جائے تاکہ اصلاح احوال کی مناسب تدابیر اختیار کی جائیں

اسلام کے نظام فکرو زندگی میں امہ و ریاست کے جملہ ذرائع اور تمام مقاصد ایک فکر اور ایک نظریہ سے پوری طرح منسلک ار باہم مربوط ہوتے ہیں اور وہ ہے ان کا نظام تعلیم و تربیت جو اس قدر جامع اور ہمہ گیر ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اور کوئی پہلو اس کی رہنمائی اور ہدایت سے باہر نہیں ہے۔ انسان کے سامنے

وہ بنیادی مقصد رکھ دیتا ہے۔ کہ جس کو سامنے رکھ کر انسان اپنی تمام فطری صلاحیتوں کے ساتھ صراط مستقیم پر گامزن ہو سکے اسلام کے نظام تعلیم و تربیت کی یہ خصوصیت اس قدر نمایاں ہے اور واضح ہے کہ وہ پہلی نظر ہی میں انسان کے سامنے آ جاتی ہے دیگر دنیاوی نظام ہائے تعلیم کا مقصد لوگوں کو ایک اچھا شہری بنانا ہوتا ہے جبکہ اسلام کے نظام تعلیم و تربیت کا مقصد اچھے انسان بنانا ہے قران اپنی دعوت کسی ایک قوم خطہ گروہ جنس نسل کے لئے مخصوص نہیں کرتا بلکہ آغاز ہی میں اس کو سورہ التکویر میں تمام جہاں والوں کے لئے قرار دیتا ہے (ترجمہ) یہ تو سارے جہاں والوں کے لئے نصیحت ہے" (۸۱:۲۷)(۷۶۲۹) اب جو چاہے اقوام عالم میں سے اللہ کی اس دعوت پر لبیک کہتا ہوا دائرہ اسلام کے متقیوں میں داخل ہو قرآنی دعوت بلا تخصیص مذہب ملت نسل رنگ جغرافیہ تمام مرد و زن کے لئے عام ہے جو کہ دنیا کے ہمہ قسم امتیازات کو ختم کرتی ہے اور ہر شعبہ کا احاطہ کرتی ہے۔ اور زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں ہے جس کے لئے قرآن راہ عمل متعین نہ کرتا ہو

عبادت گزاری و تقوی شعاری تعلیم کا اہم ترین مقصد ہے جو کسی بھی خصوصی امتیاز کے بغیر دائرہ اسلام میں دخل ہونے والے بچے بوڑھے جوان مرد و زن کو متقی یعنی خدا سے ڈرنے والا پرہیز گار انسان بناتا ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

(ترجمہ) تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے (۴۹.۱۳) اللہ سے ڈرنے والے پرہیز گار انسان دوسروں کے غمگسار ہمدرد اور مہربان ہوتے ہیں۔ پس قرآن کا اعلیٰ ترین مقصد انسان کو پرہیز گار یعنی صالح انسان بنانا ہے جو عبادت گزار ہو اور اپنے خالق و مالک کی رضا کی خاطر خدمت خلق کو اپنا شعار بنائے اور بغض، حسد، تکبر شرک اور ریاکاری سے پاک ہو کیونکہ شرک اور ریاکاری انسان کے اعمال کو اسی طرح بھسم کر دیتے ہیں جس طرح کہ آگ لکڑی کو جلا کر ختم کر دیتی ہے۔

۲۔ قرآن کی پیش کردہ تعلیمات کے مطابق انسان کی تعلیم و تربیت کا دوسرا بڑا اہم مقصد انسان کو خلافت الٰہیہ کے منصب کو سرانجام دینے کے قابل بنانا ہے خلافت

Marfat.com

الہیہ کے حصول کی سب سے بڑی شرط یہی ہے کہ انسان تکریم الہٰی کے تقاضوں پر اور معیار انسانیت پر پورا اترے وہ اپنی پسند کے مطابق تمام علوم و ہنر حاصل کرے جو اس کو ارض و سماء کی جملہ اشیاء اور قوتوں کو فلاح انسانی کے کام میں لانے کے قابل بنا دے پس اللہ کی رضا اور انسانی فوز و فلاح کے حصول کے لئے ارض و سما کی جملہ اشیاء اور قوتوں کو اپنے تصرف میں لانا دوسرا بڑا مقصد تعلیم و تربیت انسان ٹھرا اس بارے میں میں سورہ ابراہیم میں ارشاد ربانی ہے "

(ترجمہ: "وہ اللہ ہی تو ہے جس نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا۔ جس نے کشتی کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے اور دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کیا جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جا رہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لئے مسخر کیا جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا" (۳۴-۳۲:۱۴) مزید ملاحظہ ہو ۱۴۶/۲، ۱۴-۱۲/۱۶، ۶۵-۶۴/۲۲، ۲۵/۳۱، ۲۹/۳۱، ۱۳/۳۵، ۵/۳۹، ۳۰/۳۰، ۲۶/۳۸، ۵۵/۲۴

۳۔ جس طرح کائنات کا ذرہ ذرہ اطاعت الہٰی کا پابند ہے اسی طرح خود انسان بھی اطاعت الہٰی کا پابند ہے اگرچہ اس کو ارادہ اور اس پر عمل کی آزادی خود اللہ تعالیٰ نے جو احسن الخالقین ہے عطا کی ہے لیکن اس کو علم اور عقل سے بھی نوازا ہے اور برے اور بھلے کی تمیز بھی عطا کی ہے اس کا نفس اس کو ہر برے کام پر روکتا اور ٹوکتا ہے پیغمبروں کی تعلیمات یعنی شریعہ اور انکا اسوہ حسنہ بھی اس کی رہنمائی کے لئے موجود ہے لہٰذا انسان سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ آزادی فکر و عمل حاصل ہونے کے باوجود راہ ہدایت کو بلا کسی خارجی دباؤ کے اپنی آزاد مرضی سے اپنائے اور فطرت اور شریعت سے پوری طرح ہم آہنگ ہو کر کارخانہ قدرت کی سریلی آواز سے ہم ساز و ہم آہنگ ہو جائے تاکہ ان میں نزاع اور بگاڑ کی کوئی صورت پیدا نہ ہو پس ایک اہم مقصد تعلیم و تربیت یہ بھی ہے کہ انسان کو قوانین فطرت و قوانین شریعت کا احترام کرنے اور ان سے اپنے آپ کو پوری طرح ہم آہنگ کرنے کی تعلیم و تربیت دی جائے

۴۔ اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اسی کے حکم سے اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ والیہ وسلم کی بھی اطاعت کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کہ اپنے بندوں کا خالق و

مالک ہے کا اپنے بندوں سے یہی مطالبہ ہے (ترجمہ) "جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ" (۹ ۵۹) یہی بات سورہ النسا میں یوں بیان کی گئی ہے (ترجمہ) "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی" (۴:۸۰) اور اسی سورہ میں یوں بھی ارشاد فرمایا "انہیں بتاؤ کہ ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لئے بھیجا ہے کہ اذن خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے" (۴:۶۴) مزید ملاحظہ ہو ۳۱/ ۳، ۱۵۷/۷، ۷/۵۹، ۵۱/۲۴، ۲۴/۲۲، ۲۲، ۳۲۔ ۳۱/۳۰

سورہ الاحزاب میں اللہ کے رسول کے نمونہ کو اطاعت کے لئے بہترین قرار دیا (ترجمہ) "درحقیقت تم لوگوں کے لئے رسول میں ایک بہترین نمونہ تھا ہر اس شخص کے لئے جو آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے" (۳۳:۲۱) (۲۴:۵۶) پس مومنوں کے لئے لازمی ٹھرا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پوری طرح پابندی کریں۔ پس ایک مقصد تعلیم طلبا کو اطاعت رسول صلعم کا پابند بنانا بھی ہے

۵۔ علوم ہدایت یعنی دینی و دنیاوی علوم کی تعلیم دینا بھی ایک اہم مقصد تعلیم ہے تعلیم سے مراد صرف قرآن پاک، حدیث اور فقہ کا علم ہی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ تمام علوم ہیں جن سے واقفیت حاصل کر کے اور جن پر عمل پیرا ہو کر انسان قرآن کے بتائے ہوئے راستے یعنی راہ ہدایت پہ گامزن ہو سکتا ہے اس میں بہت سے سائنسی و تکنیکی ایسے علوم بھی شامل ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان خلافت الٰہی کے منصب کے تقاضے پورے کر سکتا ہے ملاحظہ ہو ۹/۱۳۳

۶۔ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نوع انسان کی صلاحیتوں کا امتحان مقصود ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی بندگی یعنی احکامات کی پیروی کے لئے پیدا کیا ہے اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "اور ہم نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اپنی بندگی کے لئے (۵۱:۵۶) پس احکام شریعہ کی پابندی نوع انسانی کے لئے ازحد ضروری ہے جس کی حیثیت مستقل اور دائمی ہے جس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے پس نوع انسان کا فرض ٹھرا کہ وہ اپنی وجہ تخلیق اور حیثیت کو پہچان کر اپنی تہذیب و تمدن اور معاشرت کو احکام خداوندی کے سانچے میں ڈھالے تاکہ معاشرے سے خوف و حزن رفع ہو اور افراد معاشرہ خوش و خرم زندگی بسر کریں پس ضروری ٹھرا کہ انسان ایسی معاشرت اور

تہذیب و تمدن برپا کرنے کے لئے شعوری کوشش کرے اور نظام تعلیم کو اس کے مطابق ڈھالے تاکہ بندگی کے تقاضے پورے ہو سکیں۔

۷۔ کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور قرآن اس کا کلام ہے خالق کائنات کے قول و فعل میں تضاد ناممکن ہے یہ امر پس طلباء پر واضح کیا جائے تاکہ مطالعہ فطرت کی طرف راغب ہوں اور اس کو سمجھنے کی پوری کوشش کریں۔ قیامت تک کوئی سائنسی انکشاف یا حقیقت ثابتہ کا قرآن کے فرمودات سے ٹکرانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا کہ سورج کا مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا سائنس اور اسلام ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ ایک دوسرے کے مدد و معاون ہیں

۸۔ طلبا کو یہ امر پوری طرح ابتداء ہی سے ذہن نشین کرایا جائے کہ تعلیم کا عمل ازلی و ابدی ہے اور کائنات اور اس میں موجود پوری مخلوقات پر محیط ہے جگہ اور وقت کی قید سے آزاد ہے اور خالق کائنات اپنی جملہ مخلوقات کا معلم اعلیٰ و اول ہے نیز یہ کہ تعلیم صرف چند مخصوص علوم تک محدود نہیں بلکہ وہ انسانی زندگی کے ہر گوشے کا احاطہ کرتی ہے۔

۹۔ تعلیم کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان کو تمام ضروری دنیاوی امور کا علم اور فہم عطا کرے انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اخلاق قانون سیاست علوم و فنون اور نظام تعلیم وغیرہ غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں ظن و تخمین سے کام لینے کی بجائے حواس خمسہ سے عقل کی روشنی میں کام لینا سیکھے سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہوتی ہے" (۱۷:۲۷)۴/۱۵۷، ۵۳/۲۸۔۴۴، ۱۰/۳۶،

اسلام دین فطرت ہے پس فطرت کی تمام ظاہر اور پوشیدہ اشیاء اور قوتوں کو کام میں لانا منشائے اسلام کے عین مطابق ہے قرآن اللہ تعالیٰ کی قولی اور کائنات اس کی فعلی کتاب ہے اور اللہ کے قول و فعل میں تضاد ناممکنات میں سے ہے پس باطل قیامت تک اسلام کے فطری الٰہی و ابدی اصولوں پر کسی بھی سمت سے کاری وار نہیں کر سکتا تمام علوم اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں ان کو انسانیت کی خدمت کے لئے استعمال کرنا عین تقاضائے اسلام ہے خود قرآنی دعویٰ کے مطابق اس کی تعلیم زمان و مکان سے ماوراء

قیامت تک تمام اقوام عالم کے لئے ہے اس کی تعلیمات کو تیز ترین ابلاغ کے موجودہ دور میں دنیا زیادہ عرصہ تک نظر انداز نہیں کرسکتی امن عالم کا انحصار آنے والے دور میں یقیناً اسلام کے ابدی اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں ہو گا جس کی تعلیمات کے مطابق ہر انسان دوسرے انسان کا بھائی ہے راستی اور امن کے اس پیغام کو مزید نظر انداز نہ کریں۔ جلد یا بدیر قران کے پیغام پر عمل پیرا ہونا اقوام عالم کا مقدر ہے۔

۱۰۔ سائنس اور تکنیکی ترقی کے موجودہ دور میں شریعت اور قرآن پر وارد ہونے والے تمام اعتراضات کا علمی اندازے جواب دینے پر طلبا قادر ہوں۔

۱۱۔ طلبا کو رواداری عدل احسان پاکیزگی خدمت خلق' بھائی چارے بین الاقوامی امن کا درس دیا جائے تاکہ وہ بہترین انسان بن سکیں

۱۰۔ سائنسی علوم میں اسلامی انداز فکر

جس خالق کائنات نے یہ وسیع و عریض اور ہر دم پھیلتی و بڑھتی کائنات تخلیق کی اور جس نے تخلیق کائنات میں چند اٹل اور غیر مبدل مادہ اور توانائی کے اصول و قوانین مثلاً تجاب مادی کشش ثقل مادہ جگہ گھیرتا اور وزن رکھتا ہے توانائی کا کوئی وزن نہیں ہوتا مادہ توانائی میں اور توانائی مادہ میں تبدیل ہو سکتی ہے حیاتیات میں اصول تزوج (جوڑوں کا اصول) تمام زندگی کی ابتداء پانی سے ہوئی وغیرہ وغیرہ جاری کئے اسی خالق کائنات نے انسان کی فوز و فلاح اور راہنمائی کے لئے پیغمبروں کو مبعوث اور قران کو نازل فرمایا کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور قرآن اسی اللہ کا کلام ہے پس دونوں میں تفاوت ناممکنات میں سے ہے قرآن میں بیان کردہ اصول و قوانین اٹل و غیر مبدل ہیں قیامت تک اس کا بتلایا ہوا کوئی قانون یا اصول قانون فطرت سے ٹکرا نہیں سکتا کیونکہ ایسا ہونا امر محال ہے اور ناممکنات میں سے ہے کارخانہ قدرت میں جاری جو اصول و قواعد آج ہماری سمجھ سے باہر ہیں اللہ تعالیٰ کے نظام الاوقات کے مطابق کل وہ ہماری سمجھ میں آ جائیں گے باطل کسی بھی طرف سے اور کسی بھی صورت قرآنی نظریات پر حملہ آور ہو کر کامیاب نہیں ہو سکتا قرآن کے انہی غیر مبدل نظریات میں نظریات علم و تعلیم بھی شامل ہیں۔

سائنسی علوم صرف مشاہدے تجربے دلائل اور ان سے اخذ کردہ نتائج پر مشتمل ہوتے

Marfat.com

اور سائنس طرز فکر پر مبنی ہوتے ہیں قران پاک ہیں اکثر مقامات پر اسی سے ملتا جلتا طرز فکر اپنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بیان کردہ حقائق کے بارے میں نہ صرف دلائل دیتا ہے بلکہ وہ لوگوں کے تعصبات توابحات اور غلط طرز فکر پر ان سے دلائل بھی طلب کرتا ہے لوگوں کو غوروفکر کرنے اور تدبیر اختیار کرنے آنکھیں اور کان کھلے رکھنے دل و دماغ سے کام لینے کی جگہ جگہ تاکید اور ہدایت کرتا ہے یہ تمام طرز عمل سائنسی بنیادوں پر استوار ہے سائنسی مضامین بھی اتنے ہی اسلامی ہیں جتنا کہ غیر سائنسی علوم ہردو قسم کے علوم اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں یہ سوچ ہرگز درست نہیں کہ سائنسی مضامین اسلام کے اٹل اصولوں سے برسرپیکار ہیں یا دونوں میں کوئی تضاد ممکن ہے کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور قرآن اسکا کلام ہے پھر بھلا اللہ تعالیٰ کے قول و فعل میں تضاد کس طرح ممکن ہے جیسے جیسے انسانی عقل تجربہ و شعور ترقی کرتا ہے ویسے ویسے قرآن میں مذکور کائنات کے سربستہ راز ہم انسانون پر آشکار ہوتے چلے جا رہے ہیں جس کی بیسیوں مثالیں دی جا سکتی ہیں ملاحظہ ہو قرآنی نظریات علم و تعلیم جلد اول صفحہ ۴۲۔۴۹

۱۱۔ دو نظریاتی ریاستوں کے لائحہ عمل کا مقابلہ وموازنہ

نظریاتی بنیادوں پر قائم ہونے والی اس وقت اقوام عالم میں دو ہی مملکتیں ہیں ایک پاکستان دوسرے اسرائیل۔ یہ دونوں حکومتیں تقریبا ساتھ ساتھ ایک ہی وقت وجود میں آئیں یہود کی اس سے بیشتر دنیا کے کسی بھی خطے میں کوئی آزاد مملکت نہیں تھی جبکہ اسوقت اور آج بھی آزاد مسلم ممالک کی تعداد پچاس کے قریب ہے مغربی دنیا نے صلاح الدین ایوبی سے عبرتناک شکستیں کھانے کے بعد بدلہ چکانے کے لئے پہلے عرب ممالک کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کیا اور مطلب نکل جائے اور خلافت کے خاتمہ کے بعد عرب ممالک کی پیٹھ میں اسرائیل کا خنجر گھونپ دیا جس کے درد سے امت مسلمہ ابھی تک بلبلا رہی ہے

تعلیم کا شمار کسی بھی مملکت کی بنیادی ضروریات میں ہوتا ہے جہاں نظریہ حیات مملکت کے کاروبار میں بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے وہیں نظریہ تعلیم بھی جو نظریہ حیات ہی سے جنم لیتا ہے کسی ملک کے اغراض و مقاصد و اہداف کے حصول میں اور

Marfat.com

اس کے استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اس حقیقت کو سامنے رکھ کر جب ہم اسرائیل کی تعلیمی پالیسی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو حیرت سے دیکھتے ہیں کہ جہاں اسرائیل نے اپنے قومی اہداف کو ایک مختصر سی مدت میں حاصل کر لیا ہے وہیں اسلامی حکومتیں اپنے اہداف حاصل کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہیں مقاصد کے صحیح یا غلط ہونے سے قطع نظر جب کوئی قوم اپنے نصب العین کا تعین کر کے اس کے حصول کے لئے دیانت داری سے تگ و دو کرتی ہے تو وہ منزل مراد کو پالیتی ہے۔ یہی کچھ مملکت اسرائیل نے بھی کیا ہے۔

اسرائیل کا تعلیمی ڈھانچہ مندرجہ ذیل چھ بنیادوں پر قائم ہے

۱۔ اسرائیل کی سرزمین یہودی امت کا وطن ہے وطن سے محبت اور اس کی طرف واپسی ضروری ہے

۲۔ تمام یہودی ایک امت ہیں چاہے وہ کہیں بھی بستے ہوں

۳۔ یہودی اللہ کی برگزیدہ قوم ہے اور اسے اسی بنیاد پر کام کرنا ہے

۴۔ اسرائیلی قوم کو یہودی ثقافت اور یہودی روح کے مطابق ڈھالا جائے

۵۔ مملکت اسرائیل کو ایک جدید ترین مملکت بننا ہے

۶۔ سلطنت اسرائیل چاروں طرف سے دشمنوں سے گھری ہوئی ہے اس کی حفاظت کے لئے تمام یہودی معاشرہ کا تربیت یافتہ فوجی ہونا ضروری ہے

اپنے اہداف کے حصول کے لئے یہودیوں نے زراعت میں دلچسپی لی اور محنت کو فخر سمجھا اور ان کے سابق وزیر اعظم بن گوریاں نے اپنے عہدہ سے سبکدوش ہونے کے بعد صحرا میں کھیتی باڑی کا کام سنبھال لیا ان کے یہاں اس نظریہ نے فروغ پایا کہ ہمارا دین محنت کا دین ہے یہی سبب ہے کہ آج اس ننھی سی مملکت کی زرعی پیداوار نہ صرف یورپ بلکہ عرب ممالک میں بھی پہنچ رہی ہے ہم بحیثیت مجموع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان الکاسب حبیب اللہ کو بھول چکے ہیں جبکہ یہودیوں نے محنت کی بدولت صحرا کو لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ دنیا میں بسنے والے تمام یہودی ایک قوم ہیں۔ اور ان کا سب کا اصل وطن اسرائیل ہے۔ جہاں بلا روک ٹوک جا کر آباد ہوسکتے ہیں۔ اسرائیل کے قیام سے پہلے عربوں اور یہودیوں کی تعلیم

Marfat.com

الگ الگ تھی عربوں کی تعلیم یا تو حکومت کے تحت تھی یا پھر عیسائی مشنریوں کے تحت یہودیوں کی تعلیم ان کی مختلف سیاسی اور سماجی تنظیموں کے تحت دی جاتی تھی اسرائیل کے قیام کے بعد تمام تعلیم اسرائیل کی وزارت تعلیم و ثقافت کے تحت دی جا رہی ہے جبکہ مسلم ممالک میں دوہرا تہرا نظام تعلیم جاری ہے جو تعلیمی خرابی کی اصل جڑ ہے

اپنے اس ہدف کے حصول کے لئے اسرائیل نے شاندار یونیورسٹیاں اور اعلیٰ تعلیمی اکیڈیمیاں قائم کی ہیں۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی تحقیق کے اعلیٰ مراکز بنائے ہیں تاکہ علم کے مختلف میدانوں میں اعلیٰ قیادت فراہم کی جائے اور عملاً ثابت کیا جائے کہ یہودی ایک اعلیٰ اور برگزیدہ قوم ہے علاوہ ازیں زندگی کے مختلف میدانوں میں تیسری دنیا یورپ اور اپنے دوستوں کی ضروریات کے لئے ماہرین کثیر تعداد میں تیار کئے جائیں۔

اپنے اس ہدف کے حصول میں یہودی بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں جب کہ مسلم اقوام اس بارے میں یورپ اور امریکہ کی دست نگر ہیں

دنیا کی کسی بھی قوم نے اپنے مذہب اور زبان مین اتنی دلچسپی نہیں لی جتنی کہ یہودیوں نے لی ہے اس کے مقابلے میں مسلمانوں نے بڑی حد تک اپنے دین اور زبان سے بے اعتنائی برتی ہے یہودی اپنے مذہب اور زبان کو اپنی مملکت کے دو اہم ستون قرار دیتے ہیں ان کے تمام تعلیمی اور تربیتی اداروں میں یہودی ثقافت پر مذہب کی گہری چھاپ نظر آتی ہے اور اس پر وہ اکثر و بیشتر اسلامی ممالک کی مانند معذرت خواہ بھی نہیں ہیں۔

مسلمانوں کے برعکس امریکہ اور یورپ میں یہودیوں کے علیحدہ تعلیمی ادارے ہیں جن کے قیام کی ان کو کھلی اجازت ہے جبکہ مسلمانوں کو اپنی کمزوری اور نااتفاقی کے باعث علیحدہ تعلیمی ادارے قائم کرنے کی اجازت نہیں اس قسم کی کوشش کرنے پر ان کو بنیاد پرست قرار دے کر مطعون کیا جاتا ہے لیکن یہودیوں کو جو کہ سب سے بڑی بنیاد پرست جماعت ہے امریکہ اور یورپ میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مسلمان اپنے جرم ضعیفی کے سبب اس حق کے حصول سے قاصر ہیں

اپنی مملکت کو جدید ترین خطوط پر استوار کرنے کے لئے اسرائیل نے ذریعہ تعلیم سے بھرپور مفاد حاصل کیا ہے اور اپنے تعلیمی وسائل اور طریقوں میں تجدید سے کام لیا ہے اور جدید ٹیکنالوجی سے بھی بھرپور فائدہ حاصل کیا ہے جبکہ مسلم امہ تعداد

Marfat.com

میں یہودیوں سے سو گنا سے زیادہ ہونے کے باوجود تعلیم کے میدان میں ان سے بہت پیچھے ہیں

اپنے اخری ہدف کے حصول کے لئے اسرائیل نے اپنے تعلیمی پروگراموں میں مختلف طریقوں سے عسکری تربیت کا اہتمام کیا ہے یہودی جوانوں کو سخت کوشی کا عادی بنانے کے لئے ایک ٹریننگ پروگرام کے تحت ان کو صحرا کے درمیان کسی نامعلوم مقام پر ہوائی جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ اتار دیا جاتا ان کو خود اپنی ہمت محنت اور جسارت سے راستہ تلاش کر کے صحرا سے باہر نکلنا ہوتا ہے جبکہ ان کی پڑوسی عرب اقوام دولت کی کثرت کے باعث آرام پسند اور عیش پسند ہو گئی ہیں عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کی ہار کی بنیادی وجہ یہی ہے حالانکہ عددی اعتبار سے یہودی اسرائیلیوں کی تعداد عربوں کے مقابلہ میں پچاسویں حصہ سے بھی کم ہے

مسلم امہ نے بحیثیت مجموع وحدت امت کا قرآن کا سبق اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و سنت کو یکسر فراموش کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسرائیل کے پڑوسی عرب ممالک اپنی عددی برتری اور وسائل کی فراوانی کے باوجود اسرائیل کے خلاف اپنا دفاع نہیں کر سکتے اور فلسطین لیبیا اور لبنان میں اپنے عرب بھائیوں کی عملی امداد کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں امریکہ اور یورپی اقوام ان کو متعصب رجعت پسند اور بنیاد پرست قرار نہ دے دیں جبکہ صیہونی تحریک میں مذہب اور قومیت کا بڑا مضبوط تعلق ہے اگر صیہونیت اپنی تحریک کی بنیاد صرف قومیت پر رکھتی تو کبھی اس قدر آسانی سے اور اس قدر جلد کامیاب نہ ہوتی۔ صیہونیت کے تجربے اور مثال سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب تک مسلم امہ اپنی موجودہ روش پر قائم رہے گی وہ دنیا میں کوئی مقام حاصل نہ کر سکے گی ہمیں چاہئے کہ ہم بلاخوف و خطر اپنے دین کو زندگی کے دوسرے شعبوں سے مربوط کریں کامیابی کا یہی واحد راستہ ہے اور مسلم حکومتوں میں سرکاری مذہب (دین) اسلام ہونے کے باوجود نظام حکومت سراسر سیکولر ہے اور ہماری زندگیوں پر اسلام کا اثر صرف برائے نام ہے اگر ہم تعلیم کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا چاہتے ہے اور قومی و ملکی ترقی اور امہ کی سربلندی کے خواہشمند ہیں تو اس کا واحد راستہ تعلیم اور اس کی پالیسیوں کو دین کی

Marfat.com

مضبوط بنیاد پر قائم کرنا ہے اس کے علاوہ زندگی کے تمام شعبوں میں جملہ قوانین خواہ اس کا تعلق تعلیم سے ہو سیاست سے ثقافت سے ہو اقتصادیات سے بین الاقوامی تعلقات سے ہو یا صلح و جنگ سے قانون سازی سے ہو یا قوانین پر عمل درآمد سے عدالت سے ہو یا صحافت سے افراد سے ہو یا اجتماعیت سے ہر صورت میں وہ دین سے مربوط رہے کیونکہ اسلام زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے ان شعبوں میں سب سے زیادہ اہم شعبہ تعلیم ہے صرف تعلیم ہی ترقی تہذیب یکجہتی استحکام اور امہ کے ارتقا کی ضامن ہے۔ پس اسی طرف توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۲۔ مغربی نظام تعلیم کی خرابیاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نظام تعلیم مقصودحیات کے تابع رہا اور صدیوں تک مسلمانوں کے نظام تعلیم کا سب سے بڑا مقصد زندگی برائے بندگی قرار دیا جاتا رہااور رضائے الٰہی کے حصول اور عقبٰی کی تیاری کے مقابلہ میں حصول زر کو ثانوی حیثیت حاصل رہی۔ مسلم ممالک کے نوآبادیاتی نظام کے تحت چلے جانے کے بعد استعماری قوتوں نے اس ترتیب کو الٹ دیا مادی آرام و آسائش اور حصول زر کو اولیت حاصل ہو گئی اور زندگی اور تعلیم کا بڑا مقصد ملازمتوں مناصب اور مراعات کاحصول قرار پایا اور مسلمانوں کا روز اول سے نظریہ تعلیم زندگی برائے بندگی دم توڑ گیااپنے مہلک اور مضر اثرات کے سبب مغربی الحادی نظریہ تعلیم پر خود دانشوران غرب مضطرب ہیں مشہور اہل قلم والٹر لپ مین نے اپنی ایک تقریر میں یوں اظہار خیال کیا ہمارے سکول اور کالج دنیا میں ایسے افراد بھیجتے رہے ہیں جو اس معاشرے کے تخلیقی اصولوں کو نہیں سمجھ پاتے جس میں ان کو رہنا ہے۔ اپنی ثقافتی روایات سے محروم نئے تعلیم یافتہ مغربی افراد اپنے ذہن و جذبات میں مغربی تہذیب کے تصورات اصول اور بنیادوں کا اور اس کی منطق اور استدلال کا کوئی احساس و شعور نہیں رکھتے اگر یہی نہج رہی تو موجودہ تعلیم آخر کار مغربی تہذیب کو تباہ کر دے گی اور واقعہ یہ ہے کہ یہ تباہ کر رہی ہے اس بارے میں پروفیسر ہیرلڈ ایچ ٹیٹس یوں رقم طراز ہیں " تعلیم نے اپنے آپ کو ماضی کے روحانی ورثے سے الگ کر لیا ہے مگر اس کا کوئی مناسب متبادل دینے میں ناکام رہی ہے نتیجتاً پڑھے لکھے افراد بھی ایقان و ایمان سے زندگی کی اقدار کے صحیح احساس

Marfat.com

سے اور دنیا کے بارے میں کسی ناقابل شکست ہمہ گیر نقطہ نظر رکھنے سے عاری ہیں امریکی نظام تعلیم پر مشہور زمانہ امریکی راک فیلر اپنی ایک تجزیاتی رپورٹ میں یوں رقم طراز ہیں " طلباء زندگی کا کوئی مقصد و مفہوم چاہتے ہیں اگر ان کا زمانہ ان کی ثقافت اور ان کے رہنما انہیں کوئی مفہوم مقاصد اور تصورات نہ دیں تو وہ اپنے لئے حقیر اور فرومایہ مقاصد خود متعین کر لیتے ہیں

مغرب کی بے عقیدہ تعلیم کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں

۱۔ بے عقیدہ تعلیم نئی نسل کے قلب و روح میں اخلاقی اقدار اجاگر کرنے میں ناکام رہتی ہے اور اس کا تعلق صرف دماغ کے مطالبات سے ہوتا ہے تن پرستی کا یہ رویہ عظیم قومی نقصان کا باعث بنتا ہے۔

۲۔ یہ تعلیم طلباء میں اجتماعی تصورات پیدا کرنے میں ناکام رہتی ہے وہ کسی اعلیٰ اور برتر نصب العین کے لئے لوگوں کو جینا اور مرنا نہیں سکھاتی اور ایسی قوم تادیر اپنا وجود اقوام عالم میں قائم نہیں رکھ سکتی اور جلد ہی فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے

۳۔ یہ بے عقیدہ تعلیم ایسے افراد پیدا کرتی ہے جو زندگی کے بنیادی اور زندہ مسائل پر کوئی عبور نہیں رکھتے اور عملی زندگی کے بارے میں ان کا علم اس قدر سطحی اور سادہ ہوتا ہے کہ وہ زندگی کے پیچیدہ مسائل حل کرنے میں ناکام رہتے ہیں

۴۔ یہ تعلیم لامرکزیت کا سبب اور علم کی شعبہ جاتی جزو پرستی کا باعث بنتی ہے اور علم کو ایک محور پر مرتکز رکھنے میں ناکام رہی ہے پس ہمیں اس سے اجتناب لازم ہے

۱۴۔ فلسفہ تاریخ

ایک ہی تاریخ عالم کے مشاہدہ سے مختلف لوگوں نے اپنی اپنی سوچ اور غور و فکر کے مطابق مختلف بلکہ متضاد نتائج اخذ کئے ہیں۔ قوموں کے عروج و زوال میں انسانی بنیادی اخلاق ایک فیصلہ کن قوت ہے پس بعض مفکرین قوموں کے عروج و زوال کو اخلاقی ترقی اور انحطاط کی تاریخ قرار دیتے ہیں۔ دوسرے مفکرین تاریخ عالم کے ان ہی واقعات کو ذرائع پیداوار کی گردش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اس گروہ کے نزدیک کوئی قدر معروضی اور ازلی نہیں ہے جب دولت پیدا کرنے کے طریقے تبدیل ہوتے ہیں تو پوری زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے اور تمام اقدار حیات بدل جاتی ہیں۔ ان کے نزدیک

Marfat.com

ایک معاشی نظام صرف ایک محدود زمانے تک ہی انسان کی معاشی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے اس کے بعد نئے معاشی نظام کی ضروریات اس کو درپیش ہوتی ہے ان کے نزدیک اخلاق تہذیب تمدن و معاشرت اور علوم و فنون سب ہی اپنے زمانے کے غالب معاشی نظام کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔

تیسرے گروہ کے نزدیک تاریخ کا ارتقاء مختلف چیلنجوں اور ان کے جواب میں انسان کے ردعمل کا نتیجہ ہے اپنی اس فکر کو وہ تاریخ کے حوالوں سے ثابت کرتے کی کوشش کرتے ہیں چوتھے گروہ کے نزدیک ہماری زندگی کے کارخانے میں تخریب و تعمیر کا جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اور بناؤ اور بگاڑ کی جو قلم چل رہی ہے ان سب حالات و واقعات کی پشت پر روح مطلق اپنا کام کر رہی ہے اور خارجی عالم کی اہمیت صرف اس قدر ہے کہ وہ روح مطلق کے سفر ارتقا کے لئے نشان منزل کا کام دیتی ہے۔

جب اتنے مختلف فلسفہ ہائے تاریخ کے پشت پر ایک ہی تاریخ عالم ہے تو ان میں اس قدر تضاد کیوں ہے اس کی بنیادی وجہ صرف یہی ہے کہ ہر گروہ مفکرین نے تاریخ عالم کو اپنے نظریہ کی رنگین عینک سے جانچا اور پرکھا ہے اور اس سے صرف وہ نتائج اخذ کئے ہیں جو اس کے نکتہ نگاہ سے مطابقت رکھتے ہیں ایک گروہ کے نزدیک کائنات کے پیچھے ایک مدبر کی تدبیر کام کر رہی ہے کارخانہ قدرت اپنے اندر ایک گہرا مقصد رکھتا ہے اور ایک صاحب مشیت و ارادہ ہستی (اللہ تعالیٰ) ایسی ہے جو ان قوتوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے رہی ہے دوسرا گروہ مفکرین ان ہی واقعات عالم اور مظاہر قدرت سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ کائنات میں موجود بے مثال ربط فطرت کے قانون یکسانیت(Lew of uniformaity) کی بدولت ہے اس کے نزدیک کسی بلند و بالا مقتدر ہستی (اللہ تعالیٰ) کی کارفرمائی کا یقین ضروری نہیں ہے کیونکہ علت اولیٰ خود مادہ ہے اور خود انسان اس کائنات میں ایک عارضی اتفاقی اور حادثاتی شے ہے پس ان متضاد نظریات سے معلوم ہوا کہ اصل اہمیت حقائق کی نہیں بلکہ اس بنیادی نقطہ نظر کی ہے جس کے مطابق انہیں مرتب کیا جاتا اور پرکھا جاتا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کو قابض طاغوتی نوآبادتی طاقتوں نے بالخصوص اور دیگر محکوم مسلم ممالک میں بالعموم مسلمانوں کو مغربی علوم نے صرف حقائق ہی نہیں دیئے بلکہ وہ بنیادی نقطہ نظر بھی دے دیا ہے جس

Marfat.com

کے تحت وہ بنیادی حقائق توڑ مروڑ کر پیش کیے گئے ہیں۔ ہمارے بنیادی نظریات و تصورات یعنی نظریہ حیات مغرب کے الحادی نظریات سے مختلف ہی نہیں بلکہ اکثر و بیشتر صورتوں میں متضاد بھی ہے ہمارے نوجوان طلباء ایک طرف تو وحدانیت رسالت آخرت عدل و احسان اخلاقیات اور انسانیت کے ان افکار کو جو ان کو پشت ہاپشت سے ورثے میں ملے ہیں چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں دوسری جانب الحادی نظریہ حیات پر مبنی مغربی نظام تعلیم نے ان کو تشکیک کے مرض میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ ذہنی انتشار کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں طلباء کا ایک اور طبقہ نظریاتی کمزوری کے باعث غور و فکر کا بالکل عادی نہیں رہا اور وہ قرآن کی اصطلاح کے مطابق جانوروں کی سطح سے بھی گر گئے ہیں ان سے کسی قسم کی توقعات وابستہ کرنا عبث ہے۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جسے اسلام کے بنیادی نظریات و تصورات سے گہری عقیدت اور وابستگی تو ہوتی ہے لیکن یہ لوگ اسلام سے محبت کرنے اور اس کے اوامر نواہی پر عمل پیرا ہونے کے باوجود اس سوز یقین سے خالی ہیں جو ایک مسلمان کا طرہ امتیاز ہوتا ہے۔ اسی سبب وہ دین حق کے لئے آرزو اور تمنا رکھنے کے باوجود اس کی کوئی خدمت نہیں کرپاتے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی مانند دور حاضر کے علوم وفنون کو اسلام کی بنیادی حقیقتوں سے ہم آہنگ کریں اور اپنے میں اسلاف کا وہ عزم اور یقین پیدا کریں جس کی بدولت پہاڑ سرنگوں اور دریا پایاب ہو جائیں اور زمین و آسمان اپنے خزانے اگل دے اور راز ظاہر کر دے۔

تعلیم کسی قوم کے سماجی سیاسی اور معاشی نظریات اور ثقافت سے گہرے طور پر مربوط ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ کسی قوم کا نظام تعلیم اپنے مواد موضوعات اور مزاج کے اعتبار سے نہ ہی تو کسی بھی طرح نظریاتی رنگ سے خالی ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس میں اس قدر معروضیت ممکن ہے کہ اسے اقدار کی گرفت سے آزاد قرار دیا جا سکے لیکن موجودہ دور میں لبرل ازم اور انفرادیت پسندی کے علم برداروں نے بڑے زور شور لیکن بودے دلائل سے یہ غلط فہمی لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنے کی کوشش کی ہے معیارات خیر و شر میں سائنسی علوم کی طرز پر غیر جانبداری برتی جاسکتی ہے یہ طریقہ تعلیم اگرچہ آج بھی امریکہ اور یورپ میں رائج ہے لیکن مغرب کے اپنے دانشوروں کے خیال کے مطابق یہ بے عقیدہ تعلیم حوصلہ افزاء ہونے کی بجائے حوصلہ فرسا ہے۔

Marfat.com

جس کے برے اثرات سے وہ خوف زدہ ہیں اور اپنی تہذیب و تمدن کے مٹ جانے کا خوف ان کو لرزاں کیئے ہوئے ہے۔

۱۵۔ دین کی تعلیم اور اسوۂ حسنہ

مسلم معاشرے میں دینی تعلیم مجموعی تعلیم و تربیت کا ایک اہم جزو ہے اگرچہ دین کا کامل اور تفصیلی علم ہونا ہر مسلمان کے لئے فرض عین نہیں ہے اس بارے میں قرآن پاک کا واضح حکم موجود ہے کہ تم میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہیں جو لوگوں کو دین کی طرف بلائیں اور ان کو دین کی تعلیم دیں پس جہاں عام لوگوں کے لئے اتنی مقدار میں دین کی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی مدد سے وہ شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہو سکیں وہاں ایک ایسی جماعت کا ہونا بھی بے حد ضروری ہے جو لوگوں کو دعوت دین اور دین کی تعلیم دیں اور جن سے عوام بوقت ضرورت باسانی دینی مسائل کے حل میں رجوع کر سکیں۔ پس دینی تعلیم کی ہر دو ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اسلامی نظام تعلیم میں ایک واضح خاکہ اور موثر پروگرام موجود ہونا چاہئے تاکہ طلبا کی انفرادی دینی تعلیم کے علاوہ دین کی خصوصی مہارت رکھنے والوں کی کسی بھی علاقے شہر اور قصبے میں کمی محسوس نہ ہو ہجرت مدینہ کے فورا بعد مسجد نبوی میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ والیہ وسلم کی ہدایت و نگرانی کے تحت اصحاب صفہ کی تعلیم و تربیت سے اس نیک کام کا آغاز ہوا۔ اور مسلم امہ اپنے کسی بھی زمانہ/دور میں بشمول موجود دور اس اہم فریضہ کی انجام دہی سے غافل نہیں رہی وہ بطریق احسن اس اہم ترین قومی ضرورت کو بحمد للہ بطریق احسن پورا کرتی رہی ہے تاہم پچھلی ڈیڑھ دو صدی میں مسلم ممالک پر نو آبادیاتی ممالک کے تسلط کے بعد قابض طاغوتی طاقتوں نے ایک سیاسی چال کے طور پر مسلم ممالک میں تشتت و افتراق کا بیج بویا اور بھائی کو بھائی سے لڑایا اور مختلف فرقوں کے درمیان نفرت پیدا کرنے کی طرح ڈالی مسلم امہ جو پہلے ہی فرقہ بندی کا شکار تھی۔ اغیار کی چالوں میں آکر فروعی اختلافات میں انکا رویہ شدید سے شدید تر ہوتا چلا گیا حالانکہ اس سے پیشتر اختلافات کے باوجود ان میں بالعموم باہمی رواداری اور دوسرے فرقوں کے احترام کا جذبہ موجود تھا اور ہر فرقہ اور مکتب فکر کا طالب علم تنگ نظری اور تفرقہ بازی سے بالا پر سکون ماحول میں دینی تعلیم حاصل کرتا تھا لیکن فی الوقت اغیار کی

Marfat.com

ریشہ دوانیوں اور اپنوں کی ناعاقبت اندیشی کے سبب امہ تنگ نظری تفرقہ بازی اور سخت قسم کی فرقہ بندی کا شکار ہو گئی ہے اور دینی تعلیم کے نام پر مختلف ممالک کی دینی درسگاہوں میں قرآنی تعلیمات کے بالکل برعکس تفرقہ بازی فرقہ بندی گروہ بندی دوسرے فرقوں کے پیروکاروں پر سخت قسم کے اعتراضات اور کفر کے فتوے کھلے عام بلاخوف و خطر دیئے جا رہے ہیں ان دینی درسگاہوں کے فارغ التحصیل طلبا مسند و ارشاد پر فائز ہونے کے بعد خواہش کے باجود فقہی سانچوں کے شکنجوں سے باہر نہیں نکل سکتے جس کے نتیجہ میں مسلم امہ میں تفرقہ بازی کم ہونے کی بجائے بڑھ رہی ہے امت گروہوں میں بٹ گئی ہے اور اختلافی فروعی مسائل پر رویئے شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان شدید رویوں کی آبیاری میں دینی مدارس کے نصاب کا گہرا ہاتھ ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ دینی مدارس میں قرآن وحدیث کے علاوہ اصول دین ادیان کا تقابلی جائزہ اور چاروں اسلامی فقہوں اور ان کے اختلافی مسائل سے طلباء کو آگاہ کیا جاتا۔ لیکن ہوایوں کہ بیشتر اسلامی ممالک میں درس نظامی کے تحت منطق اور فلسفہ کی تعلیم کو دین کی تعلیم کے مقابلے میں بہت زیادہ اہمیت دی جاتی رہی یہ سلسلہ تاحال قائم و دائم ہے منطق اور فلسفہ دوسروں کے مسلک نظریہ عقائد اور دلائل کو رد کرنے اور ہر قیمت پر اپنی بات منوانے کی تلقین کرتا ہے اس صورت حال کو تبدیل کرنے کی فوری ضرورت ہے اصلاح احوال کے لئے درج ذیل نکات پیش خدمت ہیں

۱۔ دینی اور دنیاوی تعلیم کی ثنویت کو جلد از جلد ختم کیا جائے۔ دین اور دنیا دو علیحدہ اور متضاد حقیقتیں نہیں۔ بلکہ معاشرہ کی گاڑی کے دو پہیے ہیں جن میں سے کسی ایک کو ترک کر کے گاڑی کو منزل مقصود تک نہیں پہنچایا جا سکتا۔ دینی تعلیمی اداروں میں دنیاوی تعلیم اور عام تعلیمی اداروں میں دین کی بنیادی تعلیم کا آغاز کر کے اس ثنویت کو دور کیا جا سکتا ہے

۲۔ دینی اور دنیاوی تعلیم کے اداروں کے انتظام و انصرام کے لئے ایک جامع ملکی تعلیمی بورڈ تمام مسلم ممالک میں قائم کیا جائے جو اپنے اپنے ملک میں تعلیم کی منصوبہ بندی کرنے اور اس پر عملد آمد کی نگرانی بھی کرے تمام مسلم ممالک کے تعلیمی بورڈوں میں تعاون اور اشتراک عمل کے لئے امہ کی سطح پر بھی ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جس

Marfat.com

میں تمام مسلم ممالک کے نمائندے شامل کئے جائیں ان تعلیمی بورڈوں کا اہم فریضہ نصاب تعلیم کی جدید دور میں اسلامی تقاضوں کے مطابق نئے سرے سے تدوین بھی ہو

۳۔ تحقیقی اور فنی اداروں کے قیام پر پوری توجہ دی جائے آج کے سائنسی اور تکنیکی فنی دور میں مسلم معاشرے کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے مسلم علماء دانشوروں فنی ماہروں سائنس دانوں اور تعلیمی ماہروں کا فرض ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ہم آہنگی اور اتفاق رائے سے تعلیمی مسائل کا حل تلاش کریں

۴۔ تزکیہ نفس حصول تقوی اور تصفیہ باطن کے لئے مشائخ حضرات اپنی درگاہوں اور خانقاہوں میں تصفیہ باطن کے پروگرام شروع کریں۔

بے وسیلہ ہونہار طلبا کی امداد و اعانت حکومت کے علاوہ دیگر قومی ادارے اور مخیر حضرات بھی اپنے طور پر کریں تاکہ کوئی مستحق تعلیم سے محروم نہ رہے عورتوں کی تعلیم اور دینی تربیت کے لئے خصوصی ادارے قائم کئے جائیں

۵۔ دینی مدارس کے لئے ضروری قرار دیا جائے کہ متفقہ نصاب کی تعلیم دیں اور چاروں فقہوں کے نکتہ نظر اور دلائل سے اپنے طلباء کو آگاہ کریں۔

اسوہ حسنہ کی تعلیم کو دین کی تعلیم سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اس بارے میں سورۃ الاحزاب کی یہ آیت ملاحظہ ہو ترجمہ "تمہارے لئے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔" اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ کی گواہی کتنی سچی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے اعتبار سے قرآن مجسم ہیں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے پیغام کو مخلوق خدا تک پہنچانے کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ بھی اس بات کی ذمہ دار ہے۔ کہ اللہ کے دین کی دعوت اور قران پاک کے پیغام کو تمام دنیا کے انسانوں تک پہنچائے۔ رسالت کے اولین دور سے فتح مکہ تک جبکہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہوئے اسلام کا آغاز گھر کے لوگوں سے کیا گیا۔ اسکے بعد مکے کی گلیاں و بازار اور محلے صحن حرم دارارقم قافلے مسجد نبوی کے محراب و منبر غربا و مسکین کے مسجد نبوی میں تعلیمی حلقے غیر ممالک کے وفود سے ملاقاتیں وزراء اور سلاطین عالم کو خطوط غرضیکہ دعوت دین کو عالم کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ اور طریقہ استعمال کیا گیا ان تمام آزمودہ

طریقوں کے علاوہ موجودہ دور میں دعوت دین اور تعلیم کو عام کرنے کے لئے الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کو بڑی آسانی سے انتہائی موثر انداز میں انبیاء کے اس اہم کام کے لئے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

۵ا۔ روحانی تربیت

روح ایک مبہم یعنی غیر واضح حقیقت ہے جو غیر مادی ہونے کی بنا پر انسانی حواس کی گرفت سے باہر ہے اور مغرب کی مادہ پرست اقوام نے اسی بنا پر روح کی حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے قرآن پاک کے مطابق روح امر ربی ہے جس کا انسان کو بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔ (۱۷.۸۵) یہ روح ہی ہے جو انسان کو کنٹرول کرتی ہے اور اسے رواں دواں رکھتی ہے یہ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق پیدا قائم کرنے کا اہم وسیلہ اور ذریعہ ہے یہ اللہ کی روح میں سے ہے جو اس نے مشت خاکی کو ودیعت فرمائی ہے۔ (۱۵.۲۹) انسان جسم اور روح دو چیزوں کا مرکب ہے۔ پس جسم کی تربیت کے ساتھ ساتھ اسکی روحانی تربیت بھی ضروری ہے۔ ہدایت ربانی انسانی فطرت میں ودیعت ہونے کے باوجود (۳۲.۹)(۲۰.۵۰)انسان کبھی کبھی راہ حق سے بھٹک بھی جاتا ہے۔ اور وہ راہ حق کو بھول بھی جاتا ہے یا اس پر چلنے سے گریز کرنے لگتا ہے۔ شرک نا انصافی اور ظلم کے راستے پر چلنے کی یہی بنیادی وجہ نظر آتی ہے۔ پس اس بگڑی ہوئی روح کی تربیت بھی ضروری ہے اسلام کی نظر میں انسان کی روح بہت اہم ہے وہ انسانی وجود کا مرکز ہے اور نقطہ ارتکاز ہے ۔جس پر انسانی وجود قائم ہے۔ یہ گردو پیش کا احساس ہے اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ رات کے وقت (نیند کی حالت) انسانی روح کو قبض کرلیتا ہے۔ پھر وہ روح بیدار ہونے پر انسان کو لوٹا دیتا ہے۔ (۶.۶۰)(۳۹.۴۲)اسلام چونکہ دین فطرت ہے۔ اس لئےوہ روح کی تربیت پر زور دیتا ہے۔ انسان کی جسمانی قوت اسکے مادی وجود اور محسوسات کے دائرہ تک محدود ہے۔ عقل اگرچہ جسمانی قوت کے مقابلہ میں زیادہ آزاد ہے۔ لیکن یہ بھی ابتدا انتہا اور زماں و مکاں کی حد بندیوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور انسان کے ساتھ ہی فنا ہوجانے والی ہے۔ صرف روح کی قوت ہی ایک ایسی انسانی قوت ہے جو حدود و قیود سے آزاد ہے۔

Marfat.com

اور خالق حقیقی (اللہ) سے تعلق بھی قائم کر سکتی ہے۔ اگرچہ ہمیں یہ علم حاصل نہیں ہے۔ کہ روح خالق کائنات اور عالم بالا سے کس طرح رابطہ قائم کرتی ہے۔ لیکن ہم اس کی صفائی اور پاکیزگی کا ضرور احساس کر سکتے ہے۔ اسلام نے روح کی تربیت کا یہ طریقہ متعین کیا ہے۔ کہ فکرو شعور کے ساتھ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہم ہمہ وقت اسکا تعلق اللہ سے بذریعہ ذکر مستقل قائم رہے۔ انسان کی طبعی زندگی میں ایسے بہت سے لمحات آتے رہتے ہیں۔ جب اس کی روح نکھر جاتی اور مصفا ہوجاتی ہے۔ ایسے حادثات لمحاتی ہوتے ہیں۔ یعنی آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ اسلام یہ نہیں چاہتا کہ یہ حادثاتی لمحات اپنی جھلک دکھا کر رخصت ہو جائیں بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ روحانی جھلکیوں کا نفس، انسانی پر کوئی دائمی اور مستقل اثر مرتب ہو۔ اور روحانی روشنی کا یہ چراغ مسلسل جلتا رہے تاکہ وہ منہاج (Melhod) زندگی بن جائے۔ یہ ایک مثالی طریقہ ہے۔ انسانی روح کا ہمیشہ اور مسلسل مادی کثافتوں کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے پاک رہنا ممکن نہیں ہے۔ خواہشات کا غلبہ دنیاوی حقیقتیں اور شیطان کا ورغلانا بھی زندہ جاوید حقیقتیں ہیں جن سے کوئی بھی انسان صرف نظر نہیں کر سکتا۔ اسی لئے سورہ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ "جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو(۲،۲۸۶) اسی سورہ میں مزید فرمایا ہے۔(ترجمہ) "اللہ تعالیٰ کسی متنفس پر اس کی قدرت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا" (۲،۲۳۲) اسلام دین فطرت ہے۔ انسان میں موجود قوتوں کو اور جذبات کو تسلیم کرتا ہے۔ انکو نشو نما دیتا اور درست مواقع پر انکو بروئے کار لانے کی ہدایت کرتا ہے۔ اسلام کا تقاضہ ہے کہ انسان اپنی مادی ارضی اور نفسانی خواہشات کی تکمیل میں حیوانات کی مانند ہمہ وقت مصروف نہ رہے بلکہ وہ اس کی تمام کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر اس میں روح کی روشنی برقرار رکھنے اور اسے وسیع سے وسیع تر کرنے کی شعوری کوشش کرے کیونکہ رفعت کے حصول کا یہی ایک طریقہ ہے۔ اسلام انسان کی تنزل کی طرف مائل کرنے والی قوتوں کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ اور ان کو متوازن رکھنے کے لئے اسکا رشتہ اللہ تعالیٰ سے قائم کردیتا ہے جس کے لئے وہ مختلف ذرائع استعمال کرتا ہے

جہاں ایک طرف وہ قلب انسانی میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ اس کائنات کا مالک وخالق ایک اللہ ہے۔ جسکو اس کائنات اور اپنی مخلوق پر پورا پورا اختیار حاصل

Marfat.com

ہے۔ وہاں وہ انسان کے دل میں پنہاں خیالات سے بھی واقف ہے اور ہر وقت اس کی نگرانی کررہا ہے۔ انسانی قلب میں اللہ تعالیٰ تقویٰ اور خشیت الٰہی پیدا کرتا ہے۔ اور انسان کو یہ شعور بخشتا ہے کہ انسان یہ محسوس کرے کہ اگر وہ نہیں تو اللہ اسے ضرور دیکھ رہا ہے۔ اسلام انسان کے دل میں محبت الٰہی پیدا کرتا ہے۔ اور یہ بتاتا ہے کہ انسان جو بھی کام کرے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کرے اور دنیاوی دکھاوے یعنی ریاکاری سے اپنے آپ سے محفوظ رکھے۔

کائنات کی عام اشیاء ستارے' سیارے' سورج' چاند' سمندر' پہاڑ بادل گنگناتی ندیاں اور دیگر بے شمار اشیاء اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ہے۔ یعنی آیات الٰہی ہیں۔ جو کہ وجود باری تعالیٰ اور وحدانیت کی پختہ نشانیاں ہیں۔ قرآن پاک ان نشانیوں کا بار بار حوالہ دیتا ہے۔ اور ان کو وحدانیت کے ثبوت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اور خالق کائنات کی قدرت اور عظمت کا احساس دلاتا ہے۔ روح کی بالیدگی کا سبب بنتا ہے۔ اور اس کو حیات افزا کیفیت کا احساس دلاتا ہے۔ روح کی تربیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار اپنی نشانیوں کو انسان کے سامنے لاتا ہے۔ اسکو کائنات اور اس کے اپنے نفس میں بکھری ہوئی نشانیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ تاکہ وہ خالق کائنات کے وجود اور اسکی قدرتوں اور عظمتوں کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کرے۔ قرآن پاک کا پیرایۂ بیان انتہائی دلکش اور حسین ہے۔ جو انسان کے دل و دماغ کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔ روح کا احساس دل و دماغ اور زبان رب کائنات کی تعریف و توصیف روح انسانی کی غذا ہے۔ ایک کامیاب اور کامل انسان بننے کے لئے روح کی تربیت جسم انسانی اور عقل کی تربیت سے کس قدر زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ۲/۱۹۲، ۷/۵۴، ۱۴/۱۰-۱۷، ۱۴/۶۵-۶۶، ۱۴/۷۸-۸۱، ۳۰/۱۹-۲۵، ۳۵/۲۷-۲۸، ۳۶/۳۳-۳۴، ۳۹/۵-۶، ۸۱/۱۸-۱۷،

اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق و مالک ہے۔ اسکی ملکیت کا احساس بھی روح انسان کو بلندیوں اور عظمتوں سے ہمکنار کرتا ہے۔ اس بارے میں سورہ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے

ترجمہ "زمین اور آسمان کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہے۔ اور سارے معاملات اللہ ہی

Marfat.com

کے حضور پیش ہوتے ہیں" (۳:۱۰۹) اسی سورہ میں دوبارہ ارشاد فرمایا ترجمہ "زمین و آسمان کا مالک اللہ ہے۔ اور اس کی قدرت سب پر حاوی ہے۔ (۳:۲۶) (۱۶/۵۳) (۶۷)

۱۶۔ مفت دینی تعلیم آغاز اسلام ہی سے اسلامی ملکوں میں دینی تعلیم مفت دی جاتی رہی ہے ٹیونیشیا براعظم افریقہ کے انتہائی شمال میں ۱۰۰ فیصد مسلمان آبادی رکھنے والا ملک ہے جس کا کل رقبہ ۱۲۵۰۰۰ کلومیٹر ہے۔ یہاں ۱۱۴ ہجری میں ایک مدرسہ جامعہ ٹیونیشیا قائم کیا گیا۔ یہ درسگاہ اغلبا" دنیا اسلام کی قدیم ترین درسگاہ تھی۔ جو کہ نہ صرف ٹیونیشیا ملکہ قرب و جوار کے مسلمان ممالک کے طلباء کی توجہ کا مرکز رہی ٹیونیشیا کے تمام تعلیمی ادارے اسی سے منسلک رہے۔ ان تمام اوراوں میں تعلیم مفت دی جاتی تھی۔ اسلام نے حصول علم کو عبادت قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کے ابتدائے اسلام سے نو آباد یاتی نظام کے اثرات سے قبل ان تمام ممالک میں جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومت رہی تعلیم ہر خاص و عام کے لئے مفت رہی کیونکہ تعلیم انسان کا بنیادی حق سمجھا جاتا تھا۔ مصر کی جامع ازہر بھی مسلمانوں کی قدیم ترین درسگاہوں میں سے ایک ہے۔ سرزمین ہندپاک میں تمام چھوٹے بڑے شہروں میں انگریزوں کی آمد تک قائم تمام تعلیمی ادارے مفت تعلیم دیتے تھے۔ مسلمان حکمرانوں کی طرف سے ان مدارس کے اساتذہ کو جوکہ علمائے دین ہوتے تھے۔ مدد معاش کے نام سے وظائف ملتے تھے۔ مدرسے کے اخراجات کے لئے جاگیریں وقف تھیں۔ مدرسہ میں تعلیم طلباء کے طعام وقیام کے تمام اخراجات مدرسہ کے مہتمم کی ذمہ داری تھی۔ برصغیر پاک و ہند میں دینی تعلیم کے ادارے آج بھی انہیں بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ مدرسہ کے اخراجات علاقہ کے مخیر حضرات برداشت کرتے تھے۔ لارڈ میکالے نے برصغیر ہند و پاک وہند میں جس مغربی نظام تعلیم کی بنیاد ڈالی اس کے مضر اثرات کو زائل کرنے کے لئے ایک جید عالم دین قاسم نانوتوی صاحب نے قومی درد رکھنے والے مسلمانوں کے تعاون سے مدرسہ دیو بند کی بنیاد رکھی۔ جس کے تتبع میں برصغیر پاک ہند و دیگر اسلامی ممالک میں بہت سے دینی مدراس قائم کئے گئے۔ یہ تمام مدراس آج بھی علم کی پیاس رکھنے والے طلباء کو مفت دینی تعلیم مہا کر رہے ہیں۔ اور دینی مدارس کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔

۱۷۔ غیر مسلم ممالک کے مسلم طلبہ کے لئے لائحہ عمل

Marfat.com

غیر سرکاری سطح پر ہر ملک کیلئے وفاق اور صوبوں کے مسلم طلبا و طالبات کے تعلیمی معاملات کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک بااختیار تعلیمی بورڈ تشکیل دیا جائے جس کا انتظام و انصرام مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہو اجس میں متعلقہ حکومت کے ایک نمائندے کو بھی شریک کیا جا سکتا ہے تعلیم و تربیت کے جملہ اخراجات فیسوں کے علاوہ مخیر مسلمانوں کے چندوں سے پورے کئے جائیں حکومت سے بھی اس بارے میں گرانٹ لی جاسکتی ہے۔ مسلم اوقاف کی آمدنی سے بھی تعلیمی و تربیتی ادارے کھولے جاسکتے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے ممالک اور دیگر بہت سے ممالک میں اس قسم کے انتظامات پہلے ہی موجود ہیں یہ تعلیمی بورڈ عام مسلمانوں اور طلبا و طالبات کی تعلیم و تربیت کے لئے درج ذیل پروگرام یا ان سے ملتے جلتے پروگرام شروع کر سکتے ہیں۔

۱۔ بالغوں اور طلباء و طالبات کے لئے مطالعہ قرآن کے حلقے اور قرآنی تعلیمات کی کلاسز کا اہتمام

۲۔ کل وقتی اسلامی سکولز کا قیام

۳۔ جزوقتی سنڈے سکولز کا قیام ان سکولوں میں قرآن کی تعلیمات کے علاوہ اسلامی اخلاق کا درس دیا جائے اور روزمرہ زندگی کو اسلامی طرز پر گزارنے کے لئے نظریاتی تعلیم کے علاوہ عملی تربیت کا انتظام کیا جائے

۴۔ سکول اور دیگر تعلیمی اداروں میں طلبا کی رخصتوں میں خصوصی دینی تعلیمی کلاسز کا اجرا

۵۔ مسلم طلباء کی ایسوسی ایشنوں کا قیام

۶۔ جز وقتی سنڈے سکولز کی طرز پر بورڈنگ سکول کا قیام جہاں طلباء و طالبات کو بہترین سٹاف مدرسہ کی نگرانی میں اسلامی تعلیم اخلاق و آداب اور روزمرہ کے معمولات پر مشتمل امور کی نظری و عملی تربیت کا اہتمام کیا جائے

۱۸۔ لازمی ابتدائی تعلیم

اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کا حصول ہر مسلمان بچے بچی کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ اس بارے متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ جنگی صحت کے بارے میں مسلمانوں کے اذہان میں کوئی شک شبہ نہیں ہے۔ آغاز نبوت پر آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے اسلام قبول کرنے والے مسلمانوں کی تعلیم و تدریس کے کام کا آغاز فرمایا۔ "پہلے اس تعلیم و تربیت کا انتظام حضرت خدیجہ کے ملکیتی مکان میں کیا گیا۔ جو کچھ عرصہ کے بعد کوہ صفا کے قریب واقع دارارقم منتقل کر دیا گیا۔ ہجرت سے تقریبا دو سال قبل اسلام لانے والے اہالیان یثرب (مدینہ طیبہ) کی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو قرآن پاک اور دین کی تعلیم کے لئے یثرب روانہ فرمایا اور ہجرت کے بعد مسجد نبوی ہی کی عمارت میں ایک چبوترہ پر صفہ کی پہلی اسلامی یونیورسٹی کا آغاز فرمایا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مدینہ طیبہ کے دیگر محلوں میں بھی مساجد ہی میں مدارس کا انتظام کیا گیا اسلام میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ صرف اسی ایک بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آغاز نبوت پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی الہی کا پہلا لفظ ایمانیات کے ستون وحدانیت رسالت یا آخرت کے بارے میں نہیں بلکہ پہلا لفظ اقراء ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں جس سے اسلام میں تعلیم کی اہمیت اور فرضیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ اس تعلیمی انقلاب نے صرف پچاس سال کے عرصے میں جزیرہ نما عرب کے ان پڑھ بدوں کو اقوام عالم کا سربراہ اور دنیائے علم و ادب کا امام بنا دیا قدرت کی نیر نگیاں اور امہ کی غفلت ملاحظہ ہو کہ قوموں کی امام یہی امت مسلمہ علم کے میدان میں آج اقوام عالم میں سب سے پیچھے کھڑی نظر آتی ہے اس خطرناک اور ابتر صورت حال کا تدارک صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ مسلم ممالک میں ابتدائی تعلیم کو لازمی قرار دے کر فروغ تعلیم کے لئے مخلص اصحاب کی سرکردگی میں ہر مسلم ملک میں جدید تقاضوں کے مطابق ایک جاندار تحریک کا آغاز کیا جائے پوری امہ کے تعلیمی مسائل پر غوروخوض کرنے اور اہم فیصلوں کے لئے امہ کی سطح پر ایک تعلیمی جیش قائم کیا جائے۔ جو فروغ تعلیم میں جدید ذرائع ابلاغ اور سمعی و بصری اعانات سے پوری طرح استفادہ کا عملی پروگرام مرتب کرے۔ اور ہر پڑھا لکھا شخص چار یا پانچ اشخاص کو پڑھائے

۱۷۔ تربیت اطفال

تربیت کے مختلف مدراج میں تعلیم و تربیت اطفال سب سے زیادہ اہم ہے۔ جدید نفسیات کے مطابق انسانی زندگی کا یہی وہ دور ہے۔ جس میں اطفال کی اچھی یا

Marfat.com

بری تعلیم و تربیت کے نقوش انمٹ ہوتے ہیں۔ اسکی پوری شخصیت کا اٹھان ابتدائی چند سالوں کی تربیت میں تقریباً مکمل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی شخصیت کا ایسا حصہ بن جاتاہے۔ جس سے وہ پوری زندگی جان نہیں چھڑا سکتا چار ضروری امور ایسے ہیں۔ جو پرائمری سطح کے تعلیمی لائحہ عمل میں ایک مسلمان طالب علم میں اس طرح پیوست ہونے چاہیں جیسے تندرست انسان کے ہر خلیہ تک اسکی شریانوں میں دوڑتا ہوا خون

اول یہ کہ طالب علم کے دل و دماغ میں یہ بات ہر پہلو سے تمام مواقع پر بٹھائی جائے کہ یہ پوری کائنات ایک ہی ہستی یعنی اللہ کی تخلیق ہے۔ اور اس کی ہر تخلیق بامقصد اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہوتی ہے۔انسان اس کرہ ارض پر اللہ کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے مامور ہے۔ اسکا اولین مقصد تخلیق یہی ہے۔ کہ وہ اپنے جسم و جان اپنے ماتحتوں گردو پیش اور کرہ ارض پر مادہ اور توانائی کے جملہ مظاہر کی مدد سے اپنے مالک و آقا کے احکامات بجا لانے کی صدق دل سے سرتوڑ کوشش کرے۔ انسان کا جسم عقل و توانیاں والدین و اولاد عزیز و اقارب مال و دولت عزت و آبرو عہدہ منصب اللہ کی امانت ہے۔ جوکہ کے اسکی ارضی زندگی کے عرصہ کے لئےاس کے سپرد کی گئی ہے۔ اس کے چارون طرف پھیلی ہوئی آیات الٰہی اللہ کی قدرت کاملہ اور کائنات پر اس کے مکمل تصرف کی پکار پکار کر گواہی دے رہی ہیں۔ کہ وہ مالک و آقا اور انسان اسکا ادنیٰ خادم وغلام ہے۔ اور غلام کا کام یہی ہے۔ کہ وہ جملہ امور میں اپنے آقا کے احکامات بلا چون و چرا دل میں کسی قسم کا میل لائے بغیر بحسن و خوبی بجالائے یہی ایک مسلم بچے کی تعلیم و تربیت کی خشت اول ہے۔ اگر خشت اول ٹیڑھی رکھی گئی تو آسمان کی بلندیوں تک عمارت ٹیڑھی ہی تعیر ہوگی۔ انسان جو کچھ بھی بنے جو منصب و مرتبہ بھی حاصل کرے اس کی یہی تربیت اسکی جڑ اور بنیاد کا کام دیگی اور تعلیم و تربیت کے آخری مراحل اور زندگی آخری لمحہ تک اسکو مسلم بنائے رکھے گی۔

دوم یہ کہ قرآن کے پیش کردہ جملہ اخلاقی اور مادی تصورات کو سائنس آرٹس عمرانی و معاشرتی علوم جملہ اقسام کے ہنر فنون غرضیکہ ہر قسم کے علوم و فنون کی تعلیم و تربیت میں استاد بروئے کار لائے۔ قرآن پاک جس چیز کو نیکی اور بھلائی قرار دیتا ہے۔ اطفال کے دل ودماغ میں ان کے لئے محبت اور بدی و برائی کے خلاف نفرت بٹھائی

جائے۔

سوم یہ کہ اطفال کی ابتدائی تعلیم کے دوران ہی ایمانیات کے جملہ اجزاء اور اسلام کے بنیادی حقائق انکے ذہن نشین کرا دیئے جائیں اس امر کی تعلیم و تربیت کے لئے اسلامیات اور دینیات ہی کے کورس پر تکیہ نہ کیا جائے۔ بلکہ جملہ علوم و فنون کی تعلیم و تربیت میں اس کو روح تعلیم کے طور اس غیر محسوس طریقے سے پھیلا دیا جائے۔ کہ طالب علم کوئی اجنبی پن یا جبر محسوس نہ کرے۔

چہارم یہ کہ اطفال کو اسلامی طور پر زندگی بسر کرنے کے طریقے تفصیلات میں جائے بغیر بتا اور سکھا دیئے جائیں۔ اور تمام حقیقی ضروری مسائل سے ان کو آگاہ کیا جائے کہ یہ ان کا لازمہ حیات بن جائے۔ پرائمری کی سطح پر قرآن اور دین کی اس قدر تعلیم اسکو ضرور پہنچائی جائے۔ کہ اس مرحلہ پر اپنی تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنے کے باوجود وہ بالغ ہونے پر راسخ العقیدہ اور باعمل مسلمان بن جائے۔

نیکی و بدی' بھلائی و برائی' انصاف و ظلم' سچائی و جھوٹ میں تمیز کرنا طلباء کی ابتدائی ٹریننگ کا ایک اہم حصہ ہونا چاہیے اور اس بارے پر رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے قول تخلقو باخلاق اللہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ عدل کرنا اللہ کی خاص صفت ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (ق ۴۔ ۳۳) اسلام نے عدل و انصاف کا جو حکم دیا ہے۔انسانی زندگی کا کوئی شعبہ گوشہ اس سے باہر نہیں ہے۔ تمام خوبصورت نام اور تمام خوبصورت صفات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں

سفارشات

۱۔ فروغ تعلیم کے وہی طریقے اپنائے جائیں جس کا حکم' ذکر یا اشارہ قران پاک میں موجود ہو۔ یا وہ طریقے جن پر رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم بہ نفس نفیس عمل پیرا ہوئے۔ یا پھر وہ امور اور طریقے اختیار کئے جائیں جو روح اسلام کے منافی یا قرآن کے اوامر و نواہی کے خلاف نہ ہوں۔

۲۔ تعلیم کے طریقے نصاب تعلیم ذرائع ابلاغ اور سمعی بصری معاونات جامد نہیں بلکہ متحرک ہیں جن کے اہداف اور حدود میں ہر لحظہ اضافہ ہو رہا ہے۔ پس نظام تعلیم کو قرآنی احکامات اور نظریات کے عین مطابق ترقی پسندانہ ہونا چاہیے۔ تعلیم

Marfat.com

صرف چند علوم تک محدود نہیں بلکہ وہ انسانی زندگی کے ہر گوشہ اور شعبہ پر محیط ہے۔
اور قرآن پاک کے فرمودات نعوذ باللہ فرسودہ یا جامد نہیں بلکہ ہر زمانہ اور ہر قسم کے حالات زندگی سے متعلقہ جملہ امور میں بہترین راہ عمل متعین کرتے ہیں۔ اور قران کریم تمام مفید انسانیت علوم کا جامع ہے۔

اہل مغرب نے اسلام پر عمل پیرا مسلمانوں کے لئے بہت سی پھبتیاں اور گالیاں ایجاد کر رکھی ہیں رجعت پسند' تنگ نظر اور دقیانوسیت کے نعرے زنگ آلود ہوئے تو دانشوران مغرب نے ایک نئی اصطلاح (بنیاد پرست) ایجاد کی جس سے ہم نے چڑنا شروع کر دیا۔ ہمیں پوری جرات کے ساتھ اعلان کرنا چاہئے کہ واقعی تمام مسلمان بنیاد پرست ہیں۔ کیونکہ ایمانیات جو اسلام کی بنیاد ہے۔ کہ کسی ایک جزو کا انکار کرنے پر بھی انسان دائرہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ دین اور دعوت دین کی مخالفت کے انداز بدل گئے ہیں۔ لیکن ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلتے ہوئے۔ کسی شرمندگی کے بغیر گالیوں اور پھبتیوں کا جواب دیں۔ احسن طریقہ سے مدلل دعوت دین سے روکنے کا ایک موثر حربہ لالچ ہے۔ جس میں داعی حق کو لالچ دیکر راہ حق سے ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی یہ حربہ استعمال کیا گیا۔ آج بھی یہی حربہ شاطرانِ مغرب دین دعوت دین اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ زن' زر' عہدہ' منصب خطابات کا لالچ جاہ پرست لالچی علماء صحافیوں دانش وران اسلام کو آج بھی دیا جا رہا ہے۔ جس بچنے کی ضرورت ہے۔

تعلیمی پالیسیوں پر علمدر آمد کا جائزہ لینے کے لئے ایک بااختیار ادارہ جو کہ براہ راست صدر مملکت کو جواب دہ ہو تشکیل دیا جائے

اساتذہ کو معاشرہ میں باوقار اور باعزت تصور کیا جائے

ہنگامی تعلیمی پروگرام کے تحت پانچ سال کے عرصہ میں لازمی ابتدائی تعلیم کے لئے قومی آمدنی کا کم از کم دس فیصد ضرور خرچ کیا جائے۔

امتحانی نظام کو مختصر عرصہ میں خرابیوں سے پاک کیا جائے

Marfat.com

انڈیکس عنوانات جلد اول

نمبر شمار	مضامین	تعداد حوالہ جات	صفحہ
۱	اجتہاد	۱/۷	۹۱
۲	اہمیت علم	۲/۱	۹۹
۳	اہمیت علماء	۲/۹	۱۰۵
۴	اللہ کا علم	۱/۱	۱۱۱
۵	انسانی علم کی حدود	۳/۳	۱۲۲
۶	اطراف کی قید سے آزاد	۴/۳	۱۳۸
	انعام خداوندی	۴/۱۰	۱۴۳
۷	ام الکتاب	۵/۱	۱۴۶
۸	اللہ کی ہمکلامی	۵/۳	۱۴۸
۹	الہامی کتب	۵/۵	۱۵۵
۱۰	اللہ کی گواہی	۵/۸	۱۶۷
۱۱	اہل علم کی گواہی	۵/۸	۱۶۷
۱۲	القا	۵/۱۴	۱۷۸
۱۳	آنکھیں' زبان' ہونٹ	۵/۱۶	۱۸۱
۱۴	اطلاقی علم	۶/۲	۱۸۷
۱۵	اسراریہ علم	۶/۲	۱۸۸
۱۶	اقتدار کی قربت	۷/۳	۲۰۷
۱۷	آسمان کی تسخیر	۷/۵	۲۰۸
۱۸	اللہ کی خوشنودی	۸/۳	۲۲۷
۱۹	امین / امانتدار	۸/۱۰	۲۳۵
۲۰	اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرنا	۸/۱۲	۲۴۹
۲۱	اللہ کی کامل اطاعت	۸/۱۳	۲۵۰
۲۲	انصاف	۸/۱۴	۲۵۱
۲۳	امانت	۸/۱۱	۲۶۱
۲۴	ایفائے عہد	۸/۱۶	۲۵۶
۲۵	احسان	۸/۲۰	۲۶۵
۲۶	احسان مندی	۸/۱۹	۲۶۳
۲۷	استقلال	۸/۲۵	۲۷۰
۲۸	اعتبار	۸/۲۶	۲۷۴
۲۹	اعتدال	۸/۲۷	۲۷۶
۳۰	الحاد	۹/۱۱	۲۸۸
۳۱	اخوت	۸/۳۰	۲۸۰
۳۲	انفاق فی سبیل اللہ	۸/۳۲	۲۸۳
۳۳	اوہام جاہلیہ	۹/۲۷	۳۷۹
۳۴	استکبار	۹/۸	۳۲۳
۳۵	اثم	۹/۱	۳۳۰
۳۶	اصنام پرستی	۹/۱۲	۳۳۶
۳۷	الزام تراشی	۹/۲۱	۳۶۱
۳۸	آیات اللہ کا مذاق اڑانا	۹/۳۷	۴۰۲
۳۹	انتقام	۹/۵۲	۴۱۲
۴۰	اجر طلبی	۹/۵۴	۴۱۳
۴۱	اکڑ	۹/۵۵	۴۱۴
۴۲	احسان فراموشی	۹/۶۰	۴۱۹

Marfat.com

۴۳	افترا پردازی	۹/۶۶	۴۲۴
۴۴	احسان جتانا	۹/۱۸	۴۲۵
۴۵	افراط تفریط سے پرہیز	۱۰/۱۵	۴۳۶
۴۶	الفت/انسیت	۱۰/۲۴	۴۴۴
۴۷	اچھی صحبت	۱۰/۲۸	۴۴۶
۴۸	اچھے لوگوں کی رفاقت	۱۰/۲۸	۴۴۶
۴۹	اطاعت	۱۰/۳۱	۴۵۸
۵۰	اللہ کی ناراضگی/لعنت	۱۱/۲	۴۶۳
۵۱	آیات اللہ سے مذاق	۱۱/۶	۴۶۷
۵۲	انجام کو بھول جانا	۱۱/۷	۴۶۸
۵۳	آنکھوں پر پردہ پڑنا	۱۱/۱۴	۴۷۶
۵۴	الم	۱۱/۱۵	۴۷۶
۵۵	انہونی بات	۱۱/۲۰	۴۸۱
۵۶	اٹکل پچو فیصلہ	۱۱/۲۹	۴۸۸
۵۷	اشتباہ	۱۱/۳۴	۴۹۶
۵۸	اکڑنا	۱۱/۳۵	۵۰۰

ب

۱	بصیرت	۱/۵	۸۹
۲	باعث خوف و خوشخبری	۴/۱	۱۳۵
۳	بے خوفی	۵/۱۳	۱۷۷
۴	بغض	۵/۱۵	۱۷۹
۵	بشارت	۷/۷	۲۱۳
۶	بے خوفی	۷/۸	۲۱۳
۷	برکت	۷/۱۴	۲۱۸
۸	بندگی	۸/۲	۲۲۵
۹	بے لوث خدمت	۸/۸	۲۴۳
۱۰	بدوں برائیوں سے بچنا	۸/۹	۲۴۴
۱۱	بھلائی/بر	۸/۷	۲۳۹
۱۳	باطل کا مخالف	۸/۱۵	۲۵۵
۱۴	بھروسہ	۸/۲۶	۲۷۴
۱۵	بھائی چارہ	۸/۳۰	۲۸۰
۱۶	بدکاری	۹/۳	۳۰۴
۱۷	بغاوت	۹/۱۰	۳۳۱
۱۸	برائی	۹/۸	۳۲۳
۱۹	بت پرستی	۹/۱۲	۳۳۶
۲۰	بخل	۹/۱۹	۳۵۶
۲۱	بے ایمانی/بددیانتی	۹/۲۰	۳۵۹
۲۳	بہتان طرازی	۹/۲۱	۳۶۱
۲۴	بے حیائی	۹/۲۵	۳۷۵
۲۶	بدی/برائی	۹/۲۶	۳۷۸
۲۸	بزدلی	۹/۳۲	۳۸۸
۲۹	بری عادات	۹/۳۵	۳۹۶
۳۰	بھٹکانا	۹/۴۱	۴۰۵
۳۱	بدکنا	۹/۴۲	۴۰۶
۳۲	بے رخی	۹/۴۴	۴۰۷
۳۳	بے یقینی	۹/۴۹	۴۰۹

Marfat.com

۴۴	بدلہ	۹/۵۲	۴۱۲
۴۵	بکواس	۹/۵۷	۴۱۶
۴۶	بے ضمیری	۹/۵۸	۴۱۷
۴۷	بہانہ سازی	۹/۶۳	۴۲۲
۴۸	بینات	۱۰/۷	۴۳۰
۴۹	بصیرت	۱۰/۹	۴۳۱
۵۰	بے خوف	۱۰/۲۰	۴۳۱
۵۱	بدنامی	۱۱/۱۷	۴۷۷
۵۲	بھولنا	۱۱/۱۹	۴۷۹
۵۳	بے صبری	۱۱/۲۶	۴۸۵
۵۴	بے جا ضد	۱۱/۳۰	۴۸۹
۵۵	بدگمانی	۱۱/۳۳	۴۹۳

پ

۱	پرندوں کا علم	۴/۷	۱۳۳
۲	پیغمبر	۵/۷	۱۹۳
۳	پیشنگوئیاں	۵/۲۰	۱۸۳
۴	پرندوں کی بولیوں کا علم	۶/۸	[illegible]
۵	پلک جھپکتے عظیم کام انجام دینا	۶/۱۱	۲۰۱
۶	پرندوں کی تسخیر	۷/۱۰	۲۱۵
۷	پیغام رسانی	۷/۱۲	۲۱۷
۸	پیروی ظلم	۸/۲۹	۲۷۸
۹	پاداش	۹/۵۲	۴۱۲
۱۰	پاکیزگی	۱۰/۳۰	۴۳۷

ت

۱	تبادلہ خیال	۵/۵	۱۷۶
۲	تاریخی واقعات	۵/۳۱	۱۸۴
۳	تسخیر ارض سماء	۷/۵	۲۰۸
۴	تاریکی سے روشنی میں لانا	۷/۱۹	۲۲۱
۵	تعریف	۸/۱	۲۲۳
۶	تسبیح	۸/۵	۲۲۳
۷	توبہ	۸/۴	۲۳۵
۸	توکل	۸/۳۶	۲۷۴
۹	توازن	۸/۴۷	۲۷۶
۱۰	تکذیب حق	۹/۴	۳۰۹
۱۱	تکذیب انبیاء	۹/۵	۳۱۰
۱۲	تکذیب	۹/۷	۳۱۹
۱۳	تفرقہ/تنازعہ	۹/۱۱	۳۳۳
۱۴	تہمت	۹/۲۱	۳۶۱
۱۶	ترک دینا	۹/۳۱	۳۸۷
۱۷	تندخوئی	۹/۴۳	۴۰۷
۱۸	ترشروئی	۹/۴۴	۴۰۸
۱۹	تعلیمات کی پیروی	۹/۴۵	۴۰۸
۲۰	تدبیر	۱۰/۲	۴۲۸
۲۱	تدبیر الٰہی	۱۰/۱۴	۴۳۵
۲۲	تکذیب حق	۱۱/۸	۴۶۸

Marfat.com

۲۳	تنگ دستی	۱۱/۱۳	۴۷۵
۲۴	تنگی رزق	۱۱/۱۳	۴۷۵

ج

۱	جنوں کا علم	۳/۶	۱۳۱
۲	جنوں سے جسمانی مشقت لینا	۶/۷	۱۹۸
۳	جہاد	۸/۳۵	۲۸۶
۴	جھوٹ	۹/۷	۳۱۹
۵	جہالت	۹/۲۴	۳۷۳
۶	جاہلیت	۹/۲۷	۳۷۸
۷	جلد بازی	۱۱/۲۶	۴۹۵
۸	جنون	۱۱/۳۶	۵۰۴

چ

۱	چغلخوری	۹/۱۸	۳۵۵
۲	چرب زبانی	۹/۵۵	۴۱۵
۳	چالبازی	۱۱/۳۲	۴۹۲

ح

۱	حکمت	۱/۲	۸۳
۲	ہوشمندی	۱/۵	۸۹
۳	حکم	۱/۷	۹۱
۴	حق کی شناخت	۴/۳	۱۳۷
۵	حق کی گواہی	۴/۵	۱۴۰
۶	حقیقت کو بے نقاب کرنا	۴/۷	۱۳۱
۷	ہوا کو مسخر کرنا	۶/۶	۱۹۷
۸	ہدایت	۷/۳	۲۰۳
۹	حکمران کی مصاحبت	۷/۴	۲۰۷
۱۰	حشرات الارض کی تسخیر	۷/۱۰	۲۱۵
۱۱	ہیبت	۷/۱۳	۲۱۷
۱۲	حقیقت شناسی	۷/۱۸	۲۲۰
۱۳	حمد	۸/۱	۲۲۳
۱۴	حق کا ساتھی	۸/۱۵	۲۵۵
۱۵	ہدایت / حق کی پیروی	۸/۲۸	۲۷۷
۱۶	ہمسایہ سے سلوک	۸/۳۴	۲۸۹
۱۷	حسد	۹/۳۰	۳۸۴
۱۸	حقائق سے فرار	۹/۳۲	۴۰۶
۱۹	حد سے تجاوز	۹/۴۸	۴۰۹
۲۰	حب مال و جاہ اولاد	۹/۶۱	۴۲۰
۲۱	ہدیہ	۱۰/۳۳	۴۴۸
۲۲	حکمت	۱۰/۲۱	۴۴۲
	حق کی گواہی	۱۰/۲۵	۴۴۵
۲۳	ہدایات سے انکار	۱۱/۵	۴۶۶
۲۴	حق سے روگردانی	۱۱/۱۰	۴۷۲

خ

۱	خواص اشیاء سے آگاہی	۱/۱۲	۹۷
۲	خدا کے خاص و برگزیدہ بندوں کا علم	۳/۵	۱۲۷
۳	خوف خوشخبری کا باعث	۴/۱	۱۳۵

Marfat.com

۴	خدا سے ہمکلامی	۵/۱۸	۱۸۱
۵	خالق کا علم	۶/۱	۱۸۷
۶	خواب کی تعبیر کا علم	۶/۱۰	۲۰۰
۷	خوشخبری	۷/۷	۲۱۳
۸	خبردار کرنا	۷/۶	۲۱۱
۹	خیر	۸/۷	۲۳۹
۱۰	خیانت	۹/۲۰	۳۵۹
۱۱	خمار بازی	۹/۲۸	۳۸۲
۱۲	خلاف ورزی وعدہ	۹/۶۳	۴۲۱
۱۳	خوش تدبیری	۱۰/۲۲	۴۴۳
۱۴	خوف	۱۰/۲۸	۴۸۷

د

۱	دانائی	۱/۲	۸۳
۲	دولت دنیا کا محافظ	۴/۱۱	۱۴۴
۳	دلیری	۷/۸	۲۱۳
۴	دعا	۸/۴	۲۲۷
۵	دبدبہ	۹/۱	۲۸۸
۶	دھمکی	۹/۵۳	۴۱۲
۷	دکھاوا	۹/۱۵	۳۴۸
۸	دشمنی	۹/۳۱	۴۰۲
۹	دوست دشمن میں تمیز	۱۰/۵	۴۲۹
۱۰	دعا	۱۰/۳۵	۴۵۱
۱۱	دانشمندی	۱۰/۲۱	۴۴۲
۱۲	دولت کی فراوانی	۱۱/۱۲	۴۷۵
۱۳	دلوں کی سختی	۱۱/۲۷	۴۸۶
۱۴	دیوانگی	۱۱/۳۶	۵۰۴

ذ

۱	ذریعہ فضیلت	۲/۷	۱۰۵
۲	ذریعہ آزمائش	۳/۴	۱۳۹
۳	ذاتی تجربہ	۵/۱۳	۱۷۶
۴	ذریعہ قوت	۷/۲	۲۰۳
۵	ذنب	۹/۱۳	۳۴۰

ڈ

۱	ڈکیتی	۱۱/۹	۴۷۱
۲	ڈانواڈول ہونا	۱۱/۲۱	۴۸۲
۳	ڈر	۱۱/۲۸	۴۸۷

ر

۱	راہ راست	۱/۴	۸۷
۲	روشنی	۱/۸	۹۴
۳	روشن تعلیمات	۱/۹	۹۳
۴	ریکارڈ اعمال	۲/۱۰	۱۰۹
۵	رسول	۵/۷	۱۶۳
۶	رائے طلبی	۵/۲۲	۱۸۵
۷	رہنمائی	۷/۳	۲۰۴
۸	ریب	۹/۹	۳۲۸
۹	ریاکاری	۹/۱۵	۳۳۸

Marfat.com

۱۰	رشوت	۹/۲۹	۳۸۳
۱۱	رہبانیت	۹/۳۱	۳۸۷
۱۲	ربوا	۹/۳۳	۳۸۹
۱۳	راہ راست سے بھٹکنا	۹/۶۳	۴۲۲
۱۴	رضائے الٰہی کے طالبوں کی معیت	۱۰/۳۳	۴۴۸
۱۵	رضائے الٰہی	۱۰/۱۳	۴۳۵
۱۶	راہ بھٹکنا	۱۱/۳	۴۶۵
۱۷	راہ زنی ۹/۱۱	۱۱/۹	۴۷۱
۱۸	رزق کی فراوانی	۱۱/۱۲	۴۷۵
۱۹	رسوائی	۱۱/۱۷	۴۷۷
	ز		
۱	زبان (ذریعہ)	۵/۱۶	۱۸۱
۲	زمین کی تسخیر کا باعث	۷/۵	۲۰۸
۳	زیادتی	۸/۱۴	۳۴
۴	زبان کی روانی	۱۰/۸	۴۳۱
	س		
۱	سوجھ بوجھ	۱/۱۱	۹۴
۲	سچے خواب	۵/۱۰	۱۷۲
۳	سرمستی	۵/۱۳	۱۷۷
۴	سبب نجات	۷/۱	۲۰۳
۵	سریع الحرکتی	۷/۲	۲۰۳
۶	سواء السبیل	۷/۱۷	۲۱۹

۷	سیدھا راستہ	۷/۱۷	۲۱۹
۸	سجدہ اظہار عجز	۸/۲۲	۲۶۸
۹	سجدہ تسبیح	۸/۲۳	۲۶۹
۱۰	سخاوت	۸/۳۲	۲۸۳
	سرکشی	۹/۱۰ ۹/۳۵ ۱۱/۳۵ ۵۰۰	۳۳۱ ۴۱۴ ۵۰۰
۱۱	سرکشی	۹/۱۰	۳۳۱
۱۲	سحر	۹/۳۶	۳۹۸
۱۳	سود	۹/۳۳	۳۸۹
۱۴	سکھانا	۹/۴۱	۴۰۵
۱۵	سنگ دلی	۹/۴۳	۴۰۷
۱۶	سچا عقیدہ	۱۰/۱۲	۴۳۲
۱۷	سبق حاصل کرنا	۱۰/۳۷	۴۵۵
۱۸	سامان زندگی کی فراوانی	۱۱/۱۲	۴۷۵
۱۹	سرزدگی	۱۱/۱۶	۴۷۶
	ش		
۱	شکرگزاری	۸/۱۹	۲۶۳
۲	شکر	۸/۲۱	۲۶۷
۳	شرک	۹/۳	۲۹۵
۴	شک	۹/۹	۳۲۸
۶	شیطان کی پیروی	۹/۲۲	۳۶۴
۷	شیاطین	۹/۲۳	۳۷۱
۸	شراب نوشی	۹/۲۸	۳۸۲

Marfat.com

٩	شرارت	٩/٣١	٣٠٨
١٠	شیطانی راستے سے احتراز	١٠/٢٧	٣٣٦
١١	شرک سے پرہیز	١٠/٣٢	٣٥٩
١٢	شک شبہ	١١/٣٣	٣٩٦
	ص		
١	صراط مستقیم	١/٣	٨٧
٢	صاحب اقتدار کی قربت	٧/٣	٢٠٧
٣	صنعتی ترقی کا معاون	٧/١٦	٢١٩
٤	صلہ رحمی	٨/٢٣	٢٦٩
٥	صبر	٨/٢٥	٢٧٠
٦	صلح	٨/٣١	٢٨١
٧	صلح صفائی کرانا	١٠/١٩	٣٣١
٨	صلح تعلقات کی درستی	١٠/٣٠	٣٥٦
٩	صلح جوئی	١٠/٢٦	٣٣٥
	ض		
١	ضرورت واہمیت علم	٢/١	[illegible]
	ط		
١	طعنہ زنی	٩/٦٧	٣٢٥
٢	طالب حق کی مدد	١٠/١٨	٣٣٠
	ظ		
١	ظلم	٩/١٣	٣٢٣
	ع		
١	علم کے معنی ومفہوم	١/١	٨١
٢	علم	١/٣	٨٥
٣	عقل	١/٣	٨٥
٤	علم روشن دلیل	١/١٠	٩٣
٥	عقلمندی	١/١١	٩٣
٦	علم ذریعہ تسخیر ارض وسما	٢/٥	١٠٢
٧	علم ذریعہ ہدایت	٢/٦	١٠٣
٨	علم فیصل اختلافات	٢/٨	١٠٥
[illegible]	علم عبرت ہے	٣/٦	١٣١
١٠	علم کاشف حقیقت ہے	٣/٧	١٣١
١١	علم لامحدود ہے	٣/٨	١٣٢
١٢	علم حق الہام مؤید بصدق ہے	٣/٩	١٣٣
١٣	علم انعام خداوندی ہے	٣/١٠	١٣٣
١٤	علم دولت دنیا کا محافظ ہے	٣/١١	١٣٤
١٥	علم منجانب اللہ ہے	٣/١٢	١٣٥
١٦	علم المکاشفہ	٦/٣	١٩٠
١٧	علم المعاملہ	٦/٣	١٩٠
١٨	علوم اسراریہ	٦/٣	١٨٨
١٩	علوم ظاہری	٦/٣	١٩٠
٢٠	علوم باطنی	٦/٣	١٩٠
٢١	علم بصورت ریکارڈ	٧/١١	٢١٥
٢٢	عبادت	٨/٢	٢٢٥
٢٣	عدل	٨/١٣	٢٥١
٢٤	عہد کا پورا کرنا	٨/١٦	٢٥٦

Marfat.com

۲۵	عصیان	۹/۱۳	۳۴۰
۲۶	عدوان	۹/۱۳	۳۴۰
۲۷	عناد	۹/۳۸	۴۰۲
۲۸	عہد شکنی	۹/۶۲	۴۲۱
۲۹	عدل	۱۰/۶	۴۳۰
۳۰	عبرت	۱۰/۸	۴۵۵
۳۱	علم کے راستے کی رکاوٹیں	۱۱/۱	۴۶۲
۳۲	عدل کی مخالفت	۱۱/۴	۴۶۵
۳۳	علم کے بغیر رہنمائی	۱۱/۲۲	۴۸۲
۳۴	عجلت پسندی	۱۱/۲۵	۴۸۵
۳۵	عہد شکنی	۱۱/۳۱	۴۹۰

غ

۱	غیبی اشارہ	۵/۱۴	۱۷۸
۲	غیبت	۹/۱۸	۳۵۵
۳	غصہ	۹/۴۰	۴۰۴
۴	غیبی تائید	۱۰/۳۹	۴۵۶
۵	غوروفکر	۱۱/۱۶	۴۷۶
۶	غم	۱۱/۱۵	۴۷۶
۷	غلامی	۱۱/۱۸	۴۷۸
۸	غفلت	۱۱/۱۹	۴۷۹
۹	غلط فہمی	۱۱/۲۳	۴۸۳

ف

۱	فراست	۱/۵	۸۹
۲	فضیلت	۲/۳	۱۰۱
۳	فضیلت علم	۲/۲	۱۰۰
۴	فضیلت علماء	۲/۹	۱۰۵
۵	فرشتوں کا علم	۳/۴	۱۳۶
۶	فرقان	۴/۳	۱۳۷
۷	فرشتے	۵/۶	۱۵۹
۸	فرشتوں کی گواہی	۵/۸	۱۶۷
۹	فتوی	۵/۲۲	۱۸۵
۱۰	فسق	۹/۳	۳۰۴
۱۱	فرمانبرداری	۱۰/۳۱	۴۵۸
۱۲	فسق سے تنفر	۱۰/۴۲	۴۶۰

ق

۱	قوت تمیز	۴/۲	۱۳۷
۲	قرآن پاک	۵/۲	۱۴۸
۳	قلم	۵/۱۹	۱۸۲
۴	قوت شامہ	۵/۱۷	۱۸۱
۵	قوت پرواز	۷/۲	۲۰۳
۶	قابل اعتماد	۹/۱۰	۳۳۵
۷	قصور کی معافی طلب کرنا	۱۰/۱۱	۴۳۲
۸	قصور کا اعتراف	۱۰/۱۷	۴۳۸
۹	قیاس آرائی	۱۱/۳۳	۴۹۳

ک

۱	کیڑوں مکوڑوں کا علم	۳/۷	۱۳۳

Marfat.com

۲	کسوٹی	۳/۲	۱۳۷	۶	مسائل کا علمی احاطہ	۷/۱۵	۲۱۸
۳	کتاب مبین	۵/۲	۱۳۸	۷	معانی	۸/۶	۳۵ ۲۳۵
۴	کفر	۹/۱	۲۸۸	۸	میانہ روی	۸/۲۷	۲۷۶
۵	کفران نعمت	۹/۶	۳۱۷	۹	معصیت	۹/۱۳	۳۳۰
۶	کذب	۹/۷	۳۱۹	۱۰	منافقت	۹/۲۶	۳۵۰
۷	کنجوسی	۹/۱۹	۳۵۶	۱۱	مذہبی تعصب	۹/۳۴	۳۹۲
۸	کم ہمتی	۹/۳۲	۳۸۸	۱۲	مایوسی	۹/۳۹	۴۰۳
۹	کج بحثی	۹/۵۰	۴۱۰	۱۳	متشابہات کا پیچھا کرنا	۹/۵۱	۴۱۱
۱۰	کفر سے تنفر	۱۰/۱۴ ۴۶۰		۱۴	مردہ ضمیری	۹/۵۸	۴۱۷
۱۱	کتمان حق	۱۱/۸	۴۷۰	۱۵	منشائے الٰہی کا حصول	۱۰/۱۱	۴۳۵
	گ			۱۶	معاملہ فہمی	۱۰/۲۲	۴۴۳
۱	گفتگو	۷/۱۱	۱۷۶	۱۷	مضبوط دل	۱۰/۲۹	۴۴۶
۲	گھمنڈ	۹/۸	۳۲۳	۱۸	معجزہ	۱۰/۳۶	۴۵۳
۳	گمراہی	۹/۵۹	۴۱۷	۱۹	میل جول	۱۰/۴۰	۴۵۶
	ل			۲۰	محکمات کی پیروی	۱۰/۴۱	۴۵۷
۱	لڑائی جھگڑا	۹/۱۱	۳۳۳	۲۱	موانعات علم	۱۱/۱	۴۶۲
۲	لواطت	۹/۲۵	۳۷۵	۲۲	مرغوبات نفس	۱۱/۱۱	۴۷۴
	م			۲۳	من گھڑت بات	۱۱/۳۱	۴۹۲
۱	مخصوص بندوں کی فضیلت بوجہ علم	۲/۴	۱۰۲	۲۴	مکاری	۱۱/۳۲	۴۹۳
۲	معجزات	۵/۹	۱۶۸		**ن**		
۳	معلوماتی (علم)	۶/۲	۱۸۷	۱	نصیحت	۱/۶	۸۹
۴	مفسر علوم	۶/۳	۱۸۸	۲	نبیوں کا علم	۳/۲	۱۱۳
۵	معاون روزگار	۷/۹	۲۱۴	۳	نیابت الٰہی	۴/۶	۱۳۱

۴	نبی	۵/۷	۱۹۳
۵	نذیر	۷/۶	۲۱۱
۶	نذر ہونا	۷/۸	۲۱۳
	۲۱۲	۴۴۱	
۷	نافرمانی	۹/۱۳	۳۰۴
۸	ناانصافی	۹/۱۴	۳۴۲
۹	ناشکری	۹/۱۷	۳۵۳
۱۰	نادانی	۹/۲۴	۳۷۳
۱۱	نصیحت روگردانی	۹/۴۷	۴۰۸
۱۲	نصیحت پر عمل نہ کرنا	۹/۶۵	۴۲۳
۱۳	نیش زنی	۹/۶۷	۴۲۵
۱۴	نفس انسانی کی شہادت	۱۰/۳	۴۲۸
۱۵	نیک روی	۱۰/۲۳	۴۴۳
۱۶	نیک ظنی	۱۰/۳۱	۴۴۷
۱۷	نیک عملی	۱۰/۳۴	۴۴۹
۱۸	نصیحت	۱۰/۳۷	۴۵۵
۱۹	نصیحت کی پیروی	۱۰/۴۱	۴۵۸
۲۰	نافرمانی سے تنفر	۱۰/۴۳	۴۶۰
۲۱	نسیان	۱۱/۱۹	۴۷۹
۲۲	ناشکری/ناقدری	۱۱/۲۴	۴۸۴

و

۱	وحی الٰہی	۵/۴	۱۵۰
۲	وجدان	۵/۱۳	۱۷۷
۳	وعدہ وفائی	۸/۱۷	۲۵۸
۴	وصیت	۸/۳۳	۲۸۴
۵	وہم	۹/۹	۳۲۸
		۸/۱۴۳	۴۹۹
۶	وسطی راہ	۱۰/۱۵	۴۳۶

ی

۱	یاوہ گوئی	۹/۵۷	۴۲۱
۲	یادداشت	۱۰/۱	۴۲۷
۳	یکسوئی	۱۰/۴	۴۲۹

Marfat.com

انڈیکس عنوانات جلد دوم

۱	ابلاغ	۱۲/۱	۱۸
۲	اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا	۱۲/۴	۲۶
۳	اجتماع عوام	۱۲/۷	۲۷
۴	امن	۱۲/۱۰	۲۹
۵	اعلانیہ دعوت حق	۱۲/۱۵	۳۳
۶	آزادی فکر ومذہب	۱۲/۱۹	۳۴
۷	اللہ تعالیٰ بطور معلم	۱۳/۱	۴۲
۸	اللہ کی خوشنودی	۱۳/۲	۴۵
۹	اتمام حجت	۱۳/۳	۴۶
۱۰	اطاعت کرنا	۱۳/۴	۴۷
۱۱	انکساری	۱۳/۵۰	۶۱
۱۲	اطمینان قلب	۲۱/۲	۳۹۳
۱۳	آؤ بھگت کرنے والا	۱۳/۵۰	[illegible]
۱۴	اچھا سلوک	۱۳/۳۰	۸۱
۱۵	اللہ پر بھروسہ کرنا	۱۳/۴۲	۸۴
۱۶	انابت الی اللہ	۱۳/۴۳	۸۵
۱۷	اللہ کی حاکمیت	۱۴/۱	۹۳
۱۸	اطاعت الٰہی	۱۴/۲	۹۶
۱۹	اطاعت رسول	۱۴/۲	۹۶
۲۰	امر بالمعروف	۱۴/۱۰	۱۱۷
۲۱	ارتکاز دولت سے پرہیز	۱۴/۱۵	۱۲۲
۲۲	انسان کے بنیادی حقوق کا احترام	۱۴/۱۷	۱۲۶
۲۳	احترام انسانیت	۱۴/۱۸	۱۲۷
۲۴	ایمان باللہ	۱۵/۴	۱۳۴
۲۵	ایمان بالرسالت	۱۵/۵	۱۳۸
۲۶	ایمان بالآخرہ	۱۵/۷	۱۴۳
۲۷	الہامی کتابوں پر ایمان	۱۵/۸	۱۴۵
۲۸	آسمان کی بناوٹ پیدائش کا علم	۱۵/۱۵	۱۶۲
۲۹	انسان کی بناوٹ پیدائش کا علم	۱۵/۱۶	۱۶۲
۳۰	انسانی پیدائش کا علم	۱۵/۱۷	۱۶۵
۳۱	آسمان اور جملہ زمینی اشیاء کی پیدائش کا علم	۱۵/۱۸	۱۶۶
۳۲	اشیاء خورد ونوش کا علم	۱۵/۲۵	۱۷۳
۳۳	اشیاء کے نام واوصاف کا علم	۱۵/۳۵	۱۸۶
۳۴	اجرام فلکی کی پیدائش کا علم	۱۵/۳۶	۱۸۷
۳۵	اصلاحی جماعتوں کا قیام	۱۵/۴۷	۲۲۷
۳۶	آنکھوں کی روحانی جسمانی خوبیوں خامیوں کا علم	۱۵/۵۰	۲۳۸
۳۷	انہماک	۱۶/۸	۲۵۸
۳۸	امثال	۱۶/۱۶	۲۶۹
۳۹	انذار/انتباہ	۱۶/۱۷	۲۷۲
۴۰	آگاہ کرنا	۱۶/۱۷	۲۷۲

Marfat.com

۴۱	اجر عظیم کا انعام	۱۶/۲۰	۲۹۹
۴۲	اللہ کی رضا کا انعام	۱۶/۴۱	۳۰۰
۴۳	اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی سزا	B ۱۷/۱۰	۳۳۵
۴۴	اللہ سے پختہ وعدہ توڑنے کی سزا	B ۱۷/۱۵	۳۳۵
۴۵	اللہ اور رسول کی نافرمانی کی سزا	B ۱۷/۲۲	۳۵۰
۴۶	اللہ اور رسول کے مقابلے پر آنا	B ۱۷/۲۳	۳۵۱
۴۷	اللہ پر جھوٹ گھڑنے کی سزا	B ۱۷/۲۴	۳۵۱
۴۸	الہامی کتابوں کو جھٹلانے کی سزا	B ۱۷/۲۵	۳۵۱
۴۹	آیات اللہ کا مذاق اڑانے کی سزا	B ۱۷/۲۶	۳۵۲
۵۰	ارتداد کی سزا	B ۱۷/۴۷	۳۶۰
۵۱	استقامت	۱۹/۱۱	۳۸۱
۵۲	افراط و تفریط سے پرہیز	۱۹/۱۳	۳۸۳
۵۳	امن و امان	۲۱/۱	۳۹۱
۵۴	اطمینان قلب	۲۱/۲	۳۹۲
۵۵	افواہ طرازی	۲۱/۱۰	۳۹۷
۵۶	احترام کتاب	۲۲/۱	۴۱۴

ب

۱	بردباری	۱۳/۹	۵۱
۲	بات کی حد تک پہنچنا	۱۳/۱۹	۶۲
۳	بلاغت	۱۳/۲۴	۶۸
۴	بھلائی چاہنا	۱۳/۲۸	۷۰
۵	بلاخوف خطر اعلان حق	۱۳/۳۰	۷۳
۶	برائی کا مقابلہ	۱۳/۳۳	۷۵
۷	بشارت	۱۳/۳۶	۷۷
۸	بھلائی	۱۳/۳۶	۸۱
۹	بنیادی حقوق کا احترام	۱۴/۱۷	۱۳۶
۱۰	باغات کا علم	۱۵/۲۳	۱۷۳
۱۱	بحریات کا علم	۱۵/۳۳	۱۸۴
۱۲	بین الاقوامی تعلقات کا علم	۱۵/۴۰	۲۰۲
۱۳	باہمی امداد	۱۶/۷	۲۵۷
۱۴	بحث میں شائستگی	۱۶/۱۱	۲۵۹
۱۵	بے حساب اجر	۱۷/۱۶	۲۹۸
۱۶	بہترین اجر	۱۷/۱۸	۲۹۸
۱۷	بنی اسرائیل کو انعامات	۱۷/۱۹	۲۹۹
۱۸	بدی کے کاموں میں تعاون کی سزا	۱۷/۱۹	۳۰۳
۱۹	بخل کی سزا	۱۷/۱۳	۳۴۱
۲۰	بدکاری کی سزا	۱۷/۱۴	۳۴۳
۲۱	بزدلی کی سزا	۱۷/۱۵	۳۴۷
۲۲	بلاخوف و خطر اعلان حق	۱۹/۱۲	۳۸۳
۲۳	بدی کے کاموں میں تعاون	۲۱/۶	۳۹۵
۲۴	بدامنی	۲۱/۱۵	۴۰۱
۲۵	بغض	۲۱/۱۸	۴۰۵
۲۶	بے حیائی	۲۱/۲۰	۴۰۶

پ

۱	پاکیزہ زندگی	۱۳/۲۹	۷۳
۲	پست آواز	۱۳/۳۱	۷۴

Marfat.com

۳	پرہیزگاری	۱۴/۶	۱۰۵
۴	پاکیزگی	۱۴/۷	۱۰۸
۵	پابندی قانون	۱۴/۱۲	۱۳۰
۶	پرامن معاشرہ کا قیام	۱۴/۲۶	۱۴۴
۷	پہاڑوں کا علم	۱۵/۱۲	۱۵۸
۸	پہاڑوں کی بناوٹ کا علم	۱۵/۱۴	۱۶۱
۹	پھلوں کو محفوظ کرنے کا علم	۱۵/۲۳	۱۷۰
۱۰	پیشوائی عالم کا انعام	۱۷/۹	۲۹۵
۱۱	پامردی	۱۹/۱۱	۳۸۱

ت

۱	تبلیغ میں نرمی	۱۲/۴	۱۷
۲	تبلیغ	۱۲/۱	۱۷
۳	تہذیب کی یکسانی	۱۲/۱۸	۳۶
۴	تحمل مزاجی	۱۳/۹	[illegible]
۵	توقیر	۱۳/۲۲	۶۶
۶	تنقید کو نظر انداز کرنا	۱۳/۳۰	۷۴
۷	توکل بخدا	۱۳/۳۸	۸۴
۸	تنبیہہ کرنا	۱۳/۴۰	۸۷
۹	تزکیہ نفس	۱۴/۷	۱۰۸
۱۰	تسخیر ارض و سما	۱۴/۸	۱۱۰
۱۱	تسخیر فطرت	۱۴/۸	۱۱۰
۱۲	تکریم انسانیت	۱۴/۱۸	۱۲۷
۱۳	تیل کی صنعت	۱۵/۲۳	۱۷۰
۱۴	تجارت	۱۵/۲۶	۱۷۴
۱۵	تبلیغی جماعت کا قیام	۱۵/۴۹	۲۲۷
۱۶	توجہ	۱۶/۹	۲۵۸
۱۷	تمثیل	۱۶/۱۶	۲۶۹
۱۸	تدبیر	۱۶/۱۸	۲۷۴
۱۹	تدریج	۱۶/۱۹	۲۷۴
۲۰	تشریح	۱۶/۲۲	۲۷۵
۲۱	تاکید	۱۶/۳۰	۲۸۳
۲۲	تکبر کی سزا	۱۷B/۱۲	۳۳۸
۲۳	تضحیک کی سزا	۱۷B/۱۶	۳۳۸
۲۴	تعلیمی سیر	۱۸/۴	۳۶۵
۲۵	تحقیق و تفتیش کی اہمیت	۱۹/۱	۳۶۹
۲۶	تحریف	۱۹/۷	۳۷۶
۲۷	تصدیق / تائید	۱۹/۹	۳۸۰
	تفرقہ بازی	۲۱/۱۲	۳۹۹

ث

۱	ثقافت کی یکسانی	۱۲/۱۸	۳۶
۲	ثابت قدمی	۱۳/۱۲	۵۴

ج

۱	جاہلوں سے اعراض	۱۳/۸	۵۰
۲	جوہر شناسی	۱۳/۳۸	۸۰
۳	جدید نصاب تعلیم	۱۵/۱	۱۳۰
۴	جملہ اشیاء کی تسخیر کا علم	۱۵/۱۳	۱۵۹

Marfat.com

۵	جغرافیہ کا علم	۱۵/۳۰	۱۸۳
۶	جہاز سازی کا علم	۱۵/۳۴	۱۸۵
۷	جہاز رانی کا علم	۱۵/۳۴	۱۸۵
۸	جہاد کا انعام	۱۷/۱۰ A	۲۹۵
۹	جنتی حوروں کا انعام	۱۷/۱۷ A	۲۹۸
۱۰	جھوٹے وقار کی سزا	۱۷B/۱۷ A	۳۴۹
۱۱	جھوٹ کی سزا	۱۷B/۴۸	۳۶۰
۱۲	جسمانی اہمیت	۱۸/۱	۳۶۳
۱۳	جائزہ / جانچ پڑتال	۲۰/۲	۳۸۵
۱۴	جھگڑالو ہونا / جھگڑا کرنا	۲۱/۱۷	۴۰۳
۱۵	جنوں کی مخالفت حق	۲۱/۲۲	۴۰۸

چ

۱	چشم پوشی	۱۳/۱۴	۵۶
۲	چیلنج	۱۶/۲۵	۲۸۰
۳	چوری کی سزا	۱۷B/۱۸	۳۴۹

ح

۱	حکم ماننا	۱۳/۶	۴۷
۲	حق کی طرف رجوع کرنا	۱۳/۳۹	۸۵
۳	حب الٰہی	۱۴/۴	۱۰۰
۴	حب رسول	۱۴/۴	۱۰۰
۵	حصول تقویٰ	۱۴/۶	۱۰۵
۶	حلال رزق کا حصول	۱۴/۱۴	۱۲۲
۷	حیوانی پیدائش کا علم	۱۵/۱۷	۱۶۵
۸	حیاتیات کا علم	۱۵/۱۹	۱۶۷
۹	حکمت	۱۵/۲۰	۱۶۸
۱۰	حیوانات کا علم	۱۵/۳۲	۱۸۲
۱۱	حیات بعد الموت کا علم	۱۵/۳۸	۱۸۹
۱۲	حکمت و حکومت کا انعام	۱۷/۲۲	۳۰۰
۱۳	حج بیت اللہ سے روکنے کی سزا	۱۷/۴۵	۳۵۹
۱۴	حق میں باطل کی آمیزش	۱۹/۷	۳۷۶
۱۵	حق کے راستے سے روکنا	۲۱/۷	۳۹۵
۱۶	حفاظت علم کے لئے کتب	۲۲/۳	۴۰۱

خ

۱	خلوص نیت	۱۳/۱۲	۵۵
۲	خیر خواہی	۱۳/۲۶	۷۰
۴	خبردار کرنا / خطرہ سے آگاہ کرنا	۱۳/۳۵	۷۶
۵	خوشخبری دینا	۱۳/۳۶	۷۷
۶	خاطر مدارات کرنے والا	۱۳/۳۹	۸۱
۷	خلق کی ابتداء کا علم	۱۵/۱۹	۱۶۷
۸	خصوصی علوم کا انعام	۱۸/۵	۲۹۴
۹	خود پسندی کی سزا	۱۷B/۱۲	۳۳۸
۱۰	خوف کی سزا	۱۷B/۱۵B	۳۴۷
۱۱	خیانت کی سزا	۱۷B/۴۹	۳۶۱
۱۲	خیانت علمی	۱۹/۷	۳۷۶
۱۳	خفیہ سرگوشیاں	۲۱/۱۴	۴۰۰
۱۴	خفیہ عہد و پیمان	۲۱/۲۱	۴۰۷

Marfat.com

۱۵	خلل اندازی حق	۲۱/۱۲	۴۰۸

و

۱	دعوت	۱۲/۱	۱۷
۲	دعوت حق علی وجہ البصیرت	۱۲/۱۹	۳۷
۳	دبدبہ/دھاک	۱۳/۱۱	۵۲
۵	درگزر	۱۳/۱۴	۵۶
۶	دانائی اہلیت	۱۳/۱۹	۶۳
۷	دلجمعی	۱۳/۲۳	۶۷
۸	دھیمی آواز/دھیما لہجہ	۱۳/۳۱	۷۴
۹	دریاولی	۱۳/۳۷	۸۳
۱۰	دھماکا	۱۳/۴۰	۸۷
۱۱	دائرہ علوم	۱۵/۲	۱۳۱
۱۲	دینی تعلیم	۱۵/۳	۱۳۲
۱۳	دریاؤں کا علم	۱۵/۱۴	۱۵۸
۱۴	دلیل	۱۶/۱۲	۲۵۹
۱۵	دہریت کی سزا	17h/1	۳۰۱
۱۶	دھوکہ بازی کی سزا	۱۳/۴	۳۵۸
۱۷	دانائی اہلیت	۱۸/۱	۳۶۳

ڈ

۱	ڈرانا	۱۳/۴۴	۸۷
۲	ڈر کی سزا	17h/15a	۳۴۷
۳	ڈکیتی کی سزا	17h/19	۳۴۹

ر

۱	رجوع الی اللہ	۱۳/۵	۴۶
۲	رضاجوئی	۱۳/۴	۴۷
۳	رحم	۱۳/۹	۴۹
۴	رعب	۱۳/۱۰	۵۲
۵	رجوع الی اللہ	۱۴/۱۳	۱۲۱
۶	راستوں کا علم	۱۵/۱۲	۱۵۸
۷	روح کا علم	۱۵/۳۷	۱۸۸
۸	ریاضی کا علم	۱۵/۴۳	۲۰۶
۹	رازداری	۱۶/۱۰	۲۵۸
۱۰	رائے طلبی	۱۶/۱۳	۲۶۲
۱۱	رسولوں کو مصیبت سے نجات	۱۸/۱۴	۲۹۷
۱۲	رضائے الٰہی کا انعام	A ۱۷/۲۴	۳۰۰
۱۳	رسولوں کے مقابلے پر آنے کی سزا	17B/23	۳۵۱
۱۴	رسول کی نافرمانی کی سزا	17B/22	۳۵۰
۱۵	رسولوں کا مذاق اڑانے کی سزا	17B/48	۳۵۳
۱۶	رسولوں پر ظلم کی سزا	17B/33	۳۵۴
۱۷	رابطوں کو کاٹنے کی سزا	17B/37	۳۵۶
۱۸	روز جزا سے انکار کی سزا	17B/41	۳۵۷

ز

۱	زمین کی بناوٹ کا علم	۱۵/۱۴	۱۶۲
۲	زمین کی پیدائش کا علم	۱۵/۱۵	۱۶۴
۳	زمینی اشیاء کی پیدائش کا علم	۱۵/۱۸	۱۶۶
۴	زباندانی کی تعلیم	۱۵/۲۱	۱۶۹

Marfat.com

۵	زنا کی سزا	۱۷b/۱۴	۳۴۳
۶	زر پرستی کی سزا	۱۷b/۳۶	۳۶۰
	س		
۱	سلامتی	۱۳/۱۰	۲۹
۲	سنجیدگی	۱۳/۹	۵۱
۳	سکینت	۱۳/۲۲	۶۷
۴	سیدھی و صاف بات	۱۳/۳۴	۷۶
۵	سخاوت	۱۳/۴۱	۸۳
۶	سیاحت	۱۵/۲۸	۱۷۹
۷	سمندر کا علم	۱۵/۳۳	۱۸۴
۸	سیاسی جماعتوں کا قیام	۱۵/۴۷	۲۲۷
۹	سفارت کاری	۱۵/۴۸	۲۲۹
۱۰	سیرت النبی ﷺ	۱۵/۵۵	۲۴۷
۱۱	سوال جواب	۱۶/۱۴	۲۶۳
۱۲	سرگزشت	۱۶/۱۵	۲۶۴
۱۳	سن گن لینا	۱۶/۳۱	۲۸۳
۱۴	سہواً قتل کی سزا	۱۷b/۲۱	۳۵۰
۱۵	سفر	۱۸/۴	۳۶۵
۱۶	سیرونی الارض	۱۸/۴	۳۶۵
۱۷	سچائی سے نفرت	۱۹/۱۵	۳۸۳
	ش		
۱	شریعت کا علم	۱۵/۱۱	۱۵۷
۲	شیاطین کو مسخر کرنے کا علم	۱۵/۴۱	۲۰۴

۳	شعرا/شاعری	۱۵/۴۲	۲۰۴
۵	شرکت عمل	۱۶/۶	۲۵۷
۶	شرک کی سزا	۱۷b/۳	۳۱۱
۷	شیطان کی پیروی کی سزا	۱۷b/۸	۳۳۲
۸	شریعت میں ردوبدل کی سزا	۱۷b/۳۰	۳۵۳
۹	شہادت	۱۹/۲	۳۷۱
۱۰	شیطان کی پارٹی	۲۱/۳	۳۹۳
۱۱	شور	۲۱/۲۳	۴۰۸
	ص		
۱	صبر	۱۳/۹	۵۱
۲	صاف ستھری عملی زندگی	۱۳/۲۸	۷۳
۳	صلوۃ	۱۵/۹	۱۴۹
	ض		
۱	ضد کی سزا	۱۷b/۳۶	۳۵۵
	ط		
۱	طمانیت	۱۳/۲۲	۶۷
۲	طہارت جسمانی و روحانی	۱۳/۳۷	۷۸
۳	طبعی پاکیزگی	۱۳/۳۷	۷۸
۴	طریق تدریس کی اہمیت	۱۶/۱	۲۵۳
۵	طعنہ زنی کی سزا	۱۷b/۱۴	۳۴۷
۶	طالبان دنیا کی سزا	۱۷b/۳۹	۳۵۷
	ظ		
۱	ضبط نفس	۱۳/۱۷	۹۳

Marfat.com

٢	ظلم کی سزا	١٧b/٣	٣١٣
٣	ظالم بستیوں کی سزا	١٧b/٣٢	٣٥٣
٤	ظالموں کی طرفداری	٢١/٥	٣٩٣
٥	ظلم کی خاطر جتھہ بندی	٢١/٨	٣٩٦
٦	ظالموں کی صحبت سے پرہیز	٢١/٢٤	٤٠٩

ع

١	علمی جہاد	١٣/١٢	٣٢
٢	عاجزی	١٣/١٤	٩١
٣	عالمی تاریخ	١٥/٣٩	١٩٧
٤	علم قرآن	١٥/١٠	١٥٢
٥	علم نباتات	١٥/٣١	١٨١
٦	علم غوطہ خوری	١٥/٣٣	١٨٣
٧	عالمی تاریخ	١٥/٣٩	١٩٧
٨	علم فلکیات	١٥/٤٤	٢١٣
٩	علم الریاضی	١٥/٤٣	٢٠٦
١٠	علم آثار قدیمہ	١٥/٤٥	٢١٤
١١	علم الریاست	١٥/٤٦	٢١٤
١٢	تعلیم السیاست	١٥/٤٨	٢٢٨
١٣	علم الاغذیہ	١٥/٤٩	٢٣٠
١٤	علم عمرانیات/تمدن	١٥/٤٩	٢٣٣
١٥	علم طبیعات	١٥/٥١	٢٣٩
١٦	علم النفس	١٥/٥٢	٢٣٠
١٧	عملی تجربہ	١٦/٢	٢٥٤
١٨	عمل کا بدلہ	١٦/٣٦	٢٨٠
١٩	عمل کی ذمہ داری	١٦/٣٩	٢٨٣
٢٠	عطائیگی حکومت کا انعام	١٧٨/٥	٢٩١
٢١	عطائیگی نبوت کا انعام	١٧٨/٧	٢٩٣
٢٢	عہد توڑنے کی سزا	١٧b/١٥	٣٣٥
٢٣	عمداً قتل کی سزا	١٧b/٢١	٣٥٠

غ

١	غلطی سے اجتناب	١٣/١٦	٦٢
٢	غصہ کو پی جانا	١٣/١٧	٦٣
٣	غلطی سے آگاہ کرنا	١٣/٣٥	٧٦
٤	غوطہ خوری کا علم	١٥/٣٣	١٨٣
٥	غذاؤں کا علم	١٥/٤٩	٢٣٢
٦	غیر ضروری سوالات سے پرہیز	١٦/٢٣	٢٧٨
٧	غیبت کی سزا	١٧b/١٣a	٣٤٧
٨	غفلت کی سزا	١٧b/٥١	٣٦١
٩	غور و فکر	١٩/٨	٣٧٩
١٠	غلو	١٩/١٤	٣٨٣

ف

١	فیصلہ کن بات	١٣/٣	٣٦
٢	فرمانبرداری	١٣/٤	٤٧
٣	فصاحت	١٣/٢٣	٦٧
٤	فیاضی	١٣/٣١	٨٣
٥	فقہ کا علم	١٥/١١	١٥٧

۶	فلسفہ حیات	۱۵/۳۸	۱۸۹
۷	فلسفہ زمان و مکان	۱۵/۳۸	۱۸۹
۸	فلکیات کا علم	۱۵/۴۴	۲۱۰
۹	فرمانبرداروں سے جنت کا انعام	۱۷a/۲۳	۳۰۰
۱۰	فسق / فاسق کی سزا	۱۷b/۱۱	۳۳۶
۱۱	فساد / فسادی کی سزا	۱۷b/۳۵	۳۵۵
۱۲	فرقہ بندی کی سزا	۱۷b/۵۰	۳۶۱
۱۳	فسادی لیڈر	۲۱/۴	۳۹۴
۱۴	فحاشی	۲۱/۱۹	۴۰۵

ق

۱	قدر مشترک کی دعوت	۱۳/۲۲	۴۰
۲	قوت برداشت	۱۳/۹	۵۱
۳	قول معروف	۱۳/۳۴	۷۶
۴	قلب و نگاہ کی پاکیزگی	۱۳/۳۷	۷۸
۵	قدردان	۱۳/۳۸	۸۰
۶	قومی فضیلت	۱۴/۱۱	۱۱۹
۷	قانون کا احترام	۱۴/۱۲	۱۲۰
۸	قدیم نصاب تعلیم	۱۵/۱	۱۳۰
۹	قرآن کی تعلیم	۱۵/۱۰	۱۵۲
۱۰	قوت فیصلہ کا علم	۱۵/۲۰	۱۶۸
۱۱	قیام عدل	۱۵/۴۷	۲۲۳
۱۲	قصاص	۱۵/۴۹	۲۲۷
۱۳	قسم	۱۶/۲۲	۲۷۷
۱۴	قبول حق سے انکار کی سزا	۱۷b/۳۴	۳۵۵
۱۵	قطع قرابت کی سزا	۱۷b/۳۷	۳۵۶
۱۶	قیامت سے انکار کی سزا	۱۷b/۴۱	۳۵۷
۱۷	قانون شکنی کی سزا	۱۷b/۴۳	۳۵۸
۱۸	قتل اولاد کی سزا	۱۷b/۵۲	۳۶۱
۱۹	قوت عمل	۱۹/۴	۳۷۵
۲۰	قیاس	۱۹/۱۰	۳۸۱
۲۱	قانون شکنی	۲۱/۱۹	۳۹۶

ک

۱	کثیر تعداد میں قبول حق	۱۲/۶	۳۶
۲	کلچر کی یکسانی	۱۲/۱۸	۳۶
۳	کتاب نبوت کا علم	۱۵/۲۰	۱۶۸
۴	کاشت کاری	۱۵/۲۴	۱۷۲
۵	کائناتی سفر	۱۵/۲۷	۱۷۶
۶	کشتی سازی کا علم	۱۵/۳۴	۱۸۵
۷	کشتی رانی کا علم	۱۵/۳۴	۱۸۵
۸	کفر کی سزا	۱۷b/۱	۳۰۱
۹	کافروں کو دوست رکھنے کی سزا	۱۷b/۲	۳۰۳
۱۰	کنجوسی کی سزا	۱۷b/۱۳	۳۴۰
۱۱	کفران نعمت کی سزا	۱۷b/۱۹	۳۴۵
۱۲	قذف (سزا)	۱۷b/۲۰	۳۵۰
۱۳	کھلی نشانیوں کو جھٹلانے کی سزا	۱۷b/۳۱	۳۵۴
۱۴	کھیل کود	۱۸/۲	۳۶۴

Marfat.com

گ

۱	گنجینہ علوم	۱۵/۲	۱۳۱
۲	گفتگو	۱۶/۱۴	۲۶۳
۳	گواہی	۱۶/۲۲	۲۷۷
۴	گناہوں سے معافی کا انعام	۱۶/۲۳	۳۰۰
۵	گھمنڈ کی سزا	۱۷b/۱۳	۳۳۸
۶	گواہی	۱۹/۲	۳۷۱
۷	گروہی اختلافات	۲۱/۱۶	۴۰۳

ل

۱	لغویات سے پرہیز	۱۲/۴۵	۸۸
۲	لواطت کی سزا	۱۷b/۱۴	۳۴۳

م

۱	مقناطیسی فیتے	۱۲/۳	۲۴
۲	مباہلہ	۱۲/۱۱	۳۱
۳	مساجد	۱۲/۱۷	۳۵
۴	مال غنیمت	۱۲/۲۰	۳۸
۵	معاملات طے کرنا	۱۳/۳	۴۶
۶	میٹھا بول	۱۳/۶	۴۸
۷	مستقل مزاجی	۱۳/۱۱	۵۴
۸	معافی	۱۳/۱۴	۵۶
۹	معاملہ فہمی/معاملہ شناسی	۱۳/۱۵	۶۲
۱۰	مشاورت/مشورہ طلبی	۱۳/۱۹	۶۴
۱۱	متانت	۱۳/۲۱	۶۶
۱۲	متعلقین کی نقل و حرکت پر نگاہ	۱۳/۳۲	۷۵
۱۳	ماحولیاتی پاکیزگی	۱۳/۳۷	۷۸
۱۴	مربی	۱۳/۳۸	۸۰
۱۵	متواضع	۱۳/۳۹	۸۱
۱۷	مشمولات علم	۱۵/۲	۱۳۱
۱۸	ملائکہ پر ایمان	۱۵/۶	۱۳۱
۱۹	میدانوں کا علم	۱۵/۱۲	۱۵۸
۲۰	مناسب طلب	۱۶/۴	۲۵۵
۲۱	مہلت عمل	۱۶/۵	۲۵۶
۲۲	مشورہ	۱۶/۱۳	۲۶۲
۲۳	مقابلہ	۱۶/۲۰	۲۷۵
۲۴	مددگار/معاون	۱۶/۲۷	۲۸۱
۲۶	مومنوں کو انعام	۱۷a/۴	۲۹۰
۲۷	مومنوں کے لئے جنت کا انعام	۱۷a/۱۲	۲۹۶
۲۸	مومنوں کے لئے مغفرت و عزت کی روزی	۱۷a/۱۳	۲۹۷
۲۹	مقرب بندوں کو کرب عظیم سے نجات	۱۷a/۱۵	۲۹۷
۳۰	مغفرت کا انعام	۱۷a/۲۰	۲۹۹
۳۱	منافق، منافقت کی سزا	۱۷b/۶	۳۳۲
۳۲	مذاق اڑانے کی سزا	۱۷b/۱۶	۳۳۸
۳۳	مال و دولت کی حرص کی سزا	۱۷b/۴۷	۳۶۰
۳۴	مرتد ہونے کی سزا	۱۷b/۴۷	۳۶۰

Marfat.com

۳۵	مضبوط ارادہ	۱۹/۳	۳۷۵
۳۶	مقابلہ	۱۹/۵	۳۷۵
۳۷	مساعت عمل	۱۹/۶	۳۷۶
۳۸	مستقل مزاجی	۱۹/۱۱	۳۸۱

ن

۱	نیکی کی پرچارک جماعت	۱۲/۸	۲۷
۲	نسلی و گروہی تعلق	۱۲/۱۳	۳۲
۳	نیکی کے کاموں میں تعاون	۱۲/۱۴	۳۳
۴	نرم مزاجی	۱۳/۵	۴۷
۵	نرم گفتاری	۱۳/۶	۴۸
۶	نگرانی / نگہبانی	۱۳/۲۰	۶۴
۸	نصیحت	۱۳/۲۶	۷۱
۹	نیابت الٰہی فی الارض	۱۴/۹	۱۱۴
۱۰	نہی عن المنکر	۱۴/۱۰	۱۱۷
۱۱	نصاب تعلیم	۱۵/۲	۱۳۱
۱۲	نماز	۱۵/۹	۱۳۹
۱۳	نباتات کا علم	۱۵/۳۱	۱۸۱
۱۴	نیکو کاروں کو جزا	۱۷a/۳	۲۸۵
۱۵	نیک اولاد کی جزا	۱۷a/۶	۲۹۳
۱۶	نمایاں کامیابی کا انعام	۱۷a/۲۴	۳۰۰
۱۷	نبیوں کی تکذیب کی سزا	۱۷b/۷	۳۲۷
۱۸	ناشکری کی سزا	۱۷b/۱۶	۳۴۵
۱۹	نافرمانی کی سزا	۱۷b/۱۱	۳۳۶
۲۰	ناپ تول میں کمی کی سزا	۱۷b/۳۰	۳۵۷
۲۱	نگرانی	۲۰/۳	۳۹۰
۲۲	نسل / نسب	۲۱/۲۵	۴۰۹

و

۱	وقار	۱۳/۲۱	۶۶
۲	وحدانیت	۱۵/۴	۱۳۴
۳	واضح کلام	۱۶/۸	۲۵۸
۴	واقعاتی بیان	۱۶/۱۵	۲۶۴
۵	وضاحت	۱۶/۲۱	۲۷۵
۶	وعدہ خلافی کی سزا	۱۷b/۱۵	۳۴۵

ھ

۱	ہم زبانی	۱۲/۹	۲۸
۲	ہجرت	۱۲/۲۱	۳۹
۳	ہجرت کا انعام	۱۷a/۱۱	۲۹۵
۴	ہدایات ربانی کو چھپانے کی سزا	۱۷b/۲۹	۳۵۳
۵	ہٹ دھرمی کی سزا	۱۷b/۳۶	۳۵۵
۶	ہدایات کی پیروی نہ کرنے کی سزا	۱۷b/۵۳	۳۶۲
۷	ہنسی مذاق	۱۸/۳	۳۶۵

Marfat.com

عنوانات کے قرآنی حوالہ جات

باب اول، ماہیت علم

۱۔ علم کے معنی و مفہوم، ۲/۳۲-۳۰، ۴/۱۷۴، ۴/۱۴۷، ۲۔ حکمت / دانائی، ۶/
۸۳، ۶/۱۸، ۶/۱۲۸، ۶/۱۳۹، ۲۴/۱۰، ۴۱/۴۲، ۴۳/۸۴، ۲۷/۶، ۲/۲۲۰، ۴/۵۶، ۶۳/۳،
۳/۵۸، ۴۲/۵۱، ۲/۲۵۱، ۳/۸۱، ۳/۴۸، ۲/۲۵، ۴/۵۴، ۴/۱۱۳، ۳۱/۱۲، ۳۸/۲۰، ۳
/۱۸، ۱۶/۱۲۵، ۴۳/۶۳، ۲/۲۲۰، ۹۲/۲، ۱۶/۱۲۵، ۳۶/۲، ۱۷/۳۹، ۳۔ علم و عقل،
۲/۲۵۶، ۱۱۲/۴-۱، ۱۷/۸۵، ۴۔ صراط مستقیم / راہ راست، ۱/۷-۴، ۲، ۲/۲۱۳، ۵/۱۶، ۳
/۵۱-۵۰، ۱۰/۲۵، ۶/۱۶۱، ۲/۱۴۳-۱۴۲، ۵۔ ہوشمندی / بصیرت / فراست ۴۲/۵۱، ۲۱/
۸۳، ۶۔ نصیحت / ذکر، ۶۵/۱۰، ۳۸/۱، ۳۸/۸، ۳۶/۱۱-۱۰، ۱۵/۹، ۶۸/۵۲، ۵۴/۳۲،
۲۰/۹۹، ۶/۹۰، ۲۱/۴۸، ۷/۲، ۲۹/۵۱، ۸۰/۴-۱، ۸۰/۱۲-۱۱، ۲۱/۲۴، ۲۱/۵۰-۴۶، ۳۸/
۸۷، ۳/۵۸، ۲۱/۱۰۸، ۱۶/۴۴-۴۳، ۸۰/۶، ۵۱/۵۵، ۴۳/۴، ۶۵/۱۰، ۱۵/۳۲، ۶/۶۹،
۲۰/۱۲۴، ۷/۶۳، ۳۶/۶۹، ۳۸/۴۹، ۵۴/۵۱، ۱۶/۱۲۵، ۸۱/۲۷، ۷۔ حکم / قوت فیصلہ و
اجتہاد، ۱۶/۸۹-۸۸، ۲۱/۷۴، ۱۹/۱۳، ۱۲/۲۲، ۴۶/۲۱، ۴۶/۸۳، ۴۵/۱۶، ۸۔ روشنی، ۵
/۱۶-۱۵، ۵/۴۶، ۵/۴۴، ۶۴/۸، ۲۱/۴۸، ۲۲/۸، ۶۵/۱۱، ۱۲/۱۰۸، ۹۔ روشن تعلیمات،
۲/۱۵۹، ۱۰۔ علم روشن دلیل ہے، ۲/۹۱، ۴/۱۷۴، ۱۱۔ سوجھ بوجھ / عقلمندی، ۱۲/۲،
۳/۶۵، ۶/۳۲، ۶/۱۵۱، ۱۱/۵۱-۵۰، ۱۲/۱۰۹، ۱۲/۱۱۱، ۲۱/۶۷-۶۶، ۲۳/۸۰-۷۹، ۳۶/
۶۲-۶۰، ۵۷/۱۷، ۲۸/۶۰، ۲۴/۶۱، ۴۳/۳، ۲۱/۱۰، ۳/۶۸، ۲۶/۲۸، ۱۰/۱۶،

۱۲۔ خواص اشیاء سے آگاہی ۲/۳۲-۳۰،

باب دوم، فضیلت علم و علماء

۱۔ ضرورت و اہمیت علم، ۲۰/۸۴، ۳۹/۹، ۳/۷، ۳۰/۵۸، ۷/۳، ۲۔ فضیلت علم،
۳۹/۹، ۲۹/۴۹، ۲۹/۴۳، ۲۷/۵۲، ۲۲/۵۴، ۴۱/۲۳، ۳۔ فضیلت انبیاء بوجہ علم،
۲۸/۱۴، ۱۲/۵۵-۵۴، ۲۰/۱۱۴، ۱۳/۴۳، ۴۔ مخصوص بندوں کی فضیلت بوجہ علم، ۱۸
/۶۶-۶۵، ۵۔ علم ذریعہ تسخیر ارض و سماء، ۱۴/۳۳-۳۲، ۱۶/۱۲، ۳۱/۲۰، ۳۸/
۳۸-۳۶، ۳۴/۱۳-۱۲، ۳۸/۲۰-۱۷، ۴۳/۱۲، ۲۲/۶۵، ۳۵/۲، ۶۔ علم ذریعہ
ہدایت ۲۲/۱۶، ۵/۴۴، ۵/۴۶، ۲۷/۳-۱، ۷۔ ذریعہ فضیلت، ۲۷/۱۵، ۸۔ علم

Marfat.com

فیصل اختلافات، ۲۱/۱۱۲، ۹۔ اہمیت و فضیلت علماء، ۳/۱۸، ۴/۸۳، ۶/۱۰۵، ۷/۳۲، ۲۹/۳۹، ۱۱/۵۸، ۱۳/۴۳، ۹/۴۲، ۶/۹۸-۹۷، ۲۵/۵۹، ۱۰/۹۸، ۱۶/۴۳، ۲۸/۷۹، ۲۲/۵۴، ۲۶/۲۷، ۱۰۔ ریکارڈ اعمال، ۱۸/۴۹، ۱۷/۱۳، ۱۸/۵۰-۲۶، ۳۶/۱۲، ۱-۲/۶۸، ۱۹/۴۹، ۴۹/۲۶-۲۵، ۲۸/۴۵، ۲۹/۴۵

باب سوئم، مدارج علوم

۱۔ اللہ تعالیٰ کا علم، ۱۱/۱۳-۸، ۵/۳۲، ۴۱/۴۷، ۶/۵۹، ۳/۱۷۹، ۲۷/۶۵، ۹/۷۸، ۷/۱۸۷، ۵۳/۳۳، ۲۰/۶۷، ۲۱/۴، ۵/۷۱، ۴۰/۱۹، ۲/۷۷، ۳۵/۳۸، ۲۷/۷۵-۷۴،
۲۔ نبیوں کا علم، ۲/۱۵۱، ۳/۱۱۳، ۴/۱۰۵، ۴۸/۲۸، ۲/۲۵۲، ۷/۱۴۵، ۲/۲۵۲، ۲۷/۱۲-۹، ۲/۲۵۱، ۲۴/۱۶، ۲۷/۱۹-۱۸، ۲۷/۲۱-۲۰، ۲۷/۲۸-۲۷، ۲۷/۴۰-۳۸، ۱۲/۶-۴، ۱۲/۹۵-۹۴، ۱۲/۹۶، ۱۲/۶۸، ۱۲/۳۷-۳۶، ۱۲/۴۱، ۱۲/۴۹-۴۶، ۱۲/۵۶-۵۴، ۵/۱۱۰، ۱۹/۳۲-۲۸، ۱۹/۴۳، ۷/۶۲-۶۱، ۳۔ انسانی علم اور اسکی حدود، ۲/۳۳-۳۰، ۹۶/۵-۳، ۲/۲۵۵، ۷/۱۸۸، ۶/۵۰، ۲۰/۱۵، ۳۳/۶۳، ۴۶/۹، ۳۱/۳۴، ۲۹/۴۳، ۲۰/۱۱۰، ۱۶/۸،
۴۔ فرشتوں کا علم، ۲۳/۸۰، ۳/۱۵۸، ۱۵/۶۵-۶۱، ۱۵/۶۰-۵۷، ۱۱/۶۹، ۲/۳۲-۳۱،
۵۔ خدا کے خاص اور برگزیدہ بندوں کا علم، ۱۸/۶۲-۶۰، ۱۸/۲۱-۱۸، ۱۸/۹۸-۸۳، ۱۸/۹۸-۸۹ ۶۔ جنوں کا علم، ۲۷/۳۹-۳۸، ۳۴/۱۳-۱۲، ۳۴/۱۴، ۷۲/۱۵-۶، ۷۲/۱۲،
۷۔ پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں کا علم، ۲۴/۴۱، ۵/۳۱، ۲۷/۲۴-۲۲، ۲۷/۲۸، باب

چہارم خصوصیات علم

۱۔ علم باعث خوف و خوشخبری، ۸/۴۴-۴۳، ۱۱/۷۰-۶۹، ۱۵/۷۷-۷۶، ۱۱/۷۴، ۱۹/۷، ۱۵/۵۳، ۱۵/۵۷، ۲۸/۳۱-۳۰، ۲۷/۱۰، ۲۶/۸۵، ۶۹/۳۲-۳۰، ۵۶/۸۹، ۱۷/۹۱، ۲۵/۱۰، ۱۱/۱۰۳، ۳۲/۲۱، ۲۔ حق کی شناخت/فرقان/کسوٹی/قوت تمیز، ۲/۲۱۳، ۲/۵۳، ۲۵/۱، ۳/۳۴، ۲/۱۸۵، ۸/۲۹، ۲۱/۵۰-۴۸، ۷/۸، ۳۔ اطراف اور وقت کی قید سے آزاد، ۲/۱۱۵، ۵۷/۳، ۲/۱۴۲، ۴۔ ذریعہ آزمائش، ۳۸/۳۵-۳۴، ۲/۱۰۲،
۵۔ حق کی گواہی، ۶/۱۹، ۱۰/۹۴، ۱۳/۴۳، ۲۵/۵۹، ۲۹/۴۸، ۶۔ نیابت الٰہی، ۲/۳۴-۳۳، ۶a۔ علم عبرت ہے، ۱۲/۱۱۱، علم، قوت، فیصلہ/اجتہاد، ۲۱/۷۴، ۲۱/۷۹، ۲۱/۷۹-۷۸، ۲۶/۲۱-۲۰، ۲۶/۷۴-۷۳، ۵/۵، ۷۔ حقیقت کو بے نقاب کرنا/کاشف حقیقت ۶/۲۸-۲۷، ۸۔ علم لامحدود ہے، ۲۴/۲۷، ۱۸/۱۰۹، ۹۔ علم حق

Marfat.com

کاموئیدو ہے۔ ۲/۹۱، ۳۵/۳۱، ۱۰۔ انعام خداوندی، ۲۷/۱۶-۱۵، ۳۸/۲۹-۲۰۱،
۴۳/ ۱:۲، ۲/۲۵، ۴/۱۱۳، ۴/۴۵/۳/۶۴۔
۱۱۔ دولت دنیاوی کا محافظ، ۱۲/۵۵-۵۴، ۱۲۔ علم منجانب اللہ ۶/ ۷۳، ۴/۱۶۶،

باب پنجم ذرائع علوم

۱۔ ام الکتاب / نوشتہ الٰہی، ۶/۵۹، ۱۳/۳۹-۳۸، ۳۴/۳، ۴۳/۴، ۲۰/۵۲، ۱۷/۵۸،
۲۷/۷۵، ۱۱/۶، ۳۴/۴-۳، ۱۳/۳۹، ۵۰/۴، ۱۰/۶۱، ۲۳/۶۲، کتاب مبین، قرآن پاک،
۱۲/۱، ۲۶/۲، ۵/۱۵، ۲۷/۱، ۵۹/۲۲، ۶/۱۵۵، ۴۱/۴۱، ۵/۴۸، ۳۹/۱، ۶/۱۱۳، ۱:۶/۶، ۲۸/
۲۔ اللہ سے ہم کلامی، ۱۹/۵۲-۵۱، ۲۰/۱۵-۱۱، ۱۹/۱۱-۷، ۴/۱۶۴، ۷/۱۴۴-۱۴۳، ۲۰/۱۱-
۴۷-۱۱، ۲۸/۳۵-۳۰، ۲۷/۱۳۰، ۳۔ وحی الٰہی، ۴۲/۱، ۴۳/۴۳، ۲/۹۷، ۲۹/۴۵، ۱۵
/۹، ۶/۱۱۵-۱۱۴، ۴۲/۵۱، ۴/۱۶۴-۱۶۳، ۱۲/۳-۲، ۱۸/۲۷، ۵۳/۱۰-۴، ۲۱/۴۵، ۲۳/
۲۷، ۱۷/۳۰، ۲۱/۷۲-۷۱، ۱۴/۶۹-۶۸، ۴۱/۱۱، ۲۶/۵۱، ۲۶/۶۳، ۲۰/۳۹-۳۸، ۱۱/
۳۷-۳۶، ۱۴/۱۴-۱۳، ۳/۴۴، ۱۰/۲، ۱۳/۳۰، ۱۶/۱۴۳، ۱۷/۳۹، ۱۷/۷۳، ۵۔ الہامی
کتب، ۶/۱۵۷-۱۵۵، ۷/۵۲، ۵/۱۶-۱۵، ۱۰/۵۷، ۶/۱۹، ۶/۹۲، ۲۱/۱۰، ۲۲/۱۶، ۲۷/۲-۱،
۳۹/۴۱، ۴۴/۵۸، ۵۴/۳۲، ۵۴/۴۰، ۶۴/۸، ۱۳/۳۹-۳۸، ۶/۹۱، ۴۰/۵۴-۵۳، ۲۸
/۴۳، ۶/۱۵۴، ۵۷/۲۵، ۵۷/۲۷-۲۶، ۲۱/۲۵-۲۴، ۶۔ فرشتے، ۳۵/۱، ۲۶/
۱۹۴-۱۹۲، ۵۳/۱۸-۲، ۱۶/۱۰، ۲/۷۵، ۱۹/۶۴، ۱۱/۷۳-۷۰، ۱۱/۸۱، ۱۹/۲۱-۱۷، ۱۹/۲۶-۲۰،
۳/۴۰-۳۸، ۸۲/۱۳-۹، ۳۸/۲۱۔ ۷۔ پیغمبر / رسول، ۳۷/۲۸-۲۷، ۲۷/۱۹-۱۶، ۳۷/
۱۲۷-۱۲۳، ۱۱/۴۹، ۱۲/۱۰۲، ۱۴/۴۴، ۱۴/۱۴۹-۱۴۸، ۱۱/۱۰۱-۱۰۰، ۷/۶۲-۵۹، ۱۱/۹۷-۹۶، ۱۲
/۱۰۱، ۱۱/۶۴، ۳۷/۱۳۴-۱۳۳، ۳۷/۱۲۵-۳، ۱۱، ۳۷/۱۳۲-۱۳۰، ۲۷/۱۴۲-۱۳۹، ۷/۶۵،
۱۱/۶۱، ۱۱/۶۵-۶۴، ۲۷/۴۶-۴۵، ۲۷/۴۸، ۲۷/۵۶-۵۴، ۱۱/۸۶-۸۴، ۱۱/۹۰-۸۸،
۸۔ اللہ، فرشتوں اور اہل علم کی گواہی، ۴/۱۶۷-۱۶۶، ۳/۱۸، ۹۔ معجزات، ۲۰/
۱۳۳، ۷/۱۰۸-۱۰۴، ۷/۱۱۷، ۲۶/۴۵، ۲۷/۱۲، ۲۸/۳۲-۳۱، ۲۶/۳۳-۳۲، ۳۷/
۵۷-۵۶، ۲۶/۶۵-۶۳، ۷/۱۶۰، ۲۱/۷۰، ۱۹/۲۲-۱۸، ۲/۶۰، ۲/۴۷-۴۵، ۱۹/۲۹-۲۷، ۳
/۳۹، ۲/۲۴-۲۳، ۱۷/۱، ۵/۱، ۱۲/۱۸، ۱۰۔ سچے خواب ۱۲/۴۷-۳۶، ۱۲/۴۱، ۳۷/
۱۰۵-۱۰۳، ۴۸/۲۷، ۱۱۔ گفتگو، تبادلہ خیال، ۴/۱۶۱، ۱۹/۵۲، ۷/۱۷۸-۱۷۷، ۴۶/۳۵،

۲۷/۱۰، ۲۸/۳۳-۳۱، ۲/۶۰، ۱۲۔ ذاتی تجربہ، ۲/۲۵۹، ۲/۲۶۰، ۱۳۔ وجدان، حالت بیخودی، سرمستی، ۲۱/۷۹-۷۸، ۱۴۔ القا، غیبی اشارہ، ۷/۱۲۱-۱۲۰، ۲۰/۴۰، ۵/۶۴، ۲۲/۵۲، ۱۵۔ سمع وبصر، ۲/۷۶، ۱۹/۳۵، ۲۳/۷۸، ۱۷/۳۶، ۲۸/۱۱، ۵۳/۱۸-۱۶، ۵۰/۲۲، ۶/۱۱۰، ۱۹/۲۱-۲۰، ۲/۷۲، ۱۲/۱، ۱۶۔ آنکھیں زبان ہونٹ، ۹۰/۹-۷، ۱۷۔ اخوت شامہ، ۱۲/۹۴، ۱۸۔ گفتگو / خدا سے ہمکلامی، خدا کی پکار، ۴/۱۶۴، ۱۹/۵۲،

۱۹۔ قلم، ۶۸/۱، ۹۶/۵-۱، ۲۰۔ پیشین گوئی، ۲۱/۹۷-۹۵، ۳۰/۵-۲، ۱۱/۶۵-۶۴،

۲۱۔ تاریخی واقعات ۱۴/۳۸-۳۵، ۲۰/۱۰۰-۹۹، ۲۰/۹۸-۸۶، ۲۸/۲۸-۱، ۷۱/۳۱-۲۸، ۱۸/۲۲-۱۳، ۱۸/۸۲-۵۹، ۱۸/۸۴-۹۶، ۱۹/۳۴-۱۶، ۱۹/۴۷-۴۱، ۲۰/۷۶-۴۱، ۲۰/۹۷-۷۷، ۷/۱۵۶-۱۴۲، فتویٰ / رائے طلبی، ۴/۱۷۶،

باب ششم علم کی اقسام / تقسیم

۱۔ معلوماتی، اطلاقی، ۳۸/۲۰، ۱۲/۱۰۱، ۲۱/۷۹-۷۸، ۲۔ علوم اسراریہ / مفز علوم، ۱۰/۸۱-۸۰، ۷/۱۱۹-۱۱۵، ۲۰/۶۹-۶۵، ۲۰/۵۳، ۲۶/۴۵-۴۴، ۱۰/۷۷، ۲/۱۰۲، ۱۱۳/۵-۱، علم مکاشفہ وعلم المعاملہ ظاہری وباطنی علوم، ۴۸/۱۰، ۲۴/۳۵، ۲/۱۳۸، ۳۹/۶۷، ۲۱/۱۰۴، ۲/۲۵۹، ۲/۶۰، ۳۹/۴۲، ۶/۶۰، ۲/۶۷، ۲/۳۶، ۲/۲۷، ۴/۲۲، ۷/۱۳۶، ۳/۱۶۰، ۷/۳۴، ۱۶/۱۱۴، ۴/۶۲-۶۱، ۹/۴۳، ۱۰/۶۰، ۹/۸۰، ۱۱/۳۸، ۹/۱۲۰،

۴۔ مخصوص بندوں کے خصوصی علوم، ۱۸/۶۲-۶۰، ۱۸/۶۹-۶۳، ۱۸/۸۳-۷۸،

۵۔ ہوا کو مسخر کرنا، ۳۴/۱۲، ۲۱/۸۱، ۶۔ جنوں سے جسمانی مشقت لینے کا علم، ۳۴/۱۳-۱۲، ۲۷/۳۹-۳۸، ۷۔ پرندوں کی بولیوں کا علم، ۲۷/۱۶، ۲۷/۲۲-۳۰

۸۔ کیڑے مکوڑوں کی بولیوں کا علم ۲۷/۱۹-۱۸، ۹۔ خواب کی تعبیر کا علم، ۱۲/۶-۴، ۱۲/۳۷-۳۶، ۱۲/۴۱، ۱۲/۴۹-۴۶، ۱۰۔ پلک جھپکتے عظیم کام انجام دینے کا علم، ۲۷/۴۰،

باب ہفتم فوائد علم

۱۔ سبب نجات ۳/۱۳۴-۱۳۳، ۱۹/۶۰، ۵۹، ۲۔ ذریعہ قوت / قوت پرواز / سریع حرکت ۲۷/۴۲، ۲۷/۴۰، ۳۔ رہنمائی / ہدایت ۲۷/۳-۱، ۲۲/۱۶، ۵/۴۴، ۵/۴۶، ۳/۴۴، ۲/۴۳، ۳/۲، ۳/۴۱، ۴۴/۷، ۳۰۳/۷، ۲۳/۱۰، ۵۷/۱۶، ۶۴/۱۶، ۸۹/۱۶، ۶/۷۲-۷۱، ۶/۸۸-۸۷، ۳/۷۳، ۲/۱۸۵، ۷/۴۷، ۱۷/۴۷

۴۔ حکمران کی مصاحبت / صاحب اقتدار کی قربت ' ۷/ ۱۱۴۔۱۱۱' ۱۱۳ ۵۴/ ۵۵ ۔ ۵۴

۵۔ زمین و آسمان کی تسخیر ارض وسماء ۱۶/ ۱۲۔۱۰' ۱۴/ ۳۴۔۳۲ ' ۲۰/ ۳۱' ۳۴/ ۳۴۔۱۳' ۱۲'
۲۲/ ۳۷۔۳۶' ۳۸/ ۲۰۔۱۷' ۴۵/ ۱۳۔۱۲

۶۔ نذیر / خبردار کرنا ' ۳۳/ ۴۶۔۴۵' ۴۸/ ۸' ۱۷/ ۱۰۵' ۳۵/ ۴۲' ۳۴/ ۴۴' ۳۵/ ۳۷'
۳۱/ ۴۔۱' ۵/ ۱۹' ۶۷/ ۲۶' ۷/ ۱۸۴' ۱۱/ ۲' ۱۱/ ۱۲' ۱۷/ ۱۰۵' ۲۵/ ۱' ۲۵/ ۵۶' ۲۶/ ۱۱۵' ۵۱/
۵۱۔۵۰' ۳۶/ ۹' ۲۸/ ۶۵' ۳۵/ ۲۳' ۳۴/ ۴۴' ۲۸/ ۴۶' ۱۱/ ۲۵'

۷۔ خوشخبری / بشارت ' ۷/ ۱۹' ۱۲/ ۱۹' ۳/ ۹۷' ۲/ ۲' ۱۴/ ۸۹' ۱۰/ ۶۴' ۵۷/ ۱۳' ۲۹/
۳۱' ۱۱/ ۶۹' ۵/ ۱۹' ۴۶/ ۱۲

۸۔ بے خوفی نڈر ہونا ' دلیری ' ۳/ ۱۳' ۲/ ۲۵۱۔۲۴۹' ۲۱/ ۶۹۔۶۶'

۹۔ علم معاون روزگار ' ۶۲/ ۱۰'

۱۰۔ حشرات و پرندوں کی تسخیر ' ۲۱/ ۷۹

۱۱۔ علم بصورت ریکارڈ ۳۶/ ۱۲' ۶۷/ ۲۔۱' ۱۸/ ۴۹' ۱۷/ ۱۳' ۵/ ۱۸۔۱۶'

۱۲۔ پیغام رسائی ' ۷/ ۶۲۔۵۹' ۲۷/ ۱۶'

۱۳۔ حجیت ' ۶/ ۸۳۔۸۱'

۱۴۔ برکت ' ۶/ ۱۵۵' ۶/ ۹۲' ۲۱/ ۵۰' ۳۸/ ۲۹

۱۵۔ مسائل کا علمی احاطہ ' ۲/ ۸۴۔۸۳

۱۶۔ صنعتی ترقی کا معاون ' ۲۱/ ۸۰' ۱۸/ ۹۶

۱۷۔ سواء السبیل / سیدھا راستہ ' ۵/ ۶۰' ۷۷/ ۵' ۲/ ۲۶۱' ۱۶/ ۱۲۵' ۱۷/ ۸۴' ۲۸/ ۲۲

۱۸۔ حقیقت شناسی ' ۲/ ۱۴۷۔۱۴۶' ۵/ ۸۳

۱۹۔ تاریک سے روشنی میں لانا ' ۱۴/ ۱' ۱۶/ ۶۴' ۲/ ۲۵۷' ۵/ ۱۶

باب ہشتم علم کے تقاضے

۱۔ حمد / تعریف ' ۴/ ۱۰۳' ۷/ ۲۰۵' ۱۳/ ۲۸۔۲۷' ۲۹/ ۴۵' ۳۳/ ۲۱' ۳۳/ ۴۱۔۴۲ '
۷۳/ ۸۔۶' ۳۳/ ۳۵' ۶۲/ ۱۰' ۸۷/ ۵۔۱' ۳/ ۱۹۱۔۱۹۰' ۷۶/ ۲۶۔۲۲' ۶/ ۱' ۱۰/ ۱۰' ۳۵/
۲۴' ۱۸/ ۱' ۲۳/ ۲۸' ۲۷/ ۵۹' ۲۷/ ۹۳' ۴۵/ ۳۷' ۱۷/ ۱۱

۲۔ عبادت / بندگی ' ۵۱/ ۵۶' ۲/ ۲۱' ۱۵/ ۹۹۔۹۸' ۱۹/ ۶۵' ۱۵/ ۶۳' ۳۹/ ۱۸' ۷/ ۲۰۶' ۳۶

Marfat.com

/۶۰، ۱۱-۱۲/۳۹

۳۔ اللہ کی خوشنودی ۷۲/۹

۴۔ دعا ۵۵/۷، ۶۳/۶، ۶۲/۲۷، ۸۰/۱۷، ۲۵۰/۲، ۵-۶/۶۳، ۱۳۶/۲، ۱۲۷/۲، /۱۷
۱۱۰، ۳۵/۱۴، ۲،۳/۱۹، ۴۷/۱۹، ۲۳/۷، ۲۶-۲۸/۱۷، ۱۲۷-۱۲۸/۲، ۳۷/۱۴، /۱۴
۴۰-۴۱، ۳۰/۲۹، ۸۶/۱۲، ۱۰۱/۱۲، ۸۳/۲۱، ۸۹/۷، ۱۱۴/۲۰، ۴-۶/۱۹، ۱۱۴/۵، ۲۰۱/۲، ۳
/۳۵-۳۶، ۸۴/۲۶، ۳۲/۴، ۲۹/۷ ۱۸۶/۲، ۱۶/۳۲، ۲۵-۲۶/۲۰، ۲-۷/۱۹/۲۷، /۶
۵۲ ۷/۱، ۲۰۰، ۳۹/۷، ۵۳/۶، ۱۸۶/۱۲

۵۔ ثنا، تسبیح، ۱۳۰/۲۰، ۹۸/۱۵، ۳/۱۱۰، ۴۸-۴۹/۵۲، ۴۰، /۵۵، ۷/۴۰، ۵/۴۲، ۳۹
/۷۵، ۴۳/۷، ۳۹ / ۶۲، ۷۰/۱۷، ۳۴/۳۵، ۳۹/۱۴، ۲۸/۲۳، ۵۹/۲۷، ۱۵/۲۷، /۲۷
۹۳، ۱۱۱/۱۷، ۱/۶۴، ۳۵، ۱/، ۱/۳۴، ۵/۴۳، ۶۔ توبہ، ۵۴/۶، ۱۵۳/۷، ۱۳۵-۱۳۶/۴،
۱۷/۴، ۸۱-۸۲/۲۰، ۳۳-۳۴/۵، ۱۶/۴، ۵۹-۶۰/۱۹، ۸۱-۸۲/۲۰، ۱۱۹/۱۶، ۳۷/۲، /۲
۵۴، ۱۲۸/۲، ۱۶۰/۲، ۱۹/۴۷، ۱۲۶-۱۲۷/۹، ۲۷/۹، ۵۲/۱۱، ۴۸/۱۱، ۳/۹، ۵/۹، ۱۱/۹، /۳
۸۹، ۱۱۰/۴، ۱۱۹/۱۶، ۴۰، /۷، ۲-۳/۴۰، ۱۵-۱۶/۴۶، ۳۹، ۱۲/، ۱۰۲/۹، ۶۱/۱۱،

۷۔ نیکی / بھلائی / خیر / بر، ۹۲/۳، ۱۷۷/۲، ۱۸۹/۲، ۲۶۴/۲، ۲۶۵/۲، ۲/۵، ۵۶/۷،
۲۶/۱۰، ۵۴/۲۸، ۳۴/۴۱، ۹۶/۲۳، ۳۰...۳۱/۱۶، ۴۴/۲، ۱۱۴-۱۱۵/۳، ۱۰۵/۲، ۱۰۴/۳،
۱۳۱-۱۳۸/۳، ۴/۱۱۴، ۳۰-۳۱/۱۶، ۳۴/۴۱، ۹۶/۲۳، ۱۱۰/۳، ۴۶/۴۱، ۱۴۸/۲،

۸۔ بے لوث خدمت، ۸۹-۹۰/۶، ۴۷/۳۴، ۱۰۹/۲۶، ۱۲۴-۱۲۵/۲۶، ۱۳۵/۲۶، /۲۶
۱۶۲-۱۶۴، ۱۰۴/۱۲، ۸۶/۳۸

۹۔ بدیوں یعنی برائیوں سی بچنا، ۵۳/۱۲، ۵۲ /۱۲، ۷۳/۱۲،

۱۰۔ امین / قابل / اعتماد / دیانت دار / معتبر، ۱۰۵-۱۰۸/۲۶، ۱۲۴-۱۲۶/۲۶، /۷
۶۷-۶۸، ۱۷-۱۸/۴۴، ۲۸/ ۲۶، ۳۸-۳۹/۲۷، ۱۹۲-۱۹۴/۲۶، ۵۴-۵۵/۱۲، /۲۶
۱۶۱-۱۶۲، ۱۲۳-۱۲۶/۲۶، ۱۴۳ /۲۶، ۱۷۷-۱۷۹/۲۶

۱۱۔ عمل صالح، ۸۲/۲، ۱۲۲/۴، ۱۱۰/۱۸، ۳۱/۲۳، ۳۳/۴۱، ۴۶/۴۱، ۱-۳/۱۰۳، /۴۵
۲۱، ۹۳ /۵، ۱۱ /۶۵، ۴ /۳۴، ۲۳ /۴۲، ۲۲-، ۲۹ /۴۸، ۱۲ /۴۷، ۶۰ /۱۹، /۲۰
۷۵-۷۶، ۷ /۲۹، ۴۰، /۴۰، ۱۵ /۴۵، ۲۵ /۸۴، ۱۵ /۳۰، ۲۳ /۱۴، ۱۱ /۶۵، ۹ /۱۰، ۹ /۵،

۲۸/ ۶۷، ۳۴/ ۳۲/ ۴۲/ ۲، ۳۴/ ۷، ۳۲/ ۴۲، ۳۶/ ۹۵، ۶/ ۳۰، ۴۵/ ۳۸/ ۲۸

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرنا، ۳۳/۳۹، ۱۹/ ۴۶-۴۷، ۲۰/ ۶۶-۶۸/ ۲۰/ ۲۱،

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت، ۳/۷۹، ۱۸/۱۱۰، ۷/ ۳، ۶۴/ ۱۲، ۳۶/ ۹، ۳۳/ ۲۱

۱۴۔ عدل و انصاف، ۴/۱۳۵، ۵/ ۷، ۶/ ۱۵۲، ۱۶/ ۹۰، ۶۰/ ۸، ۴۹/ ۹، ۲/ ۴۸، ۴/ ۵۸، ۴/ ۱۰۵، ۱۶/ ۹۰، ۳۹/ ۶۵، ۴/ ۱۰۵، ۱۶/۷۶، ۲/ ۲۸۲، ۵/ ۱۰۶، ۲/ ۱۲۳، ۴۹/ ۲۹، ۷/ ۲۹، ۱۶/ ۷۶، ۱۶/ ۹۰، ۴/ ۵۸، ۵/۸

۱۵۔ حق کا ساتھی باطل کا مخالف، ۲۱/ ۱۸، ۶۰/ ۶، ۷/ ۱۱۸-۱۲۰

۱۶۔ عہد کا پورا کرنا/ ایفائے عہد، ۱۷/ ۳۴، ۲/ ۴۰، ۲/ ۸۳-۸۵، ۹/ ۷، ۱۳/ ۲۰-۲۱، ۱۳/ ۲۵، ۱۶/ ۹۱، ۱۶/ ۹۵، ۳/ ۷۷، ۹/ ۱۳-۱۴، ۳۲/ ۲۷، ۲/ ۸۰، ۲/ ۹۹، ۹/ ۴، ۹/ ۱۲، ۳/ ۷۶، ۲/ ۶۳-۶۴، ۱۶/ ۹۱، ۱۷/ ۳۴، ۶۱/ ۲-۳، ۵/۱، ۱۳/ ۲۰، ۱۸/ ۹۸، ۳۰/ ۵۸-۶۰، ۴۰/ ۷۷، ۴۰/ ۵۵، ۹/ ۷۶، ۱۷/ ۱۰۳-۱۰۴، ۲۱/ ۱۰۲-۱۰۳، ۳۵/ ۱۵-۱۶، ۳۱/ ۸-۹، ۳۹/ ۲۰، ۶/ ۹۳،

۱۷۔ وعدہ وفائی، ۳۰/ ۵۸-۶۰، ۳۵/ ۵، ۱۹/ ۵۱، ۴۶/ ۱۵، ۳/ ۱۵۲، ۴/ ۱۲۲، ۵/ ۹، ۷/ ۴۴، ۱۴/ ۳۱، ۴۹/ ۳۸، ۱۷/ ۶۰-۶۱، ۲۲/ ۴۷

۱۸۔ امانت، ۲/۱۲۹، ۴/ ۵۸، ۸/ ۲۸-۲۹، ۲۳/ ۸-۱۱، ۷۰/ ۳۳-۵۳، ۸۱/ ۱۹-۲۱، ۳۳/ ۷۶، ۳/ ۷۵

۱۹۔ شکر گزاری/ احسان مندی، ۳۱/ ۱۲، ۴/ ۱۴۷، ۲۷/ ۴۰، ۳/ ۱۴۵، ۱۴/ ۵، ۱۴/ ۷، ۳۴/ ۱۳، ۳۶/ ۷۳، ۳۱/ ۳۱، ۳۴/ ۱۹، ۴۲/ ۳۳، ۲/ ۵۵-۵۶، ۲۸/ ۷۷، ۳۱/ ۱۲، ۳۵/ ۳، ۲/ ۵۳، ۵/ ۶، ۲۸/ ۱۷

۲۰۔ احسان، ۱۶/ ۹۰، ۲۸/ ۷۷، ۴/ ۱۲۸، ۵۵/ ۶۰، ۵۳/ ۳۱، ۹/ ۱۲۰، ۲/ ۸۳، ۵/ ۱۱

۲۱۔ شکر، ۲/ ۱۵۲، ۳/ ۱۴۵، ۴/ ۱۴۷، ۱۴/ ۷، ۳۱/ ۱۲، ۱۶/ ۱۱۴، ۳۹/ ۷، ۲۷/ ۴۰

۲۲۔ سجدہ اظہار عجز، ۱۶/ ۴۸-۴۹، ۲۲/ ۱۸ سجدہ تسبیح، ۷۶/ ۲۵-۲۶، ۲/ ۵۸، ۷/ ۱۶۱، ۱۷/ ۱۰۷، ۱۹/ ۵۸، ۲۵/ ۶۴، ۳۲/ ۱۵، ۲۲/ ۷۷، ۲۵/ ۶، ۲۷/ ۲۵-۲۶، ۲۸/ ۲۴، ۵۳/ ۶۲،

Marfat.com

۲۴۔ صلہ رحمی‘ ۱۶/ ۹۰‘ ۱۳/ ۲۵‘ ۱۳/ ۲۱۔۲۰‘ ۲/ ۲۷

۲۵۔ صبر/ استقلال/ ثابت قدمی‘ ۳/ ۱۰۳‘ ۳/ ۴۶‘ ۳۵/ ۵۲‘ ۴۸/ ۷۰‘ ۷۔۵‘ ۲۵/ ۷۵‘ ۲۸/ ۵۴۔۵۳‘ ۱۲/ ۱۸‘ ۷/ ۱۲۸‘ ۲/ ۲۴۹۔۲۵۰‘ ۱۱/ ۱۱‘ ۲/ ۱۵۳‘ ۶/ ۱۵۶‘ ۷۶/ ۱۲

۲۶۔ توکل/ بھروسہ ۳/ ۱۲۲‘ ۸/ ۴۹‘ ۹/ ۵۱‘ ۱۳/ ۳۸‘ ۳۳/ ۴۸‘ ۳۹/ ۳۶‘ ۳۹/ ۳۸‘ ۸/ ۶۲۔۶۱‘ ۳/ ۱۲۲‘ ۳/ ۱۶۰‘ ۴/ ۸۱‘ ۶۴/ ۱۳‘ ۹/ ۱۲۹‘ ۱۰/ ۷۱‘ ۱۱/ ۱۲۳‘ ۵۸/ ۱۰‘ ۱۴/ ۱۲‘ ۲۵/ ۵۸‘ ۲۶/ ۲۱۷‘ ۲۷/ ۷۹‘ ۳۳/ ۳‘ ۶۷/ ۲۹۔۲۸‘ ۷/ ۱۲۶۔۱۲۵‘ ۸/ ۶۶‘ ۱۰/ ۱۰۹‘

۲۷۔ اعتدال/ توازن/ میانہ روی‘ ۱۷/ ۲۹‘ ۲۵/ ۱۷‘ ۱۷/ ۱۱۰

۲۸۔ ہدایت‘ حق کی پیروی‘ ۲/ ۲۱۳‘ ۵/ ۴۸‘ ۷/ ۳۰۔۲۹‘ ۹/ ۴۸‘ ۱۷/ ۸۱‘ ۱۰/ ۱۰۹۔۱۰۸‘ ۱۰۳/ ۱۲

۲۹۔ پیروی علم‘ ۲/ ۳۹۔۳۸‘ ۱۴/ ۳۶۔۳۵‘ ۳۳/ ۲۔۱‘ ۳/ ۷۳

۳۰۔ اخوت‘ بھائی چارہ‘ ۳/ ۱۰۲‘ ۹/ ۱۱‘ ۳۳/ ۵‘ ۴۹/ ۱۰‘ ۱۸/ ۹۵۔۹۴

۳۱۔ صلح‘ ۴/ ۱۲۸‘ ۴/ ۱۱۴‘ ۴۹/ ۹‘ ۳/ ۴‘

۳۲۔ سخاوت‘ انفاق‘ فی سبیل اللہ‘ ۹۲/ ۷۔۵‘ ۹۲/ ۲۱۔۱۷‘ ۹۰/ ۱۶۔۸‘ ۲/ ۲۶۲

۳۳۔ وصیت‘ ۲/ ۱۸۱۔۱۸۰‘ ۲/ ۲۴۰‘ ۵/ ۱۰۶‘ ۲/ ۱۳۲‘ ۲/ ۲۴۰‘ ۴/ ۱۸۰‘ ۴/ ۱۲‘ ۴/ ۱۱‘ ۵/ ۱۰۶

۳۴۔ ہمسایہ سے سلوک ۴/ ۳۶

۳۵۔ جہاد ۹/ ۷۳‘ ۲/ ۲۱۸‘ ۲۲/ ۷۸‘ ۳۵/ ۵۲‘ ۲۹/ ۶‘ ۲۹/ ۶۹‘ ۴۷/ ۳۱۔۳۰‘ ۴۹/ ۱۵‘ ۳/ ۱۴۳۔۱۳۹

باب نہم‘ علم کے منافی رویے

۱۔ کفر‘ دہریت‘ اتحاد‘ ۶۴/ ۲۔۱‘ ۲/ ۷۔۶‘ ۷/ ۱۰۱۔۱۰۰‘ ۴/ ۱۲‘ ۴/ ۱۷۰‘ ۶۴/ ۶۔۵‘ ۳/ ۹۷‘ ۴/ ۱۳۱‘ ۲۹/ ۷‘ ۳/ ۴۴‘ ۲/ ۹۰۔۸۹‘ ۴۱/ ۵۲‘ ۵/ ۶۸‘ ۴۶/ ۱۱۔۱۰‘ ۵/ ۶۴‘ ۳۴/ ۳۵۔۳۳‘ ۱۳/ ۷۰‘ ۳۴/ ۴۳‘ ۴/ ۱۳۶‘ ۶۴/ ۷‘ ۴/ ۱۵۱۔۱۵۰‘ ۱۴/ ۳۷‘ ۳۴/ ۷۸‘ ۲۷/ ۶۸‘ ۱۱/ ۱۹‘ ۱۴/ ۸۷‘ ۳/ ۲۸‘ ۴/ ۱۴۴‘ ۸/ ۵۹‘ ۳۵/ ۵۹‘ ۴۰/ ۸۵‘ ۲۳/ ۱۱۷‘ ۲۸/ ۸۲‘ ۱۳/ ۱۴‘ ۱۸/ ۵۷۔۵۶‘ ۲۱/ ۳۰‘ ۸۸/ ۲۰۔۱۷‘ ۲۵/ ۵۹‘ ۵/ ۴۴‘ ۲/ ۱۰۹۔۱۰۸‘ ۳/ ۱۳۱۔۱۳۰‘ ۹/ ۳۳۔۳۲‘

۲۔ شرک، ۱۱۲/ ۴ـ۱، ۱۸/۵ـ۴، ۴۲/ ۲۱، ۳۶/ ۴، ۷/۱۹۵ـ۱۹۱، ۳۴/۲۳ـ۲۲، ۳۵/
۱۴ـ۱۳، ۶/۱۰۰، ۱۸/۵۲، ۱۳/۳۳، ۳۱/۱۲، ۷/۹۲ـ۹۱، ۱۷/۱۱۱، ۲۵/۳ـ۲، ۶/۱۶۳ـ۱۶۱، ۱۰/
۶۶، ۱۰/۶۸، ۲۱/۸۷ـ۸۶، ۲۸/۳۶ـ۳۷، ۳۵/۴۰، ۶/۹۴ـ۹۳، ۱۰۹/۶ـ۱، ۵۳/۲۳ـ۱۹،
۵۱/۵۱، ۱۰/۱، ۶/۱۴۸، ۱۹/۹۳ـ۹۱

۳۔ فسق/ نافرمانی/ بدکاری، ۷/۱۶۳، ۱۸/۵۰، ۲۱/۷۴، ۲۴/۲۱، ۳/۸۲ـ۸۱، ۵/
۴۷، ۵/۵۹، ۵/۸۱، ۹/۶۷، ۹/۵۴ـ۵۳، ۹/۸۰، ۹/۸۴، ۹/۹۶، ۶۳/۶، ۹/۲۴ـ۲۳، ۲۸
/۳۲، ۴۳/۵۴، ۲۴/۵۵، ۹/۸، ۵/۱۰۸، ۲/۲۸۲، ۷/۱۰۳، ۶۱/۵، ۵۹/۱۹، ۵/۳، ۶/۱۲۱،
۴۹/۱۱

۴۔ تکذیب حق، ۳/۷۵، ۱۰/۱۷، ۱۰/۶۹ـ۶۸، ۱۴/۱۱۴، ۲۰/۵۶، ۳/۹۴، ۴/۵۰، ۶/۲۱،
۷/۳۷، ۱۰/۱۰، ۱۸/۱۵، ۲۹/۶۸، ۳۹/۳۲، ۱۱/۱۸، ۲۰/۵۶، ۳۰/۹، ۷/۳۶، ۲۵/۷۷، ۳۹
/۶۰، ۵۴/۲۱ـ۱۸، ۵۴/۴۱ـ۴۲، ۱۱/۶۸، ۶/۴۹، ۲۲/۶۶،

۵۔ تکذیب انبیاء، ۳/۱۸۴، ۱۲/۱۰۵، ۲۶/۱۲۳، ۲۶/۱۴۳، ۲۶/۱۶۰، ۲۶/۱۷۶، ۲۶/
۱۸۷ـ۱۷۷، ۲۶/۱۸۹ ۵۴/۲۳، ۶/۳۳، ۱۱/۶۲، ۳/۱۸۴، ۲۶/۱۰۵، ۲۶/۱۲۳، ۲۶/۱۴۱، ۲۶/
۱۶۰، ۲۶/۱۷۶، ۲۶/۱۸۷ـ۱۷۷، ۲۶/۱۸۹، ۵۴/۹، ۵۴/۱۸، ۵۴/۳۳، ۵۴/۲۳، ۵۴/
۴۱ـ۴۱، ۵۴/۲۳، ۶/۳۳، ۱۱/۶۲، ۲۹/۱۸، ۳۵/۴، ۱۰/۳۹ـ۳۸، ۴۱/۱۷، ۵۴/۲۳، ۵۴/
۳۱ـ۲۷، ۲۲/۴۵ـ۴۲، ۴۳/۲۵ـ۲۳، ۲۷/۹ـ۸، ۵۰/۱۴ـ۱۲، ۲۰/۱۵۴ـ۱۵۳، ۲۶/۱۳۹،
۱۱/۶۸، ۶/۴۹، ۱۱/۵۴ـ۵۳، ۳۵/۲۵، ۷۵/۳۲ـ۳۱، ۳۹/۲۵، ۹۲/۱۶ـ۱۵، ۱۰/۴۱، ۵/
۷۰، ۴/۱۵۵، ۲/۲۱۱، ۶/۵ـ۴، ۲/۷ـ۶، ۲/۱۸، ۶۴/۵، ۲۵/۴۲ـ۴۱، ۴۰/۷۰ـ۶۹، ۴۳/
۳۲ـ۳۱، ۵۰/۳ـ۱، ۵۰/۵، ۶۷/۱۸، ۶۹/۵۰ـ۴۹، ۲۰/۵۸ـ۵۷، ۷۹/۱۷، ۲۵/
۳۷ـ۳۵، ۳۶/۱۶۷، ۳۶/۱۶۳، ۱۶۰ـ، ۱۱/۸۰، ۱۰/۷۴، ۲۲/۴۴ـ۴۲، ۳۶/۱۶ـ۱۳، ۴۳/
۲۵ـ۲۴، ۵۰/۱۴ـ۱۲، ۶۷/۹ـ۸، ۶۹/۴۹، ۷/۷۲، ۷/۷۳، ۷/۷۷، ۲۶/۱۴۴ـ۱۴۲،
۳۷/۳۸ـ۲۳، ۵۴/۳۴ـ۳۳، ۶۹/۵۰ـ۴۹، ۲۹/۳۷ـ۳۶، ۲/۴۲ـ۴۱، ۵۴/۴۲ـ۴۱،
۳/۱۸۷، ۵۴/۹، ۶۷/۱۸

۶۔ کفران نعمت، ۲۷/۴۰، ۳۱/۱۲، ۲/۱۵۲، ۲۵/۵۰، ۲۲/۳۸ـ۳۷، ۷۶/۳ـ۲، ۱۷/
۶۷، ۴۲/۴۸، ۴۳/۱۵، ۲/۲۷۶، ۱۶/۷۳ـ۷۲، ۲۹/۶۶

۷۔ جھوٹ/کذب/تکذیب، ۱/۶۳، ۱۸/۵۸، ۶/۶۶، ۱۸/۵۵۔۵۴، ۱۴/۳۸، ۵۹/۱۱، ۹
/۴۲، ۹/۴۳، ۹/۲۰، ۱۴/۸۶، ۲۶/۲۲۳۔۲۲۱، ۳۹/۳، ۶۸/۸۔۷، ۱۰/۶۸۔۶۸، ۳/
۹۴۔۹۳، ۶/۱۴۴، ۶۹/۴۹۔۴۸، ۲۷/۲۷، ۱۲/۲۸۔۱۶

۸۔ تکبر/استکبار/گھمنڈ/ بڑائی، ۷/۳۷۔۳۵، ۲۰/۲۴، ۷۹/۲۱۔۲۰، ۲۵/۲۱، ۴۳/
۴۷، ۷/۱۳۶، ۲۹/۶۰۔۵۹، ۱۰/۷۵، ۲/۸۷، ۷/۷۷۔۷۵، ۴۱/۵۱، ۵/۴۳۔۴۲، ۴۶/
۸۔۷، ۶۳/۵، ۴۰/۵۶، ۴۶/۱۰، ۲/۳۴، ۳۸/۷۴۔۷۲، ۴/۳۶، ۱۴/۲۲، ۱۷/۳۷، ۳۱/
۱۸، ۵۷/۲۳، ۶/۹۳، ۴۰/۳۵، ۷/۴۸، ۴۵/۳۱، ۳۹/۶۰۔۵۹، ۴۶/۲۱۔۲۰، ۶/۵۷، ۲۹
/۱۸، ۴/۳۸، ۱۱/۱۳، ۳/۱۰، ۶/۶۶، ۲/۱۸۳، ۲۲/۴۲، ۳۹/۲۵، ۵/۷، ۲/۸۰، ۲۹/۱۸،
۲۳/۴۴۔۴۲، ۵۸/۱۴، ۱۶/۱۰۵، ۹/۹۰، ۶/۲۳، ۳/۱۸۳، ۲۲/۲، ۲۹/۱۸۔۶،

۱۵۔ ریاکاری دکھاوا، ۱۲/۲۶۴، ۴۲/۳۸، ۱۳/۲۲، ۲/۲۷۱، ۱۰۷/۷۔۶، ۲/۲۲۷،

۱۶۔ منافقت، ۹/۳۳، ۲/۲۶۴، ۴۸/۱۲، ۴۷/۲۰، ۹/۹۰، ۴/۷۲، ۴/۱۴۳، ۹/۵، ۹/
۱۰۷، ۹/۶۴، ۹/۱۰۱، ۹/۶۷، ۲/۱۵۹، ۲/۲۴۳، ۲۷/۷۳، ۷/۱۰، ۳۴/۱۳، ۴/۶۱، ۱۰/۶۰،
۲۳/۷۸، ۳۲/۹، ۶۷/۲۳، ۱۰/۲۳۔۲۲، ۱۴/۵۵۔۵۴، ۸۷/۶۷، ۱۷/۳۰۸۴/
۳۴۔۳۳، ۳۱/۳۲، ۳۹/۳۹۸/۴۹، ۱۲/۳۸، ۳۹/۷

۱۸۔ غیبت، چغل خوری، ۴۹/۱۲، ۱۹۔ بخل، کنجوسی، ۹۳/۱۲/۵، ۲۵/۶۷، ۶۴/۱۴،
۵۷/۲۴۔۲۳، ۱۷/۳۰۔۲۹، ۳/۱۸۰، ۴/۳۷

۲۰۔ خیانت، بے ایمانی، بددیانتی، ۸/۲۷، ۱۷/۱۳۔۱۲، ۸/۵۸۔۵۶، ۴۰/۱۹، ۱۲/۵۲، ۴
/۱۰۷، ۱۲/۵۱، ۶۶/۱۰، ۴/۱۰۶۔۱۰۵، ۲۱۔ بہتان طرازی، تہمت، الزام تراشی، ۳۳/
۵۸۔۵۷، ۴/۱۵۶، ۴/۱۱۲، ۲۴/۸۔۶، ۲۴/۱۳، ۲۴/۱۷۔۱۶، ۴۹/۶، ۲۵/۴، ۲۹/۱۷، ۴۶/
۱۱، ۴۶/۲۸، ۳۷/۱۵۵۔۱۵۱، ۶۰/۱۲، ۲۲۔ شیطان کی پیروی، ۵۱/۵۶، ۲/۳۵، ۲/۳۶،
۱۸/۵۰، ۱۷/۶۱، ۷/۲۰، ۱۴/۲۲، ۷/۲۷، ۲/۱۲۰، ۷/۲۲، ۵۹/۱۶، ۲۵/۲۹، ۱۴/۵، ۳۵/
۶۔۵، ۳۴/۶۰، ۱۷/۵۳، ۳۵/۶، ۴۳، ۲/۲۰۸، ۱۴/۹۸، ۲۳/۹۸۔۹۷، ۶/۴۳، ۲۷/
۲۴، ۸/۴۸، ۴۷/۲۵، ۲۴/۲۱، ۲/۱۶۸، ۴/۱۲۰، ۴۳/۳۷۔۳۶، ۱۷/۲۷۔۲۶، ۴/۳۸،
۲۳/۹۸۔۹۷، ۴۱/۳۶، ۳/۳۶، ۱۶/۹۸، ۸۱/۲۵، ۲۸/۵، ۲/۲۶۸، ۵۸/۱۹، ۴/۷۳، ۳/
۱۷۵، ۲/۲۰۸، ۲۲، ۳۵/۲۹۔۲۷، ۴/۲۷۔۲۶، ۵/۹۱۔۹۰، ۶/۶۸، ۴۳/۳۱، ۸۴/۴۸،

۲۳۔ شیاطین، ۱۹/۵۸، ۳۸/۴، ۳۰/۷، ۱۴/۲، ۱۰۲/۲، ۱۱۲/۶، ۸۲/۲۱، ۳۸/
۳۷ـ۳۸، ۲۲۱ـ۲۲۶/۲۶، ۲۴۔ جہالت نادانی، ۶۷/۲، ۳۳/۱۲، ۱۹۹/۷، ۵۵/۲۸،
۶۳/۲۵، ۲۶/۴۸، ۱۵۴/۳، ۷۲/۳۳، ۱۱۸ـ۱۱۹/۲۶، ۴۵ـ۴۶/۱۱، ۲۵۔ فحش، بے
حیائی، بدکاری، ۹۰/۱۶، ۲۸/۷، ۱۶۸ـ۱۶۹/۲، ۲۶۸/۲، ۲۴/۱۲، ۲۱/۲۴، ۲۸/۲۹، ۳۲/۱۷/
۲۲/۴، ۱۳۴ـ۱۳۵/۲۲، ۱۵۱/۶، ۴۵/۲۹

۲۶۔ بدی، برائی، ۵۴/۲۸، ۲۴/۴۲، ۴/۲۷، ۲۹/۸، ۳۱/۴، ۹۶/۲۳، ۳۴/۴۱، ۲۷/
۴۶، ۲۱/۴۵، ۳۳/۴۵، ۴۰/۴۲، ۹۔ شک، شبہ، ریب، ۵۰/۲۴، ۹۰/۱۴، ۵۴/۳۴،
۹۴/۱۰، ۷ـ۸/۳۸، ۱۱۴/۶، ۲/۲، ۲۳/۲، ۳۷/۱۰، ۲۳/۳۲، ۸۸/۹۸/۱۷، ۶ـ۷/۲۲،
۶۶/۲۷، ۲۱/۳۴، ۲۵/۲۳۹/۳، ۵/۲۲، ۲۶/۴۵، ۵۹/۴۰، ۴۵/۹، ۹ـ۱۱/۵۱، ۱۱۰/۹، ۵۴/
۲۳، ۱۵۷/۴، ۱۱۰/۱۱، ۲۱۴/۴۲، ۵۳ـ۵۴/۴۴، ۶۲/۱۱، ۹/۱۴، ۴۵/۴۱

۱۰۔ بغاوت، سرکشی، ۹۰/۱۶، ۳۳ـ۳۴/۵، ۳۳/۷، ۲۳/۱۰، ۴۵/۶، ۱۷۳/۲، ۱۱۵/۱۶

۱۱۔ تفرقہ، تنازعہ، لڑائی، جھگڑا، ۱۹/۱۰، ۲ـ۳/۲، ۲۵/۵۷، ۱۳/۴۹، ۲۲/۳۰، ۲۵۱/۲، ۴۲/
۱۴، ۳۱ـ۳۲/۳۱، ۱۵۹/۶، ۱۱۔ بت پرستی، اصنام پرستی، ۶۹ـ۷۴/۲۶، ۲۹/۷ـ۱۶، ۷۱/
۲۱ـ۲۴، ۱۹ـ۲۳/۵۳، ۵۲ـ۵۴/۲۱، ۵۷ـ۶۷/۲۱، ۷۴/۶، ۹/۹

۱۳۔ معصیت، عصیان، عدوان، اثم، ذنب، ۷۹/۱۰، ۱۲۱/۲۰، ۴۲/۴، ۳۲/۱۴، ۲۰/
۹۲ـ۹۳، ۶۳/۱۱، ۲۱۶/۲۶، ۱۵۲/۳، ۹/۵۸، ۸/۵۸

۱۴۔ ظلم، ناانصافی، زیادتی، ۲۱/۶، ۳۹/۳۳ـ۳۲، ۶۸/۲۹، ۱۵/۱۸، ۹۴/۳، ۷/۱۰۳/
۱۷، ۸/۱۱، ۶۱/۷، ۳۱/۱۳، ۳۱/۱۱، ۳۵/۴۰، ۷/۱۷۷، ۳۹/۲۹، ۲/۲۵۴، ۴۲/۸ـ۹، ۸/۶۰،
۱۱۱/۱۴، ۲/۱۴۰، ۲۵/۴، ۱۸/۵۷، ۳۲/۲۳، ۴/۶۴، ۵/۳۹، ۳/۱۲۵، ۲/۱۵۰، ۳۰/۲۹، ۱۷/
۵۹، ۳/۲۵، ۲۶/۱۱، ۲/۱۱۴، ۱۲/۷۹، ۲/۲۲۹، ۵/۴۴، ۲۲/۴۸ـ۵۰، ۹/۲۳، ۶۰/۹، ۱۸/
۲۵ـ۲۶، ۱۴/۱۱۲ـ۱۱۳، ۴۹/۱۱، ۶/۶۸، ۶/۱۴۰، ۱۲/۲۳، ۱۱۱/۵۹ـ۶۰، ۶۶/۱۱، ۲۲/۵۰

۲۷۔ ادھام جاہلیہ، ۵/۱۰۳، ۶/۱۳۴، ۶/۱۳۶، ۶/۱۳۷، ۶/۱۳۸، ۶/۱۳۹،

۲۸۔ قمار بازی، شراب نوشی، ۴/۴۳، ۲/۲۱۹، ۱۶/۶۷، ۵/۹۰ـ۹۲، ۲۹۔ رشوت، ۲/
۱۸۸، ۳۰۔ حسد، ۴/۵۴، ۲/۱۰۹، ۳۸/۱۵، ۱۱۳/۱ـ۵، ۲/۱۰۹، ۴/۵۴

۳۱۔ رہبانیت، ترک دنیا، ۵۷/۲۷، ۵/۸۲، ۳۲۔ بزدلی، کم ہمتی، ۳/۱۵۴، ۳/

Marfat.com

۱۵۶، ۴/۷۲، ۳۳۔ ربوٰ، سود، ۲/۷۸-۸۰، ۳/۱۳۰، ۳/۳۹، ۴/۱۶۰-۱۶۱،
۳۴۔ مذہبی تعصب، ۲/۱۱۱-۱۱۲، ۲/۷۵-۷۷، ۲/۸۷، ۲/۸۹، ۲/۹۰-۹۱، ۲/۱۰۵-۱۰۶،
۲/۱۲۰، ۲/۱۴۴-۱۴۵، ۳/۶۹-۷۳، ۳/۷۵، ۳/۷۸، ۴/۵۱-۵۲، ۵/۶۸-۶۹،
۳۵۔ بری عادات، ۱۷/۲۷-۴۰، ۴۹/۱۲، ۴۹/۱۱، ۳۶۔ سحر جادو، ۱۱۳/۱-۵، ۱۱۴/
۱-۶، ۴/۲۴-۲۵، ۵۱/۳۸-۳۹، ۲۶/۱۸۵، ۲۶/۱۵۳، ۵۱/۵۲، ۲/۱۰۲، ۶۱/۶، ۱۰/۷۶، ۲۸/
۴، ۱۰/۲، ۱۷/۴۷، ۴۳/۳۰، ۷۴/۵۷، ۳۷/۱۳۶، ۱۱/۷، ۳۷۔ آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑانا، ۴/
۱۴، ۳۸۔ عناد و دشمنی، ۶۳/۴، ۵/۸، ۵/۱۴، ۳۹۔ مایوسی، ۱۵/۵۳-۵۵، ۱۷/۸۳،
۲۳/۷۷، ۳۰/۳۶، ۱۱/۹، ۴۰۔ غصہ، ۵/۲، ۵/۸، ۷/۱۵۴، ۴۱۔ بہکانا، سکھانا، ۱۵/
۳۹-۴۰، ۳۸/۸۲، ۲۰/۱۱۷، ۳۷/۳۵-۳۶، ۴۶/۲۵، ۳/۵، ۴۲۔ بدکنا/ حقائق سے
فرار، حق سے منہ موڑنا، ۲۳/۶۸-۶۹، ۴۳۔ تند خوئی، سنگدلی، ۳/۱۵۹،
۴۴۔ بے رخی، ترشروئی، ۸۰/۱-۴، ۴۵۔ تخیلات کی پیروی، ۵/۷۷،
۴۶۔ شرارت، ۵/۱۳، ۴۷۔ نصیحت سے رو گردانی، ۲۱/۲، ۲۳/۶۶-۶۷، ۲/۲،
۴۸۔ حد سے تجاوز، ۲/۲۲۹، ۴۹۔ بے یقینی، ۵۲/۳۳-۳۴، ۵۰۔ کج بحثی، ۹/
۶۹، ۴۳/۵۷-۵۸، ۶/۹۱، ۵۱۔ متشابہات کا پیچھا کرنا، ۳/۷، ۵۲۔ انتقام، بدلہ/
پاداش، ۷/۱۲۳-۱۲۶، ۵۳۔ دھمکی، ۳۶/۱۵-۱۸، ۵۴۔ اجر طلبی (نیک کاموں کے
لیے، ۲۶/۱۲۴-۱۲۷، ۲۶/۱۴۵، ۱۱/۲۹، ۵۵۔ نافرمانی، سرکشی، اکڑ، ۲۰/۱۲۳-۱۲۴،
۲۰/۹۹-۱۰۱، ۲۰/۱۲۷، ۱۰/۹۰، ۵۱/۴۳-۴۴، ۷/۱۱-۱۳، ۳۸/۷۵-۷۸، ۲۰/۲۴، ۲/
۲۴۶، ۵۶۔ چرب زبانی، ۳۸/۲۳-۳۴، ۵۷۔ بکواس، ۲۳/۶۶-۶۷، ۱۹/۷۷-۷۹،
۲۸/۵۴-۵۵، ۵۸۔ بے ضمیری، مردہ ضمیری، ۳۰/۵۲-۵۳، ۵۹۔ گمراہی، ۱/۶-۷،
۲۸/۶۲-۶۴، ۵/۸۱، ۱۹/۳۸، ۳۵/۸، ۳۱/۱۱، ۱۹/۷۵، ۲۶/۸۷، ۲۰/۷۸-۷۹، ۲۶/۷۴،
۶۰۔ احسان فراموشی، ۲۶/۱۸-۲۰، ۶۱۔ حب مال و جاہ و اولاد، ۷۱/۲۱-۲۴،
۶۲۔ خلاف ورزی وعدہ/عہد شکنی، ۳۰/۴-۶، ۳۳/۱۳-۱۵، ۶۳۔ بہانہ سازی ۹/
۴۳، ۶۴۔ راہ راست سے بھٹکنا، ۴/۶۰-۶۱، ۲۵/۱۷-۱۸، ۶۵۔ نصیحت پر عمل نہ
کرنا، ۶/۴۳-۴۵، ۱۸/۵۷، ۲۶/۱۳۱-۱۳۹، ۶۶۔ افتراپردازی/بہتان طرازی، ۲۹/۱۳/
۱۲، ۱۱/۱۸، ۱۱/۳۵، ۶۷۔ طعنہ زنی/ نیش زنی، ۴/۴۶، ۴۹/۱۱، ۱۰۴/۱، ۶۸۔ احسان

Marfat.com

جتانا، ۱۶-۱۷/۴۹،

باب دہم — موافقات علم

۱۔ یادداشت، ۶۳/۶، ۲۔ تدبیر ۱-۵/۱۰۵، ۱۹/۲۸، ۲۱-۲۳/۲۸، ۳۹/۲۸، ۱۹/۱۸، ۳۸/۲۸، ۳۔ نفس انسانی کی شہادت، ۵۳/۴۱، ۲۰-۲۱/۵۱، ۴۔ یکسوئی ۱۲۵/۴، ۳۱/۲۲، ۵۔ دوست دشمن میں تمیز، ۹۴/۴، ۶۔ عدل، ۱۳۵/۴، ۵۸/۴، ۶۷/۱۶، ۹۰/۱۶، ۹/۴۹، ۷۔ بیّنیات، ۲۸/۴۰، ۳۴/۴۰، ۴۹-۵۰/۴۹، ۶۶/۴۰، ۸۔ زبان کی روانی، ۳۳-۳۴/۲۸، ۹۔ بصیرت، ۱۸-۱۹/۴۵، ۱۰۔ عبرت حاصل کرنا، ۱۰۲/۱۱، ۲۴/۱۰، ۱۲۔ سچا عقیدہ، ۶۲/۴ ۱۳۔ رضائے الٰہی، منشاء الٰہی کا حصول، ۶۲/۱۲، ۳۴/۱۱، ۴۲/۱۱، ۱۴۔ تدابیر الٰہی ۷۶/۱۲، ۳۶/۱۱، ۱۵۔ وسطی راہ / افراط و تفریط سے پرہیز، ۲۸/۱۸، ۱۴۳/۲، ۱۶۔ غور و فکر، ۱۳/۴۵، ۶۹/۱۶، ۱۱-۱۲/۱۶، ۲۱/۵۹، ۴۴/۱۶، ۱۹۰/۳، ۱۷۶/۷، ۲۴/۱۰، ۳/۱۳، ۱۷۔ قصور کا اعتراف، ۱۰۲/۹، ۴۶-۴۷/۱۱، ۶۱/۱۱، ۸۹-۹۰/۱۱، ۹۶-۹۷/۱۲، ۲-۳/۱۱، ۱۸۔ طالب حق کی امداد، ۱-۱۲/۸، ۱۹۔ صلح صفائی کرانا، ۹-۱۰/۴۹، ۱۲۸/۴، ۲۰۔ بے خوف، نڈر، ۵۴/۵، ۴/۶۱، ۲۱۔ دانشمندی، حکمت، ۶۷-۶۹/۲، ۲۲۔ معاملہ فہمی، ۲۱/۱۲، ۲۳۔ نیک روی، ۱۲۵/۴، ۲۴۔ الفت؛ انسیت، ۶۲-۶۳/۸، ۲۶۰/۲، ۲۵۔ حق کی گواہی، ۱۳۵/۴، ۸/۵، ۲۶۔ صلح جوئی، ۱۲۸/۴، ۲۷۔ شیطانی راستے سے احتراز، ۱۶۸/۲، ۲۸۔ اچھے لوگوں کی رفاقت / اچھی صحبت، ۶۹/۴، ۲۹۔ مضبوط دل ۱۳-۱۴/۱۸ ۳۰۔ پاکیزگی = ۷۲/۲۰، ۷۵/۲۰، ۴۴/۲، ۱۲-۱۳/۱۹ ۳۱۔ نیک ظنی/ اچھا گمان، ۱۲/۲۴ ۳۲۔ ہدیہ / تحفہ، ۳۵-۳۶/۲۷، ۳۳۔ رضائے الٰہی کے طالبوں کی مصیبت، ۲۸/۱۸، ۳۴۔ نیک عملی، ۸۱-۸۲/۲۰، ۹/۵، ۱۵/۴۵، ۲۵/۲، ۸۲/۲، ۵۷/۴، ۲۲-۲۳/۱۳، ۱۴/۲۲، ۲۳/۲۲، ۱۰-۱۱/۱۱، ۲۲/۴۲، ۳۷/۳۴، ۳۱/۵۲، ۳۸/۲۴، ۷/۳۵، ۹/۱۰، ۲۲۷/۲، ۲۳/۱۱، ۸/۳۱، ۸/۴۱، ۸۵/۱۱، ۷-۸/۹۸، ۵۷/۳، ۳۰/۴۵، ۱۵/۳۰، ۵۶/۲۲، ۴/۳۴، ۲/۱۰، ۱۹۵/۳، ۹۶/۱۹، ۵۵/۲۴، ۷/۲۹، ۲/۴۷، ۲۲۴/۲۸، ۳۲/۳، ۷۵/۲۰، ۸۲/۲۰، ۴۴/۲، ۳۵۔ دعا، ۱۷۶/۲، ۲۶/۳، ۳۸/۳، ۳۵-۳۸/۱۴، ۳۶۔ معجزات، ۸-۹/۱۹، ۱۹-۲۱/۱۹، ۲۹-۳۲/۱۹، ۱۰۶-۱۰۸/۷، ۱/۱۷، ۴۹/۳، ۶۹-۷۰/۲۱، ۳۷۔ نصیحت؛ سبق

حاصل کرنا، ۵۶/۴۹، ۷۴/۵۶-۴۹، ۳۸۔ عبرت، ۹۹/۱۵-۱۴، ۲۹/۵۲-۵۱، ۱۵/ ۷۷-۷۵، ۳۹۔ غیبی تائید، امداد، ۱۱۰/۳-۲، ۴/۶۲، ۱۰۵/۵-۱، ۸/۳۶، ۱/۴، ۴۰۔ صلح، تعلقات کی درستی، میل جول، ۴/۱۲۸، ۴۹/۹، ۴۱۔ محکمات کی پیروی، ۷/۳ نصیحت کی پیروی، اطاعت، فرمانبرداری، ۱۳/۱۹، ۳۶/۱۲-۱۰، ۵۴/۱۷، ۱۰۳/۳-۱، ۴۳۔ شرک سے پرہیز، ۴/۱۱۶، ۳۱/۱۳، ۲۸/۶۳-۶۲، ۲۶/۷۴-۶۹، ۲۱/۵۴-۵۱، ۲۱/ قصور کی معافی طلب کرنا ۴۰/۵۵/۵۳/۳/۳۴/۲۲، ۴۸/۲/۷۳/۲۰/۶۰/۱۲، ۷۱/۳۱/۵۹/۴/۴، ۶

باب گیارھواں موانعات علم

۱۔ علم کے راستے کی رکاوٹیں ۳/۱۹۰، ۳۶/۸، ۳۰/۹، ۱۹/۴۴، ۱۹/۱۱-۱۰، ۱۳/۲، ۲۔ اللہ کی ناراضگی، اللہ کی لعنت، پھٹکار، ۴/۵۳-۵۱، ۱۵/۳۵-۳۲، ۴/۱۴۳-۱۴۲، ۱۱/ ۳۴-۳۳، ۴۔ عدل کی مخالفت، ، ۲۶/۱۱-۱۰، ۲۷/۵۲-۵۱، ۲۸/ ۵۰، ۵۔ ہدایت سننے سے انکار، ۲۳/۶۶، ۲۵/۴۴-۴۳، ۲۶/۶-۵، ۶۔ آیات اللہ سے مذاق کی مجلس ۷۔ انجام کو بھول جانا، ۱۸/۵۷، ۸۔ تکذیب حق، ۵/۱۰، ۵/۶، ۶/۵، ۶/ ۲۱، ۷/۴۰، ۷/۱۴۷، ۷/۷۷، ۱۰/۳۹، ۷/۳۶، ۲۵/۷۷، ۶۲/۵، ۷۳/۱۶، کتمان حق، ۲ /۱۵۹، ۲/۱۷۴، ۳/۱۸۷، ۶/۹۱، ۲/۱۳۵، ۶/۹۱، ۲/۱۴۸، ۲/۷۷-۷۶، ۹۔ ڈکیتی راہ زنی، ۲/۲۰۵، ۴/۹۲، ۵/۳۳، ۱۰۔ حق سے گردانی، ۵/۶۱، جبر، سینہ زوری، زبردستی، ستم، جورو جفا، ۲/۲۵۳، ۶۳/۲-۱، ۵/۲۲، ۱۱۔ مرغوبات نفس/نفس پرستی، ۳/۱۴، ۱۲۔ دولت، رزق، آسائش، زندگی کی فراوانی، ۲۱/۴۴، ۱۸/۲۵، ۳۴/۳۹، ۳۴/۳۴، ۱۳۔ تنگ دستی، تنگی رزق، ۲/۲۷۳، ۱۴۔ آنکھوں پر پردہ پڑا ہونا، ۵۰/۲۲، ۱۵۔ غم/الم، ۴۶/۱۴، ۱۶۔ سحر زدگی، آسیب زدگی، چادو کا اثر ہونا، ۱۷/۱۰۲-۱۰۱، ۱۷۔ رسوائی بدنامی، ۳/۱۹۲، ۳/۱۹۴، ۱۸۔ غلامی، ۲/۴۹، ۱۹۔ غفلت، بھولنا، نسان، ۲۳/۵۴-۵۳، ۵۰/۲۲-۱۹، ۵۱/۱۲-۱۱، ۱۰/۹۲، ۲۰/۱۱۵، ۲۰/۱۲۶-۱۲۵، ۱۸/۶۴-۶۳، ۱۸/۷۳-۷۱، ۲۵/۱۸، ۲۰۔ انھونی بات، ۲۳/۶۸، ۲۱۔ ڈانوا ڈول ہونا، ۴/۱۴۳، ۲۲۔ علم کے بغیر رہنمائی، ۶/۱۴۴، ۲۳۔ غلط فہمی، ۵۴/۴۸-۴۷، ۳/۲۵-۲۴، ۴ /۱۱۳، ۲۵۔ ناشکری، ناقدری، ۱۴/۳۴-۳۳، ۲۳/۷۸، ۱۱/۹، ۵۴/۱۴-۱۰، ۲۶۔ جلد بازی، بے صبری، عجلت پسندی، ۱۷/۱۱، ۲۱/۳۷، ۲۰/۱۱۴، ۷۵/۱۷-۱۶، ۱۸/۷۳

Marfat.com

۲۷۔ دلوں کی سختی، ۶/۴۳، ۱۶/۵۷، ۴۱/۵-۴، ۶/۱۲۵، ۱۶/۶۴! ۲۲/۳۶،
۲۸۔ خوف ڈر، ۲۱/۷۷، ۲۶/۶۳-۶۱، ۲۸/۷، ۲۸/۱۰، ۲۶/۱۵-۱۰، ۲۶/۲۱، ۳/۱۵۵،
۲۹۔ اٹکل پچو فیصلہ، ۱۰/۳۹-۳۸، ۳۰۔ بیجا ضد/ ہٹ دھرمی، ۲۳/۱۱۰-۱۰۹، ۴۱/
۵-۴، ۴۱/۳۸، ۳۸/۳-۱، ۷/۷۱، ۳۰۔ عہد شکنی، ۲/۲۷-۲۶، ۲/۸۵-۸۳، ۴/
۱۵۵، ۹/۷۷-۷۵، ۳۸/۸-۷، ۳۱۔ من گھڑت بات، ۳۸/۸-۷، ۳۲۔ چالبازی/
مکاری، ۶/۱۲۴، ۶/۱۲۳، ۱۴/۲۶، ۱۳/۳۳، ۴۰/۳۷، ۷۹/۲۶-۲۲، ۳۳۔ قیاس
آرائی، بدگمانی، ۶/۱۱۶، ۲/۷۹-۷۸، ۱۰/۶۶، ۵۵/۱۱-۱۰، ۲/۷۸، ۴۵/۲۴، ۴۵/۳۲، ۵۳/
۲۸، ۴/۱۵۶، ۲/۷۹-۷۸، ۴۹/۱۲، ۴۸/۳، ۳۴۔ شک، شبہ، وہم، اشتباہ، ۲/۷۰، ۶/
۹-۸، ۱۰/۹۴، ۱۱/۱۷، ۶/۱۱۴، ۲/۱۴۷، ۲/۲۴-۲۳، ۱۴/۱۰-۹، ۱۱/۶۲، ۲۲/۷-۵، ۲۲/۵۵،
۵۴/۳۶، ۱۴/۵۷، ۱۳/۱۲، ۳۸/۸، ۴۰/۳۵-۳۴، ۴۲/۱۴، ۴۴/۹-۷، ۴۲/۱۸، ۴۳/
۶۱-۶۰، ۳۵۔ اکڑنا، سرکشی، ۱۱/۱۰-۸، ۱۷/۳۷-۳۶، ۲/۳۴، ۲/۳۶-۳۵، ۲/۶۱، ۳/
۱۱۱-۱۱۰، ۵/۸۷، ۳۶/۳۵، نافرمانی ۲/۹۹، ۷/۱۰۲، ۹/۲۴، ۹/۶۷، ۵/۳، ۵/۴۷، ۱۶/۹۰
۳۶۔ دیوانگی، جنون، ۳۴/۴۶، ۵۱/۵۳-۵۲، ۳۴/۸، ۲۳/۷۱-۷۰، ۲۷/۱۸۴، ۵/۲۹،
۶۸/۲، ۸۱/۲۲، ۷/۸۴، ۵۴/۱۰-۹، ۲۳/۲۶-۲۴، ۲۳/۷۰-۶۸، ۲۳/۲۵-۲۴، ۷/
۱۷۴-۱۷۳، ۲۸/۲۲، ۱۵/۶، ۶۸/۵۱، ۲۶/۲۷،

باب بارھواں ابلاغ، تبلیغ اشاعت علوم

۱۔ ابلاغ/ تبلیغ اشاعت علوم تذکیر/ انذار، ۴۶/۳۵، ۱۳/۴۰، ۵/۶۷، ۱۶/۸۲، ۵،
۹۴، ۵/۹۹، ۱۴/۳۵، ۲۹/۱۸، ۳۶/۱۹-۱۷، ۴۲/۴۸، ۶۴/۱۲، ۷۲/۲۳، ۷/۶۷، ۷/۷۹،
۱۱/۵۷، ۴۶/۲۳، ۷/۹۳، ۴/۶۳، ۳/۷/۶۲، ۲۶/۲۱۴، ۶/۹۲، ۳۴/۳، ۲۸/۴۶، ۳۶/
۶-۵، ۶۲/۳-۲، ۶/۱۹، ۵۰/۴۴، ۳/۱۰۴، ۹/۱۲۲/۳، ۱۱۰، ۳۱/۱۳، ۲۰/۲۴، ۲۰/۴۲، ۲/۱۱۹،
۱۷/۹۳، ۳۴/۴۶، ۳۵/۱۲۴/۲، ۵/۱۹، ۷۱/۹-۸، ۷۱/۷-۵، ۷۹/۱۷، ۳۴/۴۵، ۱۵/
۴۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ۳/۱۰۳، ۵ رجوع اللہ ۱۳/۲۸۔۲۷-۲۔ ۶۔ کثیر تعداد میں
قبول حق ۱۱۰/۳-۱ ۲۔ تبلیغ میں نرمی، ۲۰/۴۴، ۱۶/۱۲۵، ۴/۶۳، ۳/
۱۵۹، ۵/۶۷، ۶/۴، ۳۔ مقناطیسی فتنے، ۱۷/۱۴-۱۳، ۱۰/۲۱، ۸۳/۷، ۸۳/۲۰، ۴/۱۰۳،
۹/۱۲۰، ۹/۱۲۱، ۲/۱۵۴، ۲/۲۱۶، ۲/۲۴۶، ۲/۱۸۳، ۲/۱۷۸، ۲۲/۴، ۵۸/۲۲، نیکی کی پر

چارک جماعت ۲/۱۴، ۳/۱۱۰، ہم زبانی ۴۴/۵۸، ۴۳/۳-۱، ۳۹/۲۸/۲۷، ۱۹/۹۷، ۱۴/ ۴، ۱۲/۲، ۴۲/۷، ۴۱/۳-۱، ۴۶/۱۲، ۲۰/۱۱۳، ۱۰۔ امن و سلامتی، ۸/۶۱، ۲۵/۶۳، ۴/ ۶۹۴/۸۲، ۱۰/۱۰-۹، ۶/۱۲۷، ۲۰/۴۷، ۵/۱۶-۱۵، ۷/۸، ۱۱۔ مباہلہ، ۳/۶۱، ۱۶/۱۲۵، ۱/ ۲، ۱۲۔ علمی جہاد، ۲۵/۵۲، ۵۱، ۲۹/۵، ۱۳۔ نسبی وگروہی تعلق، ۹/۱۲۸، ۱۴۔ نیکی کے کاموں میں تعاون، ۵/۲، دعا، ۱۷/۸۰، ۱۹/۶-۳، ۷/۱۲۶، ۱۴/۴-۴۰، ۳ /۳۵، ۱/۷-۲، ۱۵۔ اعلانیہ دعوت حق، ۱۵/۹۴، ۳۸/۳۹، ۲/۲،

۱۶۔ آزادی فکر و مذہب، ۲/۲۵۶، ۱۰/۹۹، ۱۷۔ مساجد، ۹/۱۰۸-۱۰۷، ۲۲/۲۵، ۲۴/۳۶-۳۷
اجتماع عوام ۲۲/۲۸-۲۷-۵۴/ ۴۵/ ۶۲/ ۹

۱۸۔ کلچر، تہذیب ثقافت کی یکسانیت، ۲/۶۲، ۱۹۔ دعوت حق علیٰ وجہ البصیرت، ۲۰/ ۲۸-۲۴، ۴۲/۱۵، ۱۲/۱۰۸، ۲۰۔ مال غنیمت، ۸/۱، ۸/۴۱، ۴۸/۱۹-۱۸، ۲۲۔ قدر مشترک کی دعوت، ۸/۱، ۸/۴۱، ۴۸/۱۹-۱۸، ۲۱۔ ہجرت، ۸/۷۴، ۴/۱۰۱، ۳/۱۹۵، ۲/ ۲۱۶، ۲۲/۵۹-۵۸، ۲۹/۵۶، ۲۶/۱۹۵-۱۹۲، ۱۶/۴۲

باب تیرھواں استاد کے اوصاف

۱۔ اللہ بطور معلم/ ہدایت دہندہ، ۲/۲۸۴، ۲/۳۷، ۸/۴۱، ۴۸/۱۹-۱۸، ۴/۵۴، ۱۶/۹۰، ۲۲/۱۶، ۲/۶۸، ۷/۲۹، ۲۴/۳۶، ۱۶/۱۰۸-۱۰۷، ۲/۲۵۶، ۹/۱۹، ۷/۲۹، ۲/۶۸، ۶۲/۵، ۴۰/ ۲۸، ۹/۲۴، ۹/۸۰، ۶۱/۵، ۶۱/۷، ۱۲/۵۲، ۳/۴۸، ۶/۸۰، ۶/۸۶-۸۴، ۲۔ اللہ کی خوشنودی/ رضا جوئی، ۲/۲۰۷، ۲/۲۷۲، ۴۶/۱۵، ۹/۱۰۹، ۹/۷۲، ۵/۱۱۹، ۲/۲۶۵، ۹/۱۰۰، ۵۷/۲۰، ۳/۱۵، ۶۰/۱، ۵/۱۶-۱۵، ۹۸/۸، ۸۹/۲۸-۲۷، ۹۲/۱۹، ۳۔ اتمام حجت/ فیصلہ کن بات/ معاملات طے کرنا، ۱۰/۴۷، ۴۸/۸-۷، ۱۹/۳۹، ۴۔ فرمانبرداری، رضا جوئی، اطاعت کرنا، حکم ماننا، ۶۰/۱۲، ۵۔ نرم مزاجی، ۳/۱۵۹، ۴/۱۲، ۲۰/۴۴-۴۲، ۲۵/۶۳، ۱۱/۷۵، ۹/۱۱۴، ۳۷/۱۰۱، ۲/۱۲، ۲۲/۵۹، ۳۳/۵۱، ۳۵/۴۰، ۱۷/۴۴، ۶۴/۱۷، ۲/۲۶۳، ۲/۲۳۵، ۲/۲۲۵، ۳/۱۵۵، ۶۔ میٹھا بول/ نرم گفتاری، ۲/۲۶۳، ۲۳/۷۶، ۱۶/ ۱۲۵، ۲۲/۶۸-۶۷، ۲۹/۴۶، ۷۔ رحم، ۵۷/۲۷، ۱۷/۲۴، ۱۸/۱۸۱۶/۸۱-۸۰، ۳۰/۲۱، ۴۸/۲۹، ۷۶/۳۱-۳۰، ۲/۳۷، ۵/۳۴، ۵/۳۹، ۴۲/۸، ۹/۶۱، ۸۔ جاہلوں سے اعراض، ۲۵/۶۳، ۲۸/۵۵، ۷/۱۹۹، ۴/۶۳، ۹۔ بردباری/ سنجیدگی/ صبر/ قوت برداشت

Marfat.com

/تحمل مزاجی، ۲۳۵/۲، ۵/۹، ۴۴/۱۷، ۵۹/۲۲، ۵۱/۲۳، ۴۱/۳۵، ۲۳۱/۲، ۲۲۵/۲، ۲/
۲۶۳، ۷۵/۱۱، ۱۱۴/۹.، ۱۱۔ رعب دبدبہ دھاک، ۱۵۱/۳، ۱۲/۸، ۲۶/۳۳، ۱۸/۱۸، ۲/۵۹،
۱۲۔ مستقل مزاجی، ثابت قدمی، ۶۶/۴، ۷۷/۱۷، ۱۳۔ خلوص نیت، ۱۳۹/۲، ۳۹/
۱۴، ۲۹/۷، ۲-۳/۳۹، ۱۴/۴۰، ۱۴/۴۰، ۶۵/۴۰، ۳۹-۴۰/۱۵، ۸۲/۳۸، ۳۷/
۲۷-۲۸، بے ۱۲۷-۱۲۸/۳، ۹۰/۳۷، ۴۷/۳۷، ۱۳۶/۴، ۴۰۳۷، ۱/۱، ۲۴/۱۲، ۵۱/۱۹، ۹۸
/۴،۵، ۳۲/۷ ۱۴۔ معافی، درگزر، عفو، چشم پوشی، ۱۷-۱۸/۵، ۶۴/۲، ۱۶۰/۲، ۱۵۳/۴،
۵/۲، ۱۰۱/۵، ۲۵/۴۲، ۱۵/۵، ۳۴/۴۲، ۳۰/۴۲، ۴۰/۴۲، ۴۳/۴۲، ۲۲/۲۴، ۳۱۴/۶۴
/۱۳۵، ۱۳/۵، ۱۹۹/۷، ۴۳/۹، ۱۵۹/۲۰۹/۲، ۱۳۴/۳. ۱۵۵/۳، ۲/۵۸، ۱۵۳/۴، ۱۴۹/۴،
۹۹/۴، ۴۳/۴، ۱۸۷/۲، ۱۵۲/۳، ۹۵/۹، ۴۳/۹، ۵۲/۲، ۶۰/۲۲، ۲۸۰/۲، ۱/۱، ۳۷/۲،
۳۴/۵، ۹۸/۵، ۱۹۲/۲، ۵/۴۲، ۱۰/۱۰، ۲۷/۱۹، ۵/۹، ۲۵/۳۸، ۱۷۳/۲، ۱۲۸/۲، ۳/
۱۸۳، ۳۹/۵، ۱۵۳/۷، ۹۵/۵، ۲۳/۴، ۱۰۶/۴، ۴۱/۱۱، ۱۱۰/۴، ۹۸/۱۲، ۴۳/۴۱، ۲۱۸/۲،
۱۰۱/۵، ۶/۲۵، ۴۰/۲۲، ۱۴/۴۹، ۵/۴۹، ۲۳/۴۲، ۸/۴۶، ۳۴/۳۵، ۱۸/۱۶، ۱۱۵/۱۶، ۱۶/
۱۱۹، ۳/۱، ۲۸/۳۵، ۱۶۴/۴، ۹۵/۴، ۳۹/۵، ۱۳۴/۳، ۱۳۵/۳، ۴۰/۴۲، ۱۰۹/۲، ۸۵/۱۵،
۱۵/۵، ۱۳/۵، ۱۴/۴۵، ۲۸/۷۱، ۱۵۔ عاجزی/انکساری/تواضع، ۴۲-۴۳/۶، ۲۳/
۷۵-۷۶، ۲۱۴-۲۱۵/۳۶، ۲/۱، ۱۶۔ معاملہ فہمی/معاملہ شناسی/بات کی تہ کو پہنچنا، ۲۱/۱۲،
۲۶-۲۷/۱۲، ۱۷۔ غلطی کا علم ہونے پر غلطی سے اجتناب ۱۱۴/۹ ۱۸۔ غصہ کو پی
جانا، ضبط نفس، ۱۳۳-۱۳۴/۳، ۳۸/۴۲ ۱۹۔ دماغی اہلیت، ۱۰۰/۱۰، ۱۴/۱۶، ۶۷/۱۶، ۲۱/
۱۰، ۱۶/۲، ۲۸/۳۶، ۲۰۔ مشاورت/مشورہ طلبی/ رائے لینا، ۳۸/۴، ۳۸/۴۲،
۲۱۔ نگرانی، نگہبانی، ۱۳/۷۱، ۹/۴۸، ۲۲۔ وقار / متانت/ توقیر، ۱۳/۷۱، ۹/۴۸،
۲۳۔ سکینت ۲۴۸/۲، ۴/۴۸، ۱۸/۴۸، ۴۰/۹، ۲۶/۹، ۲۶/۴۸، ۱۰۳/۹، ۶/۱۰، ۲۷/
۸۶، ۷۲-۷۳/۲۸، ۶۱/۴۰، ۲۴۔ فصاحت وبلاغت، ۶۷/۵، ۸۲/۱۶، ۱۶-۱۷/۳۶، ۵/
۹۲، ۹۹/۵، ۳۵/۱۶، ۵۴/۲۴، ۱۸/۲۹، ۴۸/۴۲، ۱۲/۶۴، ۲۳/۷۲، ۲۸/۷۲،
۲۵۔ ثابت قدمی، ۵۴/۲۸، ۱۳/۴۶، ۷۲-۷۳/۲۰، ۲۷/۱۴، ۲۵۰/۲، ۱۴/۱۳، ۴۷/
۷، ۴۵/۸، ۱۱/۸، ۲۰/۱۱، ۲۶۔ خیر خواہی/خیراندیشی/بھلائی چاہنا، ۷۹/۷، ۶۸/۷، ۷/
۹۳، ۳۴/۱۱، ۲۷۔ نصیحت ۳۲/۵۴، ۴۸/۶۹، ۲۱/۸۸، ۲۵/۱۶؛ ۲۹/۵۲، ۴/۸۰، ۲۱/

۲۴، ۲۱/۲، ۶۸/۵۲، ۷۸/۲۹، ۵۴/۵، ۴۶/۴، ۳۶/۶۹، ۳۸/۸۷، ۵۱/۵۵، ۵۰/۴۵، ۳۱
/۱۴، ۱۳/۱۹، ۶۵/۲، ۲۸۔ صلاح/ مشورہ دینا/ مشاورت، ۲۷/۳۲، ۲۶/۳۴، ۵۸/۹،
۲۹۔ صبر استقامت، صاف ستھری عملی زندگی، پاکیزہ زندگی، ۱۱/۸۸، ۳۰۔ بلا خوف
وخطر اعلان حق، ۱۵/۹۴، ۲۹/۶۱، ۴۶/۱۳، ۲۱/۱۰۹، ۶/۲۱۴، ۲/۲۱۳، تنقید کو نظر انداز کرنا،
۲/۱۵۰، ۲/۱۵۳، ۲/۱۵۹، ۳۱۔ پست آواز دھیمی آواز / دھیما لہجہ، ۳۱/۱۹، ۱۷/
۱۱۰، ۳۲۔ متعلمین کی نقل و حرکت پر نگاہ، ۲۶/۲۲۰۔۲۲۱، ۳۳۔ برائی کا مقابلہ، ۴۲/
۳۷۔۳۹ ۳۴۔ قول معروف، سیدھی وصاف بات، ۲/۲۳۵، ۴/۸، ۳۳/۳۲، ۴۷/
۲۱، ۳۵۔ خبردار کرنا/ خطرہ یا غلطی سے آگاہ کرنا، ۴/۲۷، ۳۶۔ بشارت، خوشخبری،
دینا، ۸/۱۰، ۱۱/۷۴، ۳۷/۱۰۱، ۲۹/۳۱، ۱۱/۶۹، ۱۵/۵۳، ۵۱/۲۸، ۳۳/۴۵، ۴۸/۱۷۸، ۱۰۵/
۱۱/۲، ۳۴/۲۸، ۱۶/۱۰۲، ۳۷۔ طہارت، ماحولیاتی جسمانی، وروحانی، پاکیزگی، طبعی
پاکیزگی، قلب و نگاہ کی پاکیزگی، ۵/۶، ۲/۲۲۲، ۹/۱۰۸، ۲/۱۲۵، ۲۲/۲۶، ۳۳/۳۳، ۹/۱۰۳،
۸۰/۱۶۔۱۱، ۲/۲۵، ۵۶/۷۹۔۷۷، ۲/۹۸، ۴/۵۷، ۳/۱۵، ۵/۴۱، ۳۸۔ قدردان، جوہر
شناس، مربی، سرپرست، ۳۵/۳۰، ۳۵/۳۴، ۶۴/۱۸۔۱۷، ۴۲/۲۳، ۴/۱۴۷، متواضع،
خاطر مدارت کرنے والا، آؤ بھگت کرنے والا، ۲۶/۲۱۵، ۱۵/۸۸، احسان، اچھا سلوک،
بھلائی، حسن سلوک، ۴/۴۰، ۱۳/۲۲، ۱۸/۸۶، ۲۷/۱۱۔۱۰، ۳۸/۲۵، ۳/۱۴۸، ۴۶/۱۵،
۳۱/۱۴، ۲/۲۱۵، ۴/۳۶، ۲۹/۸، ۲/۸۳، ۴/۴۰، ۱۳/۲۲، ۱۸/۸۶، ۳/۱۴۸، ۳۸/۲۵،
۲۷/۱۹، ۴۶/۱۵، ۳۱/۱۴، ۲/۲۱۵، ۲۹/۳۸، ۱۷/۲۳، ۱۱/۱۹، توکل، بخدائے اللہ پر
بھروسہ کرنا، ۴/۱۷۱، ۶/۱۰۲، ۴/۱۳۲، ۳/۱۷۳، ۱۱/۱۲، ۴۳/۹، ۴/۸۱، ۱۲/۶۷، ۳۳/۴۸،
۲۵/۵۸، ۱۷/۲، ۳۳/۳۔۲، ۱۷/۶۵، فیاضی، سخاوت، دریادلی، ۳/۱۷۔۱۶، ۱/۱،
۳۹۔ انابت الی اللہ، حق کی طرف رجوع کرنا، ۱۳/۱۷، ۴۲/۱۳، ۱۱/۷۵، ۳۸/۲۴، ۳۸
/۳۵۔۳۶، ۶۰/۴، ۱۱/۹۰، ۱۱/۸۸، ۳۹/۱۷، ۳۹/۵۳، ۴۲/۱۰، ۳۰/۳۳، ۳۹/۵۴، ۵/۸،
۳۰/۳۱، ۴۰/۱۳، ۳۴/۹، ۵۰/۳۳۔۳۲، ۱۲/۳۴، ۱۰/۱۸، ۴۰۔ ڈرانا، دھمکانا، تنبیہ کرنا،
۳۳/۴۵، ۳۵/۴۲، ۳۵/۲۳، ۳۵/۲۴، ۳۴/۴۶، ۲۶/۱۱۵، ۴۰/۱۸، ۲۹/۵۰، ۱۱/۳۵،
۷/۱۸۴، ۱۱/۱۲، ۳۸/۷۰، ۱۵/۲، ۶۷/۲۶، ۳۸/۶۵، ۴۶/۹، ۳۴/۸، ۲۵/۵۶، ۴۸/۸،
۱۷/۱۰۵، ۵۳/۵۶، ۳۹/۷۱، ۳۹/۱۶، ۱۹/۳۹، ۴۰/۷۷، ۷۴/۳۷۔۳۵، ۶۷/۲۶، ۴۱۔

لغویات سے پرہیز، ۲۳/۳-۱، ۲۵/۷۲، ۲۸/۵۵، ۵۲/۲۳، ۵۶/۲۶-۲۳، ۱۹/۶۲، ۷۸/
۳۵-۳۱، ۸۸/۱۱-۸

باب چودھواں مقاصد تعلیم

۱۔ اللہ کی حاکمیت، ۱۲/۶۷، ۱۲/۴۰، ۶/۵۷، ۶/۶۲، ۲۸/۷۰، ۲۸/۸۸، ۴۰/۱۲، ۲/۱۱۰،
۳/۱۰۹، ۳/۱۲۹، ۱۸/۲۶، ۹۵/۸، ۱۰/۱۰۹، ۱۲/۸۰، ۷/۸۷، ۱۳/۴۱، ۲۷/۷۸، ۲۲/۵۶، ۳۰/
۴۸، ۳۹/۳، ۱/۳، ۶۸/۴۸، ۴/۱۳۱، ۲۱/۱۲۲، ۴۲/۲۱۰، ۳۹/۴۶، ۲۲/۱۲۹، ۱۱/۱۷،
۳۲/۲۵، ۲۲/۵۶، ۶/۱۱۵، ۵/۵۰، ۷/۸۹، ۱۳/۳۷، ۲۷/۷۸-۷۷، ۵/۴۵، ۲۷/۷۶، ۲
/۱۰۷-۱۰۶، ۳/۱۸۹، ۵/۱۷، ۵/۴۰، ۷/۱۵۸، ۳۶/۸۳، ۳۵/۲۷، ۵۷/۷، ۶/۷۳، ۳۰/
۶، ۳۹/۶، ۹/۱۱۶، ۲۳/۸۹-۸۸، ۳۵/۱۳، ۳۹/۴۴، ۴۲/۴۹، ۴۳/۸۵، ۲۵/۷۶، ۳۰/
۱۶، ۲۵/۲، ۳۵/۱۳، ۵/۱، ۵/۱، ۵/۳، ۶/۶۲، ۸/۴۷، ۱۱/۱۲۳، ۱۶/۹۰، ۲۸/۷۰، ۲۸/
۷۲-۷۱، ۲۸/۸۸، ۳۰/۴، ۸۲/۱۹، ۲۔ اطاعت الٰہی و اطاعت رسول، ۵۱/۵۶، ۴/۸۰،
۳/۳۱، ۷/۱۵۷، ۳/۳۲، ۲۴/۵۱، ۵۹/۷، ۳/۱۳۲، ۴/۱۳، ۸/۲۰، ۵/۹۲، ۸/۲۴، ۸/
۴۶، ۹/۷۱، ۲۴/۶۲، ۴/۱۴، ۳۹/۱، ۴/۶۹، ۵۸/۱۳، ۲۴/۶۳، ۶/۱۶، ۲/۱۲، ۴/۵۸، ۳۳/
۲۱، ۳۔ اطاعت امیر ۴/۵۹ ۴۔ حب الٰہی وحب رسول، ۲/۱۶۵، ۲/۱۱۷، ۹/۲۴،
۷۶/۸، ۳/۳۱، ۵/۵، ۵/۷، ۵۔ حب، احترام رسول۔ ۴۹/۳-۲، ۴۹/۵-۴، ۴۹/۱،
۳۳/۵۶، ۳۳/۵۳-۵۴، ۳۳/۳۶، ۲۴/۶۲، ۳۳/۵۷، ۴۴/۱۲-۱۳، ۲۴/۶۳، ۹/۶۳،
۹/۶۱، ۶۔ حصول تقویٰ/پرہیز گاری، ۴۷/۵۶-۵۳، ۴۷/۱۷، ۲۰/۳۱، ۳/۱۱۵-۱۱۳، ۳/
۷۶، ۲/۱۹۷، ۹۲/۲۱-۱۲، ۴/۱، ۳/۱۷۹، ۱۹/۲۶۱۳، ۱۳۲-۱۳۴، ۲۶/۱۴۱-۱۴۲، ۲۶/۱۷۷، ۵
/۳، ۷۔ تزکیہ نفس، پاکیزگی، ۳/۳۷، ۴/۴۹، ۱۸/۸۱، ۱۹/۱۹، ۳۵/۱۸، ۶۲/۲، ۲۴/۲۱،
۹/۱۰، ۹۱/۱۰-۷، ۸۔ تسخیر ارض و سماء / تسخیر فطرت، ۲/۳۴-۳۱، ۱۴/۳۴-۳۲، ۳۹
/۵، ۳۵/۱۳، ۳۱/۲۹، ۳۱/۲۰، ۲۲/۶۵-۶۴، ۱۶/۱۴-۱۲، ۴۵/۱۳-۱۲، ۲۲/۳۶،
۹۔ نیابت الٰہی، فی الارض، ۲/۳۰، ۲۱/۱۰۵، ۳۸/۲۶، ۲۷/۶۲، ۳۵/۳۹، ۴۳/۶۰، ۶/
۱۳۲-۱۳۳، ۷/۶۹، ۶/۱۶۵، ۷/۱۲۹، ۷/۱۳۷، ۹/۳۹، ۲۴/۱۲-۱۱، ۷/۱۲۸، ۱۴/۷۳، ۳۸/
۴۴، ۱۰۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر، ۳/۱۱۰، ۲۲/۴۱، ۶/۶۹، ۳/۱۱۵، ۹/۱۱۲، ۳/۱۰۴،
۷/۱۸۱، ۴/۱۱۳، ۹/۷۱، ۳۱/۱۷-۱۶، ۷/۱۹۹، ۷/۱۵۷، ۱۳۔ رجوع الی اللہ ۱۳/۲۴، ۱۳/

۲۷، ۱۵/۳۱، ۳۸/۳۴، ۳۹/۱۷، ۱۱۔ قومی فضیلت، ۲/۴۷، ۱۶/۴۵، ۲/۱۴۳، ۱۲۔ پابندی قانون، قانون کا احترام، پابندی شریعت، ۲/۱۳، ۱۳۔ حلال رزق کا حصول، ۱۰/۶۲، ۲/۱۶۸، ۵/۱، ۵/۵۔۴، ۵/۸۸۔۸۷، ۱۰/۵۹، ۱۶/۱۱۴، ۶/۱۱۹، ۱۵۔ ارتکاز دولت سے پرہیز، ۳/۱۴، ۹/۳۵۔۳۴، ۱۰۴/۴۔۱، ۲/۲۱۹، ۱۶۔ پر امن معاشرہ کا قیام، ۱۱/۱۰۲، ۷/۱۶۲، ۶/۱۵۳۔۱۵۱، ۲۷/۶۳۔۶۴، ۲۵/۱۹، ۱۴/۲۲، ۴۲/۴۲، ۷/۳۱۔۳۰، ۱۸/۲۹، ۲۳/۱۰۷، ۳۷/۳۳۔۲۲، ۱۷۔ انسان کے بنیادی حقوق کا احترام، ۴/۲۹، ۲/۱۸۸، ۲/۱۲۳، ۱۸۔ احترام انسانیت، تکریم انسانیت، ۵/۳۲، ۹۵/۴۔۱، ۴۰/۶۴، ۳۱/۲۰، ۱۷/۷۰، ۲۲/۶۵۔۶۴،

باب پندرہ

۱۔ جدید قدیم علوم ۲۔ مشمولات علم، دائرہ علوم، انصاب تعلیم، گنجینہ علوم، ۴۱/۴۲، ۳۔۴۔ دینی تعلیم، وحدانیت، ایمان باللہ، ۲/۱۶۳، ۴۱/۶، ۳۸/۶۵، ۵۹/۴۶، ۴۳/۸۴، ۳۷/۴، ۲۳/۱۱۷۔۱۱۶، ۳۸/۷۰، ۲۶/۲۱۳، ۲۹/۴۶، ۶/۱۹، ۳/۲، ۲۸/۸۸، ۱۳/۳۰، ۲۰/۳۰، ۳۵/۳۸، ۴۰/۶۵، ۴۰/۶۲، ۷۳/۹، ۴۴/۸، ۲۰/۸، ۴/۸۷، ۶۴/۱۳، ۲۷/۲۶، ۱۴/۵۲، ۷/۶۴۔۶۰، ۱۶/۲۲، ۱۶/۲۲، ۱۶/۵۷، ۲۰/۱۴، ۱۸/۱۱۰، ۱۱/۱۴، ۲۰/۱۴، ۱۸/۱۱۰، ۱۱/۱۴، ۲۰/۱۴، ۲۱/۱۰۸، ۲۱/۲۵، ۲۲/۳۴، ۳۹/۲۰۳، ۶/۱۰۵۔۱۰۲، ۵۹/۲۴۔۲۲، ۱۱۲/۴۔۱، ۲/۲۵۵، ۳/۱۸، ۳/۶۴، ۹/۳۱۔۳۰، ۵/۷۶۔۷۳، ۴/۱۷۱، ۶/۱۰۱، ۹/۴، ۱۶/۲۱۔۲۰، ۱۶/۵۷، ۴/۱۳۱، ۵۔ ایمان بالرسالت، نبیوں پر ایمان، ۱۵۸/۴، ۲۱/۲۵۔۲۴، ۳۳/۵۶، ۳/۸۴۔۸۱، ۶۴/۸، ۲/۲۱۳، ۵/۱۹، ۶/۲۰۔۱۹، ۷/۱۵۸، ۹/۱۲۹۔۱۲۸، ۵۔الف۔ ملائکہ پر ایمان، ۲/۲۴۸، ۲/۲۸۵، ۲/۱۷۷، ۲/۱۶۱، ۲/۹۹، ۳/۱۸، ۳/۱۴۴، ۶/۱۵۸، ۸/۹، ۱۶/۲، ۲۲/۷۵، ۹/۷۵، ۴/۹۷، ۳۸/۷۸، ۳۱/۷۴، ۴/۶۶، ۵/۳۲، ۳۰/۴۱، ۱۳/۳۴، ۸۰/۳، ۳۹/۳، ۴۲/۳، ۳۵/۳، ۷۸/۳، ۹۷/۴، ۱۶/۳۴، ۱۷/۹۴، ۱۱/۶، ۹۳/۱، ۵۰/۸، ۱۱/۷، ۱۳/۱۲، ۷/۱۵، ۸/۱۵، ۳۰/۱۱۵، ۴۰/۱۷، ۶۱/۱۷، ۹۲/۱۷، ۹۵/۱۷، ۱۰۳/۲۱، ۲۱/۲۵، ۲۵/۲۵، ۲۲/۲۵، ۳۹/۱۶، ۲۴/۲۳، ۴۳/۳۳، ۵۶/۳۳، ۵۶/۳۳، ۴۰/۳۴، ۱۵/۳۷، ۷۱/۳۸، ۱۴/۴۱، ۵۳/۴۳، ۶۰/۴۳، ۱۹/۴۳، ۲۰/۴۷، ۲۰/۵۳، ۶۔ ایمان بالآخرہ، ۷/۱۴۷، ۲/۵۔۲، ۹/۳۹۔۳۸، ۱۱/۱۹۔۱۸، ۱۲/۱۰۹، ۱۲/۵۷۔۵۶، ۱۳/۲۲، ۲۸/۸۳، ۱۴/۳۱،

Marfat.com

۷/۳، ۱۲-۱۶/۳۰، ۳۸-۳۹/۴۰، ۲۰-۲۱/۷۵، ۶-۱۲/۷۵، ۱۶۸/۷، ۳/۱۵، ۳۴/۱۳، ۹/۳۸، ۱۱/۱۴، ۱۰۹/۱۲، ۱۳/۲۶، ۱۷/۱۹، ۱۷/۲۱، ۱۸/۴۶، ۳۶/۲۷، ۲۸/۴۰، ۴۲/۲۰، /۳۶ ۴۷، ۹۳/۴، ۴۳/۳۵، ۲۹/۶۴، ۷۔ الہامی کتابوں پر ایمان، ۴-۵/۲، ۲۳-۲۴/۲، ۴ ۱۱۳/، ۹۱-۹۲/۶، ۴۸-۵۰/۲۸، ۵۶-۵۸/۳۹، ۹۴-۹۵/۱۰، ۴۳/۴۳، ۳۶/۱۳، /۲۸ ۵۲-۵۴، ۳۶/۱۳، ۵۲-۵۴/۲۸، ۶۴/۱۳، ۱۷۱/۴، ۷۳-۷۶/۵، ۳۰-۳۱/۹، ۸۔ نماز صلوٰۃ ۵۶/۵۱، ۴۳/۲، ۵۶/۲۴، ۳۸/۴۲، ۱۸/۳۵، ۷۷/۲۲، ۷۲/۶، ۷۷/۴، ۱۷۷/۲، ۱۱۰/، ۱۳۲/۲۰، ۷۸/۱۷، ۱۳۰/۲۰، ۱۱۴/۱۱، ۴۵/۲۹، ۱۱۰/۱۷، ۴۵/۳۱، ۹-۱۰/۶۲، ۱۵۳/۲، ۴۵/۲، ۲۹/۳۵، ۳۷/۲۴، ۴۱/۲۲، ۵/۹۸، ۱۱/۹، ۲-۴/۸، ۴۲/۴، ۱-۳/۱۰۸، /۱۰۷ ۴-۷، ۱-۳/۷۳، ۴۷-۴۸/۷۴، ۳۷/۱۸، ۴۸/۲۲، ۳۱-۳۵/۷۵، ۹۔ قرآن کی تعلیم، ۹/۱۵، ۲۰/۷۳، ۹۸/۲۱، ۱۰۱-۱۰۲/۲۱، ۸۲/۴، ۲۴/۴۷، ۲۰۳-۲۰۴/۷، /۱۰ ۵۷-۵۸، ۶۹-۷۰/۳۶، ۷۵-۸۲/۵۶، ۱۰۔ شریعت کا علم، ۴۸/۵، ۱۷/۴۲، /۴۵ ۱۸-۱۹، ۱۱۵/۹، ۱۶-۱۷/۴۵، ۱۱۔ فقہ، ۱۲۲/۹، ۱۲۔ راستوں پہاڑوں دریاؤں میدانوں کا علم، جغرافیہ، ۵۳-۵۴/۲۰، ۳۱/۲۱، ۱۵-۱۶/۱۶، ۱۸/۴۵، ۱۳۔ زمین و آسمان کی جملہ اشیاء کی تسخیر کا علم ۱۳/۴۵، ۳۲-۳۳/۱۴، ۱۲/۴۵، ۳۱/۲۹، ۳۹/۵، ۳۵/۱۳، ۲۲/۳۶، ۴۳/۱۳، ۱۸-۱۹/۳۸، ۱۴۔ پہاڑوں اور زمین کی بناوٹ کا علم، ۱۹-۲۰/۸۸، ۶۴/۴۰، ۳۰-۳۱/۲۱، ۱۵۔ آسمان کی بناوٹ پیدائش کا علم، ۱۸/۸۸، ۱۲/۳۰، ۳۳/۲۱، ۱۶۔ انسان کی بناوٹ پیدائش کا علم، ۲۶/۱۵، ۱۲-۱۴/۲۳، ۱۱/۳۵، ۱۲/۷، ۶/۳۹، ۶۷/۴۰، ۸۲ ۶-۸/، ۱۷۔ انسانی، حیوانی، پیدائش کا علم، ۴/۴۵، ۶۷/۴۰، ۱۸۔ آسمان اور جملہ زمینی اشیاء کی پیدائش کا علم، ۲۴/۲، ۷/۱۱، ۱۹۔ خلق کی ابتداء، حیاتیات، ۲۷/۳۰، ۱۱/۳۰، ۱۹-۲۱/۲۹، ۲۰۔ کتاب نبوت اور قوت فیصلہ کا علم، (حکمت) ۸۹/۶، /۱۲ ۲۱-۲۲، ۷۴/۲۱، ۸۳/۲۶، ۲۰/۳۸، ۲۱۔ زبان دانی کی تعلیم ۲۲/۳۰، ۲۲۔ انسانی نشونما کا علم، ۵۴/۳۰، ۲۳۔ باغات پھلوں کو محفوظ کرنا، ۱۹/۲۳، ۹۹/۶، ۲۴۔ کاشتکاری، ۳۵/۱۸، ۵/۲۲، ۱۵/۶۷، ۶۱/۲، ۲۵۔ اشیاء خوردونوش کا علم، ۳۷/۱۲، /۳۹ ۲۱، ۲۶۔ تجارت ۱-۴/۱۰۶، ۶۲/۱۲، ۶۸/۱۲، ۹/۶۲، ۲۹/۴، ۱۰-۱۱/۶۲، ۲۹-۳۰/۳۵، ۲۴ ۳۷/، ۲۷۔ خلائی، کائناتی سفر، ۴۰/۲۷، ۱/۱۷، ۴۲/۳۰، ۲۱/۴۰، ۱۱/۶،

۲۸۔ سیاحت، ۴۰/۲۱، ۶/۱۱، ۴۴/۶۹، ۲۹/۲۰، ۱۶/۳۶، ۲۹۔ زمین پر آبادیاں ۳۰/۹،
۳۰/۲۰، ۳۰۔ علم جغرافیہ ۲۰/۵۴۔۵۳، ۲۲/۴۳، ۳۵/۲۷، ۳۹/۲۱، ۱۶/۱۶۔۱۵،
۳۱۔ علم نباتات، ۲۳/۱۹، ۶/۹۹، ۳۲۔ علم حیوانیات ۲۲/۳۷۔۳۶، ۸۸/۱۷، ۶/
۱۴۲۔۱۴۳، ۲۲/۳۰، ۲۴/۳۴، ۲۲/۳۶، ۱۶/۸، ۳۳۔ علم تجزیات و غوطہ خوری، ۳۵/
۱۲، ۲/۵۰، ۲۱/۸۲، ۳۸/۳۸۔۳۷، ۳۴۔ کشتی سازی و کشتی رانی، جہاز سازی وجہاز
رانی، ۲۳/۲۷، ۲۲/۶۵، ۱۷/۶۶، ۳۵۔ اشیاء کے نام و اوصاف کا علم، ۲/۳۳۔۳۱،
۳۶۔ فلکیات و اجرام فلکی کی پیدائش کا علم، ۲۱/۳۰، ۷۸/۱۳۔۱۲، ۳۷۔ روح،
۱۷/۸۵، ۶/۶۰، ۳۸۔ فلسفہ حیات، حیات بعد الموت، فلسفہ زمان ومکان، ۳/۱۸۵، ۶۱/۶۱،
۱۸/۳۵، ۲۲/۵، ۳۰/۱۹، ۲/۲۶۰، ۱۸/۲۶۔۲۵، ۱۸/۱۹۔۱۸، ۶/۶۰، ۱۷/۱، ۵/۱۱۰، ۶۷/۲۔۱،
۳۶/۳۳، ۴۲/۹، ۳۶/۱۲، ۲/۲۵۹، ۳۹۔ عالمی تاریخ، ۱۰۳/۳۔۱، ۹/۷۰، ۱۱/۱۲، ۱۲/۹،
۱۴/۵، ۳۳/۳۰۔۲۳، ۲۳/۳۵۔۳۱، ۲۳/۳۹۔۳۵، ۷۹/۲۶۔۱۵، ۳۸/۳۔۱، ۲۸/
۱۳۔۱۴، ۳۸/۱۷، ۳۸/۲۶۔۱۸، ۳۸/۴۰۔۳۶، ۳۸/۴۳۔۴۱، ۴۰۔ بین الاقوامی
تعلقات ۸/۶۲، ۹/۳۔۱، ۹/۴۔۱، ۳۹/۶، ۴/۹۰، ۵/۲، ۹/۴، ۴۱۔ شیاطین کا مسخر کرنے
کا علم، ۳۸/۳۷۔۳۶، ۴۲۔ شعراشاعری، ۲۶/۲۲۶۔۲۲۴، ۳۶/۷۰۔۶۹، ۲۱/۵، ۶۹/
۴۳۔۳۸، ۴۳۔ علم ریاضی، ۴/۸۶، ۴/۱۷۶، ۲/۲۸۴، ۲/۲۳۴، ۶۵/۴، ۲/۱۹، ۶۵/
۱۵، ۶۵/۱۲، ۶/۵۲، ۶/۵۴، ۵۰/۳۸، ۷/۸۵، ۱۰/۵، ۱۲/۲۰۔۱۹، ۱۲/۴۲، ۱۳/۱۸، ۱۳/۴۱،
۱۳/۲۱، ۱۴/۵۱، ۱۷/۱۲، ۲۱/۱، ۱۹/۹۴۔۹۳، ۸۸/۲۶، ۱۴/۳۴، ۳۱/۲۷، ۴۱۔ شیاطین کو
مسخر کرنے کا علم، ۳۸/۳۷۔۳۶، ۴۲۔ شعرا و شاعری، ۲۶/۲۲۶۔۲۲۴، ۳۶/
۷۰۔۶۹، ۲۱/۵، ۶۹/۴۳۔۳۸، ۴۳۔ علم ریاضی، ۴/۸۶، ۲/۲۸۴، ۴/۱۷۶، ۲/
۲۳۴، ۶۵/۲۔۱، ۶۵/۴، ۲/۱۹، ۷/۱۵، ۶۵/۱۲، ۶/۵۴، ۵۰/۳۸، ۷/۸۵، ۱۰/۵، ۱۲/
۲۰۔۱۹، ۱۲/۴۲، ۱۳/۱۸، ۱۳/۲۱، ۱۳/۴۱، ۱۴/۵۱، ۱۷/۱۲، ۲۱/۱، ۱۹/۹۴۔۹۳، ۸۸/۲۶، ۱۴/
۳۴، ۳۱/۲۷، ۱۸/۱۱۔۱۰، ۱۸/۱۹، ۱۸/۲۲، ۳۶/۱۱۳، ۲۴/۳۹، ۲۴/۴، ۲۴/۹۔۶، ۲۴/۱۳، ۱۶/
۱۸، ۲۳/۸۲۔۸۱، ۲۲/۴۷، ۲۵/۵۹، ۳۲/۵۔۴، ۷۰/۴، ۲۱/۴۷، ۳۳/۳۹، ۳۸/۳۶،
۳۸/۵۳، ۴۰/۲۷، ۴۰/۱۷، ۴۰/۴۰، ۵۸/۴، ۶۵/۸، ۷۲/۲۸، ۴۴۔ علم فلکیات،
۵۰/۶، ۵۵/۹۔۵، ۵۵/۳۳، ۵۵/۳۷۔۳۵، ۷۱/۱۶۔۱۵، ۷۲/۹۔۸، ۷۹/۲۹۔۲۷، ۸۲/

Marfat.com

۱_۵، ۹۶_۹۷/۶، ۵۴/۷، ۵_۶/۱۰، ۲/۱۳، ۱۹/۱۹، ۸۶_۸۰/۲۳، ۶۱/۲۵، ۱۰/۳۱، ۲۹/۳۱،
۳۸_۴۰/۳۶، ۴۷/۵۱، ۶_۹/۳۷، ۳۵ـ آثار قدیمہ، ۱_۳/۱۰۶، ۶۹/۲۷، ۳۷/
۱۳۸_۱۳۳، ۶۷/۱۱، ۳۶_۳۸/۲۵، ۹۰_۹۱/۷، ۱۳۷_۱۳۸/۳، ۶/۶، ۸۱_۸۲/۱۱، ۹۴/۱۲،
۱۳/۳۳، ۱۸/۴۲، ۳۶/۵۵؛ ۱۳۹_۱۴۳/۳۶، ۱۷۵_۱۹۰/۳۶، ۲۷/۵۷_۴۷، ۳۶ـ علم
ریاست / ملک / سلطنت، ۲۱/۱۱، ۲۷/۶۹، ۲۹/۳۶، ۲۱/۸، ۲۱/۸، ۲۱/۸۲، ۲۱/۸۶، ۲۷/
۲۸، ۲۷/۲۰_۲۱، ۲۷/۱۹، ۲۷/۲۴، ۲۷/۳۱، ۲۷/۴۴، ۲۷/۳۲_۳۳، ۲۷/۳۱_۲۷،
۲۸/۳۸_۳۹، ۹/۷۰، ۷/۷۷_۷۸، ۷/۷۳، ۷/۷۲، ۷/۶۶، ۷/۵۹، ۱۱/۶۰_۶۹، ۲۵/
۳۸_۳۷، ۲۱/۱۳_۱۴، ۵۴/۳۹_۹، ۱۸/۸۵_۸۸، ۱۸/۸۹_۹۸، ۱۸/۱۴، ۱۸/۱۴، ۱۸/
۱۵_۳۶، ۸/۶۰، ۸/۶۵، ۸/۵۷، ۸/۴۵، ۸/۱۵_۱۹، ۴/۹۵، ۵/۸، ۴/۵۸، ۶/۱۵۲، ۱۹/
۹۰، ۲/۱۸۸، ۲۴/۵۱، ۲۴/۴۷، ۴/۵۹، ۳۳/۳۶، ۳۶/۸۳، ۷/۱۸۵، ۲۳/۸۸_۸۹، ۵/
۴، ۲/۱۰۷، ۹/۱۱۶، ۷/۱۵۸، ۲۵/۲، ۸۵/۹، ۳۹/۴۴، ۵۷/۲، ۴۳/۸۵، ۲/۱۸۹، ۵/۱۸،
۲۴/۴۴، ۳۵/۲۷، ۴۸/۳۶، ۴۲/۳۹، ۱۲/۱۱۶، ۵۳/۳۶، ۳/۳۶، ۲/۲۵۸، ۲/۲۵۹، ۵۹/
۲۳_۲۲، ۶۲/۱، ۲۰/۱۱۴، ۲۳/۱۱۹، ۱۷/۱۱۱، ۴/۵۳، ۶۷/۱، ۴۰/۱۷_۱۹، ۲۴/۵۵، ۷/۱۲۸،
۲۱/۱۰۰، ۴۷ـ قیام امن، ۲/۸۴، ۲/۱۳۶، ۲/۱۹۱، ۲/۱۹۳، ۲/۶۰، ۷/۴۰، ۱۱/۸۵، ۳۶/
۱۸۲، ۲۹/۳۶، ۲۸/۷۷، ۱۰/۸۱، ۲/۲۰۵، ۲۸/۷۷، ۳۱/۱۸، ۵/۶۴، ۲/۲۵۱، ۵/۴۳،
قیام عدل، ۴/۱۳۵، ۵/۸، ۲/۲۸۳، ۵/۱۰۶، ۶۵/۲، ۴/۵۸، ۱۹/۹۰، ۴۹/۹،
۴۶ـ اصلاح معاشرہ/۵۵، ۳۲/۸۱، ۸_۹، ۶/۱۳۰، ۶/۱۳۷، ۴۹ـ قصاص، ۲/۱۷۸، ۱۷
/۳۳، ۹/۹۲، ۴۹/۱۲_۱۱، زنا / فحاشی، ۱۲/۳۲، ۲۴/۲۶، ۵/۳۸، بہتان طرازی، ۲۴/۲۳، ۷
/۱، شراب نوشی، ۵/۹۱_۹۰، ۱۱/۸۵، ۵۵/۹، ۷/۲۹، ۴/۵۸، ۶/۵۸، ۴۷ـ اصلاحی تبلیغی
سیاسی جماعتوں کا قیام، ۳/۱۰۴، ۳/۱۰۹، ۴۸ـ علم سیاست، ۴/۵۹، ۳/۱۵۹، ۲۷/۳۲، ۲۸
/۴، سفارت کاری، ۲۷/۳۵_۳۶، ۲۷/۳۷_۳۹، ۴۳/۳۶، ۴۳/۵۴_۵۶، ۴۳/۵۱_۵۲،
۳۶/۱۲۸_۱۳۲، ۳۶/۱۴۹_۱۵۰، علم الاغذیہ، ۲/۱۷۲، ۵/۸۷_۸۸، ۲/۱۴۸، ۵/۴، ۵/۵،
۵/۹۴، ۵/۹۶، ۳۵/۱۲، ۱۹/۱۲، ۴۰/۷۹، ۵/۱۰۳، ۲/۶۱، ۷/۱۴۰، ۷/۱۴۱، ۱۱/۶۹، ۶/۹۹، ۵۶
/۱۵_۲۱، ۵۶/۳۵_۲۷، ۵۵/۶۸_۶۹، ۵۵/۶۹_۴۲، ۲۳/۱۸_۲۱، ۸۰/۳۲_۲۴، ۱۹/
۶۶_۶۷، ۲۳/۲۱، ۸/۲۴_۳۲، ۱۹/۶۸_۶۹، ۵۵/۳۶_۴۳، ۵۶/۱۴_۲۱، ۲/۱۷۳، ۳۹ـ

۵۰۔ عمرانیات/علم تمدن، ۳۲/۵، ۱۳/۴۹، ۱/۴، ۹۸/۶، ۲۳-۲۴/۱۷، ۱۳-۱۵/۳۱، ۱۵/۳۶، ۲۳
/۹، ۱۷/۵۸، ۳۴/۷، ۵/۵۱۷-۱۹/۳۱، ۱۹-۲۵/۴، ۲۱/۳۰، ۱۸۹/۷، ۲۲۱/۲، ۳۶/۲۴،
۳/۲۴، ۲۲-۲۴/۴، ۲۲۹/۲، ۲۲۸/۲، ۳۵/۴، ۳۴/۴، ۱۲۸/۴، ۳/۴، ۱۳۹/۴، ۲/
۲۳۶، ۱۱/۴، ۱۰-۷/۴، ۱۲/۴، آنکھوں کی روحانی جسمانی خوبیوں خامیوں کا علم،
۲/۷، ۲۳/۴۵، ۲۰/۲، ۲۱-۲۲/۵۰، ۳۳/۲۴، ۷۴/۲۵، ۵۱۔ علم طبیعات، ۲/
۱۷-۱۸، ۲۰/۲، ۴۴/۸، ۱۰۴/۶، ۵۲۔ علم النفس، ۱۴۸/۶، ۹/۲۴، ۶۷-۶۸/۲۷، ۳/
۱۸۰، ۶۷/۲۵، ۳۸/۴۷، ۳۷/۴، ۲-۴/۱۰۴، ۳۸/۵، ۱۲/۶۰، ۸/۳۰، ۵۳۔ جہاد،
مجاہدہ، ۷۸/۲۲، ۵۲/۲۵، ۹/۲۴، ۳۵/۳۳، ۵۴۔ قرآن کی تعلیم، ۵۷/۱۰، ۴۵/۱۷،
۱۷/۴۲، ۹۸-۹۹/۲۴، ۱۴۷/۷، ۱۹/۶، ۳/۲۲، ۱۷/۹، ۸/۲۰۴، ۳۷/۱۰، ۸۰-۸۱/۱۷، ۶۹/
۱-۲، ۳۶/۷۰-۶۹، ۵۵۔ سیرت النبی، اسوہ حسنہ، مناقب رسول، ۱۲/۱۲۹، ۷/۱۵۷،
۲۹/۴۸، ۶/۲۴، ۲/۲۵۲، ۱۰/۱۳۹، ۴/۳۶، ۲۹/۴۸، ۶/۲۴، ۲/۲۵۲، ۱۰/۱۲۹، ۴/۳۶، ۴۸/
۲۹، ۲/۱۱۳، ۸۷/۱۷، ۲۱/۱۰۷، ۹/۶۱، ۴/۸۰، ۶۸/۴، ۹۴/۴۸۱/۱۰، ۲۱/۳۳، ۱/۱۰۸، ۴۳/
۶۱، ۶/۳۳، ۴/۱۱۳، ۲۵/۱، ۲/۱۱۹، ۵/۱۹، ۷/۱۸۴، ۷/۱۸۸، ۱۱/۲، ۱۵/۸۹، ۱۷/۱۰۵، ۲۵/
۵۶، ۳۶/۹۴، ۲۸/۹۲، ۳۴/۲۸، ۳۵/۲۴، ۴۶/۹، ۴۸/۸، ۵/۶۷، ۵/۴۲، ۸/۳۰، ۸/
۶۴، ۱۵/۹۵، ۳۹/۳۶، ۵۲/۴۸، ۱۷/۱، ۵۳/۱۷-۱۸، ۵۴/۱۱، ۶۶/۴، ۲۲/۶۷، ۲۳/۷۴،
۲۷/۷۹، ۳۶/۴، ۴۲/۵۲، ۴۳/۴۳، ۳۴/۱-۳، ۵۳/۳-۴، ۳۳/۵۶، ۲/۹۷، ۲۶/
۹۴، ۸۵/۸۷، ۹/۱۲۸، ۱۰/۱۳۹، ۶/۳۳، ۷/۲، ۱۱/۱۲، ۱۵/۹۷، ۲۴/۱۲۷، ۱۸/۶، ۳۶/۳، ۲۷
۷/، ۳۵/۸، ۲/۱۴۴، ۹۳/۵، ۹۴/۱-۴، ۸۷/۸-۹، ۴۸/۱-۳، ۶/۵۰، ۷/۲۳، ۱۰/۱۵،
۳۶/۹، ۱۸/۱۱۰، ۳۶/۳۴، ۲۹/۵۲، ۲/۶۸، ۴۲/۶۹، ۶۹/۴۲، ۸۱/۲۲، ۵۲/
۳۰-۳۱، ۳۶/۶۹، ۶۹/۴۱، ۷۲/۲۲، /۲۲، ۶۹/۴۴-۴۷، ۴۵/۱۸، ۱۳/۳۷،
۲/۱۲۵، ۲/۱۲۰، ۲۴/۳۷،

باب سولھواں طریق ہائے تدریس

۱۔ تعلیم میں تدریس کی اہمیت، ۶۴/۹، ۹۶/۱، ۲۔ عملی تجربہ، ۲/۲۵۹، ۲/۲۶۰، ۱۸/
۱۵-۱۹، ۲۷/۲۸-۲۷، ۳۔ بہ تفہیم زبان آسان کتب، ۵۴/۳۲، ۵۴/۲۲، ۴۔ مناسب طلب
آمادگی کا ہونا، ۱۰/۴۲-۴۴، ۵۔ مہلت عمل، ۶۳/۱۱، ۶۔ شرکت عمل، ۲۸/

۳۳-۳۵، ۱۳-۱۲/۳۶، ۷- باہمی امداد، ۱۸/۹۵-۹۴، ۸- واضح کلام ۵۸/۵،
۹- توجہ انہماک، ۵۰/۳۷-۳۶، ۱۰- رازداری ۱۱۸/۳ ۱۱- بحث میں شائستگی، ۲۹/
۴۶، واقعاتی بیان، ۱۹/۳۳-۱۶، ۱۹/۱۷-۱۶، ۱۵/۷۰-۶۱، ۱۵/۶۳-۶۱، ۱۸/۲۶، ۱۸/۲۶-۹،
۱۸/۱۳-۹، ۱۸/۳۲، ۱۸/۴۴-۳۳، ۱۸/۶۰، ۱۸/۸۱-۶۱، ۱۸/۸۳، ۱۸/۱۱۱-۸۴، ۱۹/۱۷-۱۶،
۱۹/۴۰-۱۸، ۱۲- دلیل ۲۷/۶۴، ۳۰/۳۵-۳۳، ۵۲/۳۸-۳۵، ۲۱/۲۲، ۲۱/۶۷-۶۶،
۲۱/۶۳-۶۲، ۲۱/۲۱، ۱۰/۳۵، ۱۰/۳۱، ۳/۶۵، ۲/۱۱۱، ۱۴/۱۰، ۱۸/۱۵، ۲۷/۶۴، ۱۰/۶۸، ۶/
۳۷، ۱۲/۲۴، ۱۳- مشورہ، رائے طلبی، ۷/۱۱۲-۱۰۹، ۲۷/۳۲، ۴۲/۳۸، ۱۴- سوال
جواب، ۲۹/۶۱، ۲۹/۶۳، ۲/۱۲۵، ۲۹/۴۶، ۲/۲۱۵، ۲/۲۱۷، ۲/۲۱۹، ۷/۱۸۷، ۱۷/۱۰۱، ۱۸/
۸۴-۹ب/۲۲، ۷۹/۴۴-۴۲، ۷۸/۵-۱، ۱۶- تمثیل، امثال، ۱۴/۱۸، ۱۴/۲۴، ۱۴/۲۶، ۱۶
/۱۱۲، ۱۶/۷۶، ۱۶/۷۵، ۳۰/۲۸، ۱۸/۴۶-۴۵، ۲۴/۳۵، ۲۴/۳۹، ۲۴/۴۰-۲۹، ۳۱، ۲۵/
۳۸-۳۹، انذار/ڈرانا/ آگاہ کرنا/ انتباہ ۶/۱۹، ۷/۲، ۱۴/۵۲، ۱۹/۹۷، ۴۶/۱۲، ۴۰/۱۵، ۲۶/
۱۹۴-۱۹۳، ۲۱/۴۵، ۳۵/۲۴، ۷۱/۲، ۲۷/۹۲، ۵۳/۵۶، ۵۱/۵۱، ۵۱/۵۰، ۴۶/۶، ۳۴/
۳۶، ۲۹/۵۰، ۲۲/۴۹، ۳۶/۱۸۵، ۴/۱۸۴، ۳۸/۷۰، ۷۱/۱، ۷۹/۴۵، ۶۷/۲۶۔
۱۸- تدبیر، ۲۸/۱۳-۱۲، ۱۲/۷۶، ۱۰۵/۵-۱، ۱۹- تدریج، ۲۵/۳۴-۳۲، ۱۶/۱۰۲، ۷۶
/۲۴-۲۳، ۲۳، ۲۰- مقابلہ، ۴۴/۹، ۲۱- علم کی تشریح ۷۵/۱۹-۱۶، ۶/۱۶، ۲/۱۲۹،
۳/۱۶۴، ۲۰۲/۱۱، ۱۵/۱، ۱۶/۴۴، ۶۲/۲، ۲۲- قسم، گواہی، ۸۴/۲۰-۱۴، ۵۳/۲-۱، ۵۳
/۲-۱، ۵۲/۸-۱، ۳۷/۳، ۵۱/۴۴-۱، ۵۱/۱۱-۷، ۵۰/۴-۱، ۳۸/۳-۱، ۹۲/۴-۱، ۹۳/
۵-۱، ۱۰۰/۶-۱، ۱۰۱/۵-۱، ۱۰۳/۳-۱، ۲۳- غیرضروری سوالات سے پرہیز، ۵/۱۱۰-۱۰۱،
۲۴- ہم زبانی، ۱۴/۴، ۲۰/۱۱۳، ۲۶/۱۹۴-۱۹۳، ۱۶/۱۰۳، ۲۵- چیلنج، ۵۲/۳۴-۳۳،
۱۷/۸۸، ۲۶- عمل کا بدلہ، ۴۰/۱۷، ۵۳/۴۱-۳۹، ۹/۸۲، ۱۸/۸۸-۸۷، ۴۲/۳۱، ۴۲
/۴۰، ۲۷- مددگار، معاون، ۱۶/۱۴، ۲۸- فرمانبرداری/ تابع فرمان، ۴۹/۱۴۔
۲۹- عمل کی ذمہ داری، ۳۹/۴۱، ۳۰- تاکید، ۳۱/۱۴،
۳۱- سن گن لینا ۴۲/۹،

باب سترھواں جزا سزا

جزا

۱۔ انبیائے کرام کو جزا/انعامات، ۲/۱۲۴، ۴/۵۴، ۱۹/۵۳-۵۲، ۲۱/۳۶، ۳۷/۷۸-۷۵، ۳۷/۱۳۱-۱۲۹، ۳۷/۱۳۵-۱۳۳، ۳۸/۳۰، ۳۸/۴۰-۳۶، ۴۸/۴۳-۴۲، ۳۸/۴۸-۴۵، ۱۷/۱/۱۰۸-۳-۱، ۲۔ تقویٰ/پرہیز گاری کا انعام، ۱۹/۳۱-۳۰، ۲۵/۱۶-۱۵، ۳۔ نیکو کاروں کے انعام، ۵/۶۵، ۱۸/۳۱-۳۰، ۲۵/۲، ۲۳/۲۲، ۷۲/۹۴، ۱۸/۸۸، ۲۱/۱۰۵، ۲۲/۵۰، ۵۶/۴۲-۱۱، ۷/۳۵، ۲۴/۵۵، ۴۔ مومنوں کو انعام، ۹/۱۱۱، ۱۴/۲۳، ۵۔ عطائیگی حکومت کا انعام، ۱۲/۱۰۱-۱۰۰، ۲۷/۱۷، ۲۷/۳۱-۲۹، ۳۸/۲۰، ۱۸/۸۴-۸۳، ۱۱۰/۳-۱، ۴۸/۳-۱، ۳/۵۵، ۲۱/۱۰۵، ۲۴/۵۵، ۱۴/۱۴، ۶۔ نیک اولاد کا انعام، ۱۹/۵۰-۴۹، ۱۸/۸۱-۸۰، ۳۷/۱۱۳-۱۱۰، ۲۸/۳۱-۳۰، ۷۔ عطائیگی نبوت کا انعام، ۱۹/۵۱، ۱۹/۵۸-۵۴، ۲/۲۵۳، ۱۲/۶۸، ۸۔ فضیلت وخصوصی علوم کا انعام، ۲۷/۱۶، ۳۸/۳۶-۳۶، ۴۳/۴۴، ۲/۹۰، ۹۔ پیشوائی عالم، ۲/۱۲۴، ۲۴/۵۵، ۲/۷۴، ۱۰۔ جہاد کا انعام ۲/۲۵۱، ۹/۸۹-۸۸، ۱۱۔ ہجرت کا انعام، ۲۲/۵۸، ۹/۴۰، ۱۲۔ مومنوں کے لئے جنت کا انعام ۹/۷۲، ۹/۸۲، ۴/۱۳، ۱۸/۱۰۸-۱۰۷، ۲۲/۵۶، ۱۶/۳۱، ۲/۲۵، ۱۸/۳۱-۳۰، ۱۴/۲۳، ۲۲/۲۳، ۲۳، ۳۵/۳۵-۳۳، ۳۴/۳۷، ۴۱/۳۱-۳۰، ۷۶/۲۲-۱۱، ۷۸/۳۷-۳۱، ۸۴/۲۵، ۸۵/۱۱، ۲۵/۱۵، ۲۹/۵۸، ۳۲/۱۹، ۳۹/۲۰، ۱۳/۲۳، ۱۳۔ مومنوں کو مغفرت اور عزت کی روزی کا انعام، ۲۲/۵۰، ۱۴۔ رسولوں کو مصیبت سے نجات بطور انعام، ۳۷/۱۳۵-۱۳۳، ۱۵۔ بعقرب بندوں کو کرب عظیم سے نجات، ۳۷/۷۶، ۲۶/۱۸، ۲۵/۳۷، ۵۴/۱۴-۱۳، ۷۱/۲۸، ۱۶۔ بے حساب اجر، ۴۹/۱۰، ۹۵/۶، ۴۱/۸، ۸۴/۲۵، ۱۷۔ جنتی حوریں اور دیگر نعائم، ۳۸/۵۱-۴۹، ۴۴/۵۴، ۵۵/۷۲، ۱۸۔ بہترین اجر، ۳۹/۳۴-۳۳، ۳/۱۷۲، ۱۳/۷۹، ۸/۲۸، ۹/۲۲، ۵۷/۷، ۶۴/۱۵، ۱۹۔ بنی اسرائیل کو دیئے گئے انعامات ۲/۴۹، ۲/۴۷، ۲/۵۰، ۲/۵۷، ۲۰۔ مغفرت اور اجرِ عظیم کا انعام، ۳۵/۷، ۳۶/۷ ۲۱۔ جنت اور اللہ کی رضا کا انعام، ۹/۱۰۰، ۲۲۔ کتاب حکمت وحکومت، ۴/۵۴، ۲۳۔ فرمانبردار بندوں کے لئے جنت اور گناہوں سے معافی، ۴۶/۱۰، ۲۴۔ نمایاں کامیابی بطور انعام ۶/۱۶،

Marfat.com

۱۔ سزا

۱۔ کفر و دہریت، الحاد کی سزا، ۳۹/۷، ۱۷۷/۳؛ ۱۶۸–۱۶۹/۴، ۲۹/۲۱، ۳۲/۳۴، ۴
/۱۵۰–۱۵۱، ۱۰/۳، ۳۶–۳۷/۵، ۱۱۶/۳، ۶–۷/۲، ۱۰۰/۷، ۱۰۱/۷، ۸۷/۹، ۷۴/۱۰، ۱۸/
۵۷، ۱۵۵/۴، ۱۷/۴۰، ۶۳/۳؛ ۲۔ کافروں کو دوست رکھنے کی سزا، ۱۴۴/۴، ۷۹–۸۰/۱۷،
۵۰–۵۱/۸، ۵۷/۲۴، ۷۲/۵، ۸۷/۱۲، ۲۳/۲۹، ۲۱–۲۶/۸۸، ۷۳/۹، ۱/۴۷؛ /۴۷
۸–۹، ۲۵۷/۲، ۳۱/۵، ۱۸/۵۸، ۱۰۵/۱۶، ۹۰/۹، ۲۸/۴۰، ۱۸/۱۱، ۱۷/۱۰، ۲۱/۶، /۷
۳۷–۳۸، ۳۲/۳۹۶۸/۲۹، ۷/۶۱، ۱۸۳/۳، ۴۲–۴۴/۲۲، ۲۵/۳۹، ۸۶/۲، ۸۷/۲، ۱۷
/۵۹، ۵۴/۸، ۱۳–۱۴/۵۰، ۱۸/۶۷، ۷–۸/۱۴، ۳۶/۳۵، ۲۶–۲۷/۴۱، ۵۸/۲، /۲۴
۵۷، ۱۸/۱۴، ۱۱–۱۲/۳، ۵۵/۳، ۳۶/۳۵، ۲۶–۲۷/۴۱، ۸۵/۲، ۱۵۰–۱۵۱/۴، ۷۲/۵، ۲۹
/۲۳، ۲۵۷/۲، ۵۰–۵۱/۸، ۵۷/۲۴، ۸–۹/۴۷۱/۴۷، ۱۱–۱۲/۳۱۸/۱۴، ۵۵/۳، ۱۸/۸،
۴۲–۴۴/۲۲، ۲۱–۲۶/۸۸، ۷۳/۹، ۵۹–۶۰/۱۱، ۶۸/۱۱، ۲۱–۲۲/۳، ۱۷۷/۳، ۹۱/۵، /۵۸
۱۴، ۱۰۵/۱۶، ۹۰/۹، ۲۸/۴۰، ۱۸/۱۱، ۱۷/۱۰، ۱۰۳/۵، ۲۱/۶، ۳۷/۷، ۶۸/۲۹، ۳۲/۳۹، ۶۱
/۷، ۱۸۳/۳، ۲۵/۳۹؛ ۳۔ شرک کی سزا، ۱۴۸/۶، ۲۱/۴۲، ۵۲/۱۸، ۲۸/۹، ۱۳/۳۱، ۴/۳۶
۱۸/[illegible]، ۹۰–۹۱/۲۳، ۹/۵؛ ۴۔ ظلم کی سزا، ۳۱/۷۶، ۶۵/۴۳، ۲۱/۴۲، ۱۹/۲۵، ۵۰/۲۷، ۷
/۱۶۵، ۱۸/۸۷، ۱۸/۳، ۱۹/۳۴، ۲۵/۲۲، ۱۴/۲۹، ۱۶۰/۴، ۴۴/۴۲، ۵۹/۲، ۱۱۰/۴، /۱۶
۱۸۵، ۳۷/۱۱، ۹۵/۱۱، ۱۱۳/۱۶، ۵۰–۵۱/۳۹، ۴۲/۱۴، ۶۰/۱۶، ۶۱/۱۶، ۵۷/۳۰، ۱۸/۴۰، /۹
۷۰، ۹/۳۰، ۸۱/۲، ۶۹/۳۹، ۱۳۰–۱۳۱/۶، ۱۰۲/۱۱، ۱۷۷/۱۱، ۵۷/۲، ۷۴–۷۶/۴۳، /۴۵
۲۲، ۷۱/۱۷، ۳۷/۲۸، ۱۱۱/۲۰، ۴۵–۴۴/۶، ۵۷/۳، ۴۰/۴۲، ۲۷/۱۴، ۲۵۸/۲، ۵۱/۵،
۵۰/۲۸، ۲۲–۲۳/۷، ۵۱/۲، ۱۴۸/۷، ۱۶۲/۷، ۱۵–۱۶/۲۸، ۱/۶۵، ۴۴/۲۷؛ ۵۔ منافق،
منافقت کی سزا، ۱۴۵/۴، ۶۸/۹، ۶/۴۸، ۷۳/۹، ۸۵/۹، ۸۰/۹، ۱۴۳–۱۴۵/۴، ۱۴۲/۴،
۵۲/۵، ۱۰۱/۹، ۵۳/۲۴، ۱۱/۲۹، ۱۱–۱۲/۵۹، ۱/۶۳، ۱۶۷/۳، ۶۷/۹، ۵۶/۹، ۹/۶۶، /۴
۸۹–۹۱؛ ۶۔ منافقت کی سزا، ۶۷–۶۸/۹، ۷۶/۹، ۱۰۱/۹؛ ۷۔ نبیوں کی تکذیب کی سزا، /۷
۳۵–۳۶، ۱۰۳/۷، ۱۲–۱۳/۳۸، ۱۴/۲۷، ۴۲–۴۴/۲۲، ۱۴/۲۷، ۳۷/۲۵، ۱۴/۲۹، /۳۶
۱۶۰–۱۶۴، ۱۸۸–۱۸۹/۲۶، ۵۵/۳، ۲۱–۲۲/۳، ۱۲–۱۴/۵۰، ۷۳/۱۰، ۳۲/۱۱، ۳۸–۳۹/۱۱،
۵/۳۴، ۵۹–۶۰/۱۱، ۳۳–۳۴/۵۴، ۱۲/۳، ۱۳۳/۳۶، ۱۸/۵۴، ۵۹/۱۱، ۱۵–۱۶/۴۱، /۵۴

Marfat.com

۱۸-۲۱، ۱۲۳-۱۲۸/۲۶، ۱۲/۳، ۹-۱۰/۵۴، ۳۷/۲۵، ۶۴/۷، ۷۳/۱۰، ۲۱/۷۶-۷۷، ۲۳
۲۶/، ۱۰۵/۲۶، ۱۱۷/۲۶، ۲۴-۲۵/۵۴، ۴/۶۹، ۳۸-۳۹/۳۹، ۱۳۱-۱۳۴/۹، ۵۴/
۳۳-۳۴، ۱۶۰/۲۶، ۴۱-۴۲/۵۴، ۲۰-۲۶/۷۹، ۳۶/۲۵، ۱۳۵-۱۳۶/۷، ۵۷-۵۸/۲۰،
۴۸/۲۳، ۱۷۶-۱۷۷/۲۶، ۹۲/۷، شیطان کی پیروی کی سزا، ۴۸/۸، ۱۷۷-۱۷۹/۴، ۴/
۱۲۰-۱۲۱، ۹۴-۹۷/۲۶، بدی کے کاموں میں تعاون کی سزا، ۲/۵، ۸۱/۲، ۲۷/۱۰، ۸/۳۵،
۳۹/۵۰-۵۱، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی سزا، ۶۷-۶۸/۴۷، نافرمانی کی سزا، ۱۲۸/۱۲، ۴۶/
۲۰، ۴۹/۶، ۵۹/۲، ۴۳-۴۴/۵۱، ۴۵/۷، ۳۵/۴۶، ۲۳/۷۲، ۲۱-۲۲/۷۱، ۹-۱۰/۶۹،
۱۵-۱۶/۷۳، ۱۵-۱۶/۶، ۱۵-۱۶، تکبر خود پسندی، بڑائی، گھمنڈ کی سزا، ۷۱-۷۸/۳۸، ۲/۳۴، ۷/
۱۲-۱۳، ۳۳-۳۴/۱۶، ۴۵-۴۸/۲۳، ۱۳۲-۱۳۳/۷، ۷۲-۷۵/۱۰، ۳۶-۳۷/۴۰، ۲۸/
۳۹، ۳۹/۵۱، ۳۹/۲۹، ۱۷-۱۸/۳۱، ۱-۳/۳۸، ۶۶-۶۸/۲۳، ۳۵/۳۷، ۵۶/۴۰، ۴/۴۶،
۱-۲/۴، ۳۱/۴۵، ۲۱/۲۵، ۷۶/۲۸، ۱۷۳/۴، ۲۱/۲۵، ۴۵-۴۸/۴۱، ۱۳۲-۱۳۳/۷، ۱۰/
۷۲-۷۵، ۳۶-۳۷/۴، ۳۹/۲۸، ۳۹-۵۱، ۳۹/۲۹، ۱۷-۱۸/۳۱، ۸/۳۸، ۱-۳، ۲۳/
۶۶-۶۸، ۳۵/۳۷، ۵۶/۴۰، ۴/۴۶، ۱-۲/۴، ۳۱/۴۵، ۲۱/۲۵، ۷۶/۲۸، ۱۷۳/۴، ۲۵/
۲۱، ۳۸/۴۱، ۵۱/۴۱، ۷۱-۷۳/۶، ۶/۳۱، ۳۸/۳۷، ۸۸/۷، ۶-۷/۷۱، ۱۵/۴۱، ۵۴/
۲۳-۲۵، ۶/۶۲، بخل، کنجوسی کی سزا، ۲۲-۲۶/۸۱، ۹/۹۵، ۸-۱۱/۹۲، ۱۰۰/۱۷، ۱۸۰/۳،
۷۵-۷۷/۹، ۲۴/۵۷، ۱۴-۲۱/۷۰، ۴/۳۷، ۳۴-۳۵/۹، بدکاری،
لواطت زنا کی سزا، ۲۳/۶۴، ۵۴-۵۸/۲۷، ۷۸/۱۱، ۳۳/۱۲، ۳۲/۱۷، ۱۹/۲۴، ۲۸/۲۹،
۲/۲۴، ۳/۲۴، ۷۲-۷۴/۱۵، ۵۱-۵۲/۲۷، ۳۳-۳۵/۵۴، ۳۱/۲۹، اللہ سے پختہ وعدہ،
عہد توڑنے کی سزا، ۲۵/۱۳، ۹۱/۱۶، ۹۵-۹۶/۱۶، کفران نعمت، ناشکری کی سزا، ۲۹/
۶۵-۶۶، ۲۷۶/۲، ۱۲/۱۶، سود خوری کی سزا ۲۷۵/۲، ۱۳۰-۱۳۱/۳، ۲۷۸-۲۷۹/۲، ۲/
۲۷۵، ۱۳۰-۱۳۱/۳، ۲۷۸-۲۷۹/۲، طعنہ زنی، غیبت کی سزا، ۱-۴/۱۰۴، ۷۹/۹، بزدلی،
ڈر خوف کی سزا، ۴/۶۳، ۴۹/۹، ۱۵-۱۶/۸، تضحیک، مذاق اڑانے کی سزا، ۷۹/۹، ۱/۶،
جھوٹا وقار، ۲۰۶/۲، چوری کی سزا، ۳۸/۵، ۱۲/۶، ڈکیتی کی سزا، ۳۳/۵، قذف/زنا کی
تہمت کی سزا، ۴/۲۴، مسلمان کے بے گناہ عمداً یا سہواً قتل کی سزا، ۹۲/۴، ۹۳/۴، اللہ
کے رسول کے مقابلے پر آنا سرکشی کی سزا، ۶۳/۹، ۶۱/۹، ۵۴-۵۷/۳۸، اللہ پر جھوٹ

Marfat.com

گھڑنے کی سزا، ۹۳/۶۱۸/۱۱، ۱۱۶/۱۶، ۶۱/۲۰، ۳۲/۳۹،
۲۴۔ اللہ اور رسول کی نافرمانی کی سزا، ۱۴/۴، ۲۳/۷۲، ۱۵/۴، ۳۱-۳۰/۹۹، /۳
۳۶، ۸-۹/۵۸، ۲۵۔ الہامی کتابوں کو جھٹلانے کی سزا، ۲۵-۲۶/۳۵، ۲۹/۱۸،
۲۶۔ آیات اللہ کا مذاق اڑانے کی سزا، ۹-۱۰/۴۵، ۳۵/۴۵، ۳۴/۱۲، ۵۶/۱۸، /۱۹
۱۰۶، ۶/۲۶، ۱۰/۳۰، ۲۷۔ آیات اللہ کو جھٹلانے کی سزا، ۳۸-۳۹/۲۱، ۱۵/۵، ۸۶/۵،
۱۵۰/۶، ۱۵۷/۶، ۳۶/۷، ۴۰/۷، ۱۷۶/۷، ۱۷۷/۷، ۳۹/۶، ۵۲/۸، ۱۳-۱۵/۳۶، /۴۰
۷۰-۷۳، ۲۴-۲۵/۴۳، ۵/۵۰، ۱۲-۱۴/۵۰، ۸-۱۰/۶۷، ۹-۱۰/۹۲، ۱۶-۱۸/۹۲، ۲۱۱/۲،
/۱۵۵، ۷۰/۵، ۷۴/۱۰، ۳۷-۳۸/۲۳، ۴۴/۲۳، ۳۰/۱۰، ۸۰-۸۴/۱۵، ۲۸۔
رسولوں کا مذاق اڑانے کی سزا، ۳۸-۳۹/۱۱، ۳۲/۱۳، ۴۰-۴۱/۲۰، ۹/۲۵، ۳۱/۳۶، /۴۰
۸۳، ۸۹/۹، ۳۲/۱۳، ۱۰/۶، ۲۹۔ الہامی کتب کی ہدایت کو چھپانے کی سزا، ۱۵۹/۲۰،
۷/۱۷۰، ۱۷۶/۲، ۳۰۔ شریعت میں ردو بدل کی سزا، ۷۹/۲، ۳۱۔ کھلی نشانیوں کو
جھٹلانے کی سزا، ۷۰/۹، ۲۱۱/۲، ۳۲۔ ظالم بستیوں کو سزا، ۱۱-۱۵/۲۱، ۹۵/۱۱، ۱۱۳/۱۶،
۳۳۔ رسولوں پر ظلم کرنے کی سزا، ۱۳-۱۴/۱۴، ۳۴۔ قبول حق سے انکار کی سزا
۱-۳/۱۴، ۳۵۔ فساد/فسادی کی سزا، ۴۵/۱۷، ۶-۷/۱۷، ۲۰۶/۲، ۲۷/۲،
۳۶۔ ضد، ہٹ دھرمی کی سزا، ۸۹-۹۰/۲، ۳۷۔ رابطوں کو کاٹنے/ قرابتداری کو
توڑنے کی سزا، ۲۶-۲۷/۲، ۲۵/۱۳، ۳۸۔ آنکھ اور دل سے کام نہ لینے کی سزا، ۷/
۱۷۹، ۳۹۔ طالبان دنیا کی سزا، ۱۵-۱۶/۱۱، ۴۰۔ ناپ تول میں کمی کی سزا، ۱۱/
۸۳-۸۵، ۴۱۔ روز جزاء قیامت سے انکار کی سزا، ۱۳۶-۱۳۷/۷، ۴۵-۴۶/۱۰، /۱۱
۱۹-۲۰، ۲۵/۱۱، ۳۸-۴۰/۲۵، ۴/۲۷، ۴۲/۳۴، ۱۰۵-۱۰۶/۱۸، ۱۰۰-۱۰۱/۲۰، ۴۲۔
دھوکہ بازی کی سزا، ۹-۱۰/۲، ۴۳۔ قانون شکنی کی سزا، ۶۵-۶۶/۲، ۴۴۔ اذیت
پسندی کی سزا، ۵۷-۵۸/۲۳، ۴۵۔ حج بیت اللہ سے روکنے کی سزا، ۲۵/۲۲،
۴۶۔ زرپرستی، مال و دولت کی حرص کی سزا، ۳۴-۳۵/۹، ۴۷۔ ارتداد، مرتد ہونے کی
سزا، ۲۱۷/۲، ۴۸۔ جھوٹ کی سزا، ۳/۳۹، ۲۸/۴۰، ۴۹۔ خیانت کی سزا، ۳۸/۲۲،
۵۸/۸، ۵۰۔ فرقہ بندی کی سزا، ۱۰۵/۳، ۵۱۔ غفلت کی سزا، ۷-۸/۱۰، ۱/۲۱،
۵۲۔ قتل اولاد کی سزا، ۳۱/۱۷، ۵۳۔ ہدایت کی پیروی نہ کرنے سزا، ۶۶-۶۸/۱۱، ۱۱

/۸۲–۸۱، ۱۱/۹۵–۹۴، ۹۳، ۱۱/۱۰۲، ۱۱/۶۰–۵۷، ۱۵/۴۳–۴۲، ۳۹/۳۲–۳۱،

باب اٹھارہ کھیل کود تفریح تربیت جسمانی تعلیمی بہتری

۱۔ دماغی و جسمانی اہلیت، ۶/۹۷، ۱۰/۱۰۰، ۱۶/۱۱، ۲۱/۱۰، ۲۶/۲۸، ۲/۲۴۷، ۲۸/۲۶،
۲۔ کھیل کود، ۱۲/۱۲–۱۱، ۱۲/۱۷، ۳۔ ہنسی مذاق، ۳۱/۶، ۴۔ سفر و تعلیمی سیر/
سیروفی الارض، ۳۰/۹، ۱۲/۱۰۹، ۲۱/۷۱–۶۹، ۹/۶، ۳/۱۳، ۲۹/۲۰، ۳۴/۱۸، ۱۶/۳۶، ۴۰/
۲۱، ۲۲/۴۶–۴۴، ۱۰۶/۴–۱، ۳/۱۳۷، ۱۶/۱۱، ۱۶/۳۶، ۱۲/۱۰۹، ۲۷/۱۳، ۲۲/۳۶، ۴/۲۱،
۳۵/۴۴، ۳۰/۴۲، ۲۷/۶۹، ۲۹/۳۸، ۲۹/۳۵، ۳۲/۳۶، ۴۰/۸۲

باب انیس تحقیق و تفتیش

تحقیق و تفتیش، کی اہمیت، ۴/۹۴، ۲/۲۲۱، ۲۷/۸۴–۸۳، ۱۰/۱۰۱، ۷/۵۷، ۳/۱۳، ۷/
۸۶، ۲۲/۶۳، ۲۹/۱۹، ۲۹/۳۵، ۲۹/۳۸، شہادت، ۲/۲۸۲، ۴/۱۳۵، ۲/۶۵، ۸/۴، ۱۰/
۴۶–۴۵، ۱۱/۱۷، ۱۲/۲۷–۲۶، ۱۳/۸۲، ۱۶/۸۹، ۲۲/۷۸، ۲۸/۷۵، ۳۹/۶۹، ۴/۴۱، ۷۳
۱۵/، ۲۴/۲۴، ۲۹/۴۹/۴۸، ۵۰/۱۸–۱۷، ۱۱/۶۳، ۱۱/۵۴، ۲۲/۶۵، ۲۲/۶۴–۶۳، ۲۹/
۲۰–۱۹، ۳۰/۲۲، ۳۰/۱۱، ۳۶/۲۰، ۳۰/۲۱–۳۰/۲۳، ۳۰/۲۴، ۳۰/۲۵، ۳۔ مضبوط
ارادہ، ۳۰/۴۳، ۴۔ قوت عمل، ۳۸/۴۵، ۵۔ مقابلہ، ۲۶/۴۶–۴۳،
۶۔ مہلت عمل، ۳۵/۴۵، ۳۷/۸–۷۳، ۳۷/۷۸، ۳۱/۲۴، ۷۔ تحریف/
خیانت علمی/حق میں باطل کی آمیزش، ۲/۷۵، ۵۰/۱۳، ۵/۴۱، ۳/۱۶۱، ۲/۵۹، ۲/
۷۸۷۹، ۵/۴۱، ۸۔ غورو فکر، ۱۳/۳، ۱۳/۴، ۳۰/۹–۸، ۳۹/۴۲، ۵۶/۵۹–۵۸، ۵۶
/۶۴–۶۳، ۵۶/۶۹–۶۸، ۵۶/۷۱–۷۰، ۹۔ تصدیق و تائید، ۲/۹۷، ۴۶/۱۲–۱۱، ۱۱/۱۷،
قیاس /گمان، ۵۱/۱۱–۱۰، استقامت/مستقل مزاجی/ثابت قدمی/ پادری، ۳/۲۰۰، ۱۰/۸۹،
۱۱/۱۱۲، ۴۲/۱۵، ۴۳/۴۳، ۴۶/۳۵، ۳/۱۰۱، ۸/۴۵، ۲۸/۵۴، ۱۲۔ بلاخوف و خطر اعلان
حق، ۹۴/۱۵، ۴۷/۲۲–۲۱، ۴۵/۱۸، ۴۲/۱۵، ۱۱/۱۱۲، ۱۳۔ افراط تفریط سے پرہیز، ۱۸/
۲۸، ۳۹/۵۶–۵۵ ۱۴۔ غلو ۵/۷۷۔ ۱۵۔ سچائی سے نفرت ۲۵/۶

بیسواں باب آزمائش / امتحانات

۱۔ آزمائش / امتحان کی اہمیت و ضرورت و کیفیت، ۲۹/۲۱۳، ۲۱/۳۵، ۲/۱۰۲، ۶/۵۳، ۸
/۲۸، ۱۶/۹۱، ۶/۵۲، ۶۴/۱۵، ۲۵/۲۰، ۴۷/۴، ۷/۶۰، ۳۷/۶۳، ۲۰/۸۵، ۹۰/۲۰، ۲/

Marfat.com

۴۹، ۱۴/۳/۳، ۱۵۲/۳، ۱۵۴/۳، ۱۵۵/۷، ۴۳/۷، ۴۷/۲۷، ۳۰/۲۳، ۶/۱۴، ۴۸/۷، ۴۷
/۳۱، ۱۷/۴۴، ۱۰۹-۱۱۱/۲۱، ۶۳/۲۴، ۲۲؛۵۳، ۳۸/۲۴، ۲۷/۵۴، ۳۰-۳۱/۷۴، ۲۰/
۴۰، ۱۵۵/۲، ۲۱۴/۲، ۱۸۶/۳، ۱۶۵/۶، ۱۳۶/۴، ۱-۸۵-۸۶/۱، ۱۸/۷، ۳۱/۲۰، ۳۹/۳۹،
۶۷/۳-۱، ۸۹/۱۶-۱۵، ۱۴۴/۲، ۲۷/۲۴، ۴۰/۲۷، ۱۰۶/۳۷، ۳۸/۳۴، ۱۴۵/۶، ۱۳۶/۹،
۳۳/۱۴، ۲۔ جائزہ/ جانچ پڑتال، ۲۷/۲۸-۲۷، ۶۵/۸ ۳۔ نگرانی، ۱۳/۱۱-۱۰، ۵/۱۰، ۱

باب اکیسواں ماحول و معاشرہ کے تعلیم پر اثرات

۱۔ معاشرتی حالات، امن وامان، ۲۸/۵۷، ۲۹/۶۷، ۱۰۶/۶-۱، ۱/۳، ۲۔ سکون، اطمنان قلب، ۹/۴۰، ۳/۱۵۴-۱۵۳، ۳۔ شیطان کی پارٹی، ۵۹/۱۹، ۴۔ فسادی لیڈر، ۲۷/۵۱-۴۹، ۵۔ ظالموں کی طرف داری، ۱۱/۱۱۳-۱۱۲، ۶۔ بدی کے کاموں میں تعاون، ۵/۲، ۷۔ حق کے راستے سے لوگوں روکنا، ۱۴/۳، ۸۔ ظلم کی خاطرجتھ بندی، ۲/۸۵، ۹قانون شکنی، ۲/۶۶-۶۵، ۱۰۔ افواہ طرازی، ۴/۸۳، ۱۱۔ سنی سنائی بات آگے بیان کرونیا، ۲۶/۲۲۳-۲۲۱، ۱۲۔ گناہ کی خوش حالی، ۲۷/۵-۴،
۱۳۔ تفرقہ / فرقہ بندی/پھوٹ ۳/۱۰۶-۱۰۵، ۹۸/۴، ۱۰/۹۳، ۲۳/۵۳، ۲۰/۹۴-۹۲، ۶/۳، ۱۴۔ خفیہ سرگوشیاں، ۴/۱۴ بدامنی / فساد، ۲۷/۵۱-۴۸، ۱۱/۹۱-۹۲، ۲۸/۷۷، ۱۰/۴۰-۳۹، ۲/۱۲-۱۰، ۲/۲۷-۲۶، ۲/۶۰، ۱۷/۴، ۱۶۔ گروھی اختلافات، ۴۳/۶۵،
۱۷۔ جھگڑالو ہونا جھگڑا کرنا، ۱۶/۴، ۱۸/۵۴، ۲/۵۸، ۳/۲۰، ۹۶/۵-۴، ۴/۵،
۱۸۔ بغض و عناد، ۵/۱۴، ۵/۹۱، ۱۹۔ فحاشی بدکاری، شہوت پرستی، ۵/۵، ۲۴/۱۹، ۲/ ۴۸، ۲۷/۵۵-۵۴، ۳/۴، ۲۰۔ بے حیائی، ۱۶/۹۰، ۲۴/۲۷، ۲/۱۴۹، ۱۲/۲۴، ۱/۴،
۲۱۔ خفیہ عہدو پیمان، ۲/۲۳۵، ۷/۱۳۴-۱۳۳، ۲۲۔ شیطان نما انسانوں اور شیطان نما جنوں کی مخالفت، ۶/۱۱۲، ۲۳۔ ثور/ خلل اندازہ حق، ۴۱/۲۷-۲۶، ۲۴۔ ظالموں کی صحبت سے پرہیز، ۴۳/۱۰، ۱/۱، ۲۵۔ نسل نسب، ۳/۳۴-۳۳، ۱۷/۳-۲، ۲۹/ ۲۷، ۵۷/۲۶، ۷۱/۲۷-۲۶، ۳/۵،

بائیسواں باب لائبریری، ذخیرہ کتب

۱۔ کتاب، ۱۳/۳۹-۳۸، ۶/۵۹، ۱۴/۳۹، ۲۔ حفاظت علم کے لئے، کتب، ۱۵/۴۷، ۷/۶، ۴۰/۳۵، ۵۴/۵۳-۵۲، ۵۸/۳-۱، ۳۔ تحریر، دستاویز، ۲/۲۸۲، ۲/۲۸۳، ۴۳ /۱۹، ۴۔ حفاظت کتاب، ۸۳/۲۰-۱۹، ۸۳/۱۱-۸، ۱/۲، ۵۔ احترام کتاب، ۹۸/۴-۱،
۵۷/۳۵، ۵۷/۲۶، ۵۷/۲۲، ۲/۱۱۳، ۲/۷۶، ۵/۵، ۱۸/۱۹،

بارہواں باب

صفحہ	سطر	اصلاح
۱۷	۸	سطر کا تیسرا لفظ موجودہ پڑھا جائے
۱۷	۲۱	آخر سے پانچواں لفظ میدان پڑھا جائے
۱۷	۲۳	سطر کا تیسرا لفظ کرنا پڑھا جائے
۱۷	۲۴	سطر کے دوسرے و تیسرے الفاظ کے پیغام پڑھے جائیں
۱۸	۴	ذیلی سرخی کا آخری لفظ انذار پڑھا جائے
۲۰	۹	سطر کے شروع میں خیر و برکت پڑھا جائے
۲۰	۱۵	سطر کے آخر میں (۱۵۴:۵۱) کی بجائے (۵۴:۵۱) پڑھا جائے
۲۴	۷	مقناطیسی فیتے نمبر شمار ۱۰ کی بجائے تین پڑھا جائے
۲۴	۱۰	لفظ اتار مٹا ہوا ہے درست کر لیا جائے
۲۶	۴	نمبر شمار ۱۱ کی بجائے ۴ پڑھا جائے
۲۶	۱۴	دین اور ایک کے درمیان کا لفظ ازاد کیا جائے
۲۶	۱۵	نمبر شمار ۱۲ کی بجائے ۵ پڑھا جائے
۲۶	۱۵	نمبر شمار ۱۳ کی بجائے ۶ پڑھا جائے
۲۷	۱۰	نمبر شمار ۱۴ کی بجائے ۷ پڑھا جائے
۲۷	۲۲	نمبر شمار ۱۵ کی بجائے ۸ پڑھا جائے
۲۸	۲	چاہیے کی بجائے چاہیں پڑھا جائے
۲۸	۱۳	نمبر شمار ۱۶ کی بجائے ۹ پڑھا جائے
۲۹	۱۵	نمبر شمار ۱۷ کی بجائے ۱۰ پڑھا جائے
	۲۲	سطر کے شروع میں سورہ طہ میں ہے پڑھا جائے
۳۱	۱۱	نمبر شمار ۱۸ کی بجائے ۱۱ پڑھا جائے
۳۲	۲	نمبر شمار ۲۰ کی بجائے ۱۲ پڑھا جائے
۳۲	۷	پر کا لفظ دوبارہ تحریر ہوا ایک بار قلمزن کیا جائے ایک بار قلمزن کیا جائے
۳۲	۱۸	نمبر شمار ۲۱ کی بجائے ۱۳ پڑھا جائے
۳۲	۱۹	سطر کا پہلا لفظ انسان پڑھا جائے
۳۲	۲۰	سطر کا تیسرا لفظ اس پڑھا جائے
۳۳	۸	نمبر شمار ۲۲ کی بجائے ۱۴ پڑھا جائے
۳۳	۱۷	نمبر شمار ۲۳ کی بجائے ۱۵ پڑھا جائے
۳۴	۳	نمبر شمار ۲۴ کی بجائے ۱۶ پڑھا جائے
۳۴	۴	آزادی کرتا کی بجائے آزادی عطا کرتا ہے پڑھا جائے
۳۵	۱۲	نمبر شمار ۲۵ کی بجائے ۱۷ پڑھا جائے
۳۶	۵	چوتھا لفظ اشاعت مٹا ہوا ہے لکھ لیا جائے
۳۶	۱۴	آخر سے تیسرا لفظ تم ہے
۳۶	۲۰	نمبر شمار ۲۶ کی بجائے ۱۸ پڑھا جائے
۳۷	۱۳	نمبر شمار ۲۷ کی بجائے ۱۹ پڑھا جائے
۳۸	۶	مال غنیمت کا نمبر شمار ۲۰ پڑھا جائے
۳۹	۱۳	نمبر شمار ۲۸ کی بجائے ۲۱ پڑھا جائے
۴۳	۱۴	زلیخا کے کنبہ والوں پڑھا جائے
۴۰	۱۶	نمبر شمار ۲۹ کی بجائے ۲۲ پڑھا جائے
۴۹	۱۵	سطر کا پہلا لفظ دو سروں ہے
۵۰	۲۱	کے دردناک سزا کی بجائے کے لئے دردناک سزا پڑھا جائے اور حوالہ جات

		(۴۳:۸)(۵:۳۹)(۵:۳۴) قلمزن کریں
۶۰	۳	سطر کا پانچواں لفظ حمیدہ پڑھا جائے
۶۲	۱۴	سطر کا گیارہواں لفظ کنبہ والوں میں ہے
۶۵	۳	سطر کا آخری لفظ انجام پڑھا جائے
۶۵	ـ	صفحہ نمبر ۶۲ کی بجائے ۶۵ پڑھا جائے
۶۵	۳	سطر کا آخری لفظ انجام پڑھا جائے
۶۵	۲۰	(ترجمہ) اور میں کے درمیان وادیں ڈال لئے جائیں
۶۷	۶	عمدہ بر کی بجائے عمدہ برا پڑھا جائے
۶۷	۹	جالوت کے بارے میں پڑھا جائے
۶۸	ـ	صفحہ کا نمبر ۱۴۷ پڑھا جائے
۷۲	ـ	صفحہ نمبر ۷۲ درج کیا جائے
۷۳	۱۳	بلاخوف وخطر اعلان حق کا نمبر ۳۰ درج کیا جائے
۷۴	۴	تنقید کو نظرانداز کرنا نمبر شمار ۳۰ کی بجائے ۳۰(ا) پڑھا جائے
۷۴	۱۳	مشن کامیاب کی بجائے مشن میں کامیاب پڑھا جائے
۷۴	۱۴	سطر کا پہلا لفظ پست آواز پڑھا جائے۔
۷۴	۱۵	سطر کا پہلا لفظ الیست کی بجائے پست پڑھا جائے
۷۸	۹	نمبر شمار ۳۰ کی بجائے ۳۷ پڑھا جائے
۸۱	۴	نمبر شمار ۳۵(ا) پڑھا جائے
۸۱	۱۱	نمبر شمار ۳۶(ا) پڑھا جائے
۸۱	۱۷	سطر کا دوسرا لفظ شخص پڑھا جائے
۸۴	۳	سطر کا چھٹا لفظ متوکل کی بجائے توکل

		پڑھا جائے
۸۸	ـ	صفحہ کا نمبر شمار ۸۸ پڑھا جائے
۸۸	۱۵	نمبر شمار ۴۱ پڑھا جائے

چودھواں باب

۹۱	۷	وحدت یعنی اکائی ہے پڑھا جائے
۹۱	۲۳	سطر کے آخر سے چوتھا لفظ آیئے پڑھا جائے
۹۳	۲۰	سطر کی خالی جگہ میں پانچواں لفظ ایک پڑھا جائے
۹۶	۲۵	آسمانوں کی تعداد کچھ کی بجائے سات پڑھا جائے
۹۷	۱۵	سطر کا آخری لفظ شریعت پڑھا جائے
۹۹	۳	سطر کا پہلا لفظ اطاعت پڑھا جائے
۱۰۶	۲۰	نہ کی جائے کی بجائے نہ کی جائے گی پڑھا جائے
۱۲۸	۱۷	(ترجمہ) اور وہ کی درمیان وادین "ڈال لیا جائے

باب پندرہ

۱۳۳	۱	سطر کا پانچواں لفظ علائق پڑھا جائے
۱۳۷	۱	سطر کے چھٹے لفظ فرمایا اور وہ کے درمیان (ترجمہ) کا اضافہ کیا جائے
۱۳۴	۱	سطر کے پہلے لفظ کے فرمایا کے بعد (ترجمہ) کا اضافہ کیا جائے
۱۳۵	۵	سطر کے آخری لفظ ترجمہ کو بریکٹ میں ڈال لیا جائے
۱۳۶	۱۶	ہوتی رہتی ہے کی بجائے ہوتی رہی ہے پڑھا جائے
۱۵۷	۹	سنت و نبوی کی بجائے سنت نبوی پڑھا جائے
۱۶۱	۸	مثلاً مچھلیاں کو بریکٹ میں ڈالا جائے
۱۶۲	۱	سطر کے آخر میں اور ضروری ہے کہ الفاظ ایزاد کئے جائیں

۱۷۰	۶	زندگی کے تین دور پڑھا جائے
۱۷۲	۱۶	سطر کا آخری لفظ بری کی بجائے بڑی پڑھا جائے
۱۷۴	۸	جاتی ہیں کے بعد واوین کا اضافہ کیا جائے
۱۷۷	۸	پلک جھپکنے کی بجائے کہ پلک جھپکتے پڑھا جائے
۱۸۰	۱۶	وہی جس نے کی بجائے وہی ہے جس نے پڑھا جائے
۱۸۶	۶	سطر کا پہلا لفظ کشتی نیز جہاز کی بجائے جہاز سازی پڑھا جائے
۱۸۹	۱۹	حوالہ ۸۵/۱۷ کی بجائے ۴۲/۱۷ پڑھا جائے
۱۹۵	۷	نیندیں اس کی بجائے نیند میں حواس کی پڑھا جائے
۱۹۹	۱۲	آیت ہیں کی بجائے آیات میں پڑھا جائے
۲۰۰	۱۲	اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے پڑھا جائے
۲۰۱	۱۲	بریکٹ میں قرآن پڑھے رہے کی بجائے قرآن پڑھ رہے تھے پڑھا جائے
۲۰۳	۱۸	بڑھ کر دوبار تحریر کیا گیا ہے ایک بار قلمزن کیا جائے
۲۰۳	۲۴	تعاون نہ کرو پڑھا جائے
۲۰۴	۲	عہد کو پورا کرنے پڑھا جائے
۲۰۵	۱۸	سطر کا تیسرا لفظ اس پڑھا جائے
۲۰۷	۶	سطر کا آخری سے پہلا لفظ اہمیت پڑھا جائے
۲۲۳	۶	قیام عدل کا نمبر شمار ۴۷ پڑھا جائے
۲۳۷	۱۰	پناہ ممکن کی بجائے پناہ ناممکن پڑھا جائے
۲۲۴	۲۰، ۷	اصلاح معاشرہ کا نمبر شمار ۴۸ اور قصاص کا نمبر شمار ۴۹ پڑھا جائے
۲۲۵	۸	سطر کے شروع میں اللہ نے کی بجائے محمد ﷺ پڑھا جائے

سولھواں باب

۲۵۹	۲۲	زیادہ اور فہم کے درمیان قابل پڑھا جائے
۲۶۰	۷	لفظ ترجمہ کو بریکٹ میں ڈالا جائے اور اس کے بعد واوین لگائی جائے
۲۶۲	۸	دور کرائیں کی بجائے دور کردیں پڑھا جائے
۲۶۸	۱	حضرت مریم کے بعد رضی اللہ عنہا پڑھا جائے
۲۶۸	۱۲	حضرت مریم کے بعد رضی اللہ عنہا پڑھا جائے
۲۷۵	۱۹	ذمہ دار خود اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے پڑھا جائے
۲۷۸	۱۸	اٹھایا ہے کہ بجائے بنایا ہے پڑھا جائے

سترھواں باب

۲۸۴	۵	بلا مصرف ٹھہرنے میں پڑھا جائے
۲۸۸	۲۳	پس اب تم کی بجائے پس تم اپنے رب پڑھا جائے
۲۹۰	۴	ایک انجام کی بجائے ایک خوش انجام قوم پڑھا جائے
۲۹۱	۱۰	ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالا جائے
۲۹۳	۸	معبودوں کی بجائے معبودان پڑھا جائے
۲۹۴	۴	لفظ ترجمہ کو بریکٹ میں ڈالا جائے اور اس کے بعد واوین لگائی جائے
۲۹۵	۱۸	سطر کے شروع میں پورا اترنے والوں کو حکومت پڑھا جائے
۲۹۶	۳، ۲	حوالہ نمبر تیسری سطر کے شروع سے ہٹا کر دوسری سطر کے آخر میں پڑھا جائے
۲۹۹	۷	لفظ ترجمہ کو بریکٹ میں ڈالا جائے

صفحہ	سطر	
۳۰۰	۴	لفظ ترجمہ کو بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۰۱	۶	دوسرے کفار کلی بجائے دوسرا گروہ کفار کا ہے پڑھا جائے
۳۰۱	۲۰	شیں کے نیچے دو نقطے لگائے جائیں
۳۱۵	۱	سورہ النساء کی بجائے سورہ سبا پڑھا جائے
۳۱۵	۱۰	اس قوم کی بجائے اس کی قوم پڑھا جائے
۳۲۲	۲۱	سطر کے آخر میں کے بھی پابند پڑھا جائے
۳۲۵	۲۵	سطر کے آخر میں اور جہاں کی بجائے تو جہاں پڑھا جائے
۳۲۷	۲۰	ان نعروں کا کی بجائے ان ظالموں کا کیا پڑھا جائے
۳۲۹	۲۴	سطر کا تیسرا لفظ لعل پڑھا جائے
۳۳۰	۲	ان کو جھلانے کی بجائے ان کے جھلانے پڑھا جائے
۳۳۱	۱۴	سطر کے آخر میں میری تنبیہات پڑھا جائے
۳۳۷	۱۳،۱۴	سطر ۱۳ کا آخری اور سطر چو کا پہلا لفظ قلمزن کیا جائے
۳۳۸	۱۱	ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۴۲	۱	ادھر کی بجائے کدھر پڑھا جائے
۳۴۳	۱۲	جا اس کی بجائے جب اس نے پڑھا جائے
۳۴۳	۱۳	یہی چین ہے کی بجائے یہی چلن ہے پڑھا جائے
۳۴۴	۲	سطر کے آخر میں برا راستہ ہے پڑھا جائے
۳۴۶	۴	سطر کے شروع میں سود کا نٹھ کی بجائے سود کا منھ پڑھا جائے
۳۴۶	۱۲	۲۶ سود کی چوری کی سزا سرخی درج کی جائے
۳۴۶	۱۳	جبکہ رواں میں پڑھا جائے
۳۴۸	۳	سطر کے آخر میں پھرے جا رہے ہے کی بجائے پھرائے جا رہے ہے پڑھا جائے
۳۴۸	۴	سطر کے شروع میں اور اسی کے بارے میں پڑھا جائے
۳۴۸	۶	سطر کے شروع میں ہیں تو کی بجائے میں ہی تو ہیں یہ پڑھا جائے
۳۵۰	۲۵	مزید ملاحظہ کی بجائے مزید ملاحظہ ہو پڑھا جائے
۳۵۲	۱۱	ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۵۳	۵،۱۱	ترجمہ کے الفاظ بریکٹ میں ڈالے جائیں
۳۵۴	۲۰	کم بخشی کی بجائے کم بختی پڑھا جائے
۳۵۴	۲۴	لفظ ترجمہ کو بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۵۵	۱۰	سطر کا دوسرا لفظ دور پڑھا جائے
۳۵۶	۲۵	ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالیں
۳۵۷	۱۸	ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۵۷	۲۳	پھیلاتے پھرو کی بجائے پھیلاتے یہ پھرو پڑھا جائے
۳۵۸	۶	سورہ الف کی بجائے سورہ ا لکت پڑھا جائے اور ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۵۸	۱۲	ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۵۸	۱۵	ذمہ داری کو بوجھ کی بجائے ذمہ داری کا بوجھ پڑھا جائے
۳۵۹	۲	لفظ ترجمہ کو بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۵۹	۲۰	سطر کا پہلا لفظ بھگانے کی بجائے چکھائے پڑھا جائے اور لفظ

Marfat.com

۳۵۹	۲۳	ان کی روشن کی بجائے ان کو روش پڑھا جائے
۳۵۹	۲۴	طریقہ اختیار کرے گا پڑھا جائے
۳۵۹	۲۵	جھکائیں گے کی بجائے جھکائیں گے پڑھا جائے
۳۶۰	۶	لفظ ترجمہ کو بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۶۰	۹	سطر کے شروع میں اور کا لفظ دوبار تحریر ہوا ایک بار قلمزن کیا جائے
۳۶۰	۱۴	ظاہر یا خفیہ وجہ سے پڑھا جائے
۳۶۱	۹	ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۶۱	۱۹	داضی کی بجائے راضی پڑھا جائے
۳۶۱	۲۵	ترجمہ کا لفظ بریکٹ میں ڈالا جائے
۳۶۹	۱۹	ٹیکنالوجی میں ترقی پڑھا جائے
۳۷۸	۱۹	سطر کے آخر میں ان میں سے جو پڑھا جائے
۳۸۱	۸	کرن دانوں کی بجائے کرنے والوں پڑھا جائے
۳۸۳	۷	سطر کے آخر میں لفظ "یہ" کا اضافہ کیا جائے
۳۸۳	۲۱	سطر کے آخری تین الفاظ پس یہ ہیں قلمزن کیے جائیں
۳۸۴	۵	پا کی بجائے پس پڑھا جائے
۳۹۰	۷	آخر سے چوتھا لفظ کی کے بجائے کو
۳۹۳	۸	آخر فقرہ قلمزن کیا جائے
۳۹۹	۲۰	نواں لفظ جتا کی بجائے جتلا
۴۰۴	۶	سطر کے شروع میں اصل بنا پر کہ پڑھا جائے
۴۰۵	۱۸	سورۃ المائدہ پڑھا جائے
۴۰۶	۱۳	چوتھا لفظ حساب کی بجائے عذاب
۴۱۰	۱۱	گیارہواں لفظ کی کے بجائے ان کی
۴۱۱		پہلا لفظ ہیں قلمزن کیا جائے
۴۱۴	۶	یہ امر کی بجائے بہ امر مجبوری
۴۲۵	۳	آخری لفظ مشتمات کی بجائے مشتقات
۴۲۸	۲۱	چوتھا لفظ دو کی بجائے رو
۴۲۹	۱۲	ابوذرر کی بجائے ابوذر
۴۳۰	۱۸	آٹھواں لفظ رروجوع کی بجائے رجوع
۴۳۴	۳	بجہ کی بجائے بجرہ پڑھا جائے
۴۳۴	۱۲	آخر سے پانچواں لفظ قو کی بجائے قوۃ
۴۳۶	۲۴	حضرت انس ایکبار قلمزن کیا جائے
۴۳۸	۱۷	تیسرا لفظ آپ میں کی بجائے آپس
۴۴۱	۳	تیسرا لفظ ذیلہ کی بجائے رذیلہ
۴۴۴	۹	آخری لفظ کے کی بجائے نے
۴۴۵	۴	چوتھا لفظ پکوڑے کی بجائے پکڑے
۴۴۵	۸	آخر سے چوتھا لفظ کردی کی بجائے کردیے
۴۴۶	۳	دوسرا لفظ علم کی بجائے ظلم
۴۴۹	۱۳	پانچواں لفظ سیحن کی بجائے سیمن
۴۴۹	۱۷	کردیں کے بجائے کردی گئی
۴۴۹	۱۹	نمبر شمار حدیث ۹۱۳ کی بجائے ۱۹۱۳
۴۵۰	۱	ساتواں لفظ جوثن کی بجائے جوشن
۴۵۵	۵	پانچواں لفظ خلفائے کی بجائے خلفاء
۴۵۸	۶	آخر سے پہلا لفظ شیرین کی بجائے کثیر بن
۴۵۹	۱۹	اخیر سے پانچواں لفظ کرلی کے بجائے کرے
۴۶۵	۱۷	ساتواں لفظ ہے کی بجائے ہیں
۴۷۹	۲	ساتواں لفظ سکیں گے پڑھا جائے
۴۷۴	۱۷	کامیابی زندگی کے بجائے کامیاب زندگی
۴۸۶	۱۳	دوسرا لفظ تجاوب مادی پڑھا جائے

Marfat.com

بقیہ حصہ: باب ۱۶

پڑھنا

اشاعت علوم میں پڑھنے کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ کسی بھی لکھی ہوئی تحریر یا کتاب کا مطلب سمجھنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لئے اس کا پڑھنا انتہائی ضروری ہے اس کے بغیر علم ایک شخص سے دوسرے شخص کو نہیں پہنچایا جا سکتا۔ قرآن پاک میں اس بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔" (۱۶:۹۸) اور سورۃ بنی اسرائیل میں اس بارے میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان پردہ حائل کر دیتے ہیں۔" (۱۷:۴۵) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پڑھا ہوا اسی وقت کار آمد ہوتا ہے جب کہ سننے والا اس کو درست سمجھے وگرنہ وہ پیغام جھٹلایا جاتا اور اس سے انکار کیا جاتا ہے، یہی پیغام سورۃ الانشقاق میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (ترجمہ) "اور جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے بلکہ یہ منکرین تو الٹا جھٹلاتے ہیں۔" (۸۴:۲۱،۲۲) (مزید ملاحظہ ہو ۱۷:۱۴) (۳۵:۲۹) درج بالا حوالوں سے اشاعت علوم میں پڑھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

سننا

اشاعت علوم میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ سننے کو بھی اسی قدر اہمیت حاصل ہے جتنا کہ پڑھنے کو ہے کیونکہ پڑھی جانے والی تحریر/کتاب کو اگر بغور سنا نہیں جائے گا یا اس پیغام کی صحت پر شک کیا جائے گا تو پڑھا جانے والا پیغام بے اثر ہو گا۔ اس بارے میں سورۃ الاعراف کے اخیر میں ارشاد ربانی اس طرح سے ہے (ترجمہ) "جب قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے۔" (۷:۲۰۴) سورۃ القلم میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "جب یہ کافر

Marfat.com

لوگ کلام نصیحت (قرآن) سنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں گویا تمہارے قدم اکھاڑ دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ ضرور دیوانہ ہے۔" (۶۸:۵۱) (مزید ملاحظہ ہو ۱۸:۲۷) درج بالا حوالوں سے اشاعت علوم میں بغور سننے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

۴۔ لکھنا

اشاعت علوم میں پڑھنے اور سننے سے بھی زیادہ اہمیت لکھنے کو حاصل ہے کیونکہ لکھی ہوئی تحریر ہی پڑھی اور سنی جا سکتی ہے۔ اور کسی زبانی پیغام کو ضبط تحریر میں لا کر ہی اس کو محفوظ بنایا جا سکتا ہے اور اس سے دوامی فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں سورۃ القلم کے آخر میں ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) "کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے یہ لکھ رہے ہوں۔" (۶۸:۴۷) نیک آدمیوں کے نامہ اعمال کے بارے میں قرآن پاک میں سورۃ المطففین میں رب تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) "ہرگز نہیں بے شک نیک آدمیوں کا نامہ اعمال بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں ہے اور تمہیں کیا خبر کہ کیا ہے وہ بلند پایہ لوگوں کا دفتر؟ ایک لکھی ہوئی کتاب جس کی نگہداشت مقرب فرشتے کرتے ہیں۔" (۸۳:۱۸۔۲۱) ہاتھ کی تحریر کے بارے میں ارشاد ربانی سورۃ البقرۃ میں اس طرح سے ہے (ترجمہ) "پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اسے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں۔" (۲:۷۹) درج بالا حوالوں سے اشاعت علوم میں لکھنے کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔

آیات پیشتر نوشتہ تقدیر (کتاب) کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا "کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتہ تقدیر میں لکھ نہ رکھا ہو۔ ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان کام ہے۔" (۵۷:۲۲) سورۃ البقرۃ میں یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا (ترجمہ) "یہودی کہتے ہیں عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں۔ عیسائی کہتے ہیں یہودیوں کے پاس کچھ نہیں۔ حالانکہ دونوں ہی کتاب پڑھتے ہیں اور اسی قسم کے دعوے ان لوگوں کے بھی ہیں جن کے پاس کتاب کا علم نہیں ہے۔" (۲:۱۱۳) مزید ملاحظہ ہو ۲:۷۶،

درج بالا حوالہ جات سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتاب کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

بقیہ حصہ باب ۲۲ (لائبریری)

حفاظت کتاب

جو چیز جس قدر زیادہ قیمتی ہوتی ہے اسی قدر زیادہ اس کی حفاظت بھی کی جاتی ہے۔ یہی اصول ہمیں فطرت میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ حیوانات اور نباتات کی دنیا سے فطرت کے اس اصول کی بے شمار مثالیں مل جائیں گی۔ قرآن کے نزدیک علم بہت قیمتی شئی ہے جس کا حصول ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ قرآن عالموں کو بہت بلند مرتبہ قرار دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز کرنے کے بعد جو پہلی وحی ان پر نازل کی گئی وہ بھی اقراء سے شروع ہوتی ہے جس کے معنی ہیں پڑھ۔ علم ایسی قیمتی شئے کی حفاظت بھی اس کی اہمیت اور مرتبہ کے مطابق ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المطففین میں فرماتا ہے کہ اس نے لوگوں کے نامہ اعمال کی کتاب کی حفاظت کے لئے مقرب فرشتے مقرر کئے ہیں (ترجمہ) ''اور تمہیں کیا خبر کہ کیا ہے وہ بلند پایہ لوگوں کا دفتر؟ ایک لکھی ہوئی کتاب جس کی نگہداشت مقرب فرشتے کرتے ہیں۔'' (۲۱-۱۹:۸۳' ۱۱-۸:۸۳) پس معلوم ہوا کہ کتاب کی حفاظت/نگہداشت بھی اشاعت علوم میں اہمیت کی حامل ہے جس کے بغیر کتاب کے ضائع ہونے یا اس میں تحریف کا اندیشہ باقی رہتا ہے۔

احترام کتاب

کسی بھی کتاب کے احترام کے دو معروف طریقے ہیں ایک عمومی احترام یعنی کہ کتاب میں موجود اوامر و نواہی کا احترام کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ الہامی کتابوں کا خصوصی احترام کیا جائے اور ناپاکی کی حالت میں اس کو نہ چھوا جائے۔ بالخصوص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قرآن پاک کو ناپاک جسم کے ساتھ یا بغیر وضو کئے نہ چھوا جائے۔ مزید براں اس کو (قرآن پاک) پاک و صاف جگہ پر احترام کے ساتھ رکھا جائے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے

Marfat.com

(ترجمہ) ''اللہ کی آیات کا کھیل نہ بناؤ' بھول نہ جاؤ کہ اللہ نے کس نعمت عظمیٰ سے تمہیں سرفراز کیا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ جو کتاب اور حکمت اس نے تم پر نازل کی ہے اس کا احترام ملحوظ رکھو۔'' (۲:۲۳۱) پس معلوم ہوا کہ اشاعت و ترویج علوم میں کتاب کا احترام بھی ایک ضروری امر ہے۔

اہمیت کتاب

اہمیت کتاب محتاج بیان نہیں۔ خود قرآن پاک میں کتب کی مشتقات سو سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوئی ہیں ان سب مقامات کو یہاں بیان کرنا مقصود نہیں کیونکہ ایسا کرنا باعث طوالت ہو گا تاہم چند مقامات کا بیان ضروری ہے۔ سورۃ البیّنۃ کے بالکل آغاز میں اہل کتاب اور مشرکین کے ان لوگوں کے بارے میں جو قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے (کافر) تھے یوں بیان فرمایا گیا (ترجمہ) ''اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے (وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آجائے (یعنی) اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے جن میں بالکل راست اور درست تحریریں لکھی ہوئی ہوں پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس (راہ راست کا) بیان واضح آچکا تھا'' (۹۸:۱-۴) اور سورۃ الحدید میں فرمایا کہ اس نے (اللہ تعالیٰ) رسولوں کو صاف صاف نشانیوں کتاب اور میزان (شریعت) دے کر بھیجا تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں فرمایا ''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایت کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔'' (۵۷:۲۵) اس سے اگلی آیت میں نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی نسل کو کتاب اور نبوت دینے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ''ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔'' (۵۷:۲۶)

Marfat.com

فہرست مضامین باب احادیث

اقسام حدیث ۴۲۲
باب اول ماہیت علم، عقل/ حکمت/ دانائی
باب دوم فضیلت علم و علما ۴۴۴، ۵۴۱، ۵۰۷،
۵۰۸
باب چہارم خصوصیات علم ۲۵۱
باب پنجم ذرائع علوم ۱۰۰، ۱۷، ۱۰۳، ۵۰۰، ۴۹،
۴۷، ۴۸، ۴۹، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۵۳، ۵۴، ۵۷،
۶۹، ۶۷، ۶۴، ۶۳، ۷۹، ۸۷، ۷۷، ۷۵، ۸۹ تا ۹۲،
۹۶، ۹۷، ۹۹، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۷،
۱۳۶، ۱۳۵
باب ششم علم کی قسمیں ۱۹۲۵
باب ہفتم افادیت علم ۵۰۶
باب ہشتم علم کے تقاضے، دعا ۱۳۴۸، ۱۳۴۹،
۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۴۲۹، ۱۲۲۷، ۱۳۷۶، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶،
۱۳۴۵، ۴۷۵، توبہ استغفار ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۵۰۴،
۱۸۲۴، ۱۸۲۵، حمد/ ثنا/ تسبیح/ ذکر ۱۳۸۱، ۱۳۱۷،
۱۳۱۵، ۱۳۳۰، ۵۲۹، ۵۳۱، ۲۷۰
باب نہم علم کے منافی رویے ۵۰۳، جھوٹ
کذب، تکذیب، ۵۱۸، ۵۱۹، ظلم ناانصافی، ۱۹۱۱،
۱۹۲۷ ریاکاری/ منافقت، ۱۹۳۱، ۲۴۵۰، ۱۹۲۲،
غیبت ۱۸۳۳، ۱۸۶۱، ۱۸۳۴ زرپرستی ۲۳۷،
۲۳۸، ۲۰۰، ۲۰۱، غصہ ۱۹۱۷، ۱۹۱۸ چاپلوسی ۲۶۹،
غور و فکر سے اعراض، علم بغیر عمل ۵۴، لعن طعن
۱۹۱۶، ہنسی مذاق، ۱۸۸۷، فحش گوئی/ اخلاق رذیلہ
۱۹۱۵ قطع رحمی ۱۹۲۰ چغلخوری ۱۹۲۳
باب دہم موافقات علم ۲۳۴۰، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۳۳،
چھوٹوں پر شفقت و بزرگوں کی تعظیم ۱۸۱۸، ۱۹۱۹،
۴۷۵ محسن کا شکریہ تعریف ۱۹۲۴ راز داری،
امانت داری ۱۸۵۸، تونگری ۲۳۵، ۵۴۳
گیارھواں باب موانعات علم، بدعت ۵۳۶، مال
کا فتنہ، ۱۹۸، ۱۹۹ فتنہ پروری ۴۳، ۴۴، ۶۲ ظلم و
ستم ۵۳۲، ۱۸۴۷، زناکاری، بدکاری ۲۶۷، ۲۷۳،
کثرت کلام ۲۷۴، ۲۷۵، قطع رحمی، ۲۷۳، ۱۸۴۶
باب بارھواں جاہل سردار ۵۱۲ ابلاغ اشاعت
علوم دعوت حق ۵۳۳ عمدہ حافظہ ۵۱۷ روایت
حدیث تحریر ۵۲۷
تیرھواں باب استاد کے اوصاف، حسن سلوک،
اخلاق ۵۱۰، ۵۹، بے خوفی ۲۰۸، معافی درگزر ۹۱۳،
۱۸۴۸، ۱۸۴۹، صبر و استقلال، ۱۹۲۱، احسان ۱۹۰۳،
۱۸۵۹، ۱۸۶۰، اللہ سے حسن ظن ۲۵۰، ۲۵۰ ہدیہ و
تحفہ ۱۹۱۴ قناعت ۲۲۱ خوش اخلاقی ۱۹۱۲، ۱۹۰۰ تا
۱۹۰۲ حصول علم کی لگن ۵۳۹، ۵۴۰ نرم مزاجی،
۱۹۱۰ حق گوئی ۴۰ حیاداری ۴۷۶ تواضع، انکساری
۱۹۲۶
باب چودھواں مقاصد تعلیم ادب آداب
۱۸۵۰، پرہیزگاری، فرمانبرداری ۵۳۵ حق گوئی،
بےباکی ۳۸، توکل، قناعت ۲۰۶، ۲۱۰
پندرھواں باب نصاب تعلیم قرآن کا علم اور

Marfat.com

اس کی تعلیم ۷۶۶ ، ۷۶۷ دین حقہ کی تعلیم ۶۰ ، ۴۰ ، ۷۵ غیر ملکی زبانیں ۵۷۴ ، علم الانسابؐ ۱۸۷۷
شاعری ۷۰۷ ، ۷۰۸ ، ۷۰۹ ، ۷۰۳ ، ۷۰۴
سولھواں باب طریق تدریس ، روایت / حدیث ۵۲۸ ، پڑھنا تلاوت ۷۲۴ ، ثابت قدمی ۷۲۵ ،
دوہرانا ۵۸۲
سترہواں باب جزا و سزا۔ جزا ۵۴۵ ، تقوی و پرہیز گاری کی جزا ۲۵۳ سزا بہتان طرازی کی سزا ۵۱۸ ، کثرت راگ رنگ ۷۹
انیسواں باب تحقیق و تفتیش ، نئی راہوں کی تلاش ۵۳۴ ، اغلاط کی درستی ۱۹۳۰
بیسواں باب امتحانات / جائزہ آزمائش ۲۶۲ ، ۲۶۳
اکیسواں باب ماحول معاشرہ کے تعلیم پر اثرات ، مصافحہ ۵۹ ، عالم دین ۲۶۸ ، قتل و خونریزی کی کثرت ۶۷ تا ۶۹

مسلم امہ کے لئے لائحہ عمل کے مضمون کی تیاری میں اپنے ہم جماعت اور بہترین دوست پروفیسر سید محمد سلیم صاحب کے اسلامی تعلیمات پر تحریر کردہ مختلف کتابچوں نیز اسلام کا نظام تربیت۔ از محمدؐ قطب مترجم پروفیسر ساجدالرحمٰن صدیقی پبلشرز اسلاملک پبلیکیشنز۔ شاہ علم مارکیٹ لاہور اسلام کا نظریہ تعلیم از پروفیسر خورشید احمد صاحب ادارہ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ پاکستان سے مدد لی گئی ہے جس کے لئے ان سب کا شکر گزار ہوں

خدائے ذوالجلال والاکرام کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے نااہل کو قرآن کی فکر و تعلیمات کو بالخصوص تعلیم کے میدان میں مسلم و غیر مسلم ہر دو تک بلا کم و کاست کسی دنیاوی لالچ یا تمنا کے بغیر پہنچانے کا وسیلہ بنایا خدائے رحمان و رحیم سے التجا ہے کہ وہ میری اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں بطفیل رسول ہر زمان و مکان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والیہ وسلم منظور و قبول فرمائے۔ مسلم امہ کو اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور روز محشران کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے میرے مرحوم والدین کی مغفرت فرمائے ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ کتاب کو قبولیت عام عطا کرے لوگوں کے لئے اس کو ہدایت اور میرے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

احقرالعباد خاکپائے۔رسول
ابوصباح صلاح الدین بن مصباح
۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

قرآنی نظریات علم و تعلیم

ابو صباح صلاح الدین

Marfat.com